روح ولادت فی مناقب النعمان
١٣١٢

اسم تاریخی

محاسن امام اعظم جہان

از تصنیفات افضل الفضلا اکمل الکملا استند روزگار مولانا محمد عبد الغفار مفتی صدر عدالت
لشکر گوالیار سلمہ اللہ تعالیٰ

تصحیح تام و تنقیح مالا کلام از اہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا اللہ الصمد ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ھ

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

مختصر فہرست کتب مطبوعۂ خاص مطبع مجتبائی دہلی

قرآن شریف واضح جلی قلم مترجم بدو ترجمہ (۱) ترجمہ اُردو شاہ عبدالقادر صاحب مع موضح القرآن (۲) ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ صاحب

قرآن شریف چار ترجمہ دو ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ رح و شیخ سعدی شیرازی و دو ترجمہ اُردو شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر رح مع فوائد و شان نزول بر حاشیہ۔ مجتبائی دہلی۔

حمائل شریف معری مترجم ایک اشرفی۔ فی غلطی انعام والی۔ متن اسکا معری ہے اور حاشیہ پر ہندسہ وار آیۃ آیۃ کا بامحاورہ اُردو ترجمہ شاہ عبدالقادر کا لکھا ہوا ہے۔ مجتبائی

حمائل شریف معری نہایۃ صحیح

کتب تفاسیر عربی فارسی اُردو

تفسیر جلالین مع کمالین محشی بحواشی جدیدہ۔ مجتبائی دہلی

تفسیر بیضاوی یعنی تا سورہ بقر یعنے تا مقام درس محشی بحواشی نافعہ از شہاب خفاجی و شیخزادہ و ملا عصام و عبدالحکیم سیالکوٹی۔ مجتبائی دہلی

تفسیر عزیزی فارسی تا سورہ بقر موسوم بہ فتح العزیز از مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح۔ مجتبائی

جمال انسانی المعروف بہ ظہور صفا تفسیر آیۂ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

تفسیر سورہ فجر اُردو منظوم

تفسیر سورہ فیل اُردو منظوم

تفسیر سورہ نازعات اُردو منظوم

تفسیر سورہ شفا یعنی سورہ فاتحہ

تفسیر سورہ فاتحہ بزبان اُردو از مفتی اکرام الدین صاحب دہلوی رح

تفسیر حقانی نادر تفسیر سلیس اُردو مین سات جلدون مین تمام ہے

کتب حدیث و اصول حدیث

ابن ماجہ۔ نصف اول فاروقی و نصف ثانی مجتبائی محشے۔

اکمال فی اسماء الرجال ہم تقطیع مشکوۃ جن لوگون کے پاس مشکوۃ شریف بلا اکمال ہے وہ اُس کے ساتھ اسکو ضم کر سکتے ہین۔

بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مع نخبۃ الفکر محشی نہایۃ صحیح مجتبائی

جامع الترمذی مع شمائل

سنن نسائی محشی باضافۂ فہرست ابواب طبع جدید صحیح و خوشخط۔ مجتبائی

شمائل ترمذی محشی علیحدہ بھی چھاپی گئی ہے۔ مجتبائی دہلی۔

مؤطا امام مالک رح محشی بحواشی نافعہ نہایۃ خوشخط۔ مجتبائی دہلی

مشکوۃ المصابیح مع اکمال فی اسماء الرجال محشی بحواشی جدیدہ

نخبۃ الفکر مع شرح نزہۃ النظر محشے مجتبائی دہلی۔

تسخیر شرح چہل حدیث منظومہ مولوی ہادی علی صاحب رح مجتبائی

خیر متین ترجمہ اُردو حصن حصین یہ نادر کتاب تمامی کتب صحاح اور کتب احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والتحیہ کا لب لباب ہے۔ مجتبائی دہلی۔

ماثبت بالسنۃ مع شرح اُردو زیر متن و بر حاشیہ حل لغات الموسوم باعمال الماثورہ فی ایام المشہورہ۔

کتب فقہ و اُصول فقہ عربی و فارسی و اُردو

فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری

قدوری محشی بحواشی جدیدہ

کنز الدقائق محشی تقطیع کلان نہایۃ صحیح خوشخط زیر طبع۔

منیۃ المصلی محشی بحواشی جدیدہ مع حل لغات مجتبائی دہلی۔

اُصول الشاشی محشی بحواشی جدیدہ و قدیمہ۔ مجتبائی دہلی

حسامی۔ محشی بحواشی جدیدہ بخط واضح پر قلم۔ زیر طبع

کشف المبہم شرح مسلم الثبوت

مسلم الثبوت محشے نہایۃ صحیح خوشخط پاکیزہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ مع اضافہ حواشی جدیدہ چھاپی گئی ہے

نامی شرح حسامی حامل المتن از مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مؤلف تفسیر حقانی۔ مجتبائی دہلی

چہار باب فارسی مسائل فقہ مع کلمات پند و نصائح و حکمت و اسماء الحسنے و سی و سہ آیۃ از شاہ اہل اللہ

مالابد منہ فارسی محشی مع وصیت نامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نہایۃ صحیح بخط واضح و خوشخط۔ مجتبائی

مجموعۂ فتاوی مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فارسی مجتبائی دہلی۔

اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب

بشری للمومنین کہ کتاب مستطاب مشتمل بر فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام ابی حنیفہ تابعی کوفی امام اعظم جہان الموسوم بہ

روح الایمان فی مناقب النعمان

از تصنیفات عالم اجل فاضل اکمل مولانا محمد عبد الغفار مفتی ریاست گوالیار سلمہ اللہ تعالی بماہ ربیع الاول ۱۳۱۲

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اختص العلماء بوراثۃ الانبیاء والتخلق باخلاقہم وجعلہم القدوۃ للکافۃ فی معاشہم ومعادہم۔ ومیز المجتہدین منہم بقیامہم بمصالحہم والصلاح الحق لہم فی مصادرہم ومواردہم وباضطرار الخلق الیہم فی قوام مابہ حیاۃ ارواحہم وابدانہم۔ فہم الملوک لاہل الملوک تحت اقدامہم وفی اسرایہم واقلامہم وہم النجوم لاہل النجوم تستمد من انوارہم۔ وہم الشموس لاہل الشموس تستضیٔ من اضوائہم واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شہادۃ اترقی بہا فی کمالات معارفہم واشہد ان سیدنا وشفیعنا محمدا صلعم عبدہ ورسولہ وحبیبہ المذیع لمعالی مناقبہم وکمالہم والمفیض علیہم من سوابق التوفیق لاقتفاء آثارہ فی سائر احوالہم ماسبقوا بہ من سواہم الی الخلافۃ الکبری عنہ فی الہدایۃ والامداد للخلق ببواطنہم وظواہرہم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ الذی حازوا من قصب السبق فی مضمار الکمالات الصمدانیۃ والمعارف المصطفویۃ ماصاروا بہ القدوۃ الکبری والمحجۃ البیضا لاوائل الخلق واواخرہم صلوٰۃ وسلاما دائمین بدوام العلماء وظہور سوددہم ومآثرہم۔

سبب تالیف کتاب

بعد حمد وصلوٰۃ بندۂ شرمسار عصیان پناہ نامہ سیاہ المعتصم بذیل حضرۃ النبی المختار محمد عبد الغفار حنفی قادری ابن مولانا حافظ احمد حسن خیرآبادی نواسہ حضرت خاتمۃ المحدثین مولانا شاہ بہادر علی محدث حنفی قادری دہلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع اقاربہ وعشائرہ برادران مومنین کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ ہر چند فضائل وکمالات علمی وعملی حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ تابعی کوفی کے

زبان زد خاص و عام ہو گئی ہے کلام کافہ انام میں اور صدہا کتابوں میں آپکی محامد عالیہ و مناقب جلیلہ
میں موافق و مخالف مذہب سے ترتیب پائی ہیں مگر ظاہر ہے کہ اس آشوب حیل شورش حوادث میں
و زمرۂ غیر مقلدین طائفہ متعصبین نے براہ غلوی و تعصب نفسانی و ہجوم حسد و نفاق قلبی حضرات ائمہ مجتہدین
کی شان میں زبان درازی و یاوہ گوئی شروع کی ہے خصوص بعض جہلا متعصبین شافعی مذہب نے
ہمارے امام اعظم کی شان میں بعض مطاعن و افترات و قدح و جرح عظیم از قبیل افک مبین و بہتان
عظیم نقل کئے ہیں جسکے اون مفتریات کو دیکھ کر بعض مومنین حنفی المذہب بھی جادۂ حق سے
برگشتہ ہوکر جو ان دہجا جیسے و قیل و قال کا پینے سے شراب طہور ایمان گرے گیف و کمد کرتے
ہیں خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو الخسران المبین لہذا بجمیع امر جلیل و ذکر فان الذکری تنفع المومنین
و نیز بمقتضای تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین۔ ایک زمان طویل سے اس فقیر کے دل میں محبت
ایمانی و جاذبہ شوق پنہانی باعث و محرک اسکا تھا کہ حضرات ائمہ مجتہدین بالخصوص والاجناب حضرت
رفعت مآب عظمت و تقدس نصاب ممطلے القاب امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
کوفی رضی اللہ مرقدہ سحائب الرحمۃ والرضوان واسکنہ فی اعلے فرادیس الجنان کے فضائل و کمالات
علمی و عملی میں ایک رسالہ مختصر زبان اردو سلیس ترتیب دیوے جس سے عام مومنین کو سرمایہ
حسن سعادت عاقبت بقاء ایمان و دولت غفران و رضوان نصیب ہو و رضوان من اللہ اکبر ذلک ہو
الفوز العظیم مگر چونکہ وجود و ظہور ہر شی کا بعطاء حسن توفیق حضرت رب العطیات مجیب الدعوات مرہون
بالاوقات ہے مترصد حسن قبول مامول رہا الحمد للہ کہ بامداد فتوح غیبی حضرت باری و اعانت فیوض
بارگاہ حضرت عالیجاہ مصطفوی سرمایہ فتح مبین و دولت فوز عظیم بکامیاب ہوا و نسیم با قبول ۵
فیض بہشتین زمن گلشن اینش تا امید اینجا * برنگ دانہ زیر فضل مہرو بر گلہا بنجا۔ وجہ یہ کہ فقیر نے قبل از
اشتغال اونکا حضرات ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ایک کتاب نامی خیرات الحسان فی مناقب
الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان کتب دینیہ موجودہ سے برآمد ہوئی باتفاق غیبی و توفیق حضرت حق
توجہ قلبی رہبر وادی اوسکے مطالعہ کی ہوئی دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت مصنف علامہ شیخ الاسلام
مفتی عرب و عجم سیدنا شہاب الدین احمد بن احمد بن حجر المکی الہیتمی مفتی حجاز نے اس مختصر لطیف میں
انموذج شریف بعض علوم کی کمال فضل و عظمت استنباط و رفعت شان حضرت مجتہد علماء و عملا

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کو اس بیان معجز نظام و حسن اہتمام تام سے بیان فرمایا ہی کہ حضرات علماء راسخین فی العلم کے نزدیک ہر جملہ مافل و ل اوسکا متانت و بلاغت الفاظ و معانی و جامعیت نکات و دقایق و مبانی مین بینظیر و شے عجیب ہی اور اولے الابصار کے لئے ہر کلمہ اوسکا ایک دفتر طویل و ہادی الے سواء السبیل ہی اوسوقت اس فقیر کو بلحاظ و خیال اس معنی کے کہ مصنف اس کتاب کا امام وقت و مجتہد عصر عارف معانی کتاب و سنت مسلم الثبوت علماء شرق و غرب شافعی مذہب ہی ہجوم مسرت و شادمانی ہوا اور توفیق ترجمہ عطا ہوئی تاکہ ناظرین کوتاہ نظر و متعصب و مدعیان بے خبر کو بعد پڑہنے و سننے اس کتاب کے یہ واہمہ نہ پیدا ہو کہ اس کتاب مین حنفی مذہب والونکا مبالغہ ہی اور حنفیت کا تعصب اور جوش و اصرار ہی لہذا بنظر رفع واہمہ ہذا کے اس عاجز نے حضرت امام اعظم کے صحیح حالات اس کتاب سے و نیز دیگر کتب شافعیہ و حنفیہ سے بطور ترجمہ اس کتاب مین نقل کئے اور بنظر اختصار جابجا حوالہ اس کتاب کا نہ لکھا گیا اور تبرکاً و تیمناً خطبہ حمد و ثنا کتاب مذکور کا نقل کیا گیا ۵ صد شکر کہ از تشنگی غم رستم ؛ چون قطرہ بدریای کرم پیوستم ؛ بر کشتی توفیق ازل بنشستم ؛ وز زمزم قدس چہرہ دل شستم ؛ حضرت مجیب الدعوات اس کتاب کو موجب کفارت سیئات و باقیات صالحات فرمادے اور بروز جزا عند الحساب ذریعہ مغفرت و نجات کرے آمین بحرمۃ سیدنا رحمۃ للعالمین و شفیع المذنبین ۵ روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ ؛ من نیز حاضر میشوم تو صیف نعمان در بغل ؛ اللہم اجعلہ خالصا لوجہک الکریم و تقبل منی انک انت السمیع العلیم ؛ **پہلا باب** حضرت امام اعظم کے حالات پیدایش و تحقیق نام و نسب و کنیت و شروع اشتغال علم کے بیان مین معہ بیان جوابات سوالات مشکلہ دقیقہ معرکۃ الآراء کے مخفی نرہے کہ امام صاحب کے نسب وغیرہ کی تحقیق و تنقیح مین جو روایات و اقوال اکابر علماء دین نے نقل کئے ہین وہ ایک بحث طویل و قیل و قال وسیع ہی لہذا اس امر کو ممل و مخل ناظرین سمجہکر خلاصہ تحقیق اکابر ثقات محدثین پر اکتفا کیا جاتا ہی ۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ علماء دین نے امام صاحب کے نسب مین اختلاف کیا ہی مگر بعد تحقیق و تنقیح قول اکثر ثقات محدثین کا جسکی تصحیح کی ہی محققین نے یہ ہی کہ امام صاحب عجم سے ہین اور اسی پر مبنی ہی وہ قول جو روایت کیا ہی خطیب نے عمر بن حماد سے کہ نعمان بیٹے ثابت کے اور وہ بیٹے زوطی کے اور وہ بیٹے

ماہ کے ہین اہل کابل سے۔ زوطی زار کے پیش سے مانند موسی کی اور زار کی فتح سے مانند سلمی کے اور کابل ایک شہر ہی اقلیم متاخر ہند سے جبکہ مالک اور قابض ہوا اسپر بنو تیم اللہ بن ثعلبہ اور زوطی اسلام لاے تب اونے انکو آزاد کیا اور ثابت پیدا ہوی اسلام پر یہ تواریخ ابن خلکان ہین مذکور ہوا کہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کابل کے لوگون مین سے ہین اور احمد بن اسحاق کا قول ہی کہ زوطی غلام آزاد تھے بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے اور ثابت کے حق مین چند اقوال مذکور ہوے ہین چنانچہ بعض کا یہ قول ہی کہ ثابت اہل انبار سے ہین بفتح الہمزہ زان بعد انہون نے نقل مکان کیا طرف نسا کی وہان امام صاحب پیدا ہوئے اور جب وہان مفسدہ ہوا تو وہ بھی مقام چھوڑ دیا اور بعض کا یہ قول ہی کہ وہ ترمذ سے ہین ترمذ ایک شہر ہی کنارہ جیحون پر اور ان روایات کے اختلاف کو کوئی مانع نہین ہی بایں وجہ کہ ممکن ہی کہ آپکو بلاد مذکورہ مین قیام کا اتفاق ہوا ہو پس ہر ایک راوی کو جو معلوم ہوا اونے وہ ہی نقل کیا اور نیز روایت کیا خطیب نے اسمعیل بن حماد سے کہ انہون نے کہا کہ ثابت بیٹے نعمان کے اور وہ بیٹے مرزبان کے ہین احرار فرزندونسے اور قسم ہے اللہ کی ہمارے بزرگون سے کبھی کوئی غلام نہ تھا اور زمانہ صغر سنی مین ثابت حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوی جناب مرتضے نے انکے اور انکی اولاد کے حق مین دعاء خیر فرمائی اور ہم اس دعا کی قبولیت کی امید رکھتے ہین اور اس روایت کو طحطاوی نے بروایت خطیب تمام سند کے ساتھ نقل کیا ہی اور حضرت نعمان نے نوروز کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فالودہ بھیجا آپنے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نوروز ہی صاحب درمختار لکھتے ہین کہ یہ بات مقرر ثابت ہی کہ امام صاحب کے والد ماجد یعنی ثابت نے سیدنا علی مرتضے کو پایا اور اون کی خدمت مین حاضر ہوی اور جناب مرتضے نے ثابت اور اونکی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ تہذیب الکمال مین احمد بن عبد اللہ سے منقول ہوا کہ وہ کہتے تھے کہ مجھسے کہا میرے باپ شاذان مروزی نے کہ سنا مینے اسمعیل سے کہ وہ کہتے تھے مین بیٹا ہون حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان کا فارس کے احرار لوگون سے واللہ ہمارے بزرگون ہی کبھی غلام کوئی نتھا میرے دادا ثابت کو انکے باپ حضرت علی رض کے پاس لیگئے آخر روایت تک۔ اور معدن الیواقیت مین اور چند اقوال مذکور ہوے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ حضرت حماد

کی دونون بیٹون یعنے اسمعیل اور عمر مین دو باتون مین اختلاف واقع ہوا ہی اول یہہ کہ والد ثابت کے نعمان ہین یا زوطی اور دادا اونکے مرزبان ہین یا ماہ اور اس اختلاف کو علمانے یون رفع کیا ہی کہ محتمل ہی کہ ہر ایک کیواسطے دو نام ہون یا یہ کہ ایک نام ہو اور دوسرا لقب یعنی زوطی کے نعمان ہون اور معنے مرزبان کے ماہ۔ دوسرا اختلاف اونکا رقیت کے باب مین ہی اور اسکا علماء نے یہ جواب دیا ہی کہ جسنے ثابت کیا ہے رقیت کو اوسنے ارادہ کیا ہے جد کو یعنے مرزبان کو اور جسنے رقیت یعنے غلامی کی نفی کی ہی اوسنے ارادہ کیا ہی اب کو یعنے ثابت کو لیکن کہا ولد اسمعیل مذکور نے کہ وہ سب موالی ہین اور قیدیان کابل سے وہ صرف ثابت ہین کہ خرید اونکو ایک عورت نے بنی تیم سے اور پھر اوسنے اونکو ازاد کیا اور بعض نے کہا کہ وہ عربی ہین اسصورت مین زوطی اولاد یحیے ابن زید بن اسد سے ہین اور نسخہ ابن راشد الانصاری مین وارد ہوا کہ یہ تحقیق ترجیح دی ہی ایک جماعت نے اصحاب مناقب مین سے اس باب مین اُس قول کو جسکا گذر چکا بیان اسمعیل اور عمر مذکورین کے روایت مین اسوجہ سے کہ وہ دونون اپنے جد کے حالات کے نسب سے زیادہ عارف اور واقف ہین صاحب جواہر مضیہ طبقات حنفیہ مین بضمن اس تحقیق کے بڑی تصحیح و تنقیح سے امام صاحب کے نسب شریف کا سلسلہ تا حضرت آدمؑ نقل کرتے ہین وہ تبرکا تیمنا اس کتاب مین بھی لکھا جاتا ہی تاکہ سامعین و ناظرین مشتاقین اوس سے فیضیاب ہون اعلم انہ رحمہ اللہ تعالی

من ابناء فارس کما قال مولانا الشیخ عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ بن سالم ابی محمد بن ابی الوفا

القرشی فی الجواہر المضیہ و طبقات الحنفیہ ان الامام الاعظم ابا حنیفۃ النعمان بن ثابت بن کاوس

بن ہرمز بن مرزبان بن بہرام بن مہرکز بن ماجشر بن حیسک بن آوربود بن ہرداس بن بہرام

بن مہرکز بن آوردباد بن آزرخور بن بردفیروز بن سیدوش بن رقبان بن ملتیکر بن کردبو بن

کردبو بن سیردار بن دادین بن سیدوش بن یزد بن نجت فود بن شادان بن ہرمزدیار بن

خالستان بن دینار بن کمیار بن ودین بن سیدوش بن کردود بن ساسان الملک بن باباب الملک

بن مہرس الملک بن ساسان الملک بن بہمن بن اسفندیار الملک بن گشتاسپ الملک بن لہراسپ الملک بن کیمتش

الملک بن کی یاسین الملک بن کیابود الملک بن کیقباد الملک بن داد الملک بن برحما الملک

بن مرمان سوہ الملک بن منوچہر الکیان الملک ہو الفارس بن الیہود ابن یعقوب بن اسحاق

بن ابراہیم بن آذر وہو التارخ بن ناخور بن سروع بن راغو بن فالخ بن عابر و ہو ہود النبی ؑ ابن
شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح النبی ؑ بن لملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مارد بن مہلیل بن
قینان بن انوش بن شیث بن آدم ؑ ہکذا رایت ہذا النسب من اولہ الی آخرہ بخط الحافظ ابی اسحق
ابراہیم البصر فینی انتہی اب معلوم کرنا چاہیئے کہ امام صاحب کی ولادت شریف کے باب مین اکثر اہل
تحقیق کا یہ قول ہی کہ آپ ۸۰ھ ہجری مین عبد الملک بن مروان کی خلافت مین کوفہ مین پیدا ہوئ
اور وہین آپنے نشو و نما پائی پس جو لوگ کہ بروایت شاذہ ۶۱ھ مین آپکی ولادت کے قایل ہوئ
ہین اونکا قول پایہ اعتبار سے ساقط ہی چنانچہ واقدی اور سمعانی نے بروایت صحیح امام ابو یوسف
سے اسی قول کو نقل کیا ہی انتہی اور باتفاق اہل حدیث و دیگر علماء دین نام مبارک امام صاحب
کا نعمان ہی اور اسمین ایک سر لطیف ہی وہ یہ ہی کہ اصل نعمان کی خون ہی وہ کہ بسبب اوسکے بدنکا
قیام ہی چنانچہ صاحب قاموس و علامہ ابن حجر مکی یہی معنی لکہتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ شقایق بوجہ
حمرت نعمان کیطرف مضاف کئے جاتے ہین اور اسیوجہ سے بعض اسطرف گئے ہین کہ وہی
روح ہی بہر کیف اس صورت مین یہ معنی ہونگے کہ امام ابو حنیفہ کے وجود باجود سے علم فقہ کا
قیام ہوا اور علم دین کے مشکلات و دقایق کا انکشاف ہوا یا نعمان ایک نبات سرخ رنگ و
خوشبودار ہے تو یہ معنے ہونگے کہ امام صاحب کی ذات بابرکات کے کمالات کی خوشبو سے خانہ دین
اسلام معطر و معنبر ہوا اور اونکی معاش و شرائف علمی و عملی سے تمام آفاق نورانی ہوا یا نعمان بروزن
فعلان مشتق ہی نعمت سے تو یہ معنے ہونگے کہ امام صاحب کا وجود باجود مومنین کے لیئے ایک نعمت
عظمے و عطیہ کبرے ہی خدا تعالی کی جناب سے واما بنعمۃ ربک فحدث اور کنیت آپکی ابو حنیفہ ہی
مونث حنیف کا بمعنی یکسوی پس مومن بھی امام صاحب کی تقلید و پیروی سے دین حق کیطرف
یکسو و مائل ہو جاتا ہی قولہ تعالے اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا اور بعض کہتے ہین کہ امام صاحب کی کنیت
ابو حنیفہ اسوجہ سے ہوئی کہ لغت عراق مین حنیفہ دوات کو کہتے ہین چونکہ امام صاحب کو اکثر اوقات
التزام دوات کا زیادہ رہتا تہا لہذا آپکی کنیت ابو حنیفہ قرار پائی اور بعض یہ وجہ بیان کرتی ہین
کہ امام صاحب کے ایک دختر تہین نام انکا حنیفہ تہا مگر یہہ قول علماء دین کے نزدیک پایہ اعتبار
سے ساقط ہی کیونکہ امام صاحب کے سوای حضرت حماد کے کوئی دوسری اولاد مذکر و مونث

سے نہین ثابت ہوئی - اور روایت کیا خطیب وغیرہ نے امام صاحب سے بسند منقطع کہ آپ نے
فرمایا کہ نرکہی جاوے میرے بعد میری کنیت کسیکی ورنہ وہ مجنون ہوجاویگا کہا علمار دین نے کہ دیکھا
ہمنے چند اشخاص کو کہ اونکی یہ کنیت رکھی گئی مگر وہ لوگ ضعیف العقل ہوگئے چنانچہ قریب تیس
اشخاص کے ایسے گذرے کہ وہ اوائل حال مین علم وفضل مین مشہور وممتاز تھے مانند القالی
والدینوری کے اور ان بعد اختلال عقل وفتور حواس مین مبتلا ہوگئے اور آپ سے پہلے بھی یہ کنیت
کسیکی نہین ہوئی ہان کسی تابعین مجہول الحال کی ہو تو بعض محققین اس مقام مین کمال تحقیق
وتفتیش سے لکھتے ہین کہ جن حضرات کی کنیت ابوحنیفہ تھی آن اکابر کے یہ نام ہین [1] ابوحنیفہ احمد المصدق
بن محمد النیشاپوری ذکرہ ابن النجار - [2] ابوحنیفہ جعفر بن احمد [3] ابوحنیفہ الخوارزمی قال الطحاوی سالت
اباعمران حدثنا محمد بن شجاع حدثنا ابوحنیفہ الخوارزمی سالت اباحنیفہ عن الامام الخ - [4] ابوحنیفہ الخطیبی
محمد بن عبید اللہ بن علی [5] ابوحنیفہ الدینوری احمد بن داود صاحب کتاب النبات احد العلماء المشہورین
فے اللغة ولہ من المصنفات کتاب الفصاحة وکتاب القبلة وکتاب حساب الدور وکتاب الوصایا و
وکتاب الجبر والمقابلہ مات فی سنة ۲۸۲ھ - [6] ابوحنیفہ الزیلعی فقیہ فاضل یتوقد ذکاء کنی بذلک
لکثرة نقلہ للرکوع وکان فصیحا علی انہ کان زیلعیا رجع الے البلاد وقدیما اسمہ عبد الکریم - [7] ابوحنیفہ
محمد بن یوسف - [8] ابوحنیفہ عبد المومن - [9] ابوحنیفہ الصغیر لقب بذلک محمد بن عبد اللہ ابوجعفر الہندوانی
[10] ابوحنیفہ علی بن ابی نصر - [11] ابوحنیفہ الثانی عرف بذلک عبید اللہ بن ابراہیم بن عبد الملک - [12] ابوحنیفہ
عرف بہ ابوالفتح محمد بن ابی حنیفہ - [13] ابوحنیفہ العقبی محمد بن ابی حنیفہ بن ماہان - [14] ابوحنیفہ قیس
بن احرم - [15] ابوحنیفہ الاصغر بکر بن محمد بن علی بن الفضل - [16] ابوحنیفہ النعمان بن ابی عبد اللہ محمد
بن منصور بن احمد بن حیسوان احد الائمة الفضلاء المشار الیہم ولہ تصانیف کثیرة منہا کتاب
اختلاف اصول المذاہب ثم انتقل الی مذہب الامامیة وصنف کتبا کذا فی وفیات الاعیان
وانباء ابناء الزمان - [17] ابوحنیفہ الامام الاعظم النعمان بن ثابت الکوفی لہ اربعة آلاف شیخ
من التابعین ہذا ما وصل الیہ نظری ذکرتہم ہہنا تبرکا بہم وزیادة انکشافہم ہکذا فے النوادر المنیفہ
فی مناقب الامام ابی حنیفہ **بیان حلیہ شریف** وغیرہ امام ابویوسف رح فرماتے ہین کہ
تھے امام صاحب میانہ قد آدمیون مین یعنی قد مبارک آپکا موزون تہا اور صورتمین نیکترین

آدمیونمین ہی تھے اور گویائی مین نہایت فصیح و بلیغ تھے یعنی کلام آپکا حشو و زواید سے پاک ہوتا تہا۔ اور مذاکرہ و بحث علمی مین حجت و براہین قایم اور وارد کرنے مین آپ کامل تھے یعنے بالخصوص اس باب مین آپکو ملکہ تمام و کمال حاصل تہا کہ جس چیز کا ثابت کرنا آپ کو مقصود ہوتا تہا اوسکو ایسے دلائل واضحہ و براہین قویہ سے پایہ ثبوت کو پہونچاتے تھے کہ کسیکو اوس بیان کی تردید کی قوت و قدرت نہین ہوتی تھی۔ اور آواز و لہجہ آپکا نہایت شیرین نغمہ خیز اور رقت انگیز تہا۔ اسجگہہ بعض اہل تحقیق لکھتے ہین کہ حضرت حماد کا یہ قول ہی کہ تھے امام صاحب دراز قد اسکے یہ معنی ہین کہ قریب تھے آپ طویل ہونیکے پس یہ قول پہلے قول کے منافی نہین ہی اسوجہ سے کہ کبھی ہوتا ہی باوجود میانہ قد ہونیکے اقرب طول کیطرف جیساکہ تفصیل بیان اسکا شرح شمائل ترمذی مین مذکور ہی۔ اور گندم گون ہونا آپکے رنگ مین غالب تہا اور ظاہر ہے کہ اس رنگ مین ملاحت اکثر غالب ہوتی ہی اور یہ وصف موجب مزید حسن و جمال ہوتا ہی۔ اور جمیل حسن الوجہ اور مہیوب تھے یعنی چہرہ مبارک آپکا نورانی شان رحمانی تہا اور ایک طرح کی اوسمین ایسی ہیبت حق تھی کہ وہ لوگوں پر متعدی ہوتی تھی۔ اور نہین کلام فرماتے تھے آپ زیادہ مگر اوسیقدر جو سائل کے جواب کے لئے کافی ہوتا تہا اور نہین خوض فرماتے تھے آپ لایعنی اور فضول باتون مین۔ اور لباس آپکا لطیف و نفیس ہوتا تہا جیساکہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہین کہ تھے امام صاحب عمدہ لباس مین اور نیکترین صورت مین رضی اللہ عنہ وغفر لتابعیہ۔ بالجملہ زمانہ صغر سنی مین آپکا کوئی ایسا مربی و شفیق نہ تہا جو رہبری و رہنمائی کرتا کہ حضرات صحابہ کرام رضؓ موجود ہین اوسوقت سے کچھ آپ علم دین حاصل فرماتے لہذا ابتداء حال مین چندروز آپ مشغول ہو گئے بیع و شرا مین کہ اس عرصہ مین بتوفیق حضرت سبحانی امام شعبیؒ سے ملاقات ہوئی اُنہون نے امام صاحب کی قوت قدسیہ اور وسعت استعداد ظاہری و معنوی و بیداری باطنی کو جو بنظر البصیرت دیکھا تو متعجب ہوکر یہ فرمایا کہ اوایل عمر مین جسکا یہ فضل و کمال ہی انجام مین کیا کچھ جاہ و جلال ہوگا لہذا اُنہون نے آپکو علوم دینیہ کیطرف و مجالست و مصاحبت علما کی ترغیب دلائی چنانچہ اُنکے اس صرف ہمت قلبی کا اور تعلیم ہدایت ظاہری و معنوی کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ امام صاحب نے بازار جانا ترک کیا اور بیع و شرا کے شغل کو چھوڑ کر علم دین کیطرف توجہ فرمائی پس اولاً آپ نے شروع کیا

علم کلام کو اور اوس مین غور و فکر کی چندروز مین اس علم مین یہ ملکہ تام و تبحر کامل حاصل کیا کہ
اکابر علمائے کوفہ امام صاحب کو اونگلیون سے اشارہ کرتے تھے اور بوجہ کمال قوت قدسیہ و ذکاوت
و بصیرت فطری و حاضر جوابی اونکی کے کوئی بحث و مناظرہ آپ سے نہین کر سکتا تھا اسی
حالت پر ایک زمانہ آپ پر گذر گیا یہانتک کہ آپ بصرہ مین وارد ہوے تو اون ایام مین وہان کے
اکثر اہل علم فضل جو قریب تیس فریق کے تھے مسائل علم کلام مین اکثر اوقات باہم بحث و مناظرہ
کیا کرتے تھے اور اس علم کو اصول دین سے جانکر افضل و اشرف علوم سمجھتے تھے امام صاحب نے
اون سب جماعتونکو مذاکرہ و مناظرہ مین دلائل الزامی سے ساکت کیا اور انجام کار اُن سب نے
آپکے فضائل و شرائف معنوی و محامد و محاسن علمی و عملی کو منصفانہ نظر سے دیکھکر طوعاً و رغبتہً
صحبت و ملازمت آپکی اختیار کی اور تھوڑے دنونمین علم کلام مین خاص و عام سے فائدہ تام حاصل
کیا بعد چندے بحسن توفیق خیر رفیق آپکے دل مین یہ القا ہوا کہ طریق جدل و بحث مین نقد
حیات ضائع کرنا خلاف عقل سلیم ہی حضرات صحابہ کرامؓ و اکابر تابعین باوجود حاصل ہونے اعلے
معارف و اقصی کمالات علوم دینی کے قیل وقال و جدل و نزاع ہمیشہ کو سخت مکروہ جانتے تھے
اور اپنے رفقا و تابعین کو اشغال و مباحث نفسانی سے بتاکید بلیغ و زجر شدید ممانعت فرماتے
تھے لہذا اُنہون نے نہین صرف کیا اپنے انفاس مقدسہ کو مگر تعلیم احکام دینی و تلقین فرائض
ایمانی مین اس بنا پر آپنے طریق جدل و مناظرہ کو مطلقاً چھوڑ دیا اور علم فقہ کی مشغولی کو پسند
فرمایا۔ تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے اوائل حال مین بوجہ غلبہ حال و کمال
شہود و استغراق بحضرت ذی الجلال لباس صوف پہن لیا اور خلائق سے ترک صحبت و عزلت
اختیار کی یہانتک کہ ایک رات آپنے خواب مین دیکھا کہ استخوانہاے جسم اقدس اطہر حضرت
سید البشر صلعم کا لحد مبارک سے نکالتا ہون اور جمع کرکے ترتیب دیتا ہون۔ اور پھر دوسری بار
آپ مشرف ہوے زیارت سے کہ حضور ارشاد فرماتے ہین کہ اے ابوحنیفہ خداے تعالے نے تجکو
اسواسطے پیدا کیا ہے کہ تو میری سنت کو مشارق و مغارب مین ظاہر کرے اور انتظام احمدی
و احکام شریعت مصطفوی و ملت حنفی کو پھیلا دے نہ اسلیئے کہ تو ترک و تجرد و عزلت اختیار
کرے جب سے آپنے علم دین کیطرف توجہ تام فرمائی اور علم فقہ کی مشغولی کو پسند فرمایا

اور علامہ ابن حجر مکی اس بابہ مین لکھتے ہین کہ ابتداء حال مین امام صاحب کا یہ عزم واثق ہوا کہ مشغولی خلائق سے آپ مجتنب رہین و ترک و تجرد و تنہائی و عزلت اختیار کرین اور یہ عزم آپ کا اس بنا پر تھا کہ تنہائی مین نفس کو خشوع و خضوع معنوی و فراغ قلبی تام حاصل ہونا اور ریاء و سمعہ و عجب و کبر سے بری رہنا ممکن ہی و بصورت مشغولی خلائق و ہجوم طالبین و مستفیدین ضرور ہی کہ نفس انواع حوادث مین مبتلا ہوکر حصول ترقیات سعادت معنوی و مدارج اعلی کمالات باطنی سے ناکام رہیگا مگر جبکہ بارگاہ عالیجاہ حضرت رحمۃ اللعالمین سے خواب مین ارشاد ہوا کہ اے ابوحنیفہ تجکو خدا اے تعالے نے عزلت و تنہائی کے لئے نہین پیدا کیا ہی بلکہ حکیم مطلق تجکو اسواسطے عالم ظہور مین لایا ہی کہ تو خزاین الٰہیہ غیبیہ و دفائن شریعت مصطفویہ کو مساعی جمیلہ مشکورہ سے نکالکر مستحقین مومنین پر بید ریغ تقسیم کرے یعنے مومنین تشنہ کامان عرب و عجم کو دریا ناپیدا کنار کمالات علمی سید العالمین اوتیت جوامع الکلم سے سیراب و کامیاب کرے اور مسائل عبادات و معاملات کے دقایق و مشکلات اہل مشارق و مغارب پر سہل و آسان کرے اور صراط مستقیم دین مصطفوی و طریق قویم شریعت محمدی کا تیرے چراغ اجتہاد کی روشنی سے خاص و عام پر واضح و روشن ہو لہذا بتعمیل امر جلیل مصطفوی کے امام صاحب اصول و فروع دین محمدی کی ترتیب و تہذیب مین مشغول ہوے اور علوم دینیات مین فکر بلیغ کرنی شروع کی یہانتک کہ بحمد اللہ تعالے تہوڑے زمانہ مین شرق و غرب و عجم و عرب مین آپ مجموعہ کمالات علمیہ و گلدستہ محاسن و صفات جلیلہ و مسلم الثبوت کافہ انام و معتمد و مستند خاص و عام ہوگئے اور یہ ہجوم قبولیت و کثرت خیر و برکت نتیجہ اوس دعا کا ہی کہ جو باب العلم مین سیدنا اسد اللہ الغالب علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے امام صاحب کے حق مین فرمائی تھی جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین ۔۔ وما اشتغل بالدعوۃ ای بدعوۃ الناس الی مذہبہ الا بالاشارۃ النبویۃ فی المنام لیدعوہم الی مذہبہ بعد ما قصد الانزواء والاستغفار عنہم تواضعا واحتقارا لنفسہ عن ان یجعل لہا حظا او یری منہا اولہا فعلا حسنا یستحق ان یجعل دعایۃ الناس الی الاقتداء والعمل بہ فلما جاءہ الاذن ممن فوضت الیہ قسمۃ خزاین اللہ تعالی علی مستحقیہا علم ان ذلک امر حتم لابد منہ فدعی الناس الیہ حتی ظہر مذہبہ وانتشر وکثرت اتباعہ وخذلت حسادہ ونفع اللہ بہ شرقا وغربا وعجما وعربا ورزق حظا وافرا فی اتباعہ فقاموا بتحریر

اصول مذہبہ و فروعہ وامعنوا النظر فی منقولہ ومعقولہ حتے صار بحمد اللہ محکم القواعد معدن الفوائد ویوید ذلک ما حکاہ لبعض اصحاب المناقب ان ثابتا والدہ اتی بہ وہو صغیر لعلی کرم اللہ وجہہ فدعی لہ بالبرکۃ ولذریتہ فکان ما ادتیہ ابو حنیفۃ من برکۃ تلک الدعوۃ انتہی ۔ اور روایت کیا خطیب وغیرہ نے کہ جب ارادہ کیا امام صاحب نے مشغولی علم کا تو اولاً آپنے علوم کی غایات کا تصور کیا پس اونمین سے علم کلام کی غایت کو اس بناء پر قلیل و کوتاہ پایا کہ بصورت حصول کمال و محتاج ہونے لوگونکے اوسکی جانب صاحب اس علم کا نہین قادر ہو سکتا ہی جہر و بیباکی کے ساتھ گفتگو کرنے کا ثانیاً یہ کہ طعنہ کیا جاتا ہی اوسکی نسبت ہر برائی کا اور غایت علم ادب و نحو و قراءۃ یہ ہی کہ بیٹھنا جماعت مین واسطے بیان مصادر و مشتقات و تحقیقات لفظی و تراکیب و دیگر حیثیات متعلقہ اونکے کے برائے تعلیم اونکے ۔ اور علم حدیث کی تکمیل محتاج ہی عمر طویل کو اور شاید کہ صاحب اس علم کا طعنہ کیا جاوے کذب اور سوء حفظ کے ساتھ پس ہو جاوے یہ امر اوسکے لئے عیب اور برائی دن قیامت تک لہذا امام صاحب فرماتے ہین کہ انجام کار فکر بلیغ کی مینے علم فقہ مین تو نہ پایا مینے اوسمین کچھ عیب اور منکشف ہو گیا مضمون حق مجھپر کہ مومن کے جملہ امور معاش و معاد کی تکمیل و تہذیب بدون حصول علم فقہ نہین ہو سکتی ۔ فے الحقیقت باتفاق علماء دین علم فقہ اشرف و افضل علوم ہی حدیث شریف مین وارد ہوا کہ ایک فقیہ متقی شیطان پر سخت زیادہ ہی ہزار عابد سے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور دوسری روایت مین یون وارد ہوا کہ ایک فقیہ متقی ہزار زاہد سے بزرگ و عالیقدر ہوتا ہے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ فقیہ اُن زاہدون سے افضل ہی جو فقہ کو نہین جانتے ہین ۔ صاحب در مختار لکھتے ہین کہ جب فخر کرے صاحب علم کسی علم کے سبب سے تو فقہ کا علم مقدم تر اور اولی بالافتخار ہی سو بہت سی خوشبوئین مہکتی ہین اور نہین مہکتی مشک کی مانند اور بہت سی چڑیان اڑتی ہین اور نہین لوٹتی باز کی مانند یعنے فقہ اور علوم سے ایسا افضل ہی جیسے مشک اور خوشبوؤن سے اور باز اور پرندون سے اور البتہ حقتعالے نے فقہ کی مدح فرمائی خیر کے ساتھ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا چنانچہ مفسرین مین سے ایک گروہ نے حکمت کو علم فروع تفسیر کیا ہے کہ جو علم فقہ کا ہے اسواسطے کہ وہ سب مراتب عالیہ کیطرف ذریعہ ہوتا ہے اسی بناء پر فقہ بہ جمیع انواع خود لوگونکو حاصلکرنا ضرور ہی چنانچہ طہارت اور نماز اور روزہ کا دریافت کرنا تو علی العموم

فضائل علم فقہ

سب مومنین پر فرض ہی اور زکوۃ اور حج اور نکاح اور طلاق وعتاق وغیر ذلک کا معلوم کرنا اوسپر فرض ہی جو حاجتمند انکا ہو یعنے اگر مالدار ہے تو زکوۃ اور حج کے مسائل کا معلوم کرنا اوسپر فرض ہے وعلے ہذا القیاس نکاح کرنے والا اور طلاق دینے والا ونیز محققین علماء دین لکھتے ہین کہ فقہ کا سیکھنا افضل ہی باقی قرآن کے سیکھنے سے اور باقی قرآن سے مراد یہ ہی کہ زاید از حاجت ہو۔ خلاصہ یہ کہ زائد از حاجت فقہ کا سیکھنا غیر کے نفع کے واسطے باقی قرآن کے سیکھنے سے افضل ہی اسواسطے کہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہی۔ وجہ افضلیت کی یہ ہی کہ اسوقت مین تعلم فقہ کا فرض کفایہ ہی اور قرآن کا تعلم سنت ہی اور فرض افضل ہی سنت سے مگر یہ وجہ مسلم نہین اسواسطے کہ تمام قرآن کا سیکھنا بھی فرض کفایہ ہی۔ لہذا افضلیت کی یہہ وجہ ہی کہ جمیع فقہ محتاج الیہ ہی بہ بناء اسکے کہ واقعات مستقبلہ لاتتناہی کا حدوث ہوتا ہے ہر باب مین بخلاف قرآن کے کہ اوسمین سے ایک آیت کا سیکھنا تو فرض ہی اور سورہ فاتحہ اور تین آیتون کا سیکھنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی۔ اور منجملہ فضائل کے وہ قول ہی جو خلاصہ وغیرہا مین مذکور ہوا کہ نظر کرنا ہمارے اصحاب کی کتابون مین بدون سماع یعنی فقہ کے کتابونکو مطالعہ کرنا بدون اس بات کے کہ اوستاد سے سنا ہو تہجد کی نماز سے افضل ہی۔ ونیز صاحب درمختار اشباہ سے نقل کرتے ہین کہ ہر آدمی سواء انبیاء کرام کے نہین جانتا ہی کہ اللہ تعالے کا کیا ارادہ ہی اُسکے ساتھ دارین مین بوجہ اسکے کہ حقتعالے کا ارادہ غیب ہی مگر فقیہہ اُسکو جانتے ہین کیونکہ وہ جان گئے ہین حقتعالے کے ارادہ کو جو اونکے ساتھ ہے بدلیل اس حدیث شریف کے کہ جسکے ساتھ اللہ تعالے خیر کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین مین فقیہہ کرتا ہی یعنی امر دین مین فہم سلیم عطا کرتا ہی اور تحقیق فقہ حدیث کا ثمرہ ہی یعنے حدیث سے مستخرج ہے اور نہین ہے فقیہہ کا ثواب محدث کے ثواب سے کمتر اسی بناء پر علماء دین لکھتے ہین کہ فقہ کی غرض اور علت غائی سعادت دارین کی ظفر یابی ہی۔ بالجملہ اون ایام مین امام صاحب کی خدمت مین ایک عورت آئی اور اوسنے آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی عورت منکوحہ کو طلاق سنی دینے کا ارادہ کرتا ہی تو وہ کیا کرے پس آپ نہ قادر ہوئے اس مسئلہ کے جواب تفصیلی پر لہذا اوس عورت سے یہ فرمایا کہ اس مسئلہ کو حماد سے دریافت کر

اور وہ جو کچھ تجکو جواب دین وہ مجھسے بیان کر اوس عورت نے ایسا ہی کیا اوسدن سے امام صاحب نے
علم کلام چھوڑ دیا اور حضرت حماد کی صحبت اختیار کی کہ وہ اسوقت مین شیخ الاسلام اور شہر کوفہ
مین امام خاص و عام تھے پس جب تک کہ حضرت حماد تعلیم و تدریس طلبہ مین مصروف رہتے تھے
امام صاحب بھی اوس جلسہ مین حاضر رہتے تھے اور شیخ ممدوح کے جملہ مقولات و ارشاد و
اشارات کو دل مین محفوظ رکھتے تھے اور جب کبھی حضرت حماد بطور امتحان کسی مسئلہ شرعی کا
جواب پوچھتے تو امام صاحب فوراً اوسکا جواب شافی دیتے بخلاف دیگر مستفیدین کے کہ وہ
جوابات مین اکثر خطا کیا کرتے تھے اسوجہ سے جماعت شیخ ممدوح مین امام صاحب ذکاوت
و بصیرت و حاضر جوابی مین بالاتفاق مستثنے و ممتاز تھے ۔ امام صاحب کا یہ رشد و اقبال صوری
اور وسعت و استعداد معنوی دیکھکر حضرت حماد جماعت اولے مین اپنے مواجہہ مین بٹھلانے
لگے اور دس برس تک آپکو اسیطرح علوم دینی کی تعلیم فرمائی ۔ ازآن بعد امام صاحب نے
اپنا خاص ایک جلسہ علمی بطور مدرسہ قرار دیا اور اوسمین طالبین کو تعلیم مسائل فقہیہ شروع کی کہ
اسی اثناء مین بتقریب تعزیت ایک عزیز کے آپکو ضرورت سفر کی پیش آئی لہذا بجای خود
ایک نائب اپنا مقرر کرکے دو ماہ کے لئے روانہ ہوے ۔ اس سفر مین چند اشخاص نے
امام صاحب سے ساٹھ سوال کئے کہ وہ مسائل آپنے حضرت حماد سے نہین سنے تھے آپنے
اون سب سوالات کے جواب دئیے اور بعد مراجعت اوہ سب سوالات و جوابات شیخ ممدوح
کے روبرو پیش کئے پس چالیس مسئلونمین تو اتفاق ہوا اور بیس مسئلونکے جوابات مین اختلاف
ہوا تب آپنے بنظر احتیاط فرمایا کہ نہین چھوڑونگا مین حماد کو تا زمانہ وفات اوسکے جیسا کہ ان
سب روایات کو ذکر کیا ہے علامہ حافظ ابن حجر مکی نے خیرات حسانمین ۔ **بیان شروع
جلوس امام ابو حنیفہ** کا واسطے افتا و تدریس و تعلیم و ہدایت خلائق کے ۔ مخفی نرہے
کہ جب حضرت حماد نے وفات پائی اور وہ تھے اپنے عہد مین شیخ العلما اور سردار کوفہ شیخ ممدوح
کے وجود باجود سے خاص و عام اہل کوفہ دولت دینی سے مالامال رہتے تھے اور فقرا و حاجتمند
آنکے ایثار و خیر سے فارغ البال و خوشحال تھے بعد وفات اونکے اہل کوفہ کو ضرورت جانشین
رہنما و خلیفہ حقانی کی پیش آئی لہذا اولا بنظر استحقاق و صلاحیت اونکی بیٹے کو بجای اونکے قایم کیا

بیان شروع جلوس حضرت امام ابوحنیفہ

اور علماء کوفہ نے مسائل اختلافی فقہیہ مین بحث وتحقیق کرنی شروع کی مگر چونکہ خاصکر اونکو مسائل علم نحو وعلم کلام مین زیادہ تر معرفت ومہارت حاصل تھی اون اختلافات کے جواب دینے پر قادر نہوسے تب بجای اونکے موسے بن کثیر قایم ہوی اہل کوفہ نے اونسے اس امر مین اصرار کیا کہ وہ اکابر علماء وقت سے ملاقات کرین اور مسایل فقہیہ کے اختلافات ومشکلات کو حل کرین کہ وہ اس درمیان مین سفر حج کو روانہ ہوگئے اور مسند خلافت شیخ ممدوح ہدایت وارشاد سے خالی ہوگئی چونکہ اون ایام مین امام ابو حنیفہ کے فضائل وکمالات علمی وعملی کا چرچا وشہرہ آویزہ گوش خاص وعام وزبان زد کافہ انام تھا مشاورت اہل کوفہ یہ امر قرار پایا کہ شیخ ممدوح کی مسند خلافت وارشاد کی لیاقت وعلوم دینی کی تعلیم وہدایت کی اہلیت بجز امام ابو حنیفہ رح اس عہد مین دوسرے کو نہین حاصل ہے لہذا سب اعیان واکابر وقت نے اس باب مین اصرار بلیغ کیا انجام کار آپنے اس امر خیر کے انکار مین وقوع اختلال فی الدین سمجھکر اہل کوفہ کی خواہش کو قبول کیا اور تعلیم وہدایت علوم دینیہ شروع کی۔ ونیز اس مقام مین مروی ہوا کہ بعد وفات حضرت حماد رح کے امام صاحب کے مزید جاہ واقبال وشان افتا وتدریس کی ترقی کا یہ امر باعث ہوا کہ آپنے خواب مین دیکھا کہ مینے رسول مقبول صلعم کی قبر شریف کھودی اور جسم اطہر کی عظام مبارک کو جمع کیا اور اونکو رکھا مینے اپنے سینہ پر۔ اور دوسری روایت مین یون مذکور ہوا کہ امام صاحب فرماتے ہین کہ قبر شریف سے عظام مبارک کو نکالکر بعض کو بعض کے ساتھ ترکیب دی مینے پس اس خواب کے دیکھنے سے آپکو فزع شدید اور قلق عظیم لاحق حال ہوا یہانتک کہ عزیز واقارب واقران وامثال آپکی عیادت کو آئے اور اپنے اس خواب کی تعبیر کے لیے ابن سیرین خیر المعبرین کے پاس کسی شخص کو بھیجا اونہون نے اس خواب کی یہہ تعبیر دی کہ صاحب اس خواب کا احادیث نبویہ کو اور اونکے معانی ومطالب کو خلائق پر ایسا ظاہر کریگا کہ اس سے پہلے کسی نے نہین سبقت کی اور اوسکے وقت مین مسائل شرعی کا بسط وانبساط عظیم ہوگا اور ایسے مسائل مشکلہ ودقیقہ ورموز واشارات بلیغہ ظاہر کریگا جس سے اکابر علماء وقت کو تحیر واستعجاب پیدا ہوگا۔ اور ایک روایت مین یون مذکور ہوا کہ جب آپکے بعض اصحاب ورفقا نے آپکو دردناک زیادہ دیکھا اور بظاہر کوئی مرض نہ پایا تو اونہون نے

آپنے حقیقت حال دریافت کی تب آپنے اُن سے خواب مذکور بیان کیا اُنہوں نے کہا کہ اسجگہہ ابن سیرین موجود ہین ہم اس خواب کی تعبیر کے لیئے بلاتے ہین آپ نے فرمایا کہ نہین مین ہی چلتا ہون چنانچہ خود امام صاحب نے جاکر اپنا خواب بیان کیا اُنہون نے یہ تعبیر دی کہ اگر یہ کہنا تیرا سچا ہے تو البتہ تجکو اقامت سنت نبوی مین ایسا علم وسیع حاصل ہوگا کہ نہین سبقت کی ہوگی تجہپر کسی نے اور استخراج واستنباط شرعی کے دخل وقدرت مین شان عظیم تجکو حاصل ہوگی بالجملہ بعد ماموری بمنصب خلافت علمار کوفہ نے مسائل اختلافی عبادات ومعاملات کی تحقیق وبحث آپ سے شروع کی آپنے اونکے سب سوالات وشبہات واختلافات کی جواب شافی وکافی دیئے انجام کار جب اہل کوفہ نے امام صاحب کے پاس ہر باب مین علم وسیع پایا اور صفات حسنہ حسن مواسات وصبر حلم وزہد وتقوی کا مجموعہ آپکی ذات کو پایا تب تمامی خاص وعام اہل کوفہ نے امام صاحب کی ملازمت ورفاقت کو بطیب خاطر اختیار کیا اور دیگر افراد وارباب کی صحبت کو چہوڑ دیا چند عرصہ مین امام صاحب کے فیضان صحبت وتعلیم وارشاد کی خیر وبرکت سے ایک طبقہ اعلے کمالات علوم دینیہ سے فارغ ہوکر درجہ اجتہاد ومنصب ارشاد پر کامیاب ہوا اور خلفا وطلبا اسقدر بڑہ گئے کہ جامع مسجد کوفہ اُنسے معمور ہوگئی اور سلسلہ ارشاد وشان اجلال واقبال کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی گئی جسکا تفصیلی ذکر دیگر ابواب مین مذکور ہوگا۔ ابن جریج فرماتے ہین کہ جب مجکو امام صاحب کے فضائل وکمالات علمی وشدت ورع وتقوے وصیانت فی الدین کے حالات معلوم ہوے تو مجکو یقین کامل ہوا کہ اس شخص کو باب علم مین شان عظیم حاصل ہوگی چنانچہ علامہ ابن حجر مکی امام صاحب کے علم وسیع کے باب مین بعض مسائل مشکلہ دقیقہ معرکۃ الآراء وواقعات عجیبہ وغریبہ کو اپنی کتاب خیرات حسان مین نقل کرتے ہین جو حضرات اکابر علماء دین کے سامنے پیش ہوئے اور اونکے جوابات سے قضاۃ ومفتیین ومجتہدین وقت مجبور وساکت ہوے اور انجام کار ان مسائل کی دشواریان جو بطور رموز واشارات بلکہ بمنزلہ چیستان تھین سراج الملۃ والدین سیدنا امام الآئمہ ابو حنیفہ کوفی نے بنحو معقول وطریق مقبول حل فرمائین اور اونکو جملہ مجتہدین وقت واکابر علماء عہد نے بلا قیل وقال تسلیم کیا اور مادام الحیات ثناء بلیغ مرحبا وجزاک اللہ سے امام صاحب کو یاد کیا اسجگہہ بنظر فائدہ خاص وعام ہدیہ ناظرین کیئے جاتے ہین۔ ایک شخص نے امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر سوال کیا کہ

بیان کشف [illegible] مسائل [illegible] سرہ [illegible]

کیا فتوے دیتے ہین آپ ایسے شخص کے باب مین جو نہین امید رکھتا اور نہ ڈرتا ہی دوزخ سے
اور نہ خوف کرتا ہے اللہ سے اور کہاتا ہے مینہ کو اور صلوۃ پڑہتا ہی بے رکوع وسجدہ کے اور
گواہی دیتا ہی اوسکی جو نہین دیکھا ہی اور بغض رکہتا ہی حق سے اور دوست رکھتا ہی فتنہ کو اور
بھاگتا ہی رحمت سے اور تصدیق کرتا ہی یہود ونصاریٰ کی - یہہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ تو اوسکو
جانتا ہی یا نہین اوسنے کہاکہ نہین مگر اسقدر جانتا ہون کہ نہین پاتا ہون مین کسی شے کو اوس
شخص سے زیادہ شنیع وبد لہذا مینے آپ سے دریافت کیا آپ نے اصحاب حاضرین سے فرمایا کہ
تم ایسے شخص کے حق مین کیا کہتے ہو سب نے کہاکہ وہ بدترین مردمان ہی کیونکہ یہ سب صفات کفر
ہین - امام صاحب نے تبسم فرماکر ارشاد کیاکہ وہ شخص اولیاء اللہ اور خاصان حق سے ہی اور مین
تجکو ان سب باتون کی خبر دیتا ہون مگر تو روکنا اپنی زبان کو اس حال سے اوسنے اقرار کیا فرمایا کہ وہ
شخص امید رکہتا ہی رب جنت سے اور خوف کرتا ہے رب نار سے اور نہین خوف کرتا وہ خدایتعالیٰ
سے جو کچھہ اوسپر گذر جاے اوسکے عدل وسلطنت مین اور کہاتا ہی میتہ مچھلی کو اور نماز جنازہ پڑہتا ہے
یا صلوۃ بنی صلعم پر اور گواہی دیتا ہی شہادتین پر بن دیکھے اور بغض رکہتا ہے حق سے کہ وہ موت
ہے تاکہ عبادت وطاعت کرے حیات مین اور دوست رکہتا ہے فتنہ کو یعنے مال اور ولد کو انما اموالکم
واولادکم فتنۃ اور رحمت مینہ ہے اور تصدیق کرتا ہی یہود ونصارے کی اونکے قول مین لیست النصاریٰ
علےٰ شئ اور قول نصارے کا لیست الیہود علےٰ شئ پس کھڑا ہوا وہ شخص اور بوسہ دیا امام صاحب کے
سر مبارک کا اور کہاکہ گواہی دیتا ہون کہ تحقیق تو حق پر ہی ٢ جب کہ امام ابو یوسف بیمار
ہوئے امام صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا مر گیا تو اپنا مثل ونظیر نہ چھوڑ یگا روے زمین پر
جب خدایتعالےٰ نے اسکو صحت عطا فرمائی تو اُس صحت کے شکریہ مین امام ابو یوسف نے ایک
مجلس فقہ کی منعقد کی اکابر اہل کوفہ اوس محفل مین حاضر ہوے جب یہ خبر پہونچی امام صاحب کو تو
آپنے اپنے رفقا مین سے ایک شخص سے کہاکہ تو جا مجلس یعقوب مین یعنے مجلس امام ابو یوسف
مین اور اُس سے جاکر یہ مسئلہ پوچھ کہ کیا کہتا ہے تو اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے کپڑا
دیا دہوبی کو واسطے دہونے کے دو درہمون کی اُجرت پر پھر طلب کیا اوسنے اپنے کپڑے کو
دہوبی سے اوسنے انکار کیا پھر جب اوسنے دوبارہ تقاضا کیا تو اوسنے وہ کپڑا دہلا ہوا دیا

تو اوس دہوبی کے لئے اجرت ہی یا نہین اسکے جواب مین اگر یوسف لفظ نعم کہے تو کہنا کہ خطا
کی تو نے اور اگر کہے وہ جواب مین لا تو پہر کہدینا کہ خطا کی تو نے چنانچہ اُس شخص نے جاکر یہہ
مسئلہ امام ابو یوسف سے پوچہا اونہون نے جوابدیا کہ اوسکے لئے اجرت ہی اُس شخص نے کہا کہ خطا
کی تو نے لہذا تہوڑی دیر اوسمین غور و فکر کرکے کہا کہ نہین پہر اوس شخص نے کہا کہ خطا کی تو نے یہ سنکر
امام ابو یوسف اوسیوقت کہڑے ہو گئے اور امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے دیکہکر
فرمایا کہ نہین لایا تجکو مگر مسئلہ قصار کا کہا کہ ہان تب امام صاحب نے فرمایا سبحان اللہ جو شخص بیٹھے
اسلئے کہ فتوی دے لوگونکو اور منعقد کرے اپنے نفس کے لئے مجلس تاکہ بیان کرے مسائل دینی کو اور مرتبہ
اُسکا یہ ہو کہ مسائل اجارات مین سے ایک مسئلہ کا پورا جواب نہ دیسکے ۔ امام ابو یوسف نے عرض کیا اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ آپ مجکو تعلیم فرماوین امام صاحب نے فرمایا کہ اگر ہے دہونا اوس کپڑے کا بعد اسکے
کہ غصب کرلیا ہی اوس دہوبی نے اوس کپڑے کو تو اوسکے لئے اجرت نہین ہی بوجہ اسکے کہ اُس
دہوبی نے اپنے نفس کے لئے دہویا ہی ۔ اور اگر دہونا اسکا غصب کرنیکے پہلے ہی تو اُجرت واسطے اُسکے
ہی اسوجہ سے کہ اُسنے دہویا ہی واسطے مالک کے ۔ ۲۳ ۔ ایک شخص کے دو لڑکیان تہین اور اونکا
بنے نکاح ہوا وہ دو بہائی تہے صبحکو تقریب ولیمہ کی محفل مین علماء کوفہ جمع تہے اور امام صاحب
بہی اوسمین موجود تہے جب حاضرین کہانے پر بیٹہے دفعتہً عورتوںمین غل و شور ہوا اور صاحب خانہ
یہ کہتا ہوا گہر سے باہر نکلا کہ پہونچا ہمین مصیبت عظیم کو وہ یہ کہ غلطی سے شب زفاف مین ہر ایک
دولہہ کی دولہن دوسرے کے پاس پہونچگئی اور ہر ایک نے اپنی بیوی منکوحہ سمجہکر اوس سے
وطی کی ۔ سفیان ثوری نے سنکر کہا کہ اسمین کچہہ خوف نہین جیسا کہ بعینہٖ اس مسئلہ مین حکم کیا
سیدنا علی مرتضے رضؓ نے کہ ہر ایک مرد پر وہ مہر ہے جس عورت کے ساتہہ ہم صحبت ہوا ہی ۔ اور
ہر ایک کی عورت بدلدی جاوے حاضرین نے سنکر اس حکم کو پسند کیا مگر امام صاحب خاموش
رہے کہ اس اثنا مین مسعر بن کدام نے امام صاحب سے پوچہا کہ آپ اس مسئلہ مین کیا فتوے
دیتے ہین سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ اس مسئلہ مین امام صاحب میری خلاف نہ کہینگے
آپنے فرمایا کہ وہ دونون مرد میرے پاس حاضر کرو جب وہ آئے تو آپنے ہر ایک سے دریافت کیا
کہ تجکو وہ بی بی پسند ہی جسکے ساتہہ تو نے صحبت کی ہی ہر ایک نے اپنی رضامندی ظاہر کی

تب آپنے ہر ایک کو یہ حکم دیا کہ اب تم دونون یہ کہو کہ فلان عورت جو میرے بھائی پاس ہے اوسکو
مینے طلاق دی جب وہ دونون طلاق دے چکے تو پھر آپنے یہ فرمایا کہ اب تم دونون نے جس جس
عورت کے ساتھ کہ وطی کی ہے اُس سے نکاح کر لو اور تجدید مجلس نکاح کا حکم دیا کیونکہ یہ مسئلہ شرعی
ہے کہ جب شوہر قبل خلوت کے طلاق دے تو عدت نہین لازم آتی اور شبہہ سے جو مدخولہ ہوا اسکے
ساتھ عین عدت مین نکاح اور صحبت درست ہے امام صاحب کے اس فتوے کو سنکر حاضرین محفل متعجب
ہوے یہانتک کہ امام مسعر بن کدام کھڑے ہوئے اور امام صاحب کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور یہ کہا
کہ لوگ مجکو امام ابوحنیفہؒ کے اتباع مین طعن وملامت کرتے ہین اور حال یہ ہے کہ امام صاحب کی
بصیرت وتبحر وتفقہ فی الدین کی یہ شان عظیم ہے کہ سفیان ثوری اس حکم کو سُن رہا ہے اور خاموش
ہے کچھ قیل وقال نہین کرتا ہے۔ اور فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہوا کہ یہ فتوی سنکر سفیان ثوری نے
پوچھا کہ آپنے کس بنا پر یہ حکم کیا امام صاحب نے فرمایا کہ اس کارروائی سے باہم ان دونون کی
دوستی ومحبت قایم رہیگی خصومت وعداوت نہوگی والا اگر عدت تک انتظار کیا جاتا تو ہر ایک کے
دل مین یہ خیال رہتا کہ اسنے میری عورت منکوحہ کے ساتھ صحبت کی ہے اور اس بنا پر مبادا
کوئی اپنی عورت کو طلاق دیدیتا حاضرین مجلس امام صاحب کی کمال بصیرت وذکاوت سے متحیر و
متعجب ہوے اور کسینے قیل وقال نہین کی فاعتبروا یا اولی الابصار علامہ ابن حجر اس مقام مین
لکھتے ہین کہ مسئلہ مذکورہ مین امام صاحب نے جو فتوی دیا ہے وہ حضرت سفیان ثوریؒ کے
قول کے خلاف نہین ہے بلکہ بتصریح صدر دونون قول حق ہین صرف اسمین اتنی بات ہے کہ
بعض اوقات حضرت سفیان ثوری کے قول کی تعمیل مین یعنے کارروائی تبدیلی زوجات
کی حالت مین مخاصمت ومنازعت باہم ہر دو شوہر متصور ہے بوجہ اسکے کہ ہر ایک مرد نے جس عورت
کے ساتھ صحبت کر لی ہے وہ شخص اوس عورت کے محاسن سے مطلع ہوکر خاصکر اوس عورت
کے ساتھ اوسکو ایکطرحکا تعلق پیدا ہوگیا ہے کہ وہ بصورت تفرقہ وعلحدگی کے بڑھیگا اور یہہ
امر لامحالہ باعث نفاق وخصومت باہمی ہوگا لہذا باقتضاء حکمت ظاہرہ بنا بر رفع نزاع واختلاف
زمان آیندہ حقتعالے نے امام صاحب کے دلمین مصلحت جلیلہ مصرحہ صدر الیسی القا فرمائی جسمین
مصالحہ باہمی ورفع نزاع دائمی ظہور پذیر ہو چنانچہ اسی مصلحت عظیمہ پر نظر فرما کہ حضرت

سفیان ثوری وغیرہ اکابر علماء دین جو اوس محفل مین موجود تھے کسینے امام صاحب کے اس فتوی پر اعتراض ونقض وانکار نہین کیا۔ ۴ ۔ منقول ہوا کہ ایک شخص سید ہاشمی تھا اوسکے بیٹے نے انتقال کیا اوسکے جنازہ کے ساتھ مین اکابر اہل کوفہ وعلماء وقت موجود تھے اونمین امام صاحب بھی حاضر تھے کہ یکایک اوس جماعت مین اوس متوفی کی مان موںھ اور سر کھولے ہوئے نکل آئی اور حالت شدت وجد وکرب وجوش حزن وقلق مین اوسنے اپنا کپڑا اوس جنازہ پر ڈالدیا یہ حال دیکھکر اوسکے شوہر نے قسم کھائی طلاق کی تاکہ وہ چلی جاوے وہان سے اور اوس عورت نے قسم کھائی اپنے غلامونکی آزادگی کی کہ نہ جاؤنگی مین یہان سے یہانتک کہ نماز جنازہ اوسکی ہوجاوے۔ یہ کلمات سنکر سب حاضرین وہان ٹھہر گئے اور کسینے اس معاملہ مین گفتگو نہین کی کہ اس حالت مین متوفی کے والد نے امام صاحب سے فتوے پوچھا آپنے بنظر احتیاط دوبارہ زوج اور زوجہ دونونکا بیان حلف سنکر حکمدیا متوفی کے باپ کو نماز جنازہ پڑہنے کا پھر حکمدیا اوس عورت کو وہان سے لوٹ جانیکا اوسوقت ابن شبرمہ نے امام صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ عاجز ہوگئین عورتین یہ کہ جنین مثل تیری عق یہ ہے کہ تجھپر علم دین مین کسیطرح کی کلفت ومشقت نہین ہے یعنے حقتعالے نے علم دین تجھپر سہل وآسان کردیا۔ ۵ ۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ مین اپنی دیوار مین کھڑکی کھولا چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ کھول لے جہان تو چاہے اور ہمسایہ کو خبر کر جب اوسنے کھڑکی کھولنی چاہی تو ہمسایہ نے اوسکو منع کیا اور ابن ابی لیلی قاضی کوفہ کے پاس جاکر اوسکی شکایت کی صاحب دیوار نے ممانعت ہمسایہ کا حال امام صاحب سے بیانکیا آپنے فرمایا کہ تو اپنی دیوار مین دروازہ کھول لے جب اوسنے دروازہ کھولنا چاہا تو بوجہ استغاثہ کرنے ہمسایہ کے پھر ابن ابی لیلے نے اوسکو دروازہ کھولنے سے روکا اوسنے پھر آکر امام صاحب سے حال بیانکیا آپنے فرمایا کہ تیری دیوار کی قیمت کتنی ہے اوسنے کہا کہ تین دینار فرمایا کہ تو گرادے اوس دیوار کو تین دینار مین تجکو دونگا جب اوسنے دیوار گرانا چاہا ہمسایہ نے پھر قاضی مذکور سے اوسکی شکایت کی قاضی نے کہا کہ مالک اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے اور تو خواہش کرتا ہے مجھسے کہ مین اوسکو روکدون اور صاحب دیوار سے کہا کہ تو جاگرادے اپنی دیوار اور جیسا چاہے تصرف کر اوسمین تب لاچار ہوکر ہمسایہ نے کہا کہ کہولنا کھڑکی کا مجھپر آسان ہے یہ سنکر قاضی نے اوس سے کہا کہ سن

صاحب دیوار جاتا ہی اوس شخص کے پاس جو میری خطا سے اطلاع دیتا ہی تو اب مین کیا کرون اس حالت مین کہ میری خطا و غلطی ظاہر ہو گئی ۶ - منقول ہوا کہ سوال کیا عبد اللہ بن مبارک رحنے امام صاحب سے یہ مسئلہ کہ ایک شخص کے دو درم تھے اور دوسرے کا ایک درم اور وہ تینون مخلوط ہو گئے پھر اون تین مین سے دو جاتے رہے غیر معلوم اس صورت مین آپ کیا فتوے دیتے ہین امام صاحب نے فرمایا کہ جو درم باقی رہا ہی وہ اون دونون شریکون مین اثلاثاً تقسیم کیا جاویگا یعنے دو ثلث دو درم والیکو اور ایک ثلث ایک درم والیکو - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ پھر مین ملا ابن شبرمہ سے اور مینے اونسے یہ مسئلہ پوچھا اونھون نے کہا کہ تو نے کسی سے یہ مسئلہ پوچھا ہی ابن مبارک رح نے کہا مینے یہ مسئلہ امام صاحب سے پوچھا تھا اونھون نے اثلاثاً تقسیم کرنیکا حکم فرمایا ہی - ابن شبرمہ نے کہا کہ خطا کی اونے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ دو درم جو ضائع ہو گئے اون دو مین اوس دو والیکا ایک درم کا جانا تو یقینی ہے اور دوسرے گم شدہ مین شک ہی اسکا کہ وہ دو والیکا تھا یا ایک والے کا اور یہ ایک درم جو باقی رہا ہی وہ کل اون تین مین کا ہی لہذا یہ درم باقی دونون شریکونکے درمیان بالمناصفہ تقسیم کیا جاویگا - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مینے یہ جواب سنکر کہا کہ اچھا کہا تو نے اور پھر مین ملا امام صاحب سے اور وہ ایسا شخص تھا کہ اگر اوسکی عقل نصف اہل زمین کی عقل کے ساتھ فقہ مین وزن کیجاوے تو اوسکی عقل غالب ہو آپنے مجھسے فرمایا کہ تو ملا ابن شبرمہ سے اور اوسنے ایسا کہا ہی کہ دو درم والیکا ایک درم تو یقینی گیا ہی لہذا ایک درم جو باقی ہی وہ دونون مین بالمناصفہ تقسیم کیا جاویگا مینے کہا کہ ہان یہی کہا ہی آپنے فرمایا کہ غور کر اسمین کہ جب تین درم باہم مخلوط ہو گئے تو واجب ہو گئی شرکت دونون شریکون مین یعنے دو درم اور ایک درم والے مین پس ایک درم والے کے لئے ثلث ہر درم کا ہوا اور صاحب دو درم کے لئے دو ثلث ہر درم کے ہوئے لہذا دونون شریکون مین حصہ کا اندازہ لحاظ کر کے تقسیم ہو گا یعنے دو والے کو دو ثلث اور ایک والیکو ایک ثلث دیا جاویگا - تنبیھہ - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ امام صاحب کا قول مصرحہ صدر اوس شخص کے نزدیک ظاہر ہی جو تسلیم کرتا ہی اس امر کو کہ اختلاط بصورت عدم تمیز مقتضی شرکت کو ہی اور ابن شبرمہ کے قول کی وجہ اوس شخص کے نزدیک ظاہر ہی جو اس صورت مین نہین

دیکھتا ہی شرکت کو اور وجہ اسکی یہ ہی کہ دو درمون گم شدہ مین سی ایک درم کا جانا مخصوص دو درمون والیکے ساتھ یقینی ہی یعنے اُسکا ایک درم یقینی گیا ہی۔ اور دوسرا درم گمشدہ درم مشتبہ ہی دونون مین پس اب یہ جو ایک درم باقی رہا ہی وہ واسطے ہر ایک شریک کے ہی یعنے احتمال رکھتا ہی دونون شریکون کی نسبت کہ دو والے کا ہی یا ایک والے کا اور کوئی امر ترجیح دینے والا نہین ہی لہذا درم باقی تقسیم کیا جاویگا دونون شریکون مین بالمناصفہ۔ ۷۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کے ہمسایہ مین ایک جوان تہا اوسنے اپنے نکاح کے باب مین آپسے مشورہ کیا کہ مین نکاح کیا چاہتا ہون فلان قوم مین سے اور وہ مجھسے طلب کرتے ہین دین مہر میری وسعت اور حیثیت سے زیادہ آپنے فرمایا کہ نکاح کرلے بعد استخارہ کے غرض اوسنے نکاح کرلیا اور عورت منکوحہ کی رخصت کا خواستگار ہوا اوس عورت کے عزیزون نے کہا کہ ہم نہین رخصت کرینگے تاوقتیکہ تو پورا دین مہر ادا نکردے وہ شخص امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض حال کیا فرمایا کہ تو حیلہ کر یعنے قرض لیکر دین مہر ادا کردے چنانچہ جب اوسنے قرض لیکر دین مہر ادا کیا اور داخل ہوا اپنی عورت پاس تب امام صاحب نے اوس سے فرمایا کہ اب نہین ہی تجھپر کچھہ حرج و برائی اسمین کہ ظاہر کرے تو اپنی جانیکو دور دراز مقام پر اوسنے ایسا ہی کیا یہ سنکر اوس عورت کے عزیز و اقارب پر یہہ امر نہایت شاق گذرا اور وہ سب امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر اوسکی شکایت کرنے لگے اور فتوی پوچھنے لگے آپنے فرمایا کہ اب اوس شخص کو اختیار ہے کہ وہ لیجاوے اپنی منکوحہ کو جہان چاہے کہنے لگے کہ نہین ممکن ہی یہ کہ چہوڑ دین ہم اوس عورت کو تنہا ہم سب اوسکے ساتھ نکلینگے امام صاحب نے فرمایا کہ راضی کرو مرد کو واپسی اوس شے کے ساتھ جو تمنے اوس سے لیا ہی وہ سب راضی ہوگئے تب آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ یہ لوگ راضی ہین واپسی پر جو تونے مہر مین دیا ہی اور باقی سے تجکو بری کردینگے اوسنے کہا کہ مین اس سے زیادہ چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ اب جو بات تجکو پسند ہو وہ اختیار کر ورنہ اقرار کرچکا ہی تو ایک شخص کے ساتھ ادا ء قرض کا پس نہین ممکن ہوگا تجکو سفر بغیر ادا ء اوسکے یہہ سنکر اوس مرد نے کہا اللہ اللہ یہ لوگ نہ سنین اس بات کو کہ وہ مجکو کچھہ نہ دینگے۔ ۸۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کی خدمت مین ایک عورت آئی اور اُسنے کہا کہ یا حضرت میرے بہائی نے وفات پائی اور اوسنے چہہ سو دینار چہوڑے مجکو ایک دینار پہونچا ہے

آپنے فرمایا کہ تیرے فرائض کو کیسے تقسیم کیا ہی اوسنے کہا کہ حضرت داوٗد طائی ؒ نے فرمایا کہ تیرا حصہ ایک ہی دینار ہوتا ہی کیا نہین چھوڑی تیرے بہائی نے یہ وارث دو دختر و مادر و زوجہ و بارہ بہای بہنین اوسنے کہا کہ ہان یہی وارث چھوڑے ہین فرمایا کہ اس صورت مین تیرا حصہ ایک ہی دینار ہوگا۔ ۹ ۔ منقول ہوا کہ ایک دن امام صاحب ابن ابی لیلے قاضی کوفہ کی مجلس مین آئے قاضی موصوف نے اہل مقدمات کو حاضر ہونیکا حکمدیا تاکہ دکہلاوے وہ امام صاحب کو اپنے منصب قضا کے نفاذ احکام کی شان پس دعوے کیا دار القضا مین ایک شخص نے کہ فلان شخص نے مجکو کہا یا ابن الزانیہ قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ تو اس دعوے کا کیا جواب دیتا ہی یہہ سنکر امام صاحب نے قاضی سے کہا کہ ابھی کیون اس سے جواب پوچھتا ہی کیونکہ اصل مین یہ شخص مدعی نہین ہی بلکہ حقیقت مین اسکی مان کو حق دعوے پہونچتا ہی کیا تجکو اسکی مان کیجانب سے ثبوت وکالت ہوچکا ہی قاضی نے کہا کہ نہین امام صاحب نے فرمایا کہ دریافت کر اس سے کہ مان اسکی زندہ ہی یا مرگئی ہی قاضی نے اوس سے پوچھا اوسنے کہا کہ وہ مرگئی ہی اپنے فرمایا کہ اسکا ثبوت کیا ہی اوسنے پیش کیا۔ پھر سوال کیا قاضی نے مدعا علیہ سے امام صاحب نے فرمایا کہ اب پھر سوال کر مدعی سے کہ اوسکی مان کا وارث سوا ہی اس مدعی کے دوسرا ہی یا نہین اوسنے کہا کہ سواے میرے کوئی وارث نہین ہی فرمایا کہ اسکا ثبوت اوسنے پیش کیا۔ پھر قاضی نے مدعا علیہ سے سوال کیا۔ آپنے قاضی سے فرمایا کہ اب پہر سوال کر مدعی سے کہ مان اوسکی حرہ ہی یا لونڈی ہی اوسنے کہا کہ حرہ ہے فرمایا کہ اسکا ثبوت اوسنے پیش کیا۔ پہر سوال کیا قاضی نے مدعا علیہ سے آپنے فرمایا کہ پہر پوچھ مدعی سے کہ مان اوسکی مسلمہ ہے یا ذمیہ اوسنے کہا کہ مسلمہ ہی فرمایا کہ اسکا ثبوت اوسنے پیش کیا تب امام صاحب نے فرمایا کہ اب تیرے حکم کو گنجایش ہی ف غور کرنیکا مقام ہی کہ عدالت و حق شناسی کا کیا مقام نازک و باریک ہی کہ ابن ابی لیلے جیسے قاضی کہ اوس عہد مین مشاہیر جلیل القدر علما مین سے شمار کیئے جاتے تھے اور عہدۂ قضاۃ شہر کوفہ پر مامور تھے مگر امام صاحب نے ایک مقدمہ کی فیصلہ مین انکو پریشان و حیران کردیا اور انجام کار ہر ایک امر مین اپنی نارسائی فکر و غلطی فہم کا خاص محکمہ قضا مین اقرار کیا پس یہ معنی ہین اس حدیث کی من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر السکین ۔ یہ شان

عظیم اور دولت خداداد امام الائمہ سیدنا امام ابوحنیفہ کو ہی حاصل تہی کہ جملہ آئمہ دین وتمامی اکابر مجتہدین اونکے احکام اجتہادی پر اجماع کرتے تھے اور آپکے قول کو بلا قیل وقال مسلم الثبوت سمجہتے تھے۔ ۱۰ منقول ہوا کہ جب حضرت قتادہ کوفہ مین داخل ہوی تو انہون نے حاضرین سے کہا کہ نہین سوال کریگا مجہسے کوئی مسئلہ حلال وحرام کا مگر کہ مین جواب دونگا اوسکا۔ یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ کیا حکم دیتا ہی تو اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص غائب ہوگیا اپنے اہل سے کئی سال اور زمان بعد اوسکی خبر وفات پہونچی پس بوجہ گمان اوسکی وفات کے اُس عورت نے اپنا نکاح کرلیا اور اس عرصہ مین شوہر ثانی سے ایک بچہ پیدا ہوگیا پہر آگیا پہلا شوہر پس انکار کیا شوہر اول نے اوس بچہ کا اور دعوی کیا شوہر ثانی نے اسصورت مین آیا ہر واحد ان دونون کیجانب سے عورت کی نسبت قذف ثابت کریگا یا جو سنکر ولد کا اوسکی جانب سے سمجہا جائیگا اور پہر یہ فرمایا کہ اگر کہیگا تو نے اس مسئلہ مین اپنی رائے سے تو البتہ خطا کریگا اور اگر کہیگا تو کوئی حدیث تو البتہ خلاف کہیگا یہ یہ سنکر قتادہ نے کہا کہ کیا یہ مسئلہ پیش آیا ہی امام صاحب نے فرمایا کہ نہین قتادہ نے کہا کہ پہر کیون سوال کرتا ہی اوس حالت سے جو غیر موجود ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ بتحقیق علما مستعد ہین واسطے بلا کے اور بچتے ہین اوس بلا سے قبل نازل ہونے اوسکے کے تاکہ پہچان لین وہ دخول بلا اور خروج بلا دونونکو یہہ سنکر قتادہ نے کہا کہ چہوڑو اس مسئلہ کو اور مجہسے کسی آیت کی تفسیر پوچہو۔ امام صاحب نے پوچہا وہ کون ہی جسکی نسبت حقتعالے نے فرمایا الذی عندہ علم من الکتاب قتادہ نے کہا کہ وہ آصف بن برخیا ہی کاتب حضرت سلیمان کا اور وہ جانتا تہا اسم اعظم کو امام صاحب نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بہی اسم اعظم جانتے تھے یا نہین قتادہ نے کہا کہ نہین آپنے فرمایا کیا یہ بات جائز ہے کہ کسی نبی کے عہد مین اوس نبی سے زیادہ کوئی عالم ہو قتادہ نے کہا کہ نہین قسم ہی اللہ کی مین تمسے نہین کلام کرونگا تفسیر مین سوال کرو مجہسے وہ کہ جسمین علما نے اختلاف کیا ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تو مومن ہی قتادہ نے کہا کہ امید رکہتا ہون مین امام صاحب نے کہا کہ یہ کیون کہا لقولہ تعالے والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین کہا یون کیون نہ کہا جیسا کہ ابراہیم نے کہا جبکہ اونسے کہا گیا اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی یہ سنکر قتادہ غضبناک ہوکر کہڑے ہوگئے اور قسم کہائی

اسکی کہ نہین کلام کرونگا مین ان سے ۔ ۱۱۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ مختل الحواس تہی اسکے جواب مین اوسنے کہا کہ یا ابن الزانیین اوس مرد نے ابن ابی لیلے قاضی کوفہ کے اجلاس مین اپنا دعوی پیش کیا قاضی نے اوس عورت پر دو حدین جاری کین مسجد مین حالت قیام مین۔ یہ حال سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ قاضی نے اس حکم مین خطا کی چہہ وجہون سے۔ اول یہ کہ قایم کی حد مجنونہ پر۔ دوسرے یہہ کہ مسجد مین جاری کین تیسری یہ کہ مارنا عورت کا حالت قیام مین حال یہ کہ عورت پر حد جاری کیجاتی ہی بٹھاکر۔ چوتھے یہہ کہ جاری کرنا دو حدونکا اور قذف کلمہ واحدہ کے ساتھ ہے حالانکہ اگر قذف کیا جاوے ایک قوم پر کلمہ واحدہ کے ساتھ تو نہین لازم آتی ہی مگر ایک حد۔ پانچوین یہ کہ حق استغاثہ حاصل تہا واسطے مان باپ کے اور وہ دونون غیر حاضر ہین۔ چھٹے یہ کہ جاری کنا حد ثانی کا پہلے اچھی ہو جانے حد اول سے۔ غرض جب اسکی شکایت پہونچی امیر کوفہ پاس تو روکا گیا قاضی فتوے دینے سے۔ ۱۲۔ مروی ہوا کہ عیسے بن موسے امیر کوفہ کے چند مسائل تھے کہ وہ سوال کئی گئے امام صاحب سے آپنے اونکے ایسے جواب دیئے جو عیسے نے پسند کیئے اور امام صاحب کو بلاکر اپنی مجلس مین بٹھایا اوسوقت ضحاک نے امام صاحب سے کہا کہ توبہ کر تو اس سے کہ تونے دو حکم جائز رکھے امام صاحب نے فرمایا کہ کیا تو مناظرہ کرتا ہی میرے ساتھ ضحاک نے کہا کہ ہان آپنے فرمایا کہ اگر میری اور تیری گفتگو مین کسی قسم کا اختلاف پیش آویگا تو کون ہی حکم میرے اور تیرے درمیان مین ضحاک نے کہا کہ مقرر کرلے تو جسکو تو چاہے پس امام صاحب نے بعض احباب ضحاک مین سے ایک شخص کی نسبت فرمایا کہ یہ حکم ہے میری اور تیری درمیان مین اور ضحاک سے کہا کہ تو راضی ہی اس حکم سے جو قرار پایا ہی اوسنے کہا کہ ہان فرمایا پس بہ تحقیق کہ تو نے جائز رکہا دو حکم کو یہ سنکر ضحاک بند ہوگئے کلام کرنے سے ۔ ۱۳۔ مروی ہوا کہ سوال کیا عطا نے امام صاحب سے معنی اس آیت شریف سے وآتیناہ اہلہ ومثلہم معہم امام صاحب نے کہا کہ رد کیا اللہ تعالے نے حضرت ایوب پر اونکے اہل کو اور مثل اہل اونکے کے اور ولد اونکے تہے یہ سنکر عطا نے کہا کیا رد کرتا ہی اللہ تعالے نبی پر..... ایسے ولد کو کہ نہو صلب اونکے سے امام صاحب نے فرمایا کہ نہین سنا تو نے اس باب مین عفو کرے

تجھسے اللہ کہ رد گیا ابواب پر اُسکے اہل کو اور ولد اُسکے کو صلب اُسکے سے اور مثل اجر دون
ولد اُسکے کے عطا نے کہا کہ یہ قول حسن ہے تنبیہ علامہ ابن حجر اس مقام مین لکھتے ہین
کہ کون مانع ہے اس معنی کو کہ مراد اسجگہہ یہ ہے کہ حقتعالے نے دیا ایوبؑ کو عدد اولاد اُسکے حق کو
اور مثل اُس عدد کی زوجہ اُسکی ہے جسکے باب مین فرمایا حقتعالی نے وخذ بیدک ضغثا فاضرب
ولا تحنث اور یہی معنی ظاہر ہین اس آیت سے کما لا یخفی - ۱۴ منقول ہوا کہ ایک شخص نے
امام صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ مینے یہ قسم کھائی ہے کہ مین نہ کلام کرونگا اپنی عورت
کے ساتھ یہانتک کہ وہ کلام کرے میرے ساتھہ اور عورت نے یہ قسم کھائی کہ مین نہ کلام
کرونگی اُسکے ساتھہ یہانتک کہ وہ کلام کرے میرے ساتھہ آپ اس بات مین کیا حکم
دیتے ہین آپنے فرمایا کہ دونون اپنی قسم مین حانث نہ ہونگے - یہ جواب سنکر سفیان ثوری
امام صاحب کے پاس آئے اور اشتعال طبع مین یہ کلمہ کہا کہ اے ابوحنیفہ تو مباح کرتا ہے
فروج کو یعنی محرمات کو یہ حکم تجکو کہان سے حاصل ہوا فرمایا کہ غور کر سفیان ہمین کہ مرد نے اپنی
قسم کو معلق کیا تہا عورت کے کلام کرنے پر پس جبکہ مرد کے قسم کھانے کے بعد عورت نے
قسم کھائی تو گویا کلام کیا عورت نے مرد کیساتھ مین تو اب مرد جو اس عورت سے کلام کریگا
تو حانث نہوگا اسیطرح عورت بھی حانث نہوگی اسوجہ سے کہ اُسنے بعد کلام کرنے مرد کے
کلام کیا - امام صاحب کا یہ بیان سنکر سفیان ثوری نے فرمایا کہ ای ابوحنیفہ تجقیق باب علم مین
تجہپر ایسا انکشاف ہوگیا ہے کہ ہم سب اُس سے غافل ہین ف غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت
سفیان ثوری جو باتفاق تمامی اکابر علمای دین اُسوقت مین اعلے درجہ کے مجتہد تھے اور فقہ الدو اتقہم
وہ کمالات علمی وعملی مین جملہ اقران وامثال مین ممتاز و مستثنی و مستند تھے کس عزم وہمت
سے آئے اور امام صاحب کے الزام دینے اور ساکت کرنے مین اہتمام بلیغ کیا مگر
جبکہ اُنہون نے امام صاحب کا قول ناطق و دل جامع و مانع زبان معجز بیان سے سنا
تو انجام مین بجز سلمنا و صدقنا کے کوئی کلمہ قدح وجرح زبان پر نہ لاسکے بلکہ ثنا و مدح
بلیغ کی پس مومنین کو ہمیشہ یہ مضمون نصب العین رہے کہ امام ابوحنیفہ سراج امتی کی
قوت قدسیہ علمی وعملی کی یہ شان عظیم ہے کہ جہان سفیان ثوری جیسے امام مجتہد

علائے وقت کو سکوت و خاموشی ہی اور اپنی نارسائی فہم و کوتاہ نظری کا اقرار ہے ؎ و م فیتا
۵ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائی بخشندہ ۱۵ منقول ہوا کہ عبداللہ
ابن مبارک نے امام صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک دیگچی مین گوشت پک رہا ہو اور اُسمین
ایک جانور گر کر مر جاوے تو کیا کیا جاوے آپنے اپنی اصحاب سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو
اس مسئلہ مین اُنہون نے بروایت سیدنا ابن عباس رض بیان کیا کہ شوربا اُسکا
بہا دیا جاوے اور گوشت دھو کر کھالیا جاوی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ حکم اُس حالت مین ہی کہ
اگر گرا ہی جانور شوربا مین بحالت ٹھنڈے ہونے دیگچی کے اور اگر گرا ہے جانور دیگچی مین جوش
کی حالت مین تو پھینکدیا جاوے وہ گوشت۔ یہ سنکر ابن مبارک نے کہا کہ کس بنا پر آپنے فرمایا
امام صاحب نے کہا کہ اسحالت مین نجاست کا اثر سرایت کر جاویگا اُسکے باطن مین بخلاف پہلی حالت
کے کہ اُسمین نجاست کا اثر پہونچا ہی ظاہر مین نہ باطن مین۔ ۱۶۔ منقول ہوا کہ ایک
شخص نے اپنے مال کو ایک جگہہ دفن کیا اور اُسجگہہ کو بھول گیا وہ گھبرا کر امام صاحب کے
پاس آیا اور عرض حال کیا فرمایا کہ یہ مسئلہ فقہیہ نہین جو مین تجکو بتلاؤن البتہ ایک حیلہ
تجکو بتاتا ہون وہ یہ کہ تو جا آج کی رات صبح تک نماز پڑھ انشاء اللہ تعالی وہ جگہہ تجکو یاد آجاوگی
اُس شخص نے حسب ہدایت رات کو نماز پڑھنی شروع کی چوتہائی رات سے کم گذری تھی کہ
اُسکو وہ جگہ یاد آگئی اُسنے اُسیوقت نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور امام صاحب کی خدمت مین صبح کو
حاضر ہوا اور حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ افسوس مین تحقیق جانتا تھا کہ شیطان نہین چھوڑیگا
تجکو تمام رات نماز پڑھنے کے لیے حیف کا مقام ہے کہ تو نے کیون نہ تمام کی سب رات
عبادت الہی مین شکر اللہ تعالی ۱۷۔ منقول ہوا کہ ایک شخص کوفہ مین ایک آدمی کے پاس
کچھہ امانت رکھکر حج کو گیا اور بعد واپسی اُسنے اپنی امانت طلب کی تو وہ شخص منکر ہوگیا اور قسم شدید
کھا گیا اسپر کہ تو نے مجکو نہین سونپی ہے امانت وہ شخص حیران و پریشان ہوکر امام صاحب کی
خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا سب حال عرض کیا آپنے اُس سے فرمایا کہ اُسکے انکار کرنیکا
حال تو کسی سے نہ بیان کرنا اور آپنے کسی شخص کو اُسکے بلانے کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو تنہائی مین
اپنی اُس سے یہ گفتگو شروع کی کہ اندنون چند اشخاص میری پاس اس مشورہ کے لیے آئے ہین

کہ کوا [illegible] ہی جو لیاقت و اہلیت عہدہ قضاۃ رکھتا ہی تو اگر پسند کرتا ہو اس عہدہ کو تو مین تیرے لئے ٹھہراؤن وہ تھوڑی دیر اسمین لا و نعم کرتا رہا مگر آپنے اوس سے چند باتین ایسی کین جنکے سننے سے اوسکے دل مین رغبت و شوق پیدا ہوا اور خواستگار ہوا تب آپنے اوس مظلوم کو بلا کر کہا کہ اب تو جا کر اوس شخص سے یہ کہہ کہ شاید تجکو میری امانت سے فراموشی ہو گئی ہی اب تو غور سے خیال کر کہ مینے فلان جگہہ اور فلان وقت تجکو امانت دی تھی یہ سنکر اوسنے اس خیال سے کہ مبادا لوگونکو میری خیانت پر گمان ہو اور اس خبر کا چرچا و شہرہ زیادہ ہو تو عہدۂ قضا سے ناکام رہونگا فوراً اوسکی امانت واپس کر دی اور امام صاحب کے پاس آکر عہدہ قضا کا طالب ہوا آپنے فرمایا کہ عہدۂ قضا تیری شان اور مرتبہ کے لایق نہین ہی تجکو اس سے زیادہ کوئی بڑا منصب ہونا چاہیئے آیندہ خیال رکھونگا - ۱۸ - منقول ہوا کہ ایک شخص کے پاس چور آئے اور اُنہون نے اُسکے کپڑے لئے اور صاحب مال سے حلف لیا طلاق ثلثہ کا اس بات پر کہ نہ بیان کرے کسی سے چور کو اوسنے خوف کی وجہ سے حلف کر لیا جب صبح ہوئی تو اُسنے اپنے کپڑے بکتے ہوے دیکھے مگر بیان کرنے سے مجبور رہا اور امام صاحب سے اس باب مین فتوے پوچھنے آیا آپنے فرمایا کہ تو اپنے اکابر احباب کو میرے پاس حاضر کر جب وہ حاضر ہوے تو آپ نے اون سبکو یہ حکم دیا کہ ایک مقام مین جمع ہون اور ایک ایک اونمین سے نکلے اور ہر ایک سے کہا جاوے کہ یہ چور ہے اگر وہ چور نہین ہی تو یہ کہدینا کہ نہین اور اگر وہ چور ہو تو خاموش ہو جانا پس اس کارروائی کرنے سے چور کے نام پر صاحب مال خاموش ہو گیا اور اسطریق سے پہچان لیا چور کو یہانتک کہ پہیر دیا اوس نے سب مال چوری کا اور صاحب مال اپنے حلف سے بھی بری ہو گیا اسوجہ سے کہ اوسنے نہ بیان کیا اپنی زبان سے چور کو - ۱۹ - منقول ہوا کہ کسی نے امام صاحب سے یہ مسئلہ پوچھا کہ موذنین جو تکبیر کے وقت تنحنح کرتے ہین اسکی کچھہ اصل ہی آپنے فرمایا کہ موذنین کی جانب سے تنحنح کرنے مین اعلام ہی اس امر کا کہ اب ارادہ کرتے ہین اسکا کہ قائم کرین نماز کو چنانچہ بہ تحقیق سیدنا علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے مروی ہوا کہ اونکو رات کے وقت بارگاہ عالیجاہ حضرت سرور کائنات صلعم مین شرف حضوری کا مرتبہ حاصل تہا پس آپ فرماتے ہین

کہ جسوقت مین حاضر ہوتا تو انحضرت صلعم محکو شخص سے آگاہ فرماتے حال یہ کہ آپ نماز مین ہوتے تھے
۲۰۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح پوشیدہ کیا اور اوس سے ایک
بچہ پیدا ہوا شوہر نے اوس بچہ سے انکار کیا اوس عورت نے ابن ابی لیلے قاضی کوفہ کے پاس
استغاثہ اپنا پیش کیا اونہون نے اوس عورت سے ثبوت نکاح کے گواہ طلب کئے عورت نے
کہا کہ میرا نکاح اس طور پر ہوا ہی کہ اللہ ولی ہی اور دو گواہ دو فرشتے ہین یہ سنکر قاضی نے اوس
عورت کا دعوی خارج کیا اور نکالدیا اوسکو وہ عورت پریشان و حیران ہوکر امام صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوئی اور اپنی خرابی و بربادی کا حال عرضکیا آپنے اوس سے فرمایا کہ تو پھر جا قاضی کی پاس
اور اوس سے یہ کہہ کہ حاضر کر اوس مرد کو تاکہ مین اپنے گواہ ثبوت نکاح کے لاؤن جب وہ
مرد حاضر ہو تب اوس سے یہ کہنا کہ اے شخص تو یہہ کہہ کہ مین منکر ہون ولی اور شاہدین
نکاح کا وہ مرد اس کہنے سے مجبور ہوا اور اقرار کیا نکاح کا انجام کار اوس مرد کو مہر دینا بھی لازم
آیا اور بچہ بھی اوس سے ثابت ہوگیا تنبیہ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس جگہہ ناظرین کوتاہ نظر
کو یہ وہم نہ پیدا ہو کہ بصورت نہونے ولی اور شاہدین کے نکاح بالاجماع باطل ہی یہ نکاح
کیسے جائز ہوا مختصر جواب اسکا یہ ہی کہ بیان مصرحہ صدر سے صاف واضح ہی کہ نکاح اوس
عورت کا ہوا تھا یقینی شاہدین مجہولین کے ساتھ پس جبکہ عورت ثبوت نکاح مین مجبور ہوئی
اور بحالت اضطرار امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اس امر کی خواستگار ہوئی کہ مجکو
کوئی ایسا طریقہ آپ تعلیم فرماوین کہ جسمین میرا شوہر اقرار نکاح کرلے اور تہا وہ مرد ایسا کہ فی الجملہ
اوسکے دلمین خوف الہی تہا لہذا صورت موجودہ مین حقتعالے نے اوس سائلہ کی حل مشکل
کے لیے امام صاحب کے دلمین یہ طریق عجیب الہام فرمایا اور آپنے اوس عورت کو تعلیم کیا
چنانچہ اوس تعلیم غیبی کے ذریعہ سے نہایت آسانی و سہولت سے اظہار امر حق ہوگیا یعنی
حسب احکام شرعی خود اقرار شوہر سے وہ نکاح ثابت ہوگیا اور بضمن اوسکے ثبوت دین مہر و
صحت نسب ولد بھی ہوگیا ۔ ۲۱۔ منقول ہوا کہ قاضی کوفہ نے ابن شبرمہ کو محکمہ قضا مین
طلب کیا اور ثبوت وصیت کے باب مین اونسے گواہ طلب کئے اونہون نے پیش کئے اور وہ
قبول کئے گئے پھر قاضی نے ابن شبرمہ سے کہا کہ اب تو حلف کر اس بات پر کہ تیرے

دو گواہون نے حق گواہی دی ہو اُنہون نے کہاکہ یہ حلف مجھپر نہین لازم آتا کہ مین اُس وقت موجود نہ تھا - امام صاحب نے قاضی سے کہا کہ گمراہ ہو گئے قیاس تیرے کیا کہتا ہو تو ایک نابینا شیخ کے مقدمہ مین کہ باوجود اسکے کہ اُسکے دو گواہون نے حق گواہی دی کیا اس حالت مین اُسپر حلف ہی آور حال یہ کہ وہ دیکھتا نہین ہی پس بند ہو گیا قاضی کلام کرنے سے اور حکم کیا ابن شبرمہ کے لیے ثبوت وصیت کا - ۲۲ - منقول ہو اکہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ یحیے بن سعید قاضی کوفہ نے انکار کیا اس امر پر کہ اہل کوفہ اجماع کرین رای امام ابو حنیفہ رح پر یہ سنکر آپنے اپنے اصحاب کو مناظرہ و بحث علمی کے لیے قاضی مذکور کے پاس بھیجا کہ اُنمین امام زفر و امام ابو یوسف بھی تھے ان حضرات نے بموجب فرمانے امام صاحب کے اُس قاضی سے یہ سوال کیا کہ کیا فتوی دیتا ہے تو اُس غلام کے باب مین جو دو شخصون مین مشترک ہی اور اُن دو شریکون مین سے ایک نے اُسکو آزاد کیا قاضی نے جواب دیا کہ یہ ناجائز ہے اسواسطے کہ اس مین ضرر وحرج ظاہر ہے اور یہ امر شرعا ممنوع ہی اس صورت مین اُس سے یہ کہا گیا کہ اگر آزاد کیا اسکو دوسرے شریک نے تو کیا حکم ہے قاضی نے کہا کہ یہ جائز ہوا اس صورت مین اُس سے یہ کہا گیا یہ قول تیرا منقوض ہوتا ہے اسوجہ سے کہ اگر ہے آزاد کرنا شریک اول کا لغو تو بتحقیق آزاد کیا اُس غلام کو دوسرے شریک نے حال یہ ہی کہ وہ غلام ہے پس نافذ ہوا اُسکا بھی آزاد کرنا یہ سنکر قاضی خاموش ہو گیا اور کلام کرنے سے بند ہو گیا - ۲۳ - مروی ہوا کہ لیث بن سعد کہتے ہین کہ مین ایک مدت سے امام ابو حنیفہ کے حالات عجیب سنا کرتا تھا لہذا مجکو اُنکی ملاقات کی بڑی تمنا تھی پس حاضر ہوا مین مکہ معظمہ مین ناگاہ دیکھا مینے آدمیون کو کہ ایک شخص پر ہجوم کیے جمع ہین اور سنا مینے ایک شخص سے کہ وہ پکارتا تھا یا ابا حنیفہ رح پس جان لیا مینے کہ یہ شخص وہی ہے جسکا حال مین سُنا کرتا تھا مین بھی حاضر ہوا اُس جلسہ مین کہ ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ یا حضرت میرے پاس مال بہت ہی اور میرا ایک لڑکا ہے اگر نکاح کر دون مین اُسکا اور دیدون مین مال اُسکو تو وہ لڑکا بے قید ہو جاویگا اور مال میرا ضائع ہو جائیگا پس اس باب مین میرے لیے کوئی حیلہ ہی - یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ لیجا تو اُس لڑکے کو غلامون کے بازار مین اور خرید کر اُس کے لیے ایک ایسی لونڈی جو

اُسکو پسند آئے پھر نکاح کر دیے اُسکا اُس لونڈی سے پس اگر بعد نکاح وہ لڑکا اُسکو طلاق دیگا تو
وہ لونڈی تیری مملوکہ رہے گی اور اگر وہ لڑکا اُسکو آزاد کر دیگا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ نہوگا۔
لیث بن سعد کہتے ہین قسم ہے اللہ کی مین امام صاحب کے اُس جواب سے ایسا نہین
خوش ہوا جیسا کہ خوش ہوا آپ کے فوراً جواب دینے سے ۔ ۲۴ ۔ منقول ہوا کہ ایک
شخص نے اپنی عورت منکوحہ کے طلاق دینے مین شک کیا اور پھر اس باب مین حضرت شریک رح
سے فتوا پوچھا اُنہون نے فرمایا کہ عورت کو طلاق دے پھر اُس سے رجعت کر لے ۔ پھر اُسنے
یہی مسئلہ حضرت سفیان ثوری سے پوچھا اُنہون نے فرمایا کہ تو یون کہہ کہ اگر مینے اس عورت کو
طلاق دی ہے تو مینے رجعت کر لی اُس سے پھر اُسنے یہی مسئلہ امام زفر رح سے پوچھا اُنہون نے
کہا کہ وہ تیری عورت ہے یہانتک کہ تجکو اُسکے طلاق دینے پر یقین ہو پھر اُس سائل نے
ان سب جوابات کی امام صاحب کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ سفیان ثوری نے اختیار کیا
طریق ورع کو ۔ اور زفر نے بعینہ مسئلہ فقہیہ بیان کیا ۔ اور شریک ایسے شخص کی مانند ہے
کہ کہون مین نہین جانتا کہ میرے کپڑے کو پیشاب لگا ہے یا نہین اور وہ یہ کہے بلکہ تیرے
کپڑے پر پیشاب ہے پس دھو ڈال اُسکو تنبیہ علامہ ابن حجر مکی اس مقام مین لکھتے ہین کہ
اس مسئلہ مین باہم ائمہ مذکورین کے معنے مین خلاف نہین ہی بوجہ اسکے کہ اجماع ہی اسپر
کہ جو شخص اپنی عورت کے طلاق مین شک کرے تو اُسکو کچھہ نہین لازم آتا ہی بلکہ وہ اُس کے
نکاح مین ہے البتہ اگر اختلاف ہے تو اولے بات مین ہے پس شریک نے دیکھا اس
صورت مین واقع ہونا طلاق کا اسوجہ سے کہ وہ شک کے ساتھ مین نہین یقین کرتا ہی رجعت کو اور
تعلیق کرنا رجعت کا طلاق مین اسمین اختلاف ہی ۔ سفیان ثوری نے رجعت کو تعلیق کے ساتھ
اعتبار کیا اور نہین نظر کی اُس کے اختلاف مین ۔ امام زفر نے اس سے اعراض کیا اور بیان کر دیا
اصل حکم کو کہ وہ طلاق کا نہ واقع ہونا ہی ۔ ۲۵ ۔ منقول ہوا کہ خلیفہ منصور کا دربان ربیع امام صاحب
کا بڑا مخالف و دشمن تھا ایک دن اُسنے خلیفہ کے سامنے کہا کہ اے امیر المؤمنین امام ابوحنیفہ
تیرے دادا عبد اللہ بن عباس سے مخالفت کرتے ہین اسواسطے کہ اُنکا مذہب
یہ ہی کہ جو شخص قسم کھائے پھر ایک دو دن بعد کہے انشاء اللہ تو اُسکا استثنا درست ہے

یعنے اوسپر قسم نہین لازم آتی - اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہین کہ اگر استثنا متصل کہے تو درست ہے ورنہ جائز نہین - امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیرالمومنین غور کر ربیع یہ کہتا ہی کہ تیری لشکر کا بیعت کرنا تیرے ہاتھ پر درست نہین اوسنے پوچھا کہ یہ کسطرح فرمایا اسوجہ سے کہ یہان اہل لشکر قسم کھاکر بیعت کر جاتے ہین پھر گھر جاکر انشاء اللہ کہتے ہین تو اونکی قسم ٹوٹ جاتی ہی خلیفہ منصور ہنس پڑا اور کہا کہ اے ربیع ابوحنیفہ سے متعرض و مزاحم نہو جب دربار سے باہر آے ربیع نے کہا کہ اے ابوحنیفہ آج تو تمنے میرا خون کیا ہوتا فرمایا کہ نہین بلکہ آج تو نے میرے قتل کا ارادہ کیا تہا پس مینے اپنے نفس کو اور نیز تجکو ہلاکت سے بچایا - ۲۶ - مروی ہوا کہ خلیفہ منصور کا ایک مصاحب امام صاحب سے سخت عداوت رکہتا تہا اتفاقاً ایک بار اوسنے امام صاحب کو خلیفہ منصور کے پاس دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ آج امام صاحب کو قتل کراونگا لہذا اسنے خلیفہ کے مواجہہ مین امام صاحب سے پوچھا کہ امیرالمومنین آج ہم مین سے ایک شخص کے قتل کا حکم دیتا ہی ہم نہین جانتے یہ کیا بات ہی اور اسمین آپ کیا کہتے ہین - امام صاحب نے فرمایا کہ امیرالمومنین کا حکم حق پر ہے یا ناحق پر اوسنے کہا کہ حق پر ہے آپنے فرمایا کہ حکم حق بے پوچھے بجالا اور نہ پوچہہ حق بات مین کسی سے اور پھر یہ فرمایا کہ اس شخص نے مجکو مبتلا کرنا چاہا تہا مینے اوسکو اولجھا دیا - اور ان دونون حکایتونکو ابن خلکان نے بھی اپنی تاریخ مین نقل کیا ہی - ۲۷ - منقول ہوا کہ ایک غلام نے اپنے ہمسایہ کا طاؤس چرایا صاحب طاؤس نے امام صاحب کے پاس آکر شکایت کی آپنے اوس سے فرمایا کہ تو خاموش ہو جا فجر کو جب سب لوگ مسجد مین نماز کے لیئے حاضر ہوے تب امام صاحب نے فرمایا کہ دیکھو نہین شرماتا ہی وہ شخص کہ چراتا ہی طاؤس کو اور پھر آتا ہی نماز کو حال یہ کہ اوسکے سر پر پردن کی علامت دکھلائی دیتی ہی یہہ سنکر اونہین سے ایک شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا امام صاحب نے فرمایا کہ اے شخص کیا ہوا تجکو پھیر دے تو طاؤس اوسکے مالک کو اوسنے دیدیا وہ طاؤس اوسکو - ۲۸ - منقول ہوا کہ حضرت اعمشؒ کو یہ معاملہ پیش آیا کہ اونہون نے قسم کہائی اپنی عورت کے طلاق کی ان امور مفصلہ ذیل پر کہ اگر خبر دی اسنے مجکو شام ہوجانے آٹے کی زبان سے یا لکھنے کے ذریعہ سے یا کسیکو بھیجا اسنے اس بات کی خبر کے لئے یا ذکر کیا اسنے کسیکے

سامنے کہ وہ ذکر کرے مجھسے یا وہ اشارہ کرے اس باب مین - یہ کلمات سنکر اونکی عورت اس باب مین سخت پریشان ہوئی کسی نے اون بی بی سے کہا کہ یہ مشکل تمہاری حل ہوگی سوائے امام ابو حنیفہؒ کے چنانچہ اُنہون نے یہ سب قصہ امام صاحب سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو ایسا کر کہ جب پیمانہ آٹے کا خالی ہوجاوے تو اُسکا منہ باندہ دے کپڑے سے ورانحالیکہ وہ سوتا ہو جب جاگیگا وہ تو وہ دیکھے گا پیمانہ کو اور جان لیگا پیمانہ کا خالی ہوجانا آٹے سے چنانچہ اوس عورت نے ایسا ہی کیا جب وہ جاگی تو اونہون نے پیمانہ کا منہ بندہا ہوا دیکھکر معلوم کر لیا آٹے کا تمام ہوجانا تب اُنہون نے یہ کہنا شروع کیا قسم ہے اللہ کی کہ یہہ حیلہ ابو حنیفہ کے حیلون مین سے ہے کیسے فلاح پاوین ہم اس حالت مین کہ وہ زندہ ہے اور حال یہ کہ وہ فضیحت کرتا ہے ہمکو ہماری عورتون مین یعنی دکھلاتا ہے اونکو ہمارے عجز کو اور ہمارے عقل وفہم کے ضعف ونقصان کو - ۲۹ - منقول ہوا کہ کسی شخص نے اس بات پر حلف کیا کہ اپنی عورت سے مقاربت کرونگا مین ماہ رمضان المبارک مین دن مین یہ سنکر لوگ متحیر ہوے اس معاملہ مین امام صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی عورت کے ساتھ سفر کرے اور مقاربت کرے اوس سے دن مین - ۳۰ - مروی ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب کے عہد مین نبوت کا دعوی کیا اور یہ کہا کہ مجکو مہلت دو یہانتک کہ مین کوئی علامت لاون یعنے ثبوت نبوت مین یہہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ جو شخص طلب کرے اوس سے علامت نبی ہونے کی وہ کافر ہے اس دلیل سے کہ بصورت طلب کرنے علامت نبوت کے وہ شخص تکذیب کرنیوالا ہے قول مخبر صادق نبی صلعم کا لا نبی بعدی یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ نہین ہے بعد میرے نبی - ۳۱ - منقول ہوا کہ امام صاحب نے حضرت حمادؒ کی مان پر دوسرا نکاح کیا اُنہون نے امام صاحب سے کہا کہ ضرور ہے تجکو طلاق دے تو زوجہ ثانیہ کو تین بار ورنہ مین تمہارے ساتھ نہ رہونگی امام صاحب نے بمجبوری یہ حیلہ کیا کہ زوجہ ثانیہ سے یہ کہا کہ تو جا حماد کی مان کے پاس اور وہان جاکر یہ سوال کر مجھسے کہ کیا حلال ہے عورت کے لئے یہ کہ چھوڑ دے اپنے شوہر کو چنانچہ وہ گئین اور انہون نے سوال مذکور کیا حماد کی مان بولین کہ ضرور ہے کہ طلاق دیجاوے دوسری عورت - امام صاحب

نے فرمایاکہ جو عورت کہ واسطے میرے خارج اس گھر سی ہے اُسکو تین طلاق ہین یہ سنکر یاں حماد کی راضی ہوگئین اور نہ طلاق واقع ہوئی زوجہ ثانیہ کو کیونکہ وہ اسوقت اوس گھر مین موجود تھین

۳۲- ایک رافضی نے امام صاحب سے سوال کیاکہ اشد الناس یعنی سب سے زیادہ غالب و بہادر آدمی کون ہی امام صاحب نے جواب دیاکہ ہمارے ملت حنفیہ کے قول پر سیدنا اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہین باین وجہ کہ جب اُنہون نے جان لیاکہ خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضہ کا حق ہی تو آپنے فوراً بطیب خاطر اُنکا حق اُنکو سونپ دیا۔ اور تمہارے عقیدہ و مذہب کے موافق سیدنا ابوبکرؓ ہین بایں وجہ کہ اُنہون نے لے لیا خلافت کو حضرت علی مرتضیٰ رضہ سے قہر و غلبہ کے ساتھہ اور اسد اللہ الغالب اپنے حق لینے مین مجبور و مغلوب ہوگئے یہ سنکر وہ رافضی متحیر ہوگیا اور بند ہوگیا کلام کرنے سے۔

۳۳- منقول ہواکہ کسی نے امام صاحب سی سوال کیاکہ ایک شخص نے کہاکہ میری اس عورت کو تین طلاق ہین اگر مین غسل کرون آج کے روز جنابت سی پھر اوس نے یہہ کہاکہ تین طلاق ہین میری عورت کو اگر ترک کرون مین کوئی نماز آج کے دن نمازون مین سے پھر اوس نے کہاکہ تین طلاق ہین اگر نہ جماع کرون مین اپنی عورت سے اُس دن مین۔ یہہ سنکر امام صاحب نے فرمایاکہ وہ شخص نماز پڑہے عصر کی پھر جماع کرے اوس عورت سے پہر غسل کرنے بعد غروب کے اور نماز پڑہے مغرب و عشا کی اگر ارادہ کیا ہی اوس شخص نے آج کے دن کی نمازون کے ساتھہ پانچ نمازون کا۔

۳۴- کسی نے امام صاحب سے سوال کیاکہ ایک شخص نے اپنی عورت سے اوس حال مین کہاکہ وہ سیڑہی پر تہی کہ اگر چڑہی تو تجکو طلاق ہے۔ اور اگر اوتری تو تجکو طلاق ہی کیا حیلہ ہی اس مین امام صاحب نے فرمایاکہ اوٹھائی جاوے وہ سیڑہی اُس حالت مین کہ وہ عورت اُس سیڑہی پر ہو اور وہ رکہدی جاوے زمین مین۔ یا وہ عورت اوٹھا لیجاوے اوس سیڑہی پر سے بغیر اس کے کہ وہ عورت ارادہ کرے اوترنے کا اور پہر وہ رکہدیجاوے زمین مین۔

۳۵- منقول ہواکہ کسی نے امام صاحب سے سوال کیاکہ ایک شخص کی عورت کے ہاتہہ مین پانیکا پیالہ ہی اور اُس نے یہ کہاکہ اگر پیئے گی تو اسکو یا بہادے گی یا رکہدیگی یا دیدیگی تو اسکو کسی دوسرے آدمی کو تو تجکو طلاق ہی۔ امام صاحب نے

فرمایا کہ اس حالت مین ایسا کرنا چاہئے کہ ایک کپڑا اوسمین ڈالا جاوے کہ وہ چوس لے اوس پانی کو
۳۶ منقول ہوا کہ ایک شخص نے حلف کیا انڈے نہ کہانے پر اور پھر اوس نے قسم کہائی کہ البتہ
کہاؤنگا مین اوس چیز کو کہ فلان شخص کی آستین میں ہے پس ناگاہ وہ انڈا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس
حالت مین ایسا کرنا چاہیے کہ اُس انڈے پر ایک مرغی بٹھانا چاہیئے جب وہ چوزہ ہو جاوے تو اوسکو
بھون کر کھالے یا پکالے اُسکو اور معہ شوربا اوسکو کھالے تنبیہ علامہ ابن حجر مکی اس مقام مین
لکھتے ہین کہ ہمارے نزدیک اسمین یہ حیلہ ہے کہ اوس انڈے کو کسی حلوا مین ڈال لیوے اور قسم سے
بری ہو جاوے ہو واسطے کہ اس حالت مین اسپر صادق آتا ہے کہ اوسنے کہایا اوس چیز کو جو آستین
مین تھی اور نہ صادق آیا اوسپر یہ کہ اُس نے کہایا انڈا بوجہ معدوم ہونیکے اس حالت مین۔ ۳۷۔
منقول ہوا کہ امام صاحب کی عہد مین دو لڑکے ایک عورت کے ایسے پیدا ہوئے کہ اُن دونون
کی پشت ایک تھی اتفاق سے اون دومین سے ایک مرگیا علماء کوفہ نے کہا کہ دونون دفن
کردیے جاوین۔ امام صاحب نے فرمایا کہ نہین جو مرا ہے وہ دفن کیا جاوے اور محل قطع ملا دیا جاوے
مٹی سے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا خدائتعالی کی قدرت اور امام صاحب کے فرمانے کی برکت کہ
وہ زندہ جدا ہو گیا اوس دوسرے سے اور وہ زندہ رہا چنانچہ اہل کوفہ اسکو مولے
ابو حنیفہ کہتے تھے۔ ۳۸ منقول ہوا کہ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام ابو حنیفہ دونون مدینہ
طیبہ مین جمع ہوئے امام محمد باقر نے امام ابو حنیفہؓ سے فرمایا کہ مینے سُنا ہے کہ تم میرے دادا
کی حدیثین چھوڑ کر قیاس پر عمل کرتے ہو امام صاحب نے کہا کہ مین پناہ مانگتا ہون اس فعل سے
آپ تشریف رکھین اور سنین پس بتحقیق کہ حرمت و منزلت آپکی مثل جد امجد آپکے مجکو ہے پس آپ
بیٹھے اور امام ابو حنیفہ اُن کے روبرو بیٹھے اور کہا کہ مین آپ سے تین باتین پوچھتا ہون۔
اول یہ کہ نماز افضل ہے یا روزہ آپنے فرمایا کہ نماز امام صاحب نے کہا کہ اگر مین قیاس کرتا تو حیض
والی عورت کو نماز پھیرنے کا حکم کرتا نہ روزہ کا مین حکم کرتا ہون نماز کے معاف ہونیکا اور
روزہ کے قضا کرنیکا۔ دوسرے یہ کہ منی زائد ناپاک ہے یا پیشاب فرمایا کہ پیشاب کہا کہ اگر مین
قیاس معتبر رکھتا تو پیشاب کے بعد غسل کا حکم کرتا نہ منی کے بعد تیسرے یہ کہ عورت ضعیف ہے
یا مرد فرمایا کہ عورت کہا کہ اگر مین نص کو چھوڑ کر قیاس پر چلتا تو میراث مین عورت ضعیف کو

مرو سے دونا حصہ دلواتا پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے اس بات پر کہ کہو نہین کوئی بات خلاف حدیث کے بلکہ خدمت کرتا ہون مین قول رسول مقبول صلعم کی یہ سنکر امام محمد باقرؑ کھڑے ہوے اور امام ابوحنیفہ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور مضمرات مین اتنا اور زیادہ منقول ہوا کہ بعد مصافحہ و معانقہ کے امام محمد باقرؑ نے امام صاحب سے یہ فرمایا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ مخالفین و معاندین بوجہ عناد و خصومت کے تمکو متہم کرتے ہین۔ ۳۹۔ منقول ہوا کہ ایک مسافر کوفہ مین وارد ہوا زوجہ اوسکی نہایت حسین و جمیل تھی اوسکے ساتھہ ایک کوفی کو تعلق ہوگیا اور دعوی کیا اوسنے کہ یہ عورت میری زوجہ ہی اور اوس عورت نے بھی اُسکے دعوی کی تصدیق کی اور شوہر اصلی ثبوت نکاح مین مجبور و معذور ہوا انجام کار یہ معاملہ امام صاحب کے سامنے پیش ہوا پس آپ ابن ابی لیلی قاضی کوفہ وغیرہ اشخاص کو اوس مرد کے گھر پر لیگئے اور حکم کیا چند عورات کو کہ داخل ہون اوس مرد کے پاس پس یکایک اوس مرد کے کتے اُن عورتون پر بھونکنے لگے اور نہ جانے دیا اونکو اوسکے پاس۔ پھر امام صاحب نے حکم کیا اوس عورت کو کہ اب تو جا اوس مرد کے پاس جب وہ جانے لگی تو وہ کتے اوسکے ساتھہ محبت سے گرد ہوگئے۔ امام صاحب نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ امر حق ظاہر ہوگیا یہانتک کہ اقرار کیا عورت نے نکاح کا۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ نظیر اسکی یہ ہی جو منقول ہوا علماء مذہب حنفیہ سی کہ جب عورت منکوحہ کو اپنے شوہر سے خلوت حاصل ہو اور کتا مرد کا اوسکے ساتھہ ہی تو خلوت اوسکی صحیح ہوجاویگی اور مہر بھی موکد ہوجائیگا۔ اور اگر کتا اوس عورت کا ہی تو مہر نہین موکد ہوگا۔ ۴۰۔ منقول ہوا کہ ابن ہبیرہ نے امام صاحب کو ایک نگینہ دکھلایا جسپر یہ لکھا تھا عطار بن عبداللہ اور یہ کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون اس امر کو کہ دوسرے شخص کے نام کی انگشتری اپنے پاس رکھون اور نہ ممکن ہی چھیلنا اس نقش کا امام صاحب نے فرمایا کہ دَوِّر راس الباء یعنے پھیر لے توب کے سر کو ہوجاویگا عطار بن عبداللہ ابن ہبیرہ کو سخت تعجب آیا امام صاحب کی تیزی فکر و دقت نظر و سرعت فہم سے اور یہ کہا کہ آپ میرے پاس آمد و رفت زیادہ رکھین امام صاحب نے فرمایا کہ مین کیا کرونگا تیرے پاس اگر اگر تو مجکو اپنا مقرب بنائیگا تو فتنہ مین ڈالیگا مجکو اور اگر مجکو حاکم بنائیگا تو غم مین ڈالیگا اور رسوا کریگا مجکو اور میرے پاس ایسی چیز

نہین ہی جس سے مین خوف کرون تجہسے اور یہی جواب دیا تہا آپنے جبکہ خلیفہ منصور نے
اور امیر کوفہ عیسے بن موسے نے آمد و رفت کے باب مین آپ سے کہا تہا - ۱۴۱ - منقول
ہوا کہ ضحاک مروزی جب کوفہ مین داخل ہوا اور اوسنے حکم کیا اہل کوفہ کے قتل کا یہہ سنکر
امام صاحب قمیص پہنکر اور ایک چادر اوڑہکر اوسکے پاس آگئے اور یہ کہا کہ تو نے کیا سمجہکر
اہل کوفہ کے قتل کا حکم دیا ہی اوسنے کہا کہ یہ لوگ مرتد ہوگئے ہین - امام صاحب نے فرمایا
کہ مین تجہسے پوچہتا ہون کہ کیا دین انکا پیشتر اس سے دوسرا تہا جس سے وہ مرتد ہوگئے
یا یہی دین انکا تہا جسپر وہ اب ہین اوسنے کہا کہ اس قول کو پہر مجہسے کہہ آپنے دوبارہ اس
قول کے معنے اوسکو سمجہایا ضحاک مروزی نے امام صاحب کے قول کے معنی سمجہکر کہا کہ
فی الواقع ہم خطا پر ہین اور اپنی تلوارونکو میان مین کر لیا اور اہل کوفہ نے اوس سی نجات
پائی - اور دوسری روایت مین یہ مذکور ہوا کہ جب خوارج کوفہ مین داخل ہوی اور رای انکی
یہ تھی کہ وہ اپنے کل مخالفین کی نسبت حکم تکفیر کرتے تھے جب امام صاحب اونکے پاس آئے
توکسی نے اونسے کہا کہ اہل کوفہ کا یہ شیخ الاسلام ہی امام ابو حنیفہ ؒ - یہ سنکر ضحاک مروزی نے
امام صاحب سے کہا کہ توبہ کر تو کفر سے آپنے فرمایا کہ مین توبہ کرنیوالا ہون ہر کفر سے پس کسینے
اس قول کے یہ معنے سمجہا ہی کہ امام صاحب نے یہ کہا کہ مین تائب ہون تمہارے کفر سے - یہ
سنکر ان لوگون نے امام صاحب سے مواخذہ کرنا چاہا آپ نے اونسے کہا کہ آیا تم جانکر میری
نسبت یہ کہتے ہو یا ظن کے ساتہ کہتے ہو انہون نے کہا کہ ظن کے ساتہ ہم کہتے ہین آپنے
فرمایا ان بعض الظن اثم اور تمہارے نزدیک اثم کفر ہے پس توبہ کرو تم کفر سے انہون نے
کہا کہ تو بہی توبہ کر کفر سے تنبیہ علامہ ابن حجر اس مقام مین لکہتے ہین کہ بعض حاسدین امام ابو حنیفہ
وہ لوگ ہین جو آپکی شان و عظمت گہٹانے کے باب مین دو حکایتین جو متعلق گفتگوی فرقہ
خوارج سے ہین اس طور سے بیان کرتے ہین کہ معاذ اللہ امام صاحب نے کفر کیا دوبار
اور طلب توبہ کی گئی اونسے دوبار پس اس کہنے مین خاص مقصود اون حاسدین کا بیان کرنا
نقصان شان امام صاحب کا ہی اور حال یہ کہ امام ابو حنیفہ ؒ بری ہین اس سے کیونکہ آپکو
بارگاہ الٰہی سے اسدرجہ علوی شان و رفعت بے پایان عطا ہوی تھی کہ آپ پر کوئی اعتراض

نہ آسکا عام ہی اس سے کہ قوم خوارج ہو یا جماعت روافض ہو یا دہریہ ہو یا کوئی ملحد و زندیق ہو اور انجام کار یہ سب فریق کلمات حقہ آپکے سُنکر یا تائب و مستغفر ہوتے تھے یا الزام فاحش پاکر اپنی خطا وغلطی کے معترف ہوتے تھے جیسے کہ شواہد و نظائر اس کے اس کتاب مین بتفصیل مذکور ہین ۔ ۴۲ ۔ منقول ہی کہ ایک شخص نے ایک تھیلی جسمین ہزار دینار تھے ایک شخص کو سونپی اور اوسکو یہ وصیت کی کہ جب میرا لڑکا بڑا ہو تو اوسکو دیدینا اوس چیز کو جسکو تو دوست رکھتا ہی چنانچہ جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو اوس وصی نے خالی تھیلی اوسکو دیدی اور دینار اوس مین سی نکال لئے وہ لڑکا امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال عرض کیا آپنے اوس وصی کو بلایا اور یہ فرمایا کہ دیدے تو اوسکو وہ ہزار جسکو تو دوست رکھتا ہی کیونکہ ہر ایک شخص غالباً اوس شے کو روکتا ہے جسکو وہ عزیز اور دوست رکھتا ہی اور دیتا ہے اوس چیز کو جسکو نہین دوست رکھتا ہی ۔ ۴۳ ۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ تھے بعض محدثین کہ امام صاحب کے باب مین طعن اور خدشہ کیا کرتے تھے اور پھر وہ اتفاق سے مبتلا ہوتے تھے ورطۂ حیرت مین اور نہین پاتے تھے اوس سے مخلصی و نجات انجام کار امام صاحب اوس مشکل کو حل فرماتے تھے چنانچہ منقول ہوا کہ ایک محدث نے اپنی عورت سی یہ کہا کہ اگر سوال کرے تو مجھسے آج کی رات طلاق کا اور مین نہ طلاق دون تجکو تو تجکو طلاق ہی ۔ یہ سُنکر اوس کی عورت نے یہ کہا کہ اگر نہ سوال کرون مین تجسے آجکی رات طلاق کا تو غلام میرا آزاد ہی ۔ یہ حال سنکر امام صاحب نے اوس عورت سے فرمایا کہ تو سوال کر مرد سے طلاق کو ۔ اور مرد سے یہ فرمایا کہ تو یون کہدے کہ تجکو طلاق ہے اگر چاہے تو پھر فرمایا اون سے کہ تم جاؤ اس کہدینے سے تم دونون مین سے کوئی حانث نہوگا اور اُس مرد سے فرمایا کہ توبہ کر جناب الٰہی مین اُس واقعہ سے جسکی طرف تیرے علم نے تجکو برانگیختہ کیا اوس نے توبہ کی جب سے وہ دونون میان بی بی امام صاحب کی لئے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے ۔ ۴۴ ۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے قسم کھائی اپنی عورت کے طلاق کی یہ کہکر کہ اگر نہ پکائی تُو اوس نے ایک دیگچی ایسی کہ اس مین ٹکیان نمک کی ہون اور اُس کا اثر اوس پکے ہوئے کھانے مین نہ ہو مجبور ہو کر اوس عورت نے امام صاحب سی اس باب مین سوال کیا آپ نے فرمایا کہ پکا تو انڈے کو دیگچی مین ازان بعد ڈالدے تو اوسپر نمک حلف کیا گیا اور زیادہ ڈالدے

۵۴۔ مروی ہوا کہ مذہب دہریہ مین سے ایک جماعت متفق ہو کر امام صاحب کے قتل پر آمادہ ہوئے آپکو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُن سے یہ فرمایا کہ تم لوگ اول مجھسے ایک مسئلہ مین بحث کر لو اُن بعد جو تمہارا ارادہ میرے ساتھہ ہے وہ کرنا۔ کیا کہتے ہو تم اسصورت مین کہ ایک کشتی جو سامان و اسباب سے معمور ہے سمندر مین ہے اور بحر مین تلاطم امواج ہو رہا ہے اور ایسی حالت مین وہ کشتی بے ملاح کے ہو عقل اسکو جائز رکھہ سکتی ہے اوس قوم نے کہا کہ یہ بات محال ہے فرمایا کہ اسی طرح غور کرو وجود اس دنیا کا کہ بحالت تباین واقعات و ہجوم حوادث و آفات و اختلاف احوال و تغیر اعمال و افعال بلا صانع حکیم و مدبر علیم کے عقل سلیم کب تسلیم کر سکتی ہے یہ سنکر اون سب نے توبہ کی اور تلوارین میان مین کر لین۔ ۵۶۔ منقول ہوا کہ کسی کے ایک شخص پر ہزار درہم یا دینار تھے اُس شخص نے دعوی مدعی سے انکار کیا حلف کا ارادہ کیا اور مدعی کے ثبوت دعوے کے لیئے صرف ایک گواہ تھا وہ مجبور ہو کر امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا سب حال عرض کیا آپنے جو تفصیلی حال مدعی سے سُنا تو آپ پر اُس کے بیان کی صداقت و حقیقت ظاہر ہوئی فرمایا کہ تو ایسا کر کہ ان ہزار کو ہبہ کر دے کسی حاضر شخص کو بحضوری اوس ایک گواہ کے جو رکھتا ہے پھر آپ نے اوس حاضر کو یعنی موہوب لہ کو فرمایا کہ اب تو دعوے کر اُس اصلی مدیون پر ہزار کا اور حکم فرمایا اُس شاہد اور واہب کو کہ تم دونون گواہی دو ہزار کی چنانچہ اون دونون نے محکمہ قضا مین گواہی دی اور قاضی نے حکم دیا ہزار کا۔ تمام ہوئے جوابات مسائل مشکلہ دقیقہ کے جو امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہ رض نے اپنے عہد مین اکابر علماء دین و راسخین فی العلم کے روبرو بیان فرمائے اور جملہ حضرات ائمہ وقت نے اُن جوابات کو بلا قیل و قال تسلیم کیا اور امام صاحب کے کمال قوت قدسیہ اجتہادی و تبحر علمی کا اعتراف و اقرار کیا۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ یہ باب بہت وسیع و طویل ہے ہمنے مناسب مقام سمجھکر انہین سوالات و جوابات پر اکتفا کیا اور جو ایسے مباحث تھے جنکے ثبوت مین انواع قیل و قال و نزاع کو دخل عظیم تھا اور نیز ان کے سمجھنے مین ناظرین کوتاہ نظر کو سخت وقت اور دشواری تھی انکا ترک و حذف مناسب سمجھا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اسی قسم کے چند سوالات و جوابات جو دیگر کتب دینیہ سے معلوم ہوئے مناسب مقام سمجھکر اس جگہہ لکھے جاتے ہین تا اخوان مومنین و ناظرین مشتاقین کو حظ وافر و

بہرہ تمسکا شر حاصل ہو۔ منقول ہوا کہ زمانہ جناب حضرت حمادؒ مین اتفاق سے ایک دہریہ جو
بڑا نامی وگرامی علامہ وقت مشہور ومعروف تہا خلیفہ وقت کے دربار مین حاضر ہوا اور اوسنے
اکابر علماء وقت کو چند مباحث علمی کے مناظرہ مین ولائل الزامی سے ساکت کیا زان بعد خلیفہ وقت
سے کہا کہ اب تیری دارالخلافت مین کوئی عالم اس مرتبہ ومنصب کا باقی رہا ہی جس سے مین مناظرہ
کرون تب خلیفہ وقت نے حضرت حماد شیخ الوقت کو بڑے اعزاز واکرام سے طلب کیا اور اُس
دہریہ سے مناظرہ قرار پایا چونکہ اُن ایام مین حضرت حماد کے ساتھ امام صاحب بھی موجود تھے
آپنے شیخ سے کہا کہ کیا سبب ہی کہ مین آج آپکو پریشان وافسردہ خاطر پاتا ہون شیخ ممدوح
نے فرمایا کہ مین ایک بہت بڑے مخمصہ مین مبتلا ہون خلیفہ وقت نے مجکو ایک دہریہ سے
بحث علمی کرنیکے لئے بُلایا ہی اور اوسنے اکثر علماء وقت کو ساکت کیا ہی اور مینے رات کو ایک
خواب وحشت ناک دیکھا ہی جسکے تعبیر مین سخت حیران وپریشان ہون وہ یہ کہ مینے خواب مین دیکھا
کہ ایک گھر وسیع عالیشان عمارت کا ہی اور اوسمین ایک درخت پھلدار ہے کہ یکایک اوس گھر کی
ایک گوشہ مین سے ایک خنزیر نکلا اور اوسنے اوس درخت کے پھلونکو کہا لیا صرف درخت رہگیا
کہ ناگاہ اوس درخت کی جڑ سے ایک شیر نکلا کہ اوسنے آتے ہی بڑے جوش وخروش سے اوس خنزیر
کو قتل کیا۔ امام صاحب نے اس خواب کو سنتے ہی فرمایا کہ مبارک ہو تجکو یہ خواب کہ وہ گھر وسیع بارونق
خانہ دین ہی اور وہ درخت پھلدار علماء وقت ہین اور جڑ اوسکی جو باقی ہی وہ تو ہی اور خنزیر وہ دہریہ
ہی اور شیر مین ہون انشاءاللہ تعالے مین اوسکو ہلاک کرونگا۔ حضرت حمادؒ یہ تعبیر سنتے ہی بکمال
مسرور ومحظوظ ہوی اور وہ پریشانی اور وحشت آپکی رفع ہوئی چنانچہ اوسیوقت حضرت حماد معہ امام
صاحب جامع مسجد مین تشریف لیگئے اور خلیفہ وقت معہ اکابر علماء واعیان دربار وہان حاضر
ہوا۔ دہریہ آتے ہی منبر پر بیٹھ گیا اور کہا کہ میرے سوالات کا جواب دینے والا کون ہے
امام صاحب نے باواز بلند فرمایا کہ مین جواب دونگا تیرے سوالات کا۔ یہ سنکر دہریہ نے
کہا کہ اے لڑکے تیری حیثیت وقدرت ہی جو تو مجھسے بحث ومناظرہ کریگا بہت سے علمائے اکابر
وقت وشیوخ عہد معمر ومسن صاحب عمایم عظیمہ وکمائم واسعہ میرے سوالات کے
جواب دینے سے عاجز وساکت ہوگئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سُن اور سمجھ حقتعالے نے

عمائم عظیمہ اور کمائم واسعہ مین عزت وتوقیر نہین رکھی ہی بلکہ عزت وبزرگی اوسکے فضل عظیم پر موقوف ہی ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء ۔ توسوال کر مین جواب دونگا ۔ دہریہ نے سوال کیا کہ اللہ موجود ہی امام صاحب نے فرمایا ہان
تجکو کیا شک ہی ۔ دہریہ نے کہا کہ ہان ہی ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اوسکے لئی مکان خاص نہین ہی ۔ دہریہ نے کہا کہ کیسے
ہوسکتا ہی وجود جس حالت مین اوسکے لئی مکان نہو امام صاحب نے فرمایا کہ دلیل تیری جسم مین موجود ہی وہ یہ کہ تیری جسم مین روح
ہی یا نہین دہریہ نے کہا کہ موجود ہی آپنے فرمایا کہ کہان ہی سر مین ہی یا شکم مین ہاتھ مین یا پاؤن مین ۔ دہریہ یہ جواب سنکر ساکت
ہوگیا ۔ ازان بعد امام صاحب نے ایک پیالہ جسمین دودہ تہا منگوایا اور اوس سے پوچہا کہ اسمین گھی ہی
یا نہین ۔ دہریہ نے کہا کہ ہی فرمایا کہ کہان ہی اعلے مین یا اوسط مین یا اسفل مین ۔ دہریہ خاموش
ہوگیا پہر امام صاحب نے فرمایا کہ جیسے تیرے جسم مین روح کے لئے مکان خاص نہین پایا جاتا
اور دودہ مین گھی کے لئے ۔ اسیطرح خدایتعالے کے لئی اس کون مین کوئی خاص مکان نہین
پایا جاتا ۔ پہر دہریہ نے سوال کیا کہ کیا چیز ہے اللہ تعالے کے قبل اور بعد مین ۔ امام صاحب نے
فرمایا کہ اللہ تعالے کے قبل اور بعد مین کوی شئے نہین ہی اور اسکی بھی دلیل تیرے جسم مین موجود
ہی وہ یہ کہ دیکہ لے پہلے ابہام کے اور بعد خنصر کے کیا ہی اسیطرح خدایتعالے کے قبل وبعد کوئی شئی
نہین ہی ۔ پہر کہا دہریہ نے کہ ایک مسئلہ اور باقی رکھیا ہی ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
اسکا جواب بھی تجکو دونگا ۔ دہریہ نے کہا کہ اسوقت اللہ تعالے کس حال مین ہی ۔ امام صاحب
نے فرمایا کہ مین تیرے دو سوالونکا جواب دے چکا ہون اب یہ کمال درجہ کی نا انصافی
ہے کہ مجیب نیچے ہو اور سائل اوپر ہو لہذا اس سوال کا جواب تجکو ندونگا یہانتک کہ تو منبر سے
اوتر آئے ناچار دہریہ منبر سے اوتر آیا اور امام صاحب نے منبر پر اجلاس فرماکر ارشاد کیا کہ اب
سوال کر دہریہ نے سوال مذکور کیا امام صاحب نے فرمایا کہ حقتعالے نے اس ساعت مین کاذب
کو نیچے اوتارا اور اہل حق کو اسفل سے اعلے درجہ پر بٹھایا کذا فی شعب الایمان ۔ اور اس حکایت
کو علامہ کفوی نے خطیب خوارزمی سے اسطور پر نقل کیا ہی کہ قیصر روم نے ایک قاصد کو
بہت مال دیکر خلیفہ منصور کے پاس اس لئے روانہ کیا کہ وہ علماء وفقہاء کو جمع کر کے تین سوالات
کے جوابات پوچہے اگر وہ جواب معقول دین تو اونپر یہ مال تقسیم کرنا ورنہ مسلمانونسے خراج لینا
اس بناء پر خلیفہ وقت نے علماء وفضلاء عہد کو جمع کیا امام صاحب بھی اس جلسہ مین اپنے

باپ کے ساتھ گئے اور اوس قاصد رومی نے منبر پر چڑھ کر پوچھا کہ میرے سوالات کے جواب کون دیگا اوسوقت کسیکو جواب دینے کی تاب وقوت نہین ہوئی - امام صاحب نے اپنے باپ سے اجازت جواب دینے کی چاہی کہ مین جواب دون باپ نے منع کیا جب اوسنے پھر پوچھا تو آپ نے مضطرب ہوکر بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے اوس قاصد سے کہا کہ کیا تو سائل ہی اوسنے کہا کہ ہان امام صاحب نے فرمایا کہ منبر سے اوتر مین بیٹھکر جواب دونگا کیونکہ سائل بمنزلہ شاگرد ہوتا ہی اور مجیب بمنزلہ اوستاد کے پس شاگرد کا درجہ نیچا ہی اور اُستاد کا اونچا یہ سنکر وہ منبر سے اوتر آیا اور امام صاحب نے منبر پر بیٹھکر فرمایا کہ اب سوال کر اوسنے پوچھا کہ اللہ سے پہلے کیا تھا آپنے فرمایا کہ تو گنتی جانتا ہی اُسنے کہا کہ ہان فرمایا کہ ایک سے پہلے کونسا عدد ہی اُسنے کہا کہ وہ سب سے پہلے ہی اوس سے پہلے کون ہوتا فرمایا کہ جب واحد مجازی لفظی سے کوئی پہلے نہین ہوسکتا تو واحد حقیقی سے پہلے کیونکر کوئی شے ہوسکتی ہی - یہ سنکر وہ خاموش ہوگیا پھر اوسنے سوال کیا کہ اللہ کا مُنہ کسطرف ہی - امام صاحب نے فرمایا کہ جب شمع روشن ہوتی ہی اوسکی روشنی کا منہ کسطرف ہوتا ہی اُسنے کہا کہ اوسکی روشنی سب طرف برابر ہی - فرمایا جب نور مجازی کی کوئی جہت مقرر نہین تو نور حقیقی آسمان وزمین کا کیونکر کسی خاص جانب ہو + اللہ نور السموات والارض آہ پھر اوسنے سوال کیا کہ اللہ اسوقت کیا کرتا ہی - امام صاحب نے فرمایا کہ وہ اسوقت اس شان مین ہی کہ تجھسے مشبہ کو منبر سے اوتار کر مجھسے موحد کو چڑھایا - روض الفایق مین مذکور ہوا کہ ایک عورت نے مسجد مین آکر ایک سیب آدہا سرخ اور آدہا زرد امام صاحب کے سامنے رکھا آپنے اوسکے دو ٹکرے کرکے اوسکو حوالہ کیا جب وہ چلی گئی حاضرین نے پوچھا کہ اسکا کیا مطلب تھا فرمایا کہ اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ کبھی زرد آتا ہی طہر کو دریافت کرتی ہی مینے بتادیا کہ جیسا سیب اندر سے سپید ہوتا ہی ایسا پانی صاف ہو تو طہر ہے - فتاوی سراجیہ مین مذکور ہوا کہ ایک اعرابی نے امام صاحب سے پوچھا ایک واو سے یا دو واو سے آپنے فرمایا دو واو سے اُسنے کہا بارک اللہ فیک کما فی لا ولا حاضرین نے متعجب ہوکر اسکے معنے پوچھے فرمایا کہ یہ اعرابی تشہد کو پوچھتا تھا کہ دو واؤ سے ہی جیسے کہ ابن مسعودؓ کی روایت ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات یا ایک واؤ سے

جیسے ابی موسیٰ کی روایت ہی التحیات المبارکات والصلوات الطیبات اوسنے کہا
کہ برکت دے تجکو اللہ جیسے لاولا مین پس لاولاسے اوسنے اشارہ کیا اس آیت کی طرف
من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ بعض اہل تحقیق نے اس حکایت مین اس بناء
پر شک کیا ہی کہ حضرت ابی موسیٰ کی روایت مین ایک واو بھی نہین ہی جیسا کہ ماہرین علم حدیث
پر مخفی نہین واللہ اعلم۔ عزیز الضاحاک مین مذکور ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب سے مسجد مین
کہا کہ اگر تم نبیذ کو حلال کہتے ہو تو مین ابھی مسجد مین پیتا ہون آپنے فرمایا کہ تیری عورت
تجہیر حلال ہے یا حرام اوسنے کہا کہ حلال ہی فرمایا کہ اگر اوسکے ساتھہ مسجد مین صحبت کرسکتا ہی
تو نبیذ بھی مسجد مین پی لے وہ شخص خاموش ہوگیا۔ آثار البلاد واخبار العباد مین منقول ہوا
کہ امام صاحب مسجد مین بیٹھے تھے کہ خارجی لوگ ننگی تلوارین لیکر مسجد مین داخل ہوی
اور یہ کہا کہ ہم دو باتین تمسے پوچھتے ہین اگر جواب ندوگے تو ہم تمکو قتل کرینگے پس آپنے
فرمایا کہ تلوارونکو میان کرو جواب دونگا بولے ہم تیری گردن کے چمڑے کا میان بنانا
بڑا ثواب سمجھتے ہین فرمایا کہ اصل مطلب اپنا بیان کرو کہا کہ دو جنازے دروازہ پر آے ہین
ایک جنازہ شرابی کا جو عین نشہ مین مرگیا۔ دوسرا اوس عورت کا جو حرام کا پیٹ گراتی ہے
مرگئی یعنے دونونکو حرام سے توبہ نہین نصیب ہوئی۔ اور خارجیونکا مذہب ہی کہ ذرا سے
گناہ سے کافر ہوجاتا ہے پس اونکا یہہ ارادہ تھا کہ اگر امام صاحب ان دونونکو مومن کہینگے جیسا کہ
انکا مذہب ہی تو ہم اونکو قتل کرینگے آپنے انسے پوچھا کہ یہ دونون موتی کس قوم سے ہین
کیا یہود مین سے ہین بولے کہ نہین فرمایا کہ نصاریٰ مین سے ہین کہا کہ نہین فرمایا کہ مجوس
مین سے ہین کہا کہ نہین فرمایا کہ بت پرست ہین کہا کہ نہین فرمایا کہ پھر کون ہین انہون نے
کہا کہ مسلمان ہین فرمایا کہ تمنے اسکا جواب آپ ہی دیدیا کہا کہ کیونکر فرمایا کہ تمنے خود اقرار کیا
کہ وہ مسلمان ہین پھر کافر کیونکر ہونگے۔ پھر اُن لوگون نے پوچھا کہ یہ دونون جنتی ہین یا
دوزخی امام صاحب نے فرمایا کہ ان دونونکے حق مین وہ بات کہتا ہون جو حضرت ابراہیم نے
ان سے بدتر کے حق مین فرمایا ہی فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم اور
بھی یہ کہتا ہون اونکے حق مین جو حضرت عیسےٰؑ نے ان سے بدتر کے حق مین فرمایا۔

ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم امام صاحب کے یہہ سب جواب
باصواب سنکر وہ خارجی اپنے مذہب باطل سے تائب ہوے اور طریق ملت حنفیہ قبول کیا۔ کشاف مین
مذکور ہوا کہ ایک بار حضرت قتادہ کوفہ مین آئے اور بہت لوگ اونکی خدمت مین حاضر ہوے انہون نے
حاضرین سے کہا کہ تم لوگ جو چاہو مجھسے سوال کرو اسوقت امام صاحب بھی صغیر السن اوس جلسہ مین
موجود تھے آپنے فرمایا کہ پوچھو چیونٹی حضرت سلیمان کی نر تھی یا مادہ قتادہؒ کو اوسکے جواب دینے
مین تامل ہوا امام صاحب بول اوٹھے کہ مادہ تھی پوچھا کہ کس دلیل سے آپنے کہا فرمایا کہ حق تعالیٰ
فرماتا ہے قالت نملۃ اگر نر ہوتی تو قال نملۃ فرماتا۔ امام رازی لکھتے ہین کہ امام صاحب کی صغرسنی
کی حالت مین ایک گروہ اہل علم متفق ہوکر مسئلہ قرارت خلف الامام مین بحث کرنے کے لئے جمع ہوا
آپنے فرمایا کہ تمہاری جماعت بہت ہے اور مین تنہا ہون تم سب سے کیسے بحث کردن لہذا تم
سب مین سے ایک شخص منتخب معتمد قرار پاکر میرے سامنے آوے جسپر سب قوم کی ہار جیت موقوف
ہو تب قوم نے سب مین سے ایک بہت بڑا علامہ فاضل اجل منتخب کر کے امام صاحب کے سامنے
پیش کیا۔ آپ نے قوم سے کہا کہ تم تسلیم کرتے ہو اس امر کو کہ اگر مین اس شخص کو بحث ومناظرہ مین
الزام دون تو حقیقت مین سب سے بحث کرچکا اور سبکو الزام دیچکا۔ قوم نے جواب دیا کہ اگر اسکو
تمنے الزام دیا وہ حقیقت مین ہم سبکا الزام ہے اور اسکا قول بعینہ ہمارا قول ہے۔ یہ سنکر امام صاحب نے
قوم کو جوابدیا کہ سنو اسیطرح ہمنے بھی جب بنایا کسیکو امام تو جو قراۃ اوسکی ہے وہی ہماری ہوگی
یہ سنکر وہ جماعت ساکت ہوگئی کذا فی التنویر۔ اور کتاب المناقب مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے
رسول مقبول صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اے ابو حنیفہ تمنے مجھپر درود پڑھنے
والے پر کس بنا پر سجدہ سہو واجب کیا آپنے عرض کیا اسوجہ سے کہ اوسنے آپ پر بھولنے سے
درود شریف پڑہا رسول مقبول صلعم نے امام صاحب کے اس جواب کو پسند فرمایا۔ علامہ ابن حجر
لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن مبارک سے منقول ہوا کہ جب امام صاحب کی قوت علمیہ اجتہادیہ کا شہرہ
آویزہ گوش خاص وعام ہوا تو وقت ملاقات مجھسے امام اوزاعی نے کہا کہ یہ کون بدعتی ہے جو
نکلا ہے کوفہ سے اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہے دیکھے مینے اوسکے چند مسائل بہت مشکل ودقیق
جب مینے دیکھا اون مسائل کو کہ وہ منسوب ہین نعمان بن ثابت کے جانب نہین معلوم کہ بھید

کون شخص ہی ابن مبارکؒ فرماتے ہین کہ مینے کہا کہ وہ ایک شخص جلیل القدر ذی شان مشایخ عظام مین سے ہی جس سے مینے ملاقات کی عراق مین تو جا اور اُس سے کلام کر۔ یہہ سُنکر اوزاعی نے کہا کہ یہ وہ ابو حنیفہ ہی جسکی ملاقات سے مین منع کیا گیا ہون بعد چندے بحسب اتفاق حسنہ اوزاعی اور امام صاحب دونون سے مکہ معظمہ مین ملاقات ہوی اور اوزاعی نے اون مسائل مشکلہ کے دقایق و مطالب دریافت کئے امام صاحب نے اون تمامی مسائل کے معانی و حقایق و مطالب ایسے تفصیلی بیان کئے کہ جو عبد اللہ بن مبارک نے امام صاحب سے اون مسائل کے رموز و اشارات و حل مشکلات لکھے تھے اون سے زیادہ اُسوقت اوزاعی نے امام صاحب سے سُنے۔ غرض جب اوزاعی امام صاحب سے رخصت ہوئے تب اُنھون نے وقت ملاقات ابن مبارک سے کہا کہ اس شخص کی وسعت علم اور دقت فکر و تیزی نظر اور روشنی عقل اور قوت قدسیہ نطقیہ پر مجکو رشک آتا ہی اب استغفار مانگتا ہون مین اللہ تعالے سے کہ مین پہلے امام ابو حنیفہ کی نسبت غلطی و کجی مین مبتلا تہا اب مجکو یقین ہوا کہ متوسطین کی خلاف بیانی براہ حسد و نفاق تھی لازم پکڑ تو اس شخص کی صحبت و ملازمت کو۔ مرقاۃ مین مذکور ہوا کہ ایکبار امام اوزاعی بارادہ مناظرہ امام صاحب کے پاس آئے اور اُنہون نے چند مسائل مشکل و دقیق آپ سے پوچھے امام صاحب نے اون سب سوالات کے ایسے جواب شافی کافی دئے کہ اوزاعی اونکو سنکر حیرت و تعجب سے کہنے لگے کہ یہ جوابات آپنے کہانسے دئے امام صاحب نے فرمایا کہ مینے یہ سب جوابات اون احادیث سے دئے ہین جنکو تم ہمیشہ نقل کرتے رہتے ہو اور وہ احادیث یہ ہین اور طریقہ استنباط یہ ہی اوزاعی نے سنکر کہا کہ انصاف یہ ہی کہ ہم عطار ہین اور آپ حکیم ہین فی الحقیقت امام صاحب کی قوت فکری و نطقی و تبحر علمی و بصیرت معنوی کا یہ حال تہا کہ قیاس بشری کو وہان گنجایش نہین ہی۔ تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہوا کہ ایک شخص حضرت سیدنا عثمانؓ کی شان مین لفظ یہودی کا کہتا تہا معاذ اللہ امام صاحب نے ایکبار بسبیل تذکرہ اوس سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح فلان یہودی کے ساتھ کردے اوسنے کہا یا امام کوئی مسلمان اپنی بیٹی یہودی کو دیتا ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو اپنی بیٹی یہودی کو دینا نہین جائز رکھتا ہے پیغمبر صلعم کا بیٹی کا دینا یہودیکو کیا سمجھکے روا رکھتا ہی یہ سنکر اوس شخص نے توبہ کی۔ اسیطرح

امام ابو حنیفہ رح اور امام اوزاعی مین جو مناظرہ عند القضا مشہور ہے وہ یہ ہے کہ ایکبار امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ دونون جمع ہوے مکہ معظمہ مین دار الحناطین مین اوزاعی نے امام صاحب سے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا جو تم رفع یدین نہین کرتے ہو نماز مین وقت کرنے رکوع اور قیام کے امام صاحب نے فرمایا بوجہ اسکے کہ اس باب مین کوئی روایت ثبوت وصحت کو نہین پہونچی رسول اللہ صلعم سے اوزاعی نے کہا کہ کیسے مرتبہ ثبوت کو نہین پہونچی حالانکہ بتحقیق حدیث کی مجھسے زہری نے سالم سے اور اونے اپنے باپ سے اور اونے رسول اللہ صلعم سے کہ آپ رفع یدین فرماتے تھے وقت افتتاح نماز اور وقت رکوع اور وقت قیام امام ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا کہ ہمکو حدیث کی حماد نے ابراہیم نخعی رح سے اور انہون نے علقمہ اور اسود سے اور انہون عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ بتحقیق رسول اللہ صلعم نہین رفع یدین فرماتے تھے مگر صرف وقت شروع کرنے نماز کے اوزاعی نے کہا کہ مین حدیث روایت کرتا ہون زہری سے عن سالم عن ابیہ اور تو کہتا ہے حدثنا حماد عن ابراہیمؒ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ حماد زیادہ فقیہہ ہے زہری سے اور ابراہیمؒ زیادہ فقیہہ ہے سالم سے اور علقمہ نہین ہے کمتر ابن عمر رض سے فقہ مین اگرچہ ابن عمر رض کو شرف فضل وصحبت کا حاصل ہے اور اسود کے لئے فضل کبیر حاصل ہے اور عبد اللہ تو عبد اللہ ہی ہے یعنے اُسکا فضل وکمال تو کیا بیان کیا جاوے یہ سنکر اوزاعی ساکت ہو گئے یعنے جوابدینے پر قادر نہوے فوائد منیفہ مین مذکور ہوا کہ بحسب اتفاق امام مالک رح محفل درس مین مشغول تھے کہ امام ابو حنیفہ تشریف لاے امام مالک رح نے ایک سوال مسائل علمی مین اپنے تابعین سے پوچھا امام صاحب نے سنتے ہی اوسکا جوابدیا امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ شخص کہانکا ہے امام صاحب نے فرمایا کہ عراق سے امام مالکؒ نے فرمایا اہل بلد نفاق وشقاق سے یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ مجکو اجازت دے کہ مین پڑھون کچھہ کتاب اللہ سے امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہان پڑھ امام صاحب نے پڑھی یہ آیت ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل العراق مردوا علے النفاق امام مالکؒ نے سنکر کہا کہ ایسا نہین فرمایا ہے حقتعالے نے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تو پڑھ کیا صحیح ہے قول حقتعالے کا امام مالکؒ نے فرمایا ومن اہل المدینۃ مردوا علے النفاق۔ امام صاحب نے فرمایا الحمد للہ تو نے اپنے نفس پر خود حکم کیا نفاق کا یہ کہکر آپ تشریف لیگئے

پس ہرگاہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پہچانا امام صاحب کو تو آپنے امام صاحب کا بہت اعزاز و اکرام کیا
رضی اللہ تعالے عنہما ۔ بعض حواشی کتب قدیمہ مین بحوالہ اقوال بعض علماء دین منقول ہوا کہ بیوم
بعث و نشور ابلیس لعین جناب ختم الانبیا والمرسلین کی بارگاہ عالیجاہ مین براہ شرارت فطری و ضلالت
ابدی یہ عرض کریگا کہ آجکے روز جو امت آپکی کہ اوامر و نواہی شرعیہ کی تابع رہی اور اعمال صالحہ
و افعال حسنہ کی مقید و پابند رہی اوس جماعت کو حضور منتخب فرما کر اپنے ہمراہ لیجاوین اور جو فاسق
و فاجر کہ میری مطیع فرمان رہے ہے اونکو آپ میری ہمراہی کے لیئے چھوڑ دین یعنے وہ لوگ جیسے دنیا مین
میری رضا جوئی و فرمانبرداری مین رہے ہین ایسے ہی آجکے دن وہ میرے رفیق و قرین
و جلیس رہین اور اگر ایسا نہو تو اسکا تصفیہ کسی شخص معتمد اور موتمن کے ذریعہ اور واسطہ سے
چاہتا ہون کہ وہ منصفانہ دلائل واضحہ و براہین ساطعہ حقہ سے اس دعوی مین مجکو ساکت کرے
یا میری حقیت دعوی پر حکم دادرسی دے یہانتک کہ یہ قضیہ نامرضیہ بارگاہ جناب رب العزت مین
پیش ہوگا اوسوقت خداوند قدیر علیم و خبیر احکم الحاکمین بمقتضای اسکے کہ دنیا مین فیصلے تمامی
دعاوی و حقوق شریعت محمدی احکام مفتی برحق پر طے ہوا کیئے ہین اس بنا پر حضرت امام الائمہ
سراج الامہ مفتی شریعت مصطفوی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو فی نظر اتمام حجت و الزام و اسکات
ابلیس علیہ اللعنہ عرصات محشر مین طلب کیئے جاوینگے اور آپ دعوی نامقبول ابلیس لعین کا سنکر
یہ ایک نظیر بدیہی بطور جواب الزامی بیان فرماوینگے کہ ایک شخص نے کیسکی زمین مین غصباً زراعت
کی اور مالک زمین کو خبر نہوئی جب زراعت تیار ہو چکی مالک اپنی زمین کا دعویدار ہوا کیا کہتا ہی
تو اسمین کہ اس تصرف ناجائز سے مالک زمین کی مالکیت کیا معدوم ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ
وہ زمین اصل مالک کی ہی اور غلہ غاصب کا ۔ اسیطرح سمجھ لے کہ جو تو نے عبادات و خلوص نیات
مومنین مین تصرف ناجائز و جبر بیجا کیا ہی اور تخم ریزی بزور فسق و فجور و کید و زور و اغوا و شرور
اوسمین کی ہی اوس مزرعہ کا حاصل و بال نکال و احمال و اثقال کو تو لیلے کہ وہ حق تیرا ہے
غرض یہ دلیل بدیہی و جواب الزامی سنکر ابلیس لعین ساکت ہوگا اور خائب و خاسر و رجیم و ذلیل
ہوکر داخل فی النار ہوگا فلعنۃ اللہ علیہ والملائکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا ابدا ۔ اسیطرح
دوسرا قضیہ روح اور جسم مین پیش ہوگا یعنے بیان روح یہ ہوگا کہ مین مجرد عن المادہ ہون اگر

سه بذه
یجب الاحتراز ع
الرسالة والمثيل
الموضوعة فتلـ
الزعم المعاند ولـ
لقا

جسم نہوتا تو مین فسق و فجور و عصیان و طغیانی سے بری رہتی اور امانت الٰہی کو محفوظ رکھتی۔ جسم یہ کہیگا کہ مین کالجماد ہون لایق خطاب و عتاب نہین ہون بوجہ اسکے کہ مجکو حس و ادراک و شعور و تمیز مطلق نہین حاصل ہے کہ یہ صفات روح سے متعلق ہین غرض جسم و روح دونون اپنی اپنی بریت و عصمت مین وجوہ معقول پیش کرینگے انجام کار حضرت امام اعظم دین محمدی مفتی شریعت مصطفوی زبان معجز بیان سے یہ نزاع بدین نحو مقبول و حجت معقول رفع فرمائینگے کہ اس باب مین یہ نظیر بدیہی بطور قول فیصل سمجھنے کو کافی ہے کہ ایک باغ مین دو شخص ہین اُنمین سے ایک اندہا ہے اور دوسرا لنگڑا اندہا دیکھ سکتا نہین اور لنگڑا توڑ سکتا نہین پس لنگڑے نے اشجار پر اثمار دیکھکر اندہے سے کہا کہ درخت میوہ دار ہے تو میری کندہے پر چڑہ جا اور پہلونکو توڑ لے چنانچہ اوس اندہے نے لنگڑے کے کندہے پر چڑہ کے وہ میوہ توڑ لیا صاحب باغ نے دونون کو گرفتار کر لیا اور اس بنا پر دونون ملزم و مجرم قرار پاکر محبوس کئے گئے۔ **دوسرا باب** ابتدائی حالات جمع ہونے علم فقہ کے بیان مین معہ تحقیق اسکے کہ امام ابو حنیفہ نے اولاً علم فقہ کو ابواب و فصول کے ساتھ ترتیب دیا معہ دیگر فضائل و مناقب۔ **مقدمہ**۔ مخفی نرہے کہ جو شخص کسی علم کے شروع کرنیکا قصد کرے اوسپر لازم ہے کہ اوس علم کی حد یا رسم تصور کرے اور اوسکے موضوع اور غایت اور استمداد کی معرفت حاصل کرے پس مقدمہ مین دس چیزین مذکور ہوتی ہین تعریف علم اور موضوع اور غرض اور استمداد اور واضع علم اور نام علم کا اور حکم شارع کا اور تصور مسائل اور فضیلت اور نسبت۔ ان سبکا مختصر بیان یہ ہے حد اوس تعریف کو کہتے ہین جسمین ذاتیات مذکور ہون جیسا انسان کی تعریف مین کہنا حیوان ناطق۔ اور رسم وہ ہے جسمین تعریف بعرض لازم ہو جیسا انسان کی تعریف مین ضاحک یا کاتب کہنا۔ پس فقہ لغت عرب مین دریافت کرنا شئے کا ہے پھر عرف مین فقہ مخصوص بعلم شریعت اور فقہ بکسرہ قاف صیغہ ماضی کا بمعنی علم ہے یعنے دریافت کیا اور جانا۔ اور فقہ بکسر اول و سکون ثانی اوسکا مصدر ہے بمعنے علم و فہم اور فقہ بضم قاف جسکا مصدر فقاہت ہے اوسوقت بولتے ہین جبکہ آدمی فقیہہ ہو جاوے خلاصہ یہ کہ فقہ لغوی کا ماضی مکسور القاف ہے اور اصطلاحی کا مضموم القاف ہے کذا ذکرہ صاحب بحر الرائق عن الکرمانی۔ اور صاحب قاموس نے فقہ کے ماضی مین کسرہ بھی نقل کیا ہے اور علماء اصول فقہ

کی اصطلاح مین فقہ عبارت ہی احکام شرعی فرعی اوس علم سے جو حاصل ہوا ہو احکام کے دلائل مفصلہ سے ف احکام فرعی وہ ہین جو عمل کرنے سے متعلق ہین اور جو اعتقاد سے متعلق ہین اونکو احکام اصلی کہتے ہین اور قرآن وحدیث واجماع وقیاس فقہ کے دلائل تفصیلی ہین اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اصولیون کے نزدیک فقیہ حقیقی فقط مجتہد ہی یا پانند اوسکے اسواسطے کہ مقلد پر دلائل سے استدلال کرنا ضرور نہین - اور فقہا کے نزدیک فقہ نام ہے مسائل کے یاد رکھنے کا اور کمتر مرتبہ حفظ مسائل کا یہ ہی کہ تین مسئلے یاد ہون دلائل کے ساتھ ورنہ جسکو ہزارون مسائل بدون دلائل کے یاد ہون وہ فقیہ نہین - اور اہل حقیقۃ یعنی حضرات صوفیہ کرام رح کے نزدیک فقہ عبارت ہی علم اور عمل کی جامعیت سے **تنبیہ** حقیقت منزہی شریعت کا اور حقیقت شریعت سے باہر نہین اور نہ شریعت حقیقت سے جدا ہی اور جو حقیقت کو شریعت سے جدا جانتا ہو اُسپر کفر کا خوف ہی کذا فی الطحطاوی - حضرت امیر خسرو دہلوی مثنوی مطلع الانوار مین فرماتے ہین ؎ عین حقیقت بشریعت درست ٭ شرع اگر عین بناشد شراست ٭ ہر کہ بتنگ از شرع فراتر زدہ ٭ اللہ ویارب ہمہ زو عربدہ ٭ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا کہ حقیقت دریا است وشریعت کشتی پس از دریا بچہ توان گذشت بکشتی - جب منجملہ حضرات صوفیہ صافیہ کے شاہدین عادلین کے کلام سے شریعت اور حقیقت مین اتحاد یا تلازم ثابت ہوا تو صاف ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ شریعت اور ہی اور حقیقت اور ہی وہ حضرات صوفیہ کرام کے طریق سے گمراہ ہین جیسا کہ قول سیدنا خواجہ حسن بصری رح سے ظاہر ہوتا ہی انما الفقیہ المعرض عن الدنیا الزاہد فی الآخرۃ البصیر بعیوب نفسہ یعنی نہین ہی فقیہ مگر وہ کہ جو روگردان ہو دنیا سے اور زہد کرنیوالا آخرت مین ہو اور اپنے عیوب ذاتی کا جاننے والا ہو پس عارف فقیہ کی عبادت فقط خدا ہی کے واسطے ہوتی ہی نہ دوزخ کے خوف سے نہ بہشت کی طمع سے اور یہ لوگ جو بہشت مانگتے ہین تلذذ نفس کیواسطے نہین چاہتے ہین بلکہ پروردگار کے دیدار کے لئے جیسا کہ کسی عارف نے کہا ہی ؎ لیس قصدی من الجنان نعیما ٭ غیر انی اریدہا لاراک ٭ اور فقہ کا موضوع عاقل بالغ کا فعل ہی ثبوت کی راہ سے یا سلب کی راہ سے ف موضوع علم اوسکو کہتے ہین جسکے عوارض ذاتی کی اوس علم مین بحث اور گفتگو کیجاوے مثلاً کلمہ اور کلام

موضوع ہی علم نحو کا پس اول سے آخر تک اسی کے حالات کی گفتگو ہی اسیطرح فقہ کا موضوع
مکلف کا فعل ہی ثبوت کی راہ سے جیسا نچہ فعل کا صحیح ہونا اور فرض ہونا اور واجب ہونا اور
مستحب اور مباح ہونا- اور سلب کی راہ سے جیساکہ صحیح نہونا فعل کا اور عدم فرضیت اور حرام
ہونا اور مکروہ ہونا تو غیر مکلف یعنی صغیر اور مجنون کا فعل علم فقہ کا موضوع نہین اور ضمان
متلفات یعنی تلف شدہ چیزین اور نفقہ زوجات کے ادا کرنے مین ولی مخاطب ہی نہ صغیر
اور مجنون - اور فقہ کی استمداد اور مددگاری کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے ہی یعنے امور
اربعہ مذکورہ فقہ کے ماخذ اور اصول ہین ف مخفی نرہے کہ قبل از اسلام شریعت غیر منسوخہ
قرآن مجید کی تابع ہی- اور سنت سے قول اور فعل اور تقریر رسول مقبول صلعم کی مراد ہی- اور
تقریر اس سے عبارت ہی کہ کوئی امر حضرت کے سامنے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اوسکو جایز
رکھا ہو اور سپر انکار نہ کیا ہو اور صحابہ کرام کے اقوال تو سنت مین داخل ہین اور اجماع سے مراد
اون لوگونکا اجماع ہی جنکا اجماع شمار کے لایق ہی جیساکہ صحابہ کرام اور تمام مجتہدین عصر
کا اتفاق- اور تعامل ناس یعنے لوگون کا عمل یہ اجماع کا تابع ہی اور قیاس سے مراد وہ قیاس
ہی جو کتاب و سنت اور اجماع سے مستنبط ہو اور تحری و استصحاب تو قیاس کا تابع ہے-
ف تحری اٹکل اور تخمین کو کہتے ہین اور استصحاب حال سے یہ مراد ہی کہ حالت سابقہ کو دیکھکر
حالت موجودہ پر وہی حکم قائم کرنا- قیاس مستنبط من الکتاب کی مثال حرمت لواطت کا قیاس
ہی وطی فی الحیض کی حرمت پر جو ثابت ہی لقولہ تعالی قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض
اور علت مشترکہ مقیس اور مقیس علیہ مین ایذا ہی- اور قیاس مستنبط من السنۃ کی مثال حرام ہونا
چنے کے ایک پیمانہ کا چنے کے دو پیمانون سے بقیاس حرمت گیہون کے ایک پیمانہ کے
گیہونکے دو پیمانون سے جو ثابت ہی اس حدیث سے کہ الحنطۃ بالحنطۃ مثلاً بمثل یداً بید
والفضل ربوا اور علت مشترکہ یہان اتحاد جنس اور مقدار ہی اور قیاس مستنبط من الاجماع
کی مثال قیاس کرنا ہی وطی حرام کا وطی حلال پر جیسے کہ مادر مزنیہ کی وطی کی حرمت کو قیاس
کیا ہی مادر کنیز موطوءہ کی حرمت پر جو اجماع سے ثابت ہی یعنے جب اپنی لونڈی سے وطی کی
تو اوس لونڈی کی مان کا حرام ہونا اجماع سے ثابت ہی اسمین کوئی نص نہین ہی کتاب اور

سنت سے بلکہ امہات النساء یعنے خوشدامنون مین بلا اشتراط وطی کے نص وارد ہے کذا فی الطحطاوی بتصرف فرماتے۔ اور فقہ کی غرض اور علت غائی سعادت دارین کی ظفر یابی ہے اور واضع علم فقہ امام ابو حنیفہ ہین۔ اور نام علم کا فقہ ہے۔ اور شارع کا حکم یہ ہے کہ فقہ کا حاصل کرنا بقدر ضرورت کے واجب ہے۔ اور مسائل اس علم کے ہر ایک وہ جملہ ہے جسکا مبتدا مکلف کا فعل ہے اور احکام خمسہ یعنی فرض اور واجب اور حرام اور مکروہ و مباح خبر ہے مثلا یہ فعل واجب ہے یا حرام ہے۔ اور نسبت یہ ہے کہ علم فقہ ظاہر کی اصلاح کرتا ہے جیسے عقائد اور تصوف باطن کی اصلاح کرتی ہین کذا فی الجلبی۔ اور فضیلت علم فقہ کی یہ ہے کہ سوا علم عقائد اور تفسیر و حدیث اور اصول فقہ کے باقی علمون سے فقہ کا علم افضل ہے۔ جامع ترمذی مین حضرت ابو امامہ رض سے مروی ہوا کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنے شخص پر ہے بتحقیق کہ اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچھلیان دریا مین بھلائی چاہتی ہین انکی جو لوگونکو خیر کی تعلیم کرتے ہین۔ و نیز امام شافعی سے منقول ہوا العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان یعنے علم دو ہین ایک بدنونکا علم ہے یعنے طب دوسرا دین کا علم پس علم فقہ دین کے واسطے ہے اور علم طب بدن کے واسطے ہے کذا فی الطحطاوی۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ جب صحابہ کرام کو واقعات و معاملات پیش آتی تھے تو وہ جناب رسول مقبول صلعم سے اون معاملات مین فتوے پوچھتے تھے آپ انکو فتوے دیتے اور جب مقدمات حقوق و عقود وغیرہ آپکے حضور مین پیش ہوتے تو آپ انکا فیصلہ فرماتی اور صحابہ کرام مین سے جس کسیکو فعل حسن کرتے دیکھتے تو آپ اوسکی مدح فرماتے اور اوس فعل کے کرنے کی رغبت دلاتے اور اگر بری بات کرتے دیکھتے تو آپ اوسکی مذمت و ممانعت ارشاد فرماتے۔ احادیث صحاح سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ رسول مقبول صلعم کا یہہ حال تھا کہ آپ وضو فرماتے اور صحابہ کرام کو اپنا وضو کرنا دکھلاتے یا آپ نماز پڑھتے اور صحابہ آپ کی نماز دیکھتے اور خود ویسی ہی پڑھتے یا آپنے جب حج کیا اور صحابہ نے اپکا حج کرنا دیکھا تو اوسی طریق پر انہون نے جملہ ارکان ادا کئے غرض آنحضرت صلعم کی جس طریق کو صحابہ کرام دیکھتے تھے

اوسیکو فوراً اختیار کرتے تھے پس غالباً یہی حال تھا جو مذکور ہوا یہ نہ تھا کہ آپ اون اعمال و افعال
مین رکن و آداب و استحباب درستی و فساد وغیرہ کی کچھہ توضیح و تصریح فرماتے ہون مثلاً آپ نے
یہ نہین بیان فرمایا کہ وضو کے فرض چھہ ہین یا چار اور نہ یہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی آدمی بدون پیاپے
دھونے اعضا کے وضو کرلے تو اوسکا وضو صحیح ہی یا فاسد اسیطرح دیگر مسائل عبادات و معاملات
کو قیاس کرلینا چاہیئے اگرچہ کہین کہین کچھہ کچھہ آپنے بیان بھی فرمادیا۔ عقد الجید مین مذکور
ہوا کہ جب کبھی آپ سے احکام جزئی کے حالات جو متعلق اون ارکان و شروط وغیرہ سے ہوتے
پوچھے جاتے تو آپ اُن احکام کو اون الفاظ مستعملہ پر حوالہ کرتے جن کو وہ لوگ اپنے جی مین
سمجھتے تھے اور اونکو جزئی باتونکا کلیات پر منطبق کرنا آپ بتا دیتے اور اسپر کبھی زیادہ نکرتے
مگر ہان تھوڑے سے مسائل مین قوم کے اصرار وغیرہ کی وجہ سے کچھہ زائد بھی فرمادیتے مثلاً وضو مین
آپنے دھونا چار اعضا کا مشروع فرمایا مگر ایسی توضیح نہین فرمائی جس سے معلوم ہو کہ ملنا اعضا کا
دھونے کی ماہیت مین داخل ہی یا نہین اور پانی کا بہانا اوسکی حقیقت مین ہی یا نہین اور نہ پانی
کی تقسیم فرمائی کہ مطلق ہو یا مقید اور نہ کنوئین اور تالاب اور ان جیسے اور پانیونکے احکام بیان
فرمائے حالانکہ یہ مسائل اکثر واقع ہوتے ہین اور یہ خیال مین نہین آتا کہ آنحضرت صلعم کے عہد
مبارک مین یہ مسائل واقع نہوئے ہون اور یہی وجہ ہی کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ ہمنی
پانی کے معاملہ مین بہت وسعت پائی ہی۔ اسیطرح جب ایک عورت نے آپ سے یہ حال پوچھا
کہ اگر کپڑے پر خون حیض کا لگجا ہی تو کیا کیا جا ہی آپنے اسکے جواب مین اسیقدر فرمایا کہ اول
کھرچ دے پھر کپڑے کو مل ڈال پھر دھولے پھر اوس سے نماز پڑھ لے۔ اسیطرح آپنے
قبلہ کیطرف منہ کرنیکا نماز مین حکم فرمایا مگر ہمکو معرفت قبلہ کے باب مین کوئی طریقہ خاص نہین
تعلیم فرمایا حالانکہ حضرات صحابہ کرام سفر کرتے رہتے تھے اور قبلہ کے باب مین دقت اٹھاتے
تھے پس ان سب امور کی وجہ یہ تھی کہ آپنے ایسی باتین اونہین لوگونکی رای پر حوالہ کر رکھی
تھین اور باریک باتین چھوڑ دی تھین اور اقسام ضبط کو زیادہ بیان نکرنے مین ایک بڑی
مصلحت ملحوظ فرمائی ہی اور وہ یہ ہی کہ ان مسائل کا مآل ایسی حقیقتین ہین جو عرف مین مجمل مستعمل
ہین اور اونکی تعریف جامع و مانع بدون دشواری و دقت کے معلوم نہین ہوتی بلکہ بعض

اوقات تعریف بیان کرتے وقت مشکل حقیقتون مین جدا کرنیکے لیئے ضرورت ایسے احکام و قواعد کی ہوتی ہے کہ اونکے بیان کرنے مین لوگ عاجز و تنگ ہوتے ہین پھر اگر اون حقایق کو ضبط اور مفسر بھی کیا جاے تو اونکی تفسیر نہین ہوسکتی انتہے۔ خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام کی عادات سے تھا کہ رسول مقبول صلعم سے سوالات بہت کم کرتے تھے بلکہ بتصریح صدر یہی طریقہ تھا کہ جسوقت وہ لوگ جو ارشاد آپکا عبادات و معاملات مین سنتے یا جو فعل آپکا دیکھتے تو فوراً اوسکی تعمیل کرتے۔ ابن عباس سے مروی ہوا کہ انہون نے فرمایا کہ مینے کوئی قوم ایسی نہین دیکھی جو اصحاب رسول اللہ صلعم سے احسن و افضل ہو عادات و سیرت مین اور اکمل و اعلے ہو صدق و یقین مین اون لوگون نے انحضرت صلعم کی وفات تک صرف تیرہ مسئلے دریافت کیئے جو قرآن مجید مین مذکور ہین اونہین سے ایک یہ ہے یسئلونک عن الشہر الحرام دوسرا یہ ہے یسئلونک عن المحیض وغیر ذلک اور چونکہ احکام عبادات و معاملات آپ مجمع صحابہ کرامؓ مین ارشاد فرماتے تھے لہذا بعد وفات شریف حضورؐ کے حضرت شیخین یعنے سیدنا ابابکر صدیقؓ و سیدنا عمرؓ کو جب کسی مسئلہ عبادات و معاملات مین علم نہوتا تو آپ دیگر صحابہ کرامؓ سے اوس باب مین حدیث نبوی کا استفسار بلیغ فرماتے اور بصورت دریافت ہونے حدیث کے بعد تکمیل ثبوت یعنے ادا ارشادات حضرت صحابہؓ کے اوس حدیث کے مطابق حکم نافذ فرماتے پس عہد مبارک انحضرت صلعم تک ہر صحابی نے آپکے عبادات و معاملات و فتاوی و قضایا کو جو خدا تعالے نے اوسکو میسر و نصیب کیئے کماحقہ محفوظ رکھا اور خوب سمجھا اور بسبب اجتماع علامات و قرائن جو باب ثبوت مین شواہد ناطق اور ادلہ واثق ہین ہر حکم کی وجہ اور علت پہچانکر بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر محمول کیا۔ اور چونکہ ان حضرات مقدسہ کے پاس عمدہ ترین سرمایہ ایمان و دولت اسلام نور سکینہ قلبی و طمانیت باطنی حاصل تھا لہذا اونکو قیل و قال و بحث و استدلال کے طرق و مسلک پر مطلق التفات نتھا بعد انقراض عہد مبارک انحضرت صلعم حضرات صحابہ کرام اسی حال و روش پر قائم و مستقیم رہے پھر جب وہ دیگر ممالک و بلاد مین متفرق و منتشر ہوئے اور اونہین سے ہر ایک ایکطرف ملک کا پیشوا ہوگیا ایسی حالت مین بہت سے معاملات اور واقعات اونکو پیش آئے جنمین اونسے اہل معاملہ نے فتوے پوچھے اور ہر ایکنے اپنی یادداشت یا استنباط کے مطابق جواب دیئے

اور اگر اپنی یاد داشت مین ایسی بات نہ پائی جو قابل جواب ہو تو اسصورت مین اجتہاد بالرای کیا یعنے اوس علت مین غور وفکر کی جسپر رسول اللہ صلعم نے اپنے صریح ارشادونمین حکم دائر فرمایا تہا اور جسجگہہ اوس علت کو نہ پایا وہان حکم عام کیا۔ مطلب یہ کہ آنحضرت صلعم کی غرض کے موافق ہونے مین اون حضرات نے کچہہ کوتاہی وغفلت نہین کی مگر بتصریح صدر ایسی حالت مین بوجہ اختلافات روایات باہمی جسکا تفصیلی بیان پانچوین باب مین مذکور ہوگا مذاہب اصحاب پیغمبر خدا صلعم کی مختلف ہوئے اور اونسے جماعت تابعین نے اونہین اختلافات سے حاصل کئے پس ہر ایک کو جو آسان معلوم ہوا اوسنے اوسیکو اختیار کیا اور جو کچہہ کہ اونسے احادیث نبویہ صلعم اور مذاہب صحابہ اون کو پہونچے ہر ایک فریق نے اون سبکو خوب محفوظ رکہا اور کماحقہ سمجہا اور اقوال مختلفہ مین بالامکان مطابقت کی اور بعض اقوال کو بدلائل شرعی بعض پر ترجیح وقوت دی اور بعض اقوال بعد تحقیق و تنقیح کے ضعیف معلوم ہوے اگرچہ اکابر صحابہ سے مروی ومنقول تہے غرض اسطورسے اسوقت مین علماء تابعین سے ہر فریق علما کا مذہب علحدہ ہوگیا اور ہر شہر مین ایک امام قایم ہوا مثلا سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور اون دونون کے بعد زہری اور قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبدالرحمن مدینہ منورہ مین امام ہوئے اور عطا بن ابو رباح مکہ معظمہ مین اور ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور طاوس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین امام ہوے۔ زان بعد حقتعالے نے چند ارباب کے قلوب کو اون علماء ذی شان کے علوم عالیہ کا پیاسا کیا اور اونہون نے کمال رغبت قلبی وسعی بلیغ سے احادیث نبویہ واقوال وفتاوی صحابہ کرام کو اونسے حاصل کیا اور اون حضرات کے مذاہب کی تحقیقات اور مسائل اختلافی کی تنقیحات اونسے کماحقہ دریافت کین اور اہل معاملات کے اونسے فتوے حاصل کئے پس یونہی فیوما یہ نوبت پہونچی کہ قضایا ومعاملات بندگان خدا بکثرت دائر ہوے اور اون حضرات نے اونہین احکام جاری کئے جسکا مختصر ضروری بیان مناسب مقام یہ ہے کہ بعد ان حالات اور واقعات کے سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے امثال واقران نے فقہ کے سب باب جمع کئے بوجہہ اسکے کہ اونکے پاس ہر باب مین وہ اصول جمع تہے جو انہون نے حاصل کئے تہے سلف سے پس سعید بن مسیب فقہاء مدینہ طیبہ کی زبان تہے یعنے جو کچہہ یہ کہتے تہے سب

فقہاے مدینہ طیبہ کا وہی قول تھا اور اُنکا اونکے تلامذہ واصحاب کا یہ مذہب تہا کہ اہل حرمین فقہ مین سب سے زیادہ اعلے وفایق ہین کیونکہ اصل اونکے مذہب کی فتاوی سیدنا عمر فاروق وسیدنا عثمان غنی اور ان دونون کے احکام معاملات وفتاوی عبد اللہ بن عمر رض وحضرت عائشہ صدیقہ رض اور ابن عباس رض وفیصلجات قاضیان مدینہ منورہ ہین کہ ان سب مین سے انہون نے وہ احکام جمع کئے جو خدا تعالے نے اونکو توفیق دی زان بعد اوس مجموعہ احکام مین جو غور وفکر کی نظر سے دیکھا تو جس بات پر اتفاق علماء مدینہ طیبہ پایا اوسکو دانتون سے پکڑا اور جن احکام مین اونکے باہم اختلاف پایا اونمین قوی تر اور راجح تر قول کو اختیار کیا اور وہ قوت ورجحان خواہ اسوجہ سے سمجہا کہ یہ جماعت کثیر کا مذہب ہے یا اسوجہ سے کہ یہ کسی قیاس قوی یا استنباط صریح کتاب وسنت کے موافق ہے اور جن مسائل کے جوابات اون قضایا مین نہ پاتے تو ایسی حالت مین ارباب سلف کے کلام سے استنباط کرتے اور اشارہ اور اقتضاء کلام مین فکر بلیغ کرتے غرض اسطرح سے اونکے پاس ہر باب مین مسائل فقہیہ بہت جمع ہوگئے۔ اسیطرح سیدنا ابراہیم نخعی فقہاء کوفہ کی زبان تھے یعنے یہ جو کچھہ کہتے تھے سب فقہاء کوفہ اوسکو تسلیم وقبول کرلیتے تھے پس انکا اور اُنکے تلامذہ واصحاب کا یہ مذہب تہا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض اور اُنکے اصحاب فقہ کی تحقیق مین سب لوگون سے زیادہ اعلے وفایق ہین چنانچہ اُنکے مذہب کی اصل فتاوی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض اور فیصلے سیدنا علی مرتضے وقضایا سیدنا حضرت شریح رض ودیگر قاضیان کوفہ ہین پس اُنہون نے بھی ان سب مین سے وہ احکام جمع کئے جو خدا تعالے نے اونکو توفیق دی اور اونپر آسان فرمائی اور باب تخریج مسائل مین وہی کارروائی کی جو اہل مدینہ مین تجرِ سعید کی تھی اسوجہ سے اُنکے پاس بھی مسائل فقہ ہر باب مین بہت جمع ہوگئے۔ زان بعد سعید ابن مسیب اور ابراہیم نخعی اور مثل اُنکے دیگر اکابر علماء دین نے وہ سب باب فقہ کی ایک جگہہ جمع کئے اور اس بناء پر ہر شہر کے فقہا اونکی خدمت مین بنا بر استفادہ حاضر ہوتی تھے چند عرصہ مین بیشمار خلایق نے ان دونون حضرات سے علوم دینیہ مین نفع عظیم حاصل کیا اور ارباب سلف کی بنا واصول پر تخریج مسائل شروع ہوئی جیساکہ مولانا حجۃ اللہ شاہ

ولی اللہ صاحب رسالۂ انصاف مین لکھتے ہین وکان سعید بن المسیب و ابراھیم النخعی و امثالہما جمعوا ابواب الفقہ اجمعہا وکان لہم فی کل باب اصول تلقوہا من السلف وکان سعید و اصحابہ یذہبون الی ان اہل الحرمین اثبت الناس فی الفقہ و اصل مذہبہم فتاوی عمرؓ و عثمانؓ و قضایاہما وفتاوی عبد اللہ بن عمرؓ و عائشۃؓ و قضایا قضاۃ المدینۃ فجمعوا من ذلک مایسر اللہ لہم

ف. فقہاء سبعہ مدینہ طیبہ کے بقول تحقیق یہ افراد ہین سعید بن مسیبؒ عروہ بن زبیر قاسم بن محمد ابن ابوبکر صدیق رضؓ ابوبکر بن عبد الرحمن رضؓ مخزومی خارجہ بن زید بن ثابت رضؓ عبید اللہ بن عبد اللہ رضؓ ابن عتبہ مسعودیؒ سلیمان بن یسار ہلالیؒ - پس اہل مدینہ طیبہ مین سے جو حضرات راویان احادیث نبویہؐ ہین اون سب سے زیادہ ثابت اور اسناد مین سب سے زیادہ معتبر اور زیادہ ماہر و عارف فیصلہای سیدنا عمر فاروقؓ واقوال سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ و حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور اونکے تلامیذ رشیدہ یعنے فقہاء ہفتگانہ مذکور کے حضرت امام مالکؒ ہین چنانچہ علماء دین و محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ جب اونکو منصب جلیلہ روایت حدیث کا سپرد ہوا تو اونہون نے علم حدیث کی تکمیل و تہذیب مین سعی بلیغ کی اور قضایا و حقوق بندگان خدا مین احکام نافذ کئے اسوجہ سے خلایق کو نفع عظیم پہونچا لہذا بقول تحقیق یہی کہ حضرت امام مالکؒ اور اونکے اقران و امثال سے علم روایت اور فتوی قایم ہوا - اور حضرت امام شافعیؒ ابتداء ظہور دو مذہبون یعنے امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ مین اونکے اصول و فروع مرتب ہونیکے وقت ظاہر ہوئے اونہون نے جو سابقین کی کارروائی پر غور بلیغ فرمائی تو اوسمین ایسی باتین پائین جنہون نے اونکو سابقین کی راہ چلنے سے روکدیا چنانچہ خود امام شافعی نے اون باتونکا ذکر شروع کتاب ام مین کیا ہی خلاصہ مقام یہ کہ امام شافعیؒ نے کارروائی سابقین مین چند امور پر لحاظ کرکے فقہ کو از سر نو لیا اور اصول کی بنیاد ڈالی اور فروع کو استخراج کیا اور کتابین تصنیف کین جن سے خلایق کو فائدہ عظیم پہونچا اور اونکے پاس دور دراز ممالک و بلاد کے فقہا جمع ہوئے اور ان کتابون مین اختصار کیا اور شروح لکہین اور طریق استدلال و استخراج مسائل مین تصرفات کئے اور ازان بعد شہرون مین متفرق ہوگئے یہ مذہب شافعی کا ہوا اسیطرح امام احمد حنبل نے اپنی مسند کو میزان ٹھہرایا جس سے حدیث رسول اللہ صلعم کی پہچانی

جاے یعنی جو حدیث مسند مین ہو اگرچہ اوسکی ایک ہی سند ہو تو اوس حدیث کی اصل ہی اور
اگر مسند مین نہو تو وہ بے اصل ہی اور اس طبقہ کے اعلے درجہ کے یہ افراد ہین - عبدالرحمن بن
مہدیؒ اور یحیی بن سعید قطانؒ اور یزید بن ہارونؒ اور عبدالرزاقؒ اور ابو بکر بن ابی شیبہؒ اور
مسددؒ اور ہنادؒ اور احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہ اور فضل بن دکینؒ اور علی بن مدینیؒ اور
اونکے اقران و امثال پس یہ طبقہ طبقات محدثین مین سے نفس اول ہی انہین سے ارباب محققین
بعد مضبوط کرنے فن روایت کے اور معرفت مراتب حدیث کے فقہ کیطرف متوجہ ہوے اور
اونکی یہ راے تھی کہ گذشتہ لوگون مین سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق نہ کیا جاے پس بوجہ اسکے
کہ احادیث و آثار مخالف ہر مذہب کے اون مذاہب مین سے اونکے پیش نظر تھے لہذا انہون نے
احادیث نبویہ و آثار صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین کو اون قاعدون کے موافق جو اپنے دلون
مین پختہ کر رکھے تھے تحقیق و تلاش کرنا شروع کیا انتہی - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ بحسب
اتفاق امام صاحب خلیفہ منصور کے پاس تشریف لیگئے اور اوسوقت عیسے بن موسے عابد و زاہد بھی
وہان موجود تھے اونہون نے امام صاحب کی نسبت خلیفہ منصور سے کہا کہ یہ شخص عالم دنیا کا ہی
خلیفہ نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپنے کس سے علم حاصل کیا فرمایا کہ اصحاب عمرؓ سے جو راوی
ہین سیدنا عمرؓ سے اور اصحاب علیؓ سے جو راوی ہین حضرت علیؓ سے اور اصحاب سیدنا ابن مسعودؓ
سے جو راوی ہین ابن مسعودؓ سے یہ سنکر خلیفہ نے کہا کہ البتہ بہ تحقیق تو اپنے علم مین بہت مضبوط
و مستحکم و ثابت قدم ہی - اور امام نوویؒ تہذیب مین یون نقل کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہؒ ابو جعفر بادشاہ
کے پاس تشریف لے گئے اوس نے پوچھا کہ آپنے کس سے علم حاصل کیا فرمایا کہ حضرت حماد سے
اور انہون نے حضرت ابراہیم نخعی سے اور انہون نے اصحاب سیدنا عمرؓ سے اور اصحاب سیدنا
علیؓ سے اور اصحاب سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے خلیفہ وقت نے سنکر کہا بخ بخ یعنی واہ واہ
اہل عرب مین یہ کلمہ بڑی مسرت و تہنیت کا ہی - بالجملہ بتصریح صدر امام ابو حنیفہ حضرت ابراہیم نخعی
اور اون کے ہمعصرونکے مذہب پر زیادہ استقامت و رغبت رکھتے تھے اور اونکے مذہب کے
اصول کے بموجب مسائل فقہیہ کے استخراج و استنباط مین آپکو شان عظیم حاصل تھی اور تخریج
کی صورتون مین آپکی نظر و فکر بڑی دقیق و عالی تھی اور فروع پر آپکی زیادہ توجہ تھی چنانچہ اگر

بیان تدوین فقہ

اس قول کی حقیقت تفصیلی جاننی مقصود ہو تو امام محمد کی کتاب الآثار اور عبد الرزاق کی جامع اور ابو بکر بن ابی شیبہ کی مصنف سے حضرت ابراہیم نخعی کے اقوال منتخب کر کے امام ابو حنیفہ کے کے مذہب سے اونکا مقابلہ کیا جاوے تو امام صاحب کو اوس راہ سے علحدہ نہ پاوے گے مگر چند مقامات مین باانہمہ اونمین بھی فقہاے کوفہ کے مذہب سے عدول وتجاوز نکیا جیساکہ مولانا حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف مین لکھتے ہین وکان ابوحنیفۃ الزمہم بمذہب ابراہیم واقرانہ لایجاوزہ الا ماشاء اللہ وکان عظیم الشان فی التخریج بمذہبہ دقیق النظر فی وجوہ التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال بقدر الضرورۃ ۔ خطیب تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ امام صاحب نے علم حاصل کیا حماد بن سلیمان اور عطاء بن ابی رباح اور ابی اسحاق شعبی اور ہاشم بن حبیب او محمد بن منکدر وغیرہم تابعین کبار سے لیکن نسبت شاگردی کے حضرت حماد کیطرف مشتہر ہی اور حضرت حماد شاگرد ہین حضرت ابراہیم نخعی کے اور وہ شاگرد ہین علقمہ اور اسود اور شریح قاضی کے اور یہ تینون شاگرد ہین حضرت عمرؓ اور علیؓ مرتضی وعبد اللہ بن مسعودؓ کے پس بتصریح صدر واضح ہوا کہ طریقہ اجتہاد واستنباط حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے شروع ہوا ازان بعد علم فقہ کی یوما فیوما ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ سیدنا امام الائمہ امام ابو حنیفہ نے مرتبہ کمال کو پہونچایا ۔ ابو بکر بن عجیب کہتے ہین کہ فقہ کو بویا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اور سینچا علقمہؓ نے اور پکایا ابراہیم نخعی نے اور کاٹا حمادؒ نے اور پیسا امام ابو حنیفہؒ نے اور گوندہا امام ابو یوسفؒ نے اور روٹی پکائی محمد بن حسنؒ نے اور رکھا مشائخ کبار نے اور ہم تقسیم کرتے ہین ۔ اور صاحب درمختار اس روایت کو اسطور پر لکھتے ہین کہ حضرات علماء دین فرماتے ہین کہ علم فقہ کا کھیت عبد اللہ بن مسعودؓ نے بویا اور حضرت علقمہ نے اوسکو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اوسکو کاٹا اور حضرت حماد نے اوسکو مانڈا یعنے اناج جدا کیا بھوسہ سے اور امام ابو حنیفہ نے اوسکو پیسا اور امام ابو یوسفؒ نے اوسکو گوندہا ۔ اور محمد بن حسنؒ شیبانی نے اوسکی روٹیان پکائین اور باقی لوگ اوسکے کہانیوالے ہین ف خلاصہ اس قول کا یہ ہی کہ کھیت بونے سے یہ مراد ہی کہ اول حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے استنباط فروع فقہیہ مین کلام کیا ہی ۔ اور سینچنے سے یہ مراد ہے کہ اوسکی

تائید کی اور کاٹنے سے یہ مراد ہی کہ فوائد متفرقہ اور نوادر جلیلہ کو جمع کیا۔ اور ماڈنے سے یہ مراد ہی کہ باریک کیا اوسکو یعنے جہد بلیغ کی اوسکی توضیح و تنقیح بلیغ مین حماد بن مسلم نے۔ اور پیسنے سے مراد یہ ہی کہ ملت مصطفویہ کے اصول و فروع کو زیادہ کیا اور دین کے طریقونکو واضح کیا۔ اور گوندھنے سے یہ مراد ہی کہ قواعد و اصول امام ابوحنیفہ مین امام ابویوسفؒ نے نظر دقیق اور فکر بلیغ کی اور استنباط فروع و احکام مین سعی لے نہایت کی۔ اور پکانیکے یہ معنی ہین کہ مسائل شرعیہ ملت حنفیہ کی اس درجہ تہذیب و تنقیح کی کہ دوسری چیز کی حاجت و ضرورت نرہی بالجملہ بہ تعمیل امر جلیل بارگاہ عالیجاہ مصطفوی جسکا بیان باب اول مین مذکور ہوچکا امام صاحب نے تکمیل مسائل فقہیہ و تخریج جزئیات و استنباط فروعات شرعیہ مین اہتمام بلیغ شروع کیا اور احکام ملت حنفیہ کی تہذیب و ترتیب پر شب و روز عرقریزی و جانفشانی صرف کی پس اسکا یہ نتیجہ ظہور پذیر ہوا کہ اصحاب و رفقا چند عرصہ مین آپکی تعلیم و تلقین و فیضان صحبت سے اس درجہ کمال علم و شان عظیم اجتہاد کو پہونچے کہ وہ سب افراد دین محمدی مین امام ہوئے چنانچہ طبقۂ تابعین مین امام ابویوسف و امام زفر شمار کئے جاتے ہین اسیطرح یوماً فیوماً باب ارشاد و ہدایت امام صاحب کا ایسا ہنگامہ آرا ہوا کہ تھوڑے تھوڑے زمانہ مین ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت اور ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ حسب مراتب و مدارج علمی علوم دینی مین کامیاب ہوتا جاتا تھا۔ یہہ اوج اقبال و شان جاہ و جلال دیکھکر اکابر عرب و عجم کمال ارادت و خلوص معنوی کے ساتھ امام صاحب کی جانب مائل و راغب ہوئے اور ارباب فضل و کمال و امراء و خلفاء نامدار آپکی قوت قدسیہ و کمالات علمیہ و عملیہ برأے العین دیکھکر ہمہ تن منقاد و حلقہ بگوش ہوے باایںہمہ بمقتضاے سنت اللہ حاسدین و معاندین کا بھی بازار گرم تھا جسکا ذکر تفصیلی دیگر ابواب مین مذکور ہوگا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا خوارزمی مجموعۂ اسانید امام صاحب مین لکھتے ہین کہ امام صاحب نے سب آئمہ مجتہدین سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب پر مرتب کیا جیسے کتب دین الے یومنا موجود ہین چنانچہ بنظر جامعیت و حسن ترتیب امام مالک رح نے موطا شریف مین امام صاحب کا ہی طریقہ ترتیب و تہذیب اختیار کیا۔ و نیز منقول ہوا کہ امام صاحب نے سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشرط کو وضع کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ و تابعین نے

بترتیب ابواب کوئی کتاب نہین تصنیف کی کیونکہ وہ حضرات اپنی قوت قدسیہ حافظہ و مدرکہ پر مطمئن تھے جب امام ابو حنیفہ نے علم فقہ کو تلف ہوتے دیکھا اور علماء متاخرین کے سوء حفظ سے افراط و تفریط فی الدین کا خوف معلوم ہوا کہ مبادا علم دین مین شکوک و شبہات واقع ہون تب آپ نے احکام شرعی کی تدوین و ترتیب و تکمیل واجب سمجھی اور کتاب الطہارت سے ابتدا کی پھر صلوٰۃ سے پھر صوم سے پھر باقی عبادات سے پھر معاملات سے پھر خاتمہ کیا مواریث پر کذا فی الطحطاوی - ازان بعد امام صاحب کے مقلدین و تابعین کی صرف ہمت و سعی بلیغ و صدق نیت سے ہزارون کتابین علم فقہ مین ترتیب پائین کہ جنمین بے حساب جزئیات و خزانہ روایات عبادات و معاملات و انواع واقعات و حوادثات کے احکام تفصیلی محفوظ و منضبط ہین اور پہلے اس سے علم فقہ سابقین کے صدور و قلوب مین محفوظ تھا- فی الحقیقت حضرات مجتہدین نے کتاب و سنت مین امعان نظر کر کے بال کی کھال نکالی اور قواعد و اصول معین کیے اور اون پر جزئیات متفرع کیے اور خلایق کے حوادث باوجود اونکے اختلاف موانع کے بعینہا لکھدیئے یا جو اون حوادث پر دلالت کرے بلکہ یہ امر اجلے بدہیات سے ہی کہ فقہا نے اون امور میں کلام کیا جو کبھی نہین واقع ہوتے پس اس خیال سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو اہل اسلام حیران و پریشان نہون اور جو جزئی منصوص نہو وہ نادر و کمیاب ہی اور گاہے منصوص بھی ہوتا ہے لیکن نظر کرنے والا بوجہ کوتاہ نظری اور سکے فعل اور فہم سے عاجز ہی پس یہ اوسکا قصور ہے ورنہ ہر امر فقہ مین مذکور ہی خواہ بمفہوم خواہ بمنطوق یعنے کنایتہً و صراحتہً کذا فی الطحطاوی ملخصاً پس بلحاظ حل مشکلات دین مومنین ارباب صدق و یقین حضرات مجتہدین اور ارباب ائمہ فقہاء دین کے احسان کی شکر گذاری سے خود کو عاجز جانتے ہین - خطیب خوارزمی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۳ ہزار مسائل استنباط کیے ہین ۳۸ ہزار عبادات مین باقی معاملات مین - اور آئمہ ابو الفضل کرمانی لکھتے ہین کہ امام صاحب نے پانچ لاکھ مسائل استنباط کیے مقام انصاف ہی کہ اگر امام صاحب ایسی سعی بلیغ و صرف ہمت قلبی دین محمدی مین نکرتے تو لوگ گمراہ ہوجاتے اور بیشتر احکام شرعی عبادات و معاملات سے خاص و عام نابینا رہتے پس ایسی حالت مین امت محمدیہ کو اس نعمت عظمے کی شکر گذاری واجب و ضروری ہے کذا

فی طبقات الکفوی - خطیب محمد بن سعید کاتب سے روایت کرتے ہین کہ مینے عبداللہ بن داود سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر اہل اسلام پر ادا نماز کے بعد امام صاحب کیواسطے دعا کرنا ضروریات سے ہی - علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ امام ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ بہ تحقیق مین دعا کرتا ہون امام صاحب کے حقمین اپنے مان باپ سے پہلے اور حضرت حماد یعنے اوستاد امام صاحب کے حق مین دعا کرتا ہون اپنی مان باپ کے ساتھ مین - و نیز منقول ہوا کہ ایک شخص امام صاحب کو امام شافعی کے سامنے برا کہنے لگا آپنے فرمایا کہ اسے نا بےادب تو ایسے شخص کو برا کہتا ہی کہ وہ سبکے نزدیک تین چوتہائی فقہ کا مالک ہی اور ایک چوتہائی مین سب شریک ہین اوسنے پوچھا کہ یہ کیونکر فرمایا کہ فقہ آدہی سوال ہی اور آدہی جواب پس سوال سب اونکے ایجاد کیئے ہوئے ہین اور دیگر علماء امام صاحب کے سب جوابون مین مخالف نہین ہین بلکہ بعض مین پس تخمیناً آدہے جواب بھی اونکے سبکے نزدیک مسلم ہین کذا فی المرقاۃ - فی الحقیقت ان روایات کی مزید تصدیق و توضیح کے لیئے اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ مثل امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ و محمد بن حسن شیبانیؒ امام صاحب کے شاگرد تھے جنسے امام شافعیؒ نے علم دین حاصل کیا اور اونکے وجود باجود سے مومنین مشارق و مغارب عرب و عجم نے علم حدیث و فقہ مین نفع عظیم حاصل کیا تو اب ایسی ذات بابرکات کی جامعیت و کمالات و علوی شان و رفعت درجات کا کیا بیان کیا جاوے - منقول ہوا کہ امام صاحب جامع مسجد کوفہ مین جب تعلیم علوم دینی مین مشغول ہوتے تھے تو ایکہزار شاگرد آپکے حوالی و مواجہ شریف مین واسطے استفادہ و حل مشکلات دین کے لیئے حاضر رہتے تھے اونمین سے چالیس شاگرد جو اعلے درجہ کے مستعد و جید و قوت اجتہادی و ملکہ استنباطی رکھتے تھے اون سے آپ یہ خطاب فرماتے کہ تم میرے رفیق اور ہم صحبت ہو علم فقہ کے گھوڑے کو مینے تمہارے واسطے تیار کر دیا ہی سو تم بخلوص قلبی و نیک نیتی و تقوی شعاری میرے شریک حال اور مددگار رہو اسواسطے کہ لوگون نے مجکو جہنم کا پل بنایا ہی غیر لوگ پار ہوتی ہین اور سبکا بوجھ میری پشت پر ہی یعنے مقلدین و تابعین تو میری تقلید و اتباع سے نجات پاوینگے اور بروز جزا محاسبہ و مواخذہ مجھسے ہوگا اسوجہ سے التزاماً آپ کی عادت شریف تھی کہ جب مسائل اجتہادیہ مین کوئی امر عظیم پیش آتا تو آپ اپنے تلامیذ و مستفیدین جلیل القدر

سے اول گفتگو فرماتے اور احادیث و اقوال صحابہ سے جو جسکو یاد ہوتا آپ اوسکو بغور سنتے اور پھر
آپ کو جو یاد ہوتا وہ سب کے روبرو بیان فرماتے زان بعد ایک ایک مہینہ یا زیادہ اس سے
بعض مسائل دینی مین بحث و مناظرہ کرتے تب انجام کار اوس قول تحقیقی کو حضرت امام ابو یوسف
لکھتے۔ غرض امام صاحب نے تمام احکام دینی و مسائل فقہیہ کو اسی احتیاط و تحقیق و تنقیح بلیغ سے
کامل و مرتب فرمایا۔ و نیز منقول ہوا کہ جب امام صاحب پر کوئی مشکل مسئلہ اجتہاد و استنباط مین
پیش آتا یعنے اوسکے ادراک وجوہ شرعیہ مین وقت و خلش پیش آتی تو آپ اپنے اصحاب جلیلہ
و تلامیذ رشیدہ سے یہ فرماتے کہ یہ حالت مجھپر نہین وارد ہوئی ہے مگر بوجہ اسکے کہ کسی قسم
کی غفلت مجھسے ہوئی ہے تو آپ فوراً توبہ و استغفار مین مشغول ہوتے۔ اور بعض اوقات ایسی حالت
مین آپ وضو کرکے دو رکعتین ادا فرماتے اور توبہ و استغفار کرتے اور جناب باری مین بخشوع
و خضوع قلبی و گریہ و زاری رجوع کرتے یہانتک کہ وہ مسئلہ مشکل بافضال الٰہی آپ پر منکشف
ہو جاتا تب آپ اصحاب حاضرین سے خوش ہوکر خطاب فرماتے کہ اب مجھکو کامل یقین ہوا کہ
حقتعالے نے میری توبہ قبول فرمائی بعد اسکی برکت سے میری مشکل آسان کردی یعنی
مسئلہ شرعی کی حقیقت و اصلیت مجھپر ظاہر فرمادی۔ اور ایک روایت مین ہے کہ جب کبھی آپ کو
کوئی مشکل مسئلہ اجتہاد مین پیش آتا تو آپ چالیس ختم قرآن مجید کے فرماتے یہانتک کہ حق تعالے
وہ مشکل مسئلہ آپ پر کھولدیتا۔ محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ امام صاحب کے شاگردونمین
سے زیادہ مشہور و معروف امام ابو یوسفؒ ہین کہ زمانہ خلیفہ ہارون رشید مین قاضی القضاۃ
ہوئے اور امام صاحب کے مذہب کے ظاہر ہونیکا سبب اور بموجب اوسکے فیصلہ معاملات
ہونیکا باعث اطراف عراق و خراسان اور ماوراء النہر مین یہی ہوئے۔ اسیوجہ سے بعض ان کو
امام ثانی بھی کہتے ہین اور سوای انکے امام صاحب کے دیگر شاگردان جلیل القدر سے باب تصنیف
کتب و اشاعت دین مین بہتر اور تعلیم مین زیادہ تر مشغول محمد بن حسن شیبانیؒ ہین۔ اور ان کا
مختصر حال یہ ہے کہ انہون نے علم فقہ امام صاحب و امام ابو یوسفؒ سے حاصل کیا پھر مدینہ طیبہ
مین حاضر ہوئے اور امام مالکؒ سے موطا شریف پڑھی پھر کمال غور و فکر و نظر بلیغ سے اپنے
ہمراہیون کے مذہب کی ایک ایک مسئلہ کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہوا تو بہتر و بصورت

عدم توافق کے اگر ایک گروہ صحابہ و تابعین کو ایسا دیکھا کہ وہ بھی ہمارے ہمراہیون کے
مذہب کیطرف گئے ہین تو اس صورت مین بھی اوس مسئلہ کو قایم رکھا اور اگر کوئی قیاس ضعیف
پایا یا تخریج مین ضعف پایا یا اکثر علماء کا عمل اوسکے خلاف ہے تو اوس مسئلہ کو چھوڑ دیا اور سلف کے
مذاہب مین سے جو اوس مقام پر راجح اور اقوی دیکھا اوسکو اختیار کیا و نیز باقوال صحیحہ معتبرہ
منقول ہے کہ محمد بن حسن شیبانی نے امام صاحب کی روایات کو جمع کیا اور زان بعد اونہین
سے فروع کو منقح کیا اور جس قول سے امام صاحب نے رجوع کیا اوسکو بیان کر دیا اور چونکہ
قضایا و حوادث و معاملات اونکے وقت مین بکثرت وقوع مین آئے لہذا اونہون نے بڑی
جانفشانی و اہتمام بلیغ سے سب روایات فقہیہ کو ایک جگہہ فراہم کرکے کتابین تصنیف کین
جنسے اہل مشارق و مغارب کو دینیات مین نفع عظیم حاصل ہوا چنانچہ اونکے فضایل جلیلہ
و کمالات علمیہ کا ثبوت بدیہی اونکی تصنیفات سے ظاہر ہے کہ کتاب جامع صغیر و جامع کبیر و
مبسوط و زیادات و نوادر وغیرہ اونہین کی تصنیفات سے ہین یہانتک کہ علماء دین لکھتے
ہین کہ انہون نے علوم دینیہ مین نوسو ننانوے ۹۹۹ کتابین تصنیف کی ہین۔ حقایق شرح منظومہ
مین مذکور ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا الحمد للہ الذی اعاننی علی الفقہ بمحمد بن الحسن۔
صاحب درمختار وغیرہ اکابر فقہاء لکھتے ہین کہ امام شافعی محمد بن حسن شیبانیؒ کے شاگردون
مین سے ہین اولاً انہون نے امام شافعیؒ کی مان کے ساتھہ نکاح کیا تھا اور اپنا کتب خانہ اور
کل سرمایہ اونکو سپرد کیا تھا اس ذریعہ سے شافعیؒ فقیہہ کامل ہوگئے چنانچہ خود امام شافعیؒ
انصافاً فرماتے ہین کہ جو شخص علم فقہ حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیئے کہ امام صاحب کے
شاگردون کا ساتھ نہ چھوڑے اسوجہ سے کہ حقتعالے نے اونپر دین کے معانی دقیقہ و مطالب
عالیہ سہل و آسان فرمادئے اور قسم ہے مجکو خداء عزوجل کی کہ مین نہین فقیہہ ہوا مگر محمد بن حسن شیبانی
کی کتابون سے یعنے فروع فقہیہ مین مزید بصارت مجکو نہین حاصل ہوئی مگر اون کتابون سے
کذا فی الحلبی المحشی للدر المختار۔ اسیطرح امام محمدؒ نے جو کتب دینیہ لکھی ہین اونمین انہون نے
حضرت ابراہیم نخعیؒ اور امام صاحب اور امام ابویوسفؒ تینون صاحبون کی رای کو جمع کیا اور اون
کتب سے عامہ خلایق کو نفع عظیم پہونچا۔ زان بعد اصحاب امام صاحب ان تصنیفات کے خلاصہ

کرنے اور مسائل شرعی نکالنے اور مطالب کو قریب الفہم کرنے مین متوجہ ہوسے پھر خراسان
اور ماوراء النہر مین متفرق ہوگئے اور اسکا نام مذہب حنفی رکھا گیا یعنے مذہب امام صاحب
امام ابویوسف و امام محمد کے ساتھ ایک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہین
مگر یہ اسوجہ سے ہی کہ اصل مین سب موافق ہین۔ اصل سے مراد ابراہیم نخعی کا طریقہ ہی کہ امام صاحب
اور صاحبین سب اوسی پر چلتے تھے ف مجتہد مطلق وہ ہی جو اصول و فروع مین دوسرے کا تابع
نہو جیسے چارون امام اور مجتہد بعید وہ ہی جو اصول مین دوسرے کا تابع ہو نہ فروع مین جیسے
امام ابویوسف و امام زفر وغیرہ۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ حضرت سفیان ثوری کتاب الرہن امام صاحب
کی اپنے سرہانے رکھا کرتے تھے و نیز امام صاحب کی دیگر کتب کا اکثر مطالعہ کیا کرتے تھے اور
حاضرین سے یہ فرماتے کہ مین امام صاحب کی کتابونکو اور مسائل اجتہادیہ کو دیکھتا رہتا ہون
غایت تعمق نظر و غور و فکر بلیغ سے پس اونکے مطالب عالیہ و معانی دقیقہ و لطایف بلیغہ کا
وصف نہین بیان کرسکتا ہون چنانچہ اسی بنا پر امام ابویوسف نے فرمایا کہ امام صاحب کی
متابعت مین سفیان ثوری مجھسے زیادہ تھے۔ خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت
کی کہ مینے عبداللہ بن مبارک سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالےٰ میری فریادرسی نہ کرتا
امام ابوحنیفہ اور سفیان کے سبب سے تو مین بھی اور آدمیونکی مانند ہوتا۔ و نیز خطیب نے حجر بن عبدالجبار
سے روایت کی کہ قاسم بن معین بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا گیا کہ آپ امام صاحب
کے شاگردون مین داخل ہونے سے راضی ہین اونہون نے کہا کہ مومنین کو کسیکی مجلس امام
صاحب کی مجلس سے زیادہ تر نافع نہین۔ و نیز خطیب نے ابن الوزیر مروزی سے روایت کی کہ
عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ جب سفیان ثوری اور امام صاحب دونون ایک جگہہ جمع ہون تو
اونکے آگے کون شخص فتوی دیسکتا ہی اور پھر یہہ فرمایا کرتے تھے کہ جب یہ دونون بزرگ ایک شے
پر اتفاق کرین تو وہ ہی حق ہی۔ اور عبداللہ بن داؤد نے کہا کہ جب تو آثار یا حدیث کا قصد
کرے تو سفیان ہی اور جبکہ تو اونکے دقایق اور موشگافیون کا ارادہ کرے تو امام ابوحنیفہ ہی
عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ دیکھا مینے امام مسعر بن کدام کو کہ وہ امام صاحب کے حلقہ مین
حاضر ہوتے اور اون سے مسائل شرعی کی تحقیق اور تنقیح کرتے یہانتک کہ اونکو اطمینان قلبی

حاصل ہوتا۔ اور زان بعد وہ یہ فرماتے کہ نہین دیکھا مینے کسیکو امام صاحب سے زیادہ فقیہ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ جو شخص علم فقہ مین تبحر و کمال حاصل کرنیکا ارادہ کرے تو لازم پکڑے امام صاحب کو اور اونکے اصحاب کو۔ اور بھی اونہون نے فرمایا کہ آدمی عیال ہین یعنی پرورش یافتہ ہین امام صاحب کے علم فقہ مین اور نہین دیکھا مینے کسیکو زیادہ تر فقیہ امام صاحب سے و نیز اونہون نے فرمایا کہ جس نے امام صاحب کی کتابونکو نہین دیکھا اوسکو علم دین مین نہ تبحر حاصل ہوا اور نہ تفقہ فی الدین نصیب ہوا۔ اور صاحب بحر الرائق نے اشباہ مین یون روایت کی کہ بتحقیق فرمایا امام شافعیؒ نے کہ جو شخص علم فقہ مین تبحر و کمال حاصل کرنیکا طالب ہو وہ امام صاحب کی کتابونکا مطالعہ کرے۔ اسیطرح حموی نے اپنے شرح اشباہ مین ذکر کیا اور تفصیلی ذکر اسکا حافظ علامہ ذہبی محدث نے کتاب مسمی بالصحیفہ فی مناقب فقیہ الوقت ابی حنیفہ مین کیا ہی۔ کسینے امام حافظ ناقد یحیی بن معین سے سوال کیا کہ حضرت سفیان ثوری نے بھی امام صاحب کے حق مین کچھہ کہا ہی فرمایا کہ ہان یہ فرمایا ہی کہ ابوحنیفہ بہت بڑا فقیہ اور ثقہ ہی اور اپنی فقہ و حدیث مین بہت صادق ہی اور دین الہی مین مامون تمام ادیہ کہ طریق ملت محمدیہ مین امام صاحب مامون و ثقہ تھے۔ و نیز اونہون نے کہا کہ فقیہ چار ہین ابوحنیفہ و سفیان و مالک و اوزاعی و نیز فرمایا کہ میرے نزدیک قراءۃ قراءۃ حمزہ کی ہی اور فقہ فقہ ابوحنیفہ کی اور اسی پر پایا مینے سبکو۔ و نیز منقول ہوا کہ ایک شخص حضرت سفیان ثوریؒ کے پاس آیا آپنے اوس سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا اوسنے کہا کہ مین امام ابوحنیفہ کے پاس سے آیا ہون آپنے فرمایا کہ بہ تحقیق تو آیا ہی ایسے شخص کے پاس سے کہ وہ اہل زمین مین سب سے زیادہ فقیہ ہے۔ اور کہا خارجہ بن مصعب نے کہ امام صاحب جماعت فقہا مین مانند قطب رحی کے ہین یعنے جیسے چکی کا کیلا ہوتا ہی یا مانند کسوٹی کے ہین جس سے سونے کو جانچتے ہین۔ ابن مبارک فرماتے ہین کہ امام صاحب امام مالکؒ کے پاس آئے اونہون نے امام صاحب کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور بعد تشریف لیجانیکے حاضرین سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھے لوگون نے عرض کیا کہ ہم نہین جانتے فرمایا کہ یہ امام ابوحنیفہؒ ہین اگر کہتا یہ شخص کہ یہ ستون سونیکا ہی تو البتہ اپنے دلائل و براہین سے ثابت کردیتا اور مسائل دینی جو مشکل و دقیق ہین خدا تعالے نے اوسپر سہل و آسان فرمادئے ہین ازان بعد حضرت سفیان ثوری آئے انکو بھی اونہون نے بٹھلایا دون مجلس امام ابوحنیفہ مین جب وہ چلے گئے

تو آپنے اُنکے ورع و تقوی کا بھی ذکر کیا اور روایت کیا خطیب نے شافعی سے کہ کسی نے امام مالک رح سے پوچھا کہ تمنے دیکھا امام ابو حنیفہ کو کہا کہ ہان دیکھا مینے ایسے شخص کو اگر وہ بحث کرتا تیرے ساتھ اس ستون کے باب مین یہ کہ کردے اسکو سونیکا تو البتہ وہ ثابت کر دیتا اپنی دلیل وحجت کی قوت سے۔ اور ایک روایت مین اسطور سے مذکور ہوا کہ امام شافعی رح نے امام مالک رح سے کسی باب مین سوال کیا اُنہون نے اُسکا جواب دیا پھر اُنہون نے امام صاحب کے باب مین پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ سبحان اللہ نہین دیکھا مینے مثل ابو حنیفہ کے قسم ہے خدا کی اگر وہ کہتا کہ یہ ستون سونیکا ہی تو البتہ ثابت کر دیتا اپنی قیاسی دلیل کی قوت سے۔ امام ابو یوسف لکھتے ہین کہ حقتعالی نے امام صاحب کو زینت اور رونق دی فقہ کے ساتھہ اور علم دینی و اخلاق قرآنیہ کے ساتھہ سو نیز فرمایا کہ تھے امام صاحب سابقین کے بدل اور عوض اور قسم ہی اللہ کی نہ چھوڑا امام ابو حنیفہ نے مثل اپنا روے زمین پر اور کہا ابن عتبہ نے کہ نہین دیکھا میری آنکھون نے مثل امام صاحب کے پس جو شخص کہ ارادہ کرے معرفت غزوات کا پس مدینہ طیبہ ہی اور جو ارادہ کرے مناسک حج کا تو مکہ معظمہ ہے اور جو ارادہ کرے معرفت فقہ کا تو کوفہ ہی اور ملازمت اختیار کرے اصحاب ابو حنیفہ کی۔ یزید ابن ہارون رح سے لوگون نے سوال کیا کہ امام صاحب کی کتابونکے مطالعہ کرنیکے باب مین آپ کیا فرماتے ہین اُنہون نے جواب دیا کہ مطالعہ کرو امام صاحب کی کتابونکا پس تحقیق کہ مینے نہین دیکھا علماء عظام و شیوخ کرام مین سے کسی کو کہ مکروہ جانتا ہو امام صاحب کی کتابون کے مطالعہ کرنیکو۔ اور ایک روایت مین یہ مذکور ہوا کہ وہ فرماتے ہین کہ مینے ایک ہزار شیوخ و اکابر علماء سے ملاقات کی اور اُنسے روایت حدیث کی مگر زیادہ فقیہ اور صاحب زہد و ورع اور زیادہ عالم پانچ شیوخ کو پایا کہ اول اُن مین سے امام ابو حنیفہ رح ہین۔ اور خطیب نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی کہ مینے شداد بن حکم سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مینے امام صاحب سے زیادہ عالم کامل نہین دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے مروی ہوا کہ مینے ابراہیم مکی سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ امام صاحب اپنے اہل زمانہ مین سب علما و شیوخ سے علم و فضل مین کامل اور فائق تھے اور کہا مکی بن ابراہیم نے کہ امام صاحب اپنے اہل زمانہ مین سب سے زیادہ جاننے والے فقہ کے تھے اور خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی کہ مینے مکی بن ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مین اکثر اوقات

علماے کوفہ کی مجالس علمیہ مین بیٹھا مگر اُن سب مین کسی کو امام صاحب سے زیادہ فقیہ نہین دیکھا
اور کہا حماد بن یزید نے کہ مین اور دیگر شیوخ عمرو بن دینار کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے پس
جب کبھی امام صاحب ہماری موجودگی مین تشریف لاتے تو شیخ موصوف ہم کو چھوڑ دیتے اور امام صاحب کی
طرف متوجہ ہوتے اور ہمسے یہ کہتے کہ اب جو کچھہ تم کو سوالات کرنے ہین امام صاحب سے دریافت کرو
پس ہم حاضرین امام صاحب سے سوالات کرتے اور کتاب و سنت کے دقائق و مطالب حل
کرتے ابو بکر بن عباس سے منقول ہوا کہ امام صاحب حضرت سفیان ثوری کے بھائی کے مرنے
مین تعزیت کو گئے مینے دیکھا کہ حضرت سفیان ثوری امام صاحب کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور
اپنی جگہہ بٹھا کر آپکے سامنے مؤدب بیٹھے بعد تشریف لیجانے امام صاحب کے حاضرین نے حضرت
سفیان ثوری رح سے عرض کیا کہ یا حضرت ہم کو آپکے اس بکمال تعظیم و تکریم کرنے سے بڑا تعجب ہے
اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ یہ شخص علم و فضل مین درجۂ اعلی رکھتا ہے اگر اسکے علم و فضل کی تعظیم
و تکریم نہ کرون تو اسکے بڑے پن کی تعظیم مجھپر واجب ہے اور اگر اسکی بھی تعظیم نکرون تو اُسکی
فقاہت و تقوی و دیانت کی مجکو تعظیم کرنی واجب ہے یحیی بن معین کہتے ہین کہ نہین سنا
مینے کسیکو عبد اللہ بن مبارک سے زیادہ وصف اور مدح کرتے ہوئے اور ذکر خیر کرتے ہوئے
امام صاحب کا - اور یہی ابراہیم بن عکرمہ سے مروی ہوا - کسی نے ابن معین سے سوال کیا
امام صاحب کی ثقاہت کے باب مین انھون نے کہا کہ امام صاحب ثقہ کامل ہین ہم نے نہین سنا مینے
کسی سے کہ کسینے ضعیف جانا ہو امام صاحب کی ثقاہت و فقاہت کو - و نیز منقول ہی کہ ایوب
سجستانی نے وصف بیان کیا امام صاحب کا صلاح و فقہ کے ساتھہ ابن عون نے سنکر
بطور طعن یہ کہا کہ امام صاحب بعض اوقات کہتے ہین ایک قول اور پھر رجوع کرتے ہین اُسی
قول سے ایوب سجستانی نے اسکا جواب دیا کہ یہ بات امام صاحب کے کمال تقوی و امانت
و دیانت پر دلیل روشن ہی کہ جب کسی بات مین خطا دیکھتے ہین تو رجوع کرتے ہین خطا سے
طرف صواب کے - اور وکیع جو اساتذۂ شافعی سے ہین فرماتے ہین کہ نہین دیکھا مینے کسی کو
زیادہ فقیہ امام صاحب سے اور نہ اُنسے زیادہ اچھی نماز ادا کرنے مین کسی کو دیکھا - اور کہا حافظ
محمد بن میمون محدث نے کہ نہین تھا زمانہ امام صاحب مین اُنسے زیادہ کوئی بڑا عالم اور متقی

اور زاہد و عارف و فقیہہ قسم ہی اللہ کی امام صاحب کا کلام سُننا مجکو ایک لاکھ دینار سے زیادہ
خوش معلوم ہوتا ہی۔ اسیطرح مروی ہی خالد ابن صبیح سے کہ وہ کہتے ہین کہ سُنا مینے ابو حمزہ سکری
سے کہ وہ کہتے تھے بارہا کہ یہ قول سُنا مینے امام ابو حنیفہ سے کہ محبوب تر ہی مجکو لاکھ سے اور
کہا ابراہیم بن معاویہ ضریر نے کہ تمام سنت سے ہی محبت رکہنا امام صاحب کے ساتھ کہ بیان اُسکا
تمام عدل کے ساتھ تھا اور بھی دوسرونکو عدل تعلیم کرتا تہا اور ظاہر کرتا تہا مومنین پر راہین
علم دین کی اور مشکلات و مہمات دین کی آسان کرتا تہا۔ اور کہا اسد بن حکیم نے کہ امام صاحب
کی نہین غیبت کرتا ہی کوئی مگر کہ وہ جاہل ہی یا بدعتی گمراہ ہی۔ اور کہا حافظ عبد العزیز بن ابی رواد
محدث نے کہ جسنے دوست رکہا امام صاحب کو پس وہ سُنی ہی اور جسنے بغض رکہا معاذ اللہ وہ بدعتی
گمراہ ہے اور بروایت دیگر اونسے یہ مروی ہوا کہ درمیان ہمارے اور درمیان لوگونکے امام صاحب ہین
جسنے دوست رکہا اونکو اور عزیز رکہا اونکو جان لینگے ہم اوسکو کہ یہ اہل سنت سے ہی۔ اور جسنے
اونسے بغض رکہا جان لینگے ہم اوسکو کہ یہ اہل بدعت سے ہی۔ اور کہا ابو سلیمان نے کہ تھے امام صاحب
اعجب العجائب۔ اور کہا ابو عاصم نے قسم ہے اللہ کی میرے نزدیک امام صاحب زیادہ فقیہ ہین
ابن جریج سے نہین دیکہا میری آنکہون نے کسی شخص کو کمال قدرت رکھنے والا فقہ پر امام صاحب سے
زیادہ۔ منقول ہوا کہ حضرت داؤد طائی کے حلقہ مین امام صاحب کا ذکر خیر ہوا تو اُنہون نے فرمایا
کہ امام صاحب نجم ہین کہ علم دین مین چلنے والا اوس سے ہدایت پاتا ہی اور اُسکے علم کو مومنین کے
دل قبول کرتے ہین۔ اور کہا شریک قاضی نے کہ تھے امام صاحب زیادہ خاموش رہنے والے
اور زیادہ غور و فکر مین رہنے والے اور فقہ مین دقیق النظر اور لطیف الاستخراج اور عجیب الاستنباط
اور بحث علمی مین کامل و فائق۔ اگر کوئی طالب آپکے پاس آتا تہا فقیر تو آپ اوسکو غنی
کر دیتے تھے اور جب وہ علم دین سے فارغ ہوتا تو اوس سے آپ یہ فرماتے کہ اے شخص اب
تو پہونچگیا غناء اکبر کو بوجہ حاصل ہونے معرفت حلال و حرام کے۔ اور کہا خلف بن ایوب نے
کہ پہونچا علم اللہ تعالے سے محمد صلعم کو اور آپ سے صحابہ کرام کو اور اونسے تابعین کو اور اونسے
امام صاحب کو اور اونکے اصحاب کو میرے اس کلام سے کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔ اور جب
ابن جریج کو امام صاحب کے علم و فضل و کمال تقوی و ورع و زہد و صیانت فی الدین کے

اذکار وحالات پہونچے تو اونہون نے کہا کہ مین یقین کرتا ہون کہ اوسکو فضائل وکمالات علمی مین شان عجیب وملکہ عظیم حاصل ہوگا اور ایکدن جو اونکی مجلس مین امام صاحب کا ذکر خیر ہوا تو انہون نے کہا کہ اے لوگو خاموش ہو تحقیق وہ فقیہ ہے تحقیق وہ فقیہ ہے تحقیق وہ فقیہ ہے۔ منقول ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید کی مجلس مین امام صاحب کا ذکر خیر ہوا خلیفہ نے سنکر کہا کہ رحمۃ اللہ علیہ اور حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ امام صاحب نظر کرتے تھے اپنی عقل کی آنکھہ سے اوس چیز کو جو اوسکے سوا دوسرا نہین دیکھہ سکتا تہا اپنے سر کی آنکھہ سے۔ ونیز مروی ہوا کہ کسی شخص نے امام صاحب کے ایک مسئلہ کے جواب مین حضرت اعمش رضہ سے سوال کیا اونہون نے کہا کہ امام صاحب کا جواب احسن واقوی ہے اور مجکو یقین کامل ہے کہ اونکے قول پر عمل کرنے سے خیر وبرکت حاصل ہوگی ونیز ایک روایت مین ہے کہ کسینے حضرت اعمش رضہ سے ایک مسئلہ پوچھا اونہون نے کہا کہ اسکا جواب باصواب دیگا نعمان بن ثابت اور مین یقین کرتا ہون اسکا کہ اوسکے علم وعمل مین برکت عطا ہوئی ہے۔ اور کہا یحیٰے بن آدم نے اونسے کہ تو کیا کہتا ہے اون لوگون کے باب مین جو امام صاحب کے حق مین قیل وقال کرتے ہین اونہون نے کہا کہ لوگ آتے ہین اونکے پاس بقدر اپنی فہم وعقل واستعداد کے ۞ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۞ اور اونکی منزلت وشان علمی کے سمجھنے کی لیاقت واستعداد اونکو ہوتی نہین لہذا وہ لوگ مجبور وعاجز ہوکر براہ تعصب وحسد کچھہ کہنے لگتے ہین۔ اور روایت کیا خطیب نے بعض ائمہ زہد سے کہ انہون نے کہا کہ واجب ہے اہل اسلام پر کہ اپنی نمازون مین امام صاحب کے حق مین دعاء خیر کیا کرین بوجہہ اسکے کہ انہون نے سنت وفقہ کو مومنین کے لئے محفوظ کر دیا پس جو شخص کہ ذلت عمی وجہل سے نکلنے کا ارادہ کرے اور حلاوت وذوق علم فقہ حاصل کرنا چاہے تو اوسکو چاہئے کہ وہ نظر کرے امام حنیفہ کی کتابون پر عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ دیکھا مینے حسن بن عمارہ کو کہ امام صاحب کی رکاب پکڑے ہوئے یہ کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی نہین دیکھا مینے تیرے عہد مین کسیکو کہ کلام کرتا ہو تیرے ساتھہ علم فقہ مین اور نہ تجہسے زیادہ صابر پایا اور نہ زیادہ تجہسے حاضر جواب کسیکو دیکھا اور بتحقیق کہ تو سردار اور پیشوا ہے اون سبکا اپنے وقت مین جو کلام کرتے ہین علم فقہ مین اور نہین کلام کرتا کوئی تیرے حق مین مگر بوجہ حسد کے۔ اور کہا حضرت شعبہ رح نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ تھے امام صاحب

سمجھہ مین اچھی اور حفظ مین جید و قوی اور جن لوگون نے کہ آپ پر طعن و تشنیع کی ہی وہ اُن باتون کو اُن لوگون سے زیادہ جاننے والے اور سمجھنے والے تھے قسم ہے اللہ کی قریب ہے کہ وہ لوگ ملینگے اللہ سے یعنے اُسوقت وہ لوگ اپنی بے اعتدالیون کا جواب دینگے کسی نے بعض ائمہ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہی کہ وقت ذکر کے امام صاحب مدح و ثنا مین خاص کیے جاتے ہین سوائے دیگر ائمہ کرام کے جواب دیا کہ منزلت و شان امام صاحب کی خاص ہے دیگر ائمہ سے نفع خلائق مین یعنی جیسا کہ مؤمنین خاص و عام نے امام صاحب کے علم اور اجتہاد سے نفع کثیر پایا ایسا دوسرے امام سے نہین پایا پس بوجہ اس خصوصیت کے امام صاحب خاص کیے گئے ہین ذکر مین اور مدح مین تاکہ خلائق کو رغبت پیدا ہو اُنکے حق مین دعا کرنے کی - اور یھی وجہ ہی کہ دیگر ائمہ دین سے امام صاحب کے حق مین اکثر اقوال منقول ہوے ہین اُن مین سے جو بعض نقل کیے گئے ہین وہ کافی ہین اس منصف حق شناس صاحب یقین کے لیے جسکو معرفت حق اور اہل حق کی حاصل ہی - کہا یزید بن ہارون نے کہ میرے شیوخ اور اساتذہ حدیث و تفسیر و فقہ مین ایکہزار ہین مگر نہین دیکھا مینے امام صاحب سے زیادہ کسیکو علم و تقوی مین فائق اور بصیرت فقہ مین اعلی - و نیز فرمایا حضرت سفیان ثوری رح نے کہ فقہ صناعت ہے امام ابو حنیفہ کی اور اُنکے اصحاب کی گویا کہ وہ لوگ اسی واسطے پیدا ہوے ہین عیسی بن یونس کہتے ہین کہ ہرگز نہ تصدیق کیا جاوے وہ قول جس مین امام صاحب کی نسبت کسی قسم کی توہین و خفت ہو پس تحقیق قسم ہے اللہ کی نہین دیکھا مینے کسی کو افضل اور افقہ امام صاحب سے زیادہ مسعر بن کدام رض امام صاحب کی مدح مین فرماتے ہین ابیات حسبی من الخیرات ما اعددتہ یوم القیمۃ فی رضی الرحمن ۞ دین النبی محمد خیر الوری ۞ ثم اعتقادی مذہب النعمان - ترجمہ کفایت کرتی ہی مجکو قیامت کے دن نیکیون سے وہ چیز جو مینے تیار کر رکھی ہی رحمان کی رضامندی کے لیے سو وہ چیز دین محمد صلعم ہی جو افضل الکائنات ہین بعد اسکے میرا اعتقاد نعمان کے مذہب کا یعنے امام صاحب کے مذہب کا کذا فی الدر المختار ف یہ دونون بیتین جن کا ترجمہ لکھا گیا مقدمۂ غزنوی مین امام ابو یوسف کی طرف منسوب ہین تو اس صورت مین تاویل ہوئی کہ شاید حضرت مسعر نے یہ فرمایا ہی بطور حکایت عن الغیر کذا فی الطحطاوی اور مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

استاد ہین حضرت سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے کذا فی القاموس اور یہ دونون
حضرات جلیل القدر سو استاد اکابر محدثین ہین رحمۃ اللہ علیہم اسی طرح منجملہ اُن مناقب کے
جو عبد اللہ بن مبارک رح نے امام صاحب کی مدح مین فرمائی ہین وہ چند ابیات عربی ہین
جنکو صاحب در مختار نقل کرتے ہین ترجمہ اُن ابیات کا یہ ہے البتہ زینت دی شہرونکو
اور شہر والون کو مسلمانون کے امام ابو حنیفہ رح نے بسبب احکام شرعی اور تکمیل علم حدیث و فقہ کے
جیسے کہ زبور کے آیات ورق پر مرقوم ہین - سو نہین ہی دونون مشرق مین اُسکا نظیر اور نہ
دونون مغرب مین اور نہ کوفہ مین ف دو مشرق یعنی ایک سرما کی اور دوسری گرما کی اسیطرح دو مغرب
مراد اس سے تمام دنیا ہے - رات کاٹتا ہی امام دامن چڑھائے یعنی مستعد عبادت مین راتون مین
جاگتا اور دن مین روزہ رکھتا اللہ کے خوف سے - چالیس برس تمام رات بیداری کی اور اس
سے پہلے آدھی رات کی اور تیس برس برابر روزہ رکھا کذا فی الطحطاوی - سو کون ہی حضرت امام
صاحب کی مانند عالی رتبہ ہونے مین امام خلق کا اور بادشاہ کا دیکھا مینے امام صاحب کے
عیب کرنیوالون کو احمق اور بیہودہ اور امر حق کے مخالف دلائل ضعیفہ کے ساتھ اور کیونکر
حلال ہو اس فقیہ کا ایذا دینا جسکے آثار شریفہ زمین مین ثابت و قائم ہین - سو البتہ محمد بن ادریس
شافعی رح نے ایک قول صحیح النقل کہا اور وہ یہ کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنی بال بچے ہین
امام صاحب کے فقہ مین - اور یہی قول خطیب نے ربیع سے روایت کیا - و نیز خطیب نے حرملہ
بن یحیی سے اس قول کی روایت کی کہ مینے شافعی بن ادریس سے قول مذکور سنا کذا فی الطحطاوی
عن تبییض الصحیفۃ للسیوطی الشافعی رح - سو لعنت ہے ہمارے رب کی بقدر شمار ریت کے اُسپر
جو امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے - جلبی اس قول کی یون تاویل کرتے ہین کہ جو امام صاحب کے
قول کو رد کرے اُنکو حقیر جان کر اور اُنکے اجتہاد کا منکر ہو - اور یہ تاویل اسوجہ سے ہے کہ ائمہ
مجتہدین اپنے اجتہاد مین باہم بعضون کے قول کو ہمیشہ رد کرتے رہے ہین اور وہ اسپر مستحق
ثواب ہین ہر بہار اسلئے کہ اُنھون نے دین حق کی تائید کی اپنے گمان کے موافق تو ایسی حالت مین
قائل کو یون کہنا اسلم تھا علی من حط قدر ابیحنیفہ رح چنانچہ صاحب طحطاوی اس مقام مین لکھتے ہین
کہ جو شخص امام صاحب کے قول کو رد کرے تو اُسکا غایت مرتبہ یہ ہے کہ وہ مرتکب حرام ہو

حالانکہ مرتکب حرام پر لعنت نہین جائز ہی بلکہ کافر مخصوص پر بھی لعنت غیر جائز ہے کہ شاید اُسکا خاتمہ بالخیر ہو ہان مجملاً کفار پر لعنت جائز ہے انتہی۔ بعض اہل تحقیق اس مقام مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ذکر کیا قزوینی کی کتاب اثار البلاد سے یواقیت ملتمعہ مین ابیات مذکورہ عبد اللہ بن مبارک کے منقول ہین لیکن لعنت کی بیت اوسمین نہین ہی تو غالباً یہ ہی کہ ملحقات سے ہو اسواسطے کہ کمال فضل و علم و غایت ورع و تقوی امام اجل حضرت عبد اللہ بن مبارک سے ایسی افراط نہایت بعید و بوالعجب ہی واللہ اعلم۔ مسند خوارزمی مین مذکور ہوا کہ ایک بار اصحاب حنفیہ و اصحاب شافعیہ مین اختلافات واقع ہوی اور ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے امام کو تفضیل و ترجیح دی یہانتک کہ حضرت عبد اللہ بن ابی حفص الکبیر کو جو اوس زمانہ مین علم حدیث مین اصحاب شافعی کے امام تھے اس قضیہ کی خبر پہونچی اُنہون اس اختلاف کا اس طور پر فیصلہ کیا کہ شمار کرو مشایخ شافعیہ کو کہ کتنے ہین جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ اسّی ہین پھر فرمایا اب شمار کرو مشایخ حنفیہ کو تو معلوم ہوا کہ وہ چار ہزار ہین فرمایا کہ تابع ہو سواد اعظم کے۔ اور کہا معمرؒ نے کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو کہ خوبترین کلام کرتا ہو فقہ مین امام صاحب سے اور نہ پائی مینے کسیکے کلام مین وسعت باب قیاس مین امام صاحب سے زیادہ اور نہ دیکھا مینے کسیکو احسن الامام صاحب سے معرفت معانی احادیث مین اور نہین خوف کرتا ہون مین اپنے نفس سے اس امر مین یہ کہ دین الٰہی مین مجھکو کوئی شک واقع ہو امام صاحب کی جانب سے۔ منقول ہوا کہ حضرت امام عاصم جو امام صاحب کے اوستاد تھے علم قراءۃ مین مگر جب امام صاحب کے فضائل و کمالات علمی نے ترقی پائی تو امام عاصم قاری واسطے استفادہ کے امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے اور یہ فرماتے جئتنا صغیراً وجئناک کبیرا یعنے ای ابو حنیفہ تو ہمارے پاس لڑکپن مین آتا تھا ہم تیرے پاس بڑہاپے مین آتے ہین کذا فی اعلام الاخیار۔ اور کہا نضر بن شمیل نے کہ آدمی سورہے تھے علم فقہ سے یہانتک کہ جگایا اونکو امام صاحب نے یعنی عموماً عرب و عجم کو متفقہ فی الدین کیا اور ملخص کیا احکام شرعی کو اور کتاب و سنت کے معانی سے خلایق کو تفصیلاً مطلع کیا۔ مروی ہوا کہ ایک شخص امام وکیع کے پاس بیٹھا تھا کہ اوسکی زبان سے اتفاقیہ یہ کلمہ نکلا کہ ابو حنیفہ نے فلان مسئلہ مین خطا کی تو وہ اس کلمہ کو سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور یہ فرمایا کہ کیا یہ کلمہ بیہودہ تو نے زبان سے نکالا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا۔ امام ابو حنیفہ کیسے خطا کر سکتا ہی درانحالیکہ اوسکے صحبت ملازمت

مین جماعت مجتہدین واکابر علماء دین مانند ابویوسف وامام محمد وامام زفر واہل حدیث وائمہ لغات وارباب زہد وورع مانند فضیل وداود طائی وامام مسعر اوسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین اور بالفرض اگر کسی قسم کی افراط وتفریط تصور کیجاوے تو یہ حضرات اولے الالباب اوس غلطی وخطا کو کیسے روا سمجھینگے جیسے کہ تصریح ان مضامین کی علامہ ابن حجر مکی خیرات حسان مین لکھتے ہین تنبیہ بعض کوتاہ نظر نسبت فطرت امام صاحب کی نسبت یہ واہمہ وشبہہ پیدا کرتے ہین بلکہ زبان پر لاتے ہین کہ امام صاحب کو جیسے کہ علم فقہ مین قوت قدسیہ وبصیرت تامہ حاصل تھی ویسے ہی دیگر علوم دینیہ وفنون عربیہ وادبیہ وغیرہ مین دستگاہ وقدرت اور قوت اور وسعت نہین حاصل تھی یہ مظنہ اونکا محض خلاف اور نرے اصل ہے جیسا کہ نہین مخفی ہے اون ارباب پر جنکو کتب علماء دین واقوال وروایات اکابر پیشین پر بصیرت ونظر حاصل ہے اور بیان مختصر اسکا یہ ہے کہ علامہ ابن حجر مکی اس باب مین لکھتے ہین کہ امام صاحب کے شیوخ بہت ہین اس مختصر مین اونکے ذکر کی گنجایش نہین ہے چنانچہ ابوحفص کبیر لکھتے ہین کہ امام صاحب کے چار ہزار شیوخ ہین۔ اور ابوحفص کبیر کے سوا اور اکابر دین اتنا اور زیادہ روایت کرتے ہین کہ امام صاحب نے چار ہزار شیوخ تابعین سے حدیث روایت کی اور اونکے علاوہ کا کیا شمار کیا جاوے اونہین سے لیث بن سعد اور مالک بن انس امام دار الہجرت ہین جیسا کہ ذکر کیا اسکا دارقطنی نے اور جماعت متاخرین مین ابو محمد عینی ہین بلکہ بعض نے امام صاحب کی مسند مین دیکھا حدیث کرنا امام مالک سے اور یہ دونون امام منجملہ اون افراد کے بھی شمار کیئے گئے ہین جنہون نے امام صاحب سے بھی روایت کی ہے اور اس باب مین جو بعض مترجمین اکابر نے مشایخ امام صاحب کا شمار کیا ہے اونکا ذکر طویل ہے بوجہ طوالت کے ترک کیا اوس ذکر کو۔ اسیطرح یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ جن ارباب نے امام صاحب سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا ہے بقول بعض اکابر علماء دین ذکر اونکا بالاستیعاب متعذر بلکہ غیر ممکن ہے ضبط اوسکا لہذا اس بناء پر بعض ائمہ کرام نے اس قول پر اکتفا کیا ہے کہ ائمہ دین مشہورین مین سے کسی سے ایسے کمالات علمی وفوائد دینی نہین ظہور پذیر ہوے جیسے کہ امام صاحب سے اور اونکے تلامیذ واصحاب

اور دوسری روایت مین یون مذکور ہوا
کہ نہین نفع پایا علماء دین نے ونیز جمیع خلایق نے مثل اونکے جیساکہ نفع پایا امام صاحب سے
اور اونکے اصحاب سے بیان احادیث مشتبہ مین اور مسائل مستنبطہ مین اور نوازل اور قضا اور
احکام مین جزاہم اللہ خیرا اونمین سے بعض متاخرین محدثین نے قریب آٹھ سو اصحاب کے
حالات ذکر کیئے ہین بقید ضبط اسماء اونکے کے اور نسبت اونکی کے جسکا ذکر طویل ہی بہرکیف
امام صاحب نے چار ہزار شیوخ تابعین سے حدیث روایت کی اور شریعت مصطفویہ کی تکمیل و
تہذیب کی جسکا مختصر حال علامہ کفوی لکھتے ہین کہ امام صاحب حضرات تابعین کے زمانہ مین مجتہد
تھے اور اپنے عہد مین آپ اکابر ائمہ وقت کو مسائل جلیلہ فقہیہ ومطالب دقیقہ ومعانی بلیغہ تفسیر
وحدیث وفقہ کی تعلیم فرماتے اور سوالات مشکلہ دقیقہ کے فوراً جواب شافی دیتے اور تمامی
محدثین ومفسرین اوسکو بلا قیل وقال تسلیم کرتے جسکا تفصیلی بیان باب اول مین مذکور
ہوچکا کہ حضرات تابعین کے عہد مین بغیر امام صاحب کے اجماع مستند ومعتبر نہوتا تہا
مگر باوجود اس مرتبہ وشان عظیم حاصل ہونیکے آپ کے مزاج مین احتیاط وتقوی امور دین
مین اس درجہ بڑہا ہوا تہا کہ جو مسائل دینی واحکام شرعی آپ کتاب وسنت سے مستنبط فرماتے
جبتک کہ سب علماء وقت اونکو بطیب خاطر نہ تسلیم کرلیتے تب تک اوسپر عمل کرنیکی اجازت
نہ دیتے ۔ بالجملہ بتصریح صدر علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ ذکر کیا حافظ ذہبی محدث وغیرہ نے
طبقات حفاظ محدثین مین کہ جو شخص امام صاحب کی کم توجہی وکوتاہ نظری علم حدیث کے ساتھ
سمجہا ہی اسکا ابطال بچند وجہ بدیہی ظاہر ہے ۔ اول یہ کہ مقام غور وفکر کا ہی کہ جس شخص کو قوت
اجتہادیہ وملکہ استنباطیہ باتفاق اکابر علماء دین اس درجہ حاصل ہو کہ اوسنے ادلہ شرعی سے
مسائل شرعی ننے حدوث سے نہایت استخراج کیئے ہون اور اہل حدیث واکابر جلیل القدر نے
اوس سے احادیث نبویہ کی روایت کی ہو وائمہ دین نے اوسکی ثقاہت وامانت ودیانت
پر اتفاق کیا ہو پس ایسا شخص ایسی شان عظیم فی الدین حاصل ہونیکی حالت مین علم حدیث
مین کیسے کوتاہ نظر وغافل سمجہا جاوے ۔ ثانیا یہ کہ باتفاق جمہور علماء سنت اس امر مین کچہہ
شک نہین کہ مصالح عامہ مومنین مین مشغول رہنا اور نفع عام مسلمین کے لئے احکام شرعیہ کا

انتظام کرنا اور اعظم امور دین کی تکمیل و ترتیب دینا یہ امر افضل ترین عبادات مسلمین و اکمل ترین قربات و اعظم ترین باقیات صالحات سے ہی خیر الناس من ینفع الناس جسکا تفصیلی بیان مذکور ہو چکا پھر کیف یہ بنا بر وجوہ مصرحہ صدر امام صاحب علم فقہ کی تدوین و ترتیب مین زیادہ تر مشغول ہوے اور اسوجہ سے تبحر و ملکہ علم حدیث اُنکا عوام الناس سے زیادہ نہین ظاہر ہوا اور اسکے ثبوت کے لئے یہ ایک نظیر عاقل حق پسند کے لئے کافی ہے کہ جب سیدنا ابا بکر صدیق رض و سیدنا عمر مشغول ہوے مصالح عامہ مومنین و اصلاح امور دین مسلمین مین تو ان حضرات کبار سے روایت اس کثرت سے نہین ہوی جیسی کہ زرعہ و ابن معین سے ہوئی۔ چنانچہ بعض محققین اہل علم لکہتے ہین کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رض سے ایکسو چہیس حدیثین مروی ہین اور انس بن بن مالک رض سے یا حضرت ابو ہریرہ رض سے ایکہزار حدیثون سے زیادہ مروی ہین پس یہ امر اسکا مقتضی نہین ہی کہ انس بن مالک رض و حضرت ابو ہریرہ رض کو حضرت صدیق اکبر رض پر زیادہ شرف و فضل حاصل ہو کذا فی فوائد المنیفہ۔ تیسرے یہ کہ امام صاحب استخراج و استنباط مسائل فقہیہ و اجتہاد و مسائل جزئیہ شرعیہ مین اسوجہ سے بیشتر مشغول رہتے تھے کہ یہ امر نہایت اہم تہا۔ اور روایت حدیث کی اسوجہ سے کم کرتے تھے کہ یہ کام اور بہت لوگون سے ہو سکتا تہا۔ کذا فی المرقاۃ۔ چوتھے یہ کہ کثرت روایت جو درایت و تفقہ کے ساتھ نہو عند المحققین یہ امر محل مدح و ثناء عظیم نہین ہی چنانچہ علامہ حافظ ابن عبد البر محدث نے اوسکے ذم و قبح مین ایک باب مستقل لکھا ہی اور بعد غایت تحقیق و تنقیح اوسکے آخر مین یہہ کہا کہ وہ بات جسپر اکابر فقہاء و علماء دین ہین وہ یہ ہی کہ کثرت روایت حدیث بدون تفقہ و تدبر مذموم ہی اور اسی بنا پر کہا ابن شبرمہ نے کہ کم کر روایت اور تفقہ حاصل کر اور امام صاحب نے اس باب مین یہ فرمایا کہ جو شخص ڈہونڈہتا ہے حدیث کو اور تفقہ نہین حاصل کرتا وہ ایسے شخص کی مانند ہی کہ وہ جمع کرتا ہی ادویہ کو اور اونکے منافع کو نہین جانتا ہی یہانتک کہ آوے وہ طبیب پاس اور اوسکے ذریعہ سے اون ادویہ کے منافع و فوائد سے مطلع ہو پس اسیطرح حال اوس محدث کا ہی جسکو نہین حاصل ہی معرفت وجہ حدیث پر یہانتک کہ وہ آوے فقیہ کے پاس اور اوسکے معانی و مطالب و دقایق سے متمتع ہو۔ اور کہا ابن مبارک نے کہ آثار مین سے وہ اثر لے جو معتمد علیہ ہو

اور رائے لے اوس سے جو تفسیر کرتا ہو مجھسے حدیث کی۔ و نیز قول امام صاحب کا ہی کہ نہین
لایق ہی کسی شخص کو یہ کہ بیان کرے مجھسے کوئی حدیث مگر کہ وہ حدیث جو سننے کے دن سے بیان
کرنے کے دن تک اوسکو محفوظ ہو۔ اور روایت کیا خطیب نے اسرائیل بن یونس سے کہ انہون نے
کہا کہ کیا اچھا شخص نعمان ہی یعنے امام ابوحنیفہ کہ وہ زیادہ تر حافظ تہا اون احادیث کا جن مین احکام
فقہیہ زیادہ ہوتے تھے اور پہر ادنمین غور و فکر بلیغ کرکے اون احادیث کے احکام فقہیہ لوگونکو
تعلیم کرتا تہا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ نہین دیکہا مینے کسیکو بجز امام صاحب کے حدیث
کے معانی و مطالب کا زیادہ جاننے والا اور اوس حدیث کے متعلق نکات و اشارات فقہ کا
زیادہ پہچاننے والا۔ اور دوسری روایت مین آپ سے یہ مروی ہوا کہ نہین مخالفت کی مینے
امام صاحب سے کسی امر مین مگر جبکہ مینے اوس امر مین غور و فکر بلیغ کی تو انجام مین مجکو یہ معلوم
ہوا کہ جسطرف امام صاحب گئے ہین وہ امر زیادہ تر باعث نجات و غایت تقوی و طہارت کا ہی
اور تہا مین اکثر اوقات کہ خوض کیا کرتا تہا حدیث مین باینہمہ امام صاحب کو حدیث صحیح کے
معرفت مین مجھسے زیادہ بصیرت حاصل تھی۔ و نیز یہ فرماتے ہین کہ جب امام صاحب کسی
قول پر مصمم و مضبوط ہوجاتے تو مین اسحالت مین پہرتا تہا مشایخ کوفہ کے پاس اس غرض سے
کہ پاؤں مین امام صاحب کے قول کی تائید مین کوئی حدیث یا اثر پس بعض اوقات پاتا مین دو
حدیثین یا تین حدیثین اور لاتا مین اونکو امام صاحب کے پاس تو اون احادیث کو سنکر فرماتے
کہ یہ غیر صحیح ہی یا غیر معروف ہی تب مین آپ سے یہ عرض کرتا کہ آپکو کس نے آگاہ کردیا اس
بات سے اور حالانکہ یہ حدیثین آپکے قول کے موافق ہین یہ سنکر امام صاحب فرماتے کہ اہل
کوفہ کے علم کا مین عالم ہون۔ حسن بن زیاد کہتے ہین کہ امام صاحب چار ہزار حدیث روایت
کرتے تھے دو ہزار حماد سے اور دو ہزار دیگر اکابر شیوخ سے کذا فی اعلام الاخیار۔ اور حسن
بن صالح سے مروی ہوا کہ امام صاحب کو احادیث منسوخہ و غیر منسوخہ کے باب مین تفحص کامل و
حفظ بلیغ حاصل تہا اور حدیث اہل کوفہ کے آپ ماہر کامل تھے۔ و نیز کہا مسعر نے کہ نہین دیکہا
مینے کسیکو امام صاحب سے احسن معرفت معانی احادیث مین۔ اور طبقات کفوی مین
مذکور ہوا کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام صاحب مجھسے زیادہ البصر والنقد و احفظ تہے احادیث

ہنویہ مین چنانچہ بیس ہزار احادیث منسوخ اونکو یاد تہین اور ناسخ کا کیا شمار بتاؤن کہ کتنی یاد ہونگی اور تھے امام صاحب حضرت اعمشؒ پاس کہ کسینے حضرت اعمش سے چند مسائل پوچھے اونہون نے امام صاحب سے فرمایا کہ کیا جواب دیتے ہین آپ ان مسائل کے امام صاحب نے اون سبکے جواب دیئے اعمش نے سنکر کہا کہ اے ابوحنیفہ تو کافی وبس ہی مینے تجہسے جو سو دنین حدیثین بیان کین تہین وہ تو نے مجہسے ایک ساعت مین بیان کر دین مین نہین جانتا تہا کہ تم جانتی ہو اون احادیث کو یا معشر الفقہا تم اطبا ہو اور ہم صیاد ہین اور سکے ادرا اے امام تو ایک ایسا شخص ہی کہ تو نے حاصل کیا ہی دونون طرف سے یعنی حدیث وفقہ دونونکو اور بتحقیق کہ حفاظ محدثین نے احادیث مرویہ امام صاحب سے بہت مسندین ترتیب دی ہین۔ کذافی خیرات الحسان۔ اور روایت کیا خطیب نے سفیان بن عیینہ سے کہ انہون نے کہا کہ اول جسنے مجکو بٹھلایا کوفہ مین علم حدیث کے لیئے امام صاحب ہین اور میرے حق مین ان کلمات طیبات کے ساتھ دعای خیر فرمائی کہ اے اللہ یہ شخص زیادہ جاننے والا ہو لوگونمین حدیث عمرو بن دینار کا اس سے امام صاحب کی جلالت شان علم حدیث کی صاف ظاہر ہی جسکا مختصر بیان علامہ ابن حجر لکہتے ہین کہ حاشا للہ و درہ اس وہم وخیال فاسد سے کہ یہ محض زور وبہتان حاسدین امام صاحب کا ہی ویابی اللہ الا ان یتم نورہ امام صاحب کو علم فقہ کے علاوہ تفسیر وحدیث وغیرہ علوم دینیہ وعلوم ادبیہ ومقالیس حکمیہ وقرارت وبیان وکلام ونظم بلیغ وغیرہ فنون عربیہ عالیہ مین اسدرجہ فکر وتبحر عظیم حاصل تہا کہ ناظرین اولی الابصار وارباب اقران وامثال امام صاحب کی بعض تحریرات ومقولات وجوابات کے سمجہنے مین عاجز ہوتے تھے اور انجام کار بعد کشف رازو اسرار ونکات ودقایق رموز واشارات باظہار اخلاص ونیاز ممنون ومشکور ہوتے تھی جسکا ذکر تفصیلی باب اول مین مذکور ہوچکا ہی اسیوجہ سے باتفاق علماء دین امام صاحب اپنے عہد مین فضائل وکمالات علمی وعملی وجامعیت جملہ علوم دینی مین تمامی اقران وامثال مین فرید ویگانہ اور وحید زمانہ علی الاطلاق تھے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ جس حالت مین ہم نہ پاوین کسی اثر کو تو ہمارے نزدیک قول امام ابوحنیفہ کا مانند اثر رسول اللہ صلعم کے ہی۔ ونیز ابن مبارک جب حدیث بیان کرتے لوگونکو تو آپ یون فرماتے

تھے حدثنی نعمان بن ثابت یعنی حدیث کی مجکو نعمان بن ثابت نے چنانچہ یہ قول آپ کا
سنکر حاضرین مین سے کسی شخص نے کہا کہ آپ اس قول سے کسکو مراد لیتے ہین آپنے
فرمایا امام ابوحنیفہ کو کہ وہ مغز ہے علم کا پس بعض حاضرین مین سے اس قول کے لکہنے سے
رُکگئے یہ حال دیکھکر عبداللہ بن مبارک تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر یہ فرمایا کہ اے لوگو
کیا جہالت و بے ادبی ہی تمہاری ائمہ دین کے ساتھ اور کیا نقصان معرفت تمہارا ہے
علم کے ساتھ اور اہل علم کے ساتھ سنو اس قول کو کہ نہین ہی کوئی لایق تر امام ابوحنیفہ سے
اس امر مین کہ اقتدا و تقلید کیجاوے اونکے ساتھ بوجہ اسکے کہ وہ تھے صاحب ورع و تقوی
و صاحب امانت و دیانت و بزرگ و برتر فقیہہ و عالم برگزیدہ کہ اُنہون نے کھولے دقایق و
غوامض علوم دینی کے اور وہ باریکیان اس خوش اسلوبی و دلائل قوی و بیان تفصیلی کے
ساتھ کھولین کہ کسی پر او سکے عہد مین نہ کھلین اوس بصیرت و فہم و فطنت و تقوی و ورع کے
ساتھ یہ کہکر آپ نے حلف کیا اسکا کہ ایک مہینہ ان سے حدیث نہ بیان کرونگا اسی بنا پر
ابن مبارک نہایت ناپسند رکھتے تھے اوس شخص کے قول کو جو امام صاحب کی معرفت احادیث
مین کلام کرتا تہا بوجہ اسکے کہ امام صاحب کو علل احادیث مین بصیرت تامہ حاصل تھی اور
تعدیل و تجریح کے بیان مین وہ مقبول القول تھے چنانچہ امام ابوعیسے ترمذی اپنی کتاب
جامع ترمذی کے آخر مین بیان علل مین حمانی سے نقل کرتے ہین کہ اونہون نے کہا کہ سُنا
مینے ابوحنیفہ سے کہ فرماتے تھے کہ نہین دیکھا مینے اکذب جابر جعفی سے اور نہ افضل عطائ
ابن ابی رباح سے پس مقام غور و بصیرت کا ہی کہ ایسا امام اجل علامہ علم حدیث کا جو منجملہ
اصحاب ستہ ہی کیسا اعتبار کرتا ہی جرح و تعدیل امام ابوحنیفہ کو اس سے صریح ثابت ہوگیا
کہ امام صاحب کا قول تعدیل و جرح کے باب مین بوجہ اکمل اکابر ائمہ حدیث کے نزدیک مقبول
و معتبر ہی۔ ابوداود سجستانی اپنی تصنیفات مین جابجا لکھتے ہین کہ ابوحنیفہ تھے امام۔ اور
مالکؒ تھے امام اور شافعیؒ تھے امام نہ التفات کیا جاوے اونکی رد و قدح باہمی پر اور نہ
نقض کیا جاوے اوپر جنکی صحت امامت پر اتفاق علماء دین ہوچکا ہو اور غایت فضل و کمال
علمی و عملی اونکا تسلیم ہوچکا ہو جیسا کہ ابن عبداللہ نے جملہ مجتہدین اہل حدیث و فقہ کے

باب مین خصوصاً امام ابوحنیفہ کی شان عظیم کے بیان مین مدح وثنا بلیغ اپنی تصنیفات مین
تفصیلی بیان کی ہے۔ سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جو شخص مخالفت کریگا امام صاحب کی وہ
محتاج ہوگا اسکا کہ وہ شخص قدر ومنزلت وشان ورفعت ومحاسن جامعیت علوم صوری ومعنوی
وتقوی ودینداری مین امام صاحب سے فائق وغالب ہو اور یہ بات نہ پائی جاویگی۔ فی الحقیقت اعلیٰ
غور کرنیکا مقام ہے کہ امام صاحب کی شان علمی وعلوی مرتبت کا یہ حال تھا کہ جب عبداللہ بن مبارک
وحضرت سفیان ثوری رح دونون بارادہ حج مکہ معظمہ مین وارد ہوے تو جب امام صاحب کہین تشریف
لیجاتے تو یہ دونون صاحب بپاس ادب وتعظیم علم وفضل امام صاحب کے پیچھے چلتے اور جب کوئی
ان دونون صاحبون سے علم دین مین سوال کرتا تو یہ دونون صاحب خاموش رہتے جواب
ندیتے یہانتک کہ امام صاحب اوس مسئلہ کا جواب دیتے۔ ونیز سفیان ثوری نے عبداللہ بن
مبارک سے امام صاحب کے یہ اوصاف بیان فرمائے کہ بتحقیق امام ابوحنیفہ سوار ہوتا ہے
علم کی سواری پر زیادہ تیز نیزہ کے بھالون سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہے امام ابوحنیفہ شدید
الاخذ واسطے علم کے اور بچنے والا محارم ومنہیات شرعی سے اور متبع تھا اہل بلد اپنے کا نہین حلال
جانتا تھا روایات کو اختیار وقبول کرنے مین مگر اونہین کو جو رسول اللہ صلعم سے مرتبہ صحت کو پہونچین
اور کمال معرفت حاصل تھا اونکو احادیث ناسخ ومنسوخ مین اور تھے وہ کہ مصروف رہتے تھے احادیث
صحیحہ کی طلب وتحقیق مین ثقات واکابر سے اور لیتے تھے فعل رسول اللہ صلعم کو اور جس بات پر
کہ وہ علماء کوفہ کو پاتے تھے اتباع حق مین اوسکو وہ بھی اختیار کرتے اور اسکو احکام دینی مین
شامل کرتے۔ ونیز منقول ہوا کہ کسی شخص نے امام صاحب کی کتاب الرہن کو حضرت سفیان
ثوری رح کے سرہانے رکھے ہوئے دیکھکر کہا کہ تو دوست رکھتا ہے امام صاحب کی کتابونکو انہون
نے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون اوسکو کہ اوسکی کل کتابین میرے پاس جمع ہون اور مین
اونمین غور کرون جو کچھہ کہ باقی رہی ہے مجھپر غایات علومہ کی شرح اور تفصیل اور نہین بیان
کرسکتا ہون مین وصف اوسکا چنانچہ اسی بناء پر اکابر مشائخ آئمہ مجتہدین وعلماء راسخین محدثین
امام عبداللہ بن مبارک وامام لیث بن سعد وامام مالک بن انس وامام مسعر بن کدام وامام زفر
وامام ابویوسف وامام محمد وغیرہم ثقات واکابر جنکی شان جلالت علمی وعملی بر اتفاق علماء

دین ہی امام الائمہ سیدنا امام ابوحنیفہؒ سے تلمذ حاصل کیا اور اونکے کلمات طیبات وتصنیفات وفیضان صحبت سے استفادہ عظیم حاصل کیا جیساکہ علامہ ابن حجر مکی خیرات حسانین لکہتے ہین وتلمذ لہ کبار من المشایخ الائمۃ المجتہدین والعلماء الراسخین کالامام الجلیل المجمع علی جلالتہ وبراعتہ وتقدمہ وزہدہ عبداللہ بن المبارک وکالامام اللیث بن سعد وکالامام مالک بن انس وناہیک بہولاء الائمۃ وکالامام مسعر بن کدام وزفر وابی یوسف ومحمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ اسیطرح امام علی بن المدینی لکہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ وہ شخص ہے جنسے روایت کی سفیان ثوریؒ وابن مبارکؒ نے وحماد بن زید وہشامؒ اور وکیعؒ نے اور عباد بن العوامؒ اور جعفر بن عونؒ نے پس امام ابوحنیفہ ثقہ ہین اسمین خلاف نہین ۔ قال الامام علی بن المدینی ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون رحمۃ اللہ علیہم وہو ثقۃ لاباس بہ صاحب قاموس امام علامہ وقت حضرت مجدالدین فیروزآبادی نے ایک کتاب مبسوط امام صاحب کے مناقب وفضائل وجامعیت کمالات علوم دینی وقوت قدسیہ اجتہادی کے حالات مین لکہی ہی اور آخر کتاب مین یہ تحریر فرمایا کہ فہم معانی قرآن وادراک مطالب ومعانی احادیث نبویہ واجتہاد واستنباط احکام شرعیہ مین ائمہ مجتہدین مین سے مثل امام ابوحنیفہ کوئی نہین ہوا اور اونکے درجہ جلیل اور شان عظیم کو کون پہونچسکتا ہی کہ وہ تابعین سے ہین اور افقہ واتقی ہین جنکے امام شافعیؒ شاگردان شاگرد ہین اور تمامی مجتہدین اونکے فیض عمیم کے ممنون ومشکور ہین انتہی ۔ فی التحقیقت وجود باجود سیدنا امام ابوحنیفہ کا ایسا ہی تہا جنکی شان مین مقتدا خاص وعام حضرت سیدنا سفیان ثوریؒ فرماتے ہین کہ ہم امام صاحب کے سامنے ایسے تہے جیسے باز کے آگے چڑیان ہوتی ہین کیونکہ امام صاحب سید العلما تہے اور کیون نہ حاصل ہوتی یہ شان عظیم اونکو کہ شبانہ روز اونکی بزم ارشاد مین مثل امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ وامام زفرؒ ووکیعؒ وجریحؒ ومسعر بن کدامؒ وفضیلؒ وداود طائی وشریکؒ وسفیان ثوریؒ وعبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ ائمہ جلیل القدر ذی شان ارکان دین و ایمان کتاب وسنت کے اسرار ونکات عالیہ ودقائق ومعانی بلیغہ ورموز واشارات جلیلہ امام صاحب سے حل فرماتے تھے اور مسائل مشکلہ مین اون سے فتوے پوچھتے تھے اور مرجا

وجزاک اللہ کہکر رخصت ہوتے تھے پس ان اذکار وروایات صحیحہ مستندہ سے امام صاحب کے جامعیت وکمال معرفت علوم دینیہ تفسیر وحدیث وفقہ کی شان معرفت وغایت تبحر وبصیرت ووسعت پر لحاظ کرنا چاہیئے باانیہمہ امام صاحب کے ثبوت کمال فضل وشرف علم حدیث وتفسیر مین یہ مضمون بدیہی کافی ہی کہ آپنے بتصریح صدر چار ہزار شیوخ ائمہ تابعین سے حدیث روایت کی وبشرف صحبت حضرات صحابۂ کرام مشرف ہوئے اور خاص اونکی زبان فیض ترجمان سے احسن الکلام سید الانام صلعم سنا اور اکابر مجتہدین وقت کو تعلیم فرمایا پس ملت مصطفویہ وشریعت محمدیہ مین یہ مرتبہ جلیلہ خاصتہً امام صاحب ہی کو نصیب ہوا دیگر ائمہ کرام مین سے کسیکو یہ شان عظیم نہین نصیب ہوئی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء مولانا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب فتح سر المنان فی اثبات مذہب النعمان کے خطبہ مین لکھتے ہین کہ علماء دین نے فرمایا کہ تھے امام ابو حنیفہ کے پاس صندوق معمور اون احادیث سے جو انہون نے تین سو حضرات مشائخ کرام ائمہ تابعین سے سُنی تھین اور اونکو کمال تحقیق وتنقیح کے ساتھ ضبط اور محفوظ کیا تہا اور جن لوگون نے کہ امام صاحب سے سُنا اون احادیث کو وہ بتعداد پانسو مذکور ہین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ انتہے کلامہ۔ غرض بتصریح صدر بیان تفصیلی اسکا مذکور ہوچکا ہی کہ امام صاحب کو جو بظاہر استخراج واستنباط فروع مسائل فقہیہ مین زیادہ توجہ واہتمام تہا اسکی وجہ خاص یہی ہی کہ کارروائی روایت حدیث کا نظام واہتمام دیگر علماء واکابر ائمہ دین سے ممکن تہا مگر کتاب وسنت سے تخریج جزئیات واستنباط فروع شرعیات سخت مشکل ودشوار ہی کما لایخفی علی من لہ النظر الدقیق پس اگر امام صاحب بجانب اجتہاد مسائل جزئیہ حسن اہتمام وتوجہ تام نہ فرماتے تو شریعت مصطفویہ مین ہم مومنین کو وسعت وآسانی ہرگز نہین نصیب ہوتی اور نظام احکام شرعیہ مطلقاً اوٹھ جاتا یعنے یہ واقعات وحوادثات یومیہ جو ہر روزہ تازہ ہر خاص وعام کو پیش آتے ہین اونکے احکام تفصیلی جواز وعدم جواز کتاب وسنت سے کیونکر مکشوف ہوتے اور قضایا وخصومات وحقوق عباد اہل مشارق ومغارب کیسے بآسانی تصفیہ پاتے پس یہ وسعت وبرکت وآسانی وسہولت حقتعالیٰ نے علم فقہ ہی مین عطا فرمائی ہے کہ بذریعہ متون وشروح وفتاویٰ حضرات ائمہ کرام کے جزئیات نامحدود وحقوق وعقود وحدود

ہر روز بآسانی طے ہوجاتے ہین ورنہ ظاہر ہی کہ فی زمانناکسکے علم وفہم مین یہ قوت اور وسعت حاصل ہی
کہ کتاب وسنت سے استنباط مسائل کرے اور متقدمین کے مطالب ومعانی کو پورا سمجھے اور
علم فقہ چھوڑکر حل مشکلات دین کا انصرام کرے لہذا اس مضمون مین کسیکی قیل وقال کو گنجایش
نہین رہی کہ کتاب وسنت جو بجاے نیو اور بنیاد کے ہی اگر اُسپر علم فقہ کی عمارت نہین قائم
ہوتی تو بالیقین خانہ دین بیابان اور ویران ہوجاتا پس یہ امام صاحب کی ہی شان عظیم اور
قوت قدسیہ عطاء غیبیہ کا فیض عام اور ظہور تام ہی کہ لاکھون مسائل جزئیات واحکام فرعیات
عبادات ومعاملات کتاب وسنت سے ترتیب پائے جنسے مومنین مشارق ومغارب بلاتکلف
فیضیاب وکامیاب ہورہے ہین اور تا یوم بعث ونشور ونفخ صور اونسے متمتع ومنتفع رہین گے
خیر الناس من ینفع الناس اور یہی معنی ہین امام شافعیؒ کے اس قول کے کہ بروایت ثقات
مروی ہوا کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنے بال بچے ہین امام ابوحنیفہؒ کے فقہ مین۔ اور اسی
بنا پر بروایات اکابر علماء دین منقول ہوا کہ اہل اسلام پر ہر زمانہ کے بعد امام صاحب کے واسطے
دعا کرنا ضروریات دین سے ہی کہ اُنہون نے بجانفشانی وعرقریزی تمام سنن اور فقہ کو مومنین
کے واسطے محفوظ کردیا۔ بعض اہل کشف لکہتے ہین کہ مذہب امام ابوحنیفہؒ آخر مذاہب ہی از روے
انقطاع کے۔ امام شعرانی میزانمین لکہتے ہین کہ بتحقیق جسوقت کہ خدا تعالےٰ نے مجہپر احسان
فرمایا کہ مین حقیقت شریعت پر مطلع ہوا دیکھا مینے کل مذاہب کو متصل اوسکے ساتھ اور دیکھا
مینے مذاہب ائمہ اربعہ کو کہ نہرین اونکی جاری ہین اور سواے انکے دیکھا مینے کل مذاہب
کو کہ وہ نابود ہوکر پتھر ہوگئے۔ اور دیکھا مینے مذہب امام ابوحنیفہ رح کو دراز تر
دیگر ائمہ کی نہرون سے اور متصل اوسکے امام مالکؒ کی نہر۔ اور متصل اُسکے امام
شافعی کی اور ملحق اوسکے امام احمد کی نہر ہی اور خورد ترین نہرون مین سے نہر داود طائی کی
کی ہی پس تعبیر لی مینے اس واقعہ کی درازی عمل کے ساتھ مذہب ابوحنیفہ کی۔ پس جیسا کہ
مذہب ابوحنیفہ کا اول مذاہب ہی ایسا ہی ہوگا آخر مذاہب کا از روی انقطاع کے اور اسی
بیان کے قریب دیگر حضرات اہل کشف قائل ہوئی ہین ف بعض نادان لوگ جو امام صاحب کے

فضائل میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت امام مہدی مذہب حنفی کے موافق حکم کرینگے اور حضرت خضر نے فقہ حنفی کو سیکھا یا اور ابو القاسم قشیری کو تعلیم کیا یہ محض بے اصل ہے تفصیل ان مضامین کی اور غلط ہونا اسکا ذخائر المہمات اور اشاعہ میں مذکور ہے اور ملا علی قاری نے مشرب الوردی فی مذہب المہدی میں اسکا بیان تفصیلی لکھا ہے ہان اسقدر ثابت ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہمارے آنحضرت صلعم کی شریعت پر موافق کتاب و سنت کے حکم کرینگے چنانچہ امام علامہ تاج الدین سبکی نے اس مضمون کو اپنی کتاب میں بتفصیل ذکر کیا ہے علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ ابی معافی فضل بن خالد سے مروی ہوا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں بشرف زیارت رسول مقبول صلعم مشرف ہوا اور مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم امام ابو حنیفہ کے علم کے باب میں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا کہ اُسکا علم ایسا ہے کہ سب لوگ محتاج ہیں اسکے علم کے - و نیز حضرت معاذ رازی فرماتے ہیں کہ میں مشرف ہوا بشرف زیارت رسول مقبول صلعم پس مینے عرض کیا کہ اَیْنَ اَطْلُبُکَ قال عند علم ابی حنیفۃ رح یعنی یا رسول اللہ صلعم میں حضور کو کہاں ڈھونڈوں ارشاد فرمایا کہ نزدیک علم ابو حنیفہ کے یعنے وہاں ملونگا - غور کا مقام ہے کہ اس قول سے امام صاحب کی وسعت شان علمی اور قبولیت و حقیت اجتہاد کس درجہ ظاہر ہوتی ہے کہ دین محمدی و شریعت مصطفوی میں جو اجتہاد احکام شرعیہ آپنے فرمایا ہے وہ بالیقین عند اللہ و عند الرسول حق و مقبول ہے - خلاصہ یہ کہ جملہ ائمہ اعلام و نامی علماء کرام مفسرین و محدثین متقدمین و متاخرین حنفی شافعی مالکی حنبلی نے سیدنا امام ابو حنیفہ رح کے فضائل و مناقب میں مطولات تحریر کیئے ہیں اور ہر ایک نے باسانید صحیحہ قویہ بسبیل تواتر بنظر حق پسندی و مقتضای خلوص معنوی حضرات ائمہ مجتہدین کے باب میں خاصۃً امام صاحب کی فضیلت و شان عظیم ثابت کی ہے جیسی کہ تصریح ان مضامین کی اس کتاب میں جابجا مصرح ہے مگر بمقتضای کلام الملوک ملوک الکلام ثبوت علوی شان امام صاحب میں صاحب در مختار نے بیان عجیب جامع و مختصر لکھا ہے جسکی مدح و ثنا نہیں ہو سکتی لایق ہے اسکے کہ حرز جان دین اور ایمان و نقش نگین ملت اسلام سمجھا جائے اور وہ یہ قول ہے کہ امام صاحب کے مناقب سے تجکو کفایت کرتا ہے اونکے مذہب کا مشہور ہونا اور امام صاحب نے کوئی ایسا قول نہیں کہا

جسکو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو اور بتحقیق کہ حقتعالٰے نے ٹہرایا ہی حکم شریعت اور سیاست کا تصرف مین امام صاحب کے اصحاب اور اونکے اتباع کے امام صاحب کے زمانہ سے ان ایام تک تا اینکہ امام صاحب کے مذہب کے موافق حضرت حکم کرینگے اور اسکے یہ معنے ہین کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اونکا اجتہاد امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا پس یہ وفور مناقب مذکورہ اوس امر عظیم پر دلالت کرتا ہی جو مخصوص با امام ابوحنیفہ ہی سب علماء عظام کے درمیان مین اور کیونکر مخصوص بامر عظیم نہون حالانکہ امام ابوحنیفہ سیدنا صدیق اکبر کی مانند ہین کیونکہ انکو اپنی ذات کے عمل کا صواب ہی اور اوس شخص کے برابر ثواب ہی جسنے فقہ کو مدون اور جمع کیا اور فقہ کے اصول عظام پر متفرع کیا قیامت تک انتہی وہذا یدل علے امر عظیم اختص بہ من بین سائر العلماء العظام کیف لا وہو کالصدیق رضی اللہ عنہ لہ اجرہ واجر من دون الفقہ والفہ وفرع احکامہ علے اصولہ العظام الی یوم الحشر والقیام اس قول کا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ مردون مین اول سب سے حضرت صدیق اکبر ایمان لائے اور نبوت کی تصدیق کری تو اونکو اپنے ایمان لانیکا ثواب ہوا پھر اونکے بعد جو ایمان لاتا گیا اوسکے ثواب کی برابر آپکو ثواب ملیگا اسوجہ سے کہ حدیث شریف مین وارد ہوا کہ جسنے نیک طریقہ نکالا تو اوسکو اوسکا ثواب ملیگا اور اس شخص کے برابر ثواب ملیگا جو اوس نیک طریق پر چلیگا قیامت تک۔ اسیطرح امام ابوحنیفہ نے اول تدوین فقہ اور استخراج فروع کی راہ نکالی تو اونکو اسکا ثواب ملیگا اور باقی مجتہدون کے برابر ثواب حاصل ہوگا کیونکہ اس باب مین امام صاحب سے کسینے نہین سبقت کی۔ چنانچہ خوارزمی نے مجموعہ مسانید امام صاحب مین کہا کہ امام صاحب نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب پر مرتب کیا پھر اونکے بعد امام مالک نے موطا مین وہی طریقہ اختیار کیا اس باب مین امام صاحب سے کسینے سبقت نہین کی اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین نے علم شریعت مین ابواب کرکے کوئی تصنیف نہین کی اونکو اپنی یاد پر اعتماد تہا سو امام صاحب نے جب علم دین کو منتشر ہوتے دیکہا اور متاخرین کے سوء حفظ سے یعنے یاد کی خرابی سے ڈرے کہ مبادا علم دین ضائع ہوجاوے تو آپنے تدوین مستحسن جانی پس تدوین و ترتیب مین کتاب الطہارت سے ابتدا کی پہر صلوۃ سے پہر صوم سے پہر باقی عبادات سے پہر معاملات سے

پھر خاتمہ کیا موارثیث پر کذا فی الطحطاوی۔ اور حموی اس قول کی شرح مین یہ لکہتے ہین
کہ وجہ مشابہت فیما بین یہ ہی کہ بہ تحقیق ان دونون صاحبون نے دین محمدی مین ابتدءً
ایک ایسے امر جلیل و مہم عظیم کا حسن نظام و اہتمام فرمایا کہ پہلے اون سے کسینے نہین سبقت
کی کما مر ذکرہ۔ کسی نے امام صاحب سے پوچہا کہ یہ علم وسیع آپکو کیونکر حاصل ہوا فرمایا کہ اس دعا
کی برکت سے اللھم انا نستعینک علی طاعتک حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری
نے فرمایا کہ جو شخص بعد فرائض کے اس دعا کو پڑہے اوسپر علم کی دروازے کہولدیئے
جاوینگے مترجم کو اپنے اکابر اساتذہ سے پہونچا کہ بعد فرائض گیارہ بار دعاء مذکور اول و آخر درود
شریف کے ساتہہ پڑہے۔ اور ایک روایت مین یہ مذکور ہوا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ جب مینے
کسی حکمت وفقہ کو سیکہا تو مینے الحمد للہ کہا یعنے شکر ہے اللہ کا جسنے مجکو اس فہم و نعمت علم سے سرفراز
کیا پس شکر کی بدولت میرا علم و فضل ہر آن ترقی پاتا گیا فی الحقیقت بموجب وعدہ الٰہی۔
لئن شکرتم لازیدنکم ادای شکر موجب مزید نعمت ہی۔ و نیز بروایتے مذکور ہوا کہ آپنے فرمایا کہ میری
ترقی علم کا یہ سبب ہوا کہ نہین بخل کیا مینے غیر کے بتانے سے اور نہ عار کی مینے سیکہنے سے اللھم
فارحم المجتہدین وفقہاء المجتہدین واجزہم عنا خیر الجزاء آمین۔ **تیسرا باب** امام ابوحنیفہ
کے تابعی ہونیکے ثبوت مین اور اون احادیث کے بیان مین جو ائمہ مجتہدین کے حق مین
بطور بشارت وارد ہوئین یا دیگر فوائد مناسب مقام۔ مخفی نہ ہے کہ منجملہ اعظم فضائل و مناقب
سیدنا امام ابوحنیفہ یہ ہین کہ جناب رسول مقبول صلعم نے امام صاحب کے فضائل و کمالات علمی
کے باب مین اعلے و افضل ہونے کی بشارت دی اور محدثین نے صحیحین وغیرہ مین اون
احادیث کی روایت کی جنکی تحقیق و تنقیح مین علامہ ابن حجر مکی لکہتے ہین کہ اعظم و افضل ترین
و اوضح و اکمل ترین اس باب مین وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا بخاری و مسلم نے حضرت
ابوہریرہؓ سے کہ تحقیق فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر ہوتا علم نزدیک ثریا کے تو کچہہ لوگ فارس
کے اوسکو حاصل کرتے۔ اور صحیح مسلم مین یون وارد ہوا کہ فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس
ہوتا تو ایک شخص اہل فارس مین سے جاتا یہانتک کہ حاصل کرتا اوسکو۔ اور اسی مضمون کی حدیث
شیرازی نے القاب مین اور معجم طبرانی نے کبیر مین روایت کی کہ اگر علم ثریا پر لٹکا ہوا ہوتا

تو کچھہ لوگ فارس کے اوسکو پا لیتے - اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ سے یون روایت کی
کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر علم ثریا پر ہوتا تو البتہ چند مرد ابناء فارس کے اوسکو پا لیتے - علامہ
سیوطیؒ اسمعام کی تحقیق مین لکھتے ہین کہ یہ اصل اور صحیح اور معتمد علیہ ہی امام ابو حنیفہ کی بشارت
اور فضیلت مین ف علماء دین لکھتے ہین کہ اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے خبر دی کہ فارس کے
لوگون مین بڑے دیندار اور اہل فضل وکمال پیدا ہونگے سو مطابق اسکے واقع ہوا کہ حضرت
امام ابو حنیفہ جو اولاد ہرمز بن نوشیروان بادشاہ فارس سے ہین ایسے جلیل القدر جامع الکمالات
محمود الصفات پیدا ہوی کہ اونکے وجود باجود سے امت محمدیہ کو باعتبار دین کے نفع عظیم اور
فائدہ عام پہونچا اور تا قیامت اونکا فیض عام کافہ انام مین جلوہ گر رہیگا پس مصداق اتم اس
حدیث کے علماء دین کے نزدیک حقیقت مین امام ابو حنیفہ ہین اگرچہ بعض علماء دین راسخین
فی العلم مثل سیدنا محمد بن اسمعیل بخاری رئیس المحدثین منسوب بفارس ہین مگر یہ امر ظاہر ہے
کہ وہ اور دیگر محدثین بقول التحقیق امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہ کے فیضان واحسان علم کے
ومساعی جمیلہ مشکورہ کے سبب امر ہون وممنون ومشکور ہین انتہی - بعض تلامذہ علامہ سیوطی
شافعیؒ کہتے ہین کہ جس بات پر ہمارے اکابر شیوخ کا جزم ویقین ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث
مین امام ابو حنیفہ مراد ہین اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اسمین شک اور خلاف نہین ہی کہ امام صاحب
کے زمانہ مین ابناء فارس مین سے نہ اونکے مبلغ کمالات علمی کو کوئی پہونچا اور نہ اصحاب
حنفیہ کے مثل کوئی دقیقہ رس صاحب فضل وکمال گذرا پس یہ ارشاد منجملہ معجزات نبویہ سے ہی
کہ آپنے واقعہ آیندہ کی خبر دی ف بعض اہل تحقیق لکھتے ہین کہ یہان معجزہ سے مراد معجزہ حقیقی
نہین ہی اسواسطے کہ معجزہ وہ ہے جو مقترن بتحدی ہو یعنی جسکے ساتھہ دعوے نبوت ہو
یا معارضہ اور مقابلہ کفار کا مطلوب ہو کذا فی الطحطاوی - اور فارس سے بلد معروف مراد
نہین ہی بلکہ وہ جنس عجم سے ہی اور وہ اہل فرس ہین جیسا کہ تفصیلی بیان اسکا مذکور ہو چکا
کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے جد امجد اونہین مین سے ہین بوجہ اسکے کہ اکثر علماء دین اسی
روایت پر ہین - اور ایک خبر مین جو دیلمی محدث سے منقول ہی وارد ہوا کہ بہتر بنی عجم سے
فارس ہی علامہ سیوطی لکھتے ہین کہ اس خبر کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہی تو ایسی حالت مین

اوسی خبر موضوع سے جو امام صاحب کے حق مین مروی ہوی ہے استغنائی حاصل ہوگئی چنانچہ
تلمیذ علامہ سیوطی نے کہا کہ اس بیان مین اشارہ کیا ہمارے شیخ نے رد اوسکا جو بعض اصحاب
مناقب غیر ماہرین علم حدیث نے ذکر کیا کہ اس خبر کی سند مین کذابین و ضاعین ہین۔ انتہی۔
اسیطرح ثبوت فضیلت تامہ مین وہ حدیث ہے جو امام مالک کے باب مین مروی ہوئی جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ عنقریب لوگ سفر طویل اختیار کرینگے علم دین حاصلکرنے
کے لئے تو مدینہ طیبہ کے عالم سے کسیکو زیادہ عالم نہ پاوینگے یہ حدیث حاکم نے بسند صحیح روایت
کی پس مطابق اسحدیث کے حضرت امام مالکؒ پیدا ہوے چنانچہ سفیان بن عیینہ جو تبع تابعین
سے ہین وہ یہی فرماتے ہین کہ یہ حدیث امام مالکؒ پر منطبق ہے۔ فی الواقع سیدنا امام مالک
کے وجود باجود سے جسقدر فیض و فائدہ عام و خاص کو علم حدیث مین پہونچا ویسا انکے زمانہ مین
کسی دوسرے سے نہین ہوا ہزارہن شیوخ عظام و علماے ذی شان انواع زحمت
و کربت و تکلیف مالایطاق اوٹھاکر اونکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور علم حدیث کی
برکات و کمالات سے مالامال و کامیاب ہوی۔ اسیطرح حضرت امام شافعیؒ کے باب مین
ایک حدیث وارد ہوئی جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ قریش کو برا نکہو اسواسطے کہ بہ تحقیق عالم قریش
کا طبقہ زمین کو علم سے بھر دیگا اور یہ حدیث حسن ہے طرق کثیرہ سے مروی ہوی ہے ف
یہ حدیث ابوداؤد نے ابن مسعودؓ سے اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے اور ابن عباس سے روایت
کی سو مطابق اس خبر کے حضرت امام شافعی ہین کہ وہ قریشی تھے اولاد مطلب بن عبد مناف
مین سے پیدا ہوئے چنانچہ امام احمد نے اس حدیث کی تطبیق حضرت امام شافعی پر بیان
کی ہے اور یہ فرمایا کہ طباق زمین مین کوئی عالم قریشی حضرت امام شافعی کے علم و فضل مین مثل
نہین ہوا کہ تیرہ برس کی عمر مین آپ حرم شریف مین یہ کہتے تھے سلونی ما شئتم یعنی مجھسے
پوچھو جو تم چاہو اور پندرہوین برس کی عمر مین آپ فتوے دیتے تھے۔ اسحدیث کے بیان
مین اگرچہ صغانی نے زیادتی کی ہے کہ موضوع کہا ہے مگر محققین اہل حدیث کے نزدیک
موضوع نہین ہے کیونکہ محدث عراقی و علامہ سیوطی وغیرہ اکابر ائمہ نے اسکی صحت کی
تصریح کی ہے معہذا دیگر دلایل ثبوت کے صحت اس حدیث کے لئے یہ برہان بدیہی کافی ہے

کہ حضرت امام محمد نے اس حدیث کو قبول کیا اور حضرت امام شافعی پر منطبق کیا۔ و نیز علامہ ابن حجر نے اس حدیث کے طرق کو ایک کتاب مین جمع کیا ہی اور اوس کتاب کا نام لذۃ العیش فی طرق حدیث الائمۃ من قریش ہے۔ اب اسجگہہ یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ علاوہ احادیث مذکورہ دیگر اخبار علامہ ابن حجر مکی امام صاحب کے باب مین نقلکرتے ہین چنانچہ اونکا مختصر بیان یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ہوگا میری امت مین ایک رجل کہ کہا جاویگا اوسکو ابو حنیفۃ النعمان وہ میری امت کا چراغ ہوگا دن قیامت تک۔ اور ایک روایت مین یون وارد ہوا کہ ہوگا میری امت مین ایک رجل کہ نام اوسکا نعمان ہوگا اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی وہ چراغ ہی میری امت کا وہ چراغ ہی میری امت کا۔ اور ایک روایت مین یون مذکور ہوا کہ قریب ہی کہ آویگا میرے بعد ایک رجل کہ کہا جاویگا اوسکو نعمان بن ثابت اور کنیت اوسکی ہوگی ابو حنیفہ زندہ کریگا وہ دین الٰہی کو اور میری سنت کو۔ اور ایک روایت مین یون مذکور ہوا کہ ہر قرن مین میری امت مین سے سابقون ہین اور ابو حنیفہ سابق ہی اس امت کا۔ اور ایک روایت مین ابن عباس سے مروی ہوا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے طلوع کریگا چودہوین رات کا چاند تمام خراسان پر کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی۔ اور دوسری روایت مین اونسے یون مروی ہوا کہ رای اوسکی حسن ہوگی اور تحقیق کہ ہوگا وہ بعد ہماری حنیفت کہ جاری ہونگے سبب اوسکے اسلام کے وہ احکام جو باقی رہے ہین اور تحقیق کہ وہ مثل ہماری راہ اور ہماری احکام کے قایم کریگا اونکو کہا جاویگا اوسکو نعمان بن ثابت کوفی اور کنیت اُسکی ابو حنیفہ ہوگی اور ہوگا وہ اہل کوفہ سے اور سعی تبلیغ کرنے والا ہوگا وہ علم مین اور فقہ مین کہ بیان کریگا وہ اونکو طریق صحیح پر حنفی الدین ہوگا اور رای اوسکی حسن ہوگی۔ اور ایک روایت مین ابن سیرین سے مروی ہوا کہ جب امام صاحب نے اپنا خواب ابن سیرین سے بیان کیا تو انہون نے امام صاحب سے کہا کہ تم مجکو اپنی پشت اور بائین ہاتھ کو دکھلاؤ جب دیکھا اونہون نے تو دونون شانون کے درمیان یا بائین بازو پر ایک تل پایا تب ابن سیرین نے کہا کہ سچ کہا تونے تو ہی ہی ابو حنیفہ کہ تیرے حق مین رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ ظاہر ہوگا میری امت مین ایک رجل کہ کہینگے اوسکو ابو حنیفہ درمیان شانون اوسکے تل کے اور بروایتے اوسکے بائین بازو پر تل ہوگا حق تعالے لائے اوس شخص سے دین الٰہی کو اور میری

سنت کو زندہ کریگا - ان کل روایات کو ابن جوزی نے موضوعات مین نقل کیا ہی - اور
سیوطی و ذہبی دونون نے اپنی مختصر مین اور شیخ الاسلام ابن حجر نے لسان المیزان مین
اور شیخ قاسم حنفی نے اسکا اقرار کیا ہی چنانچہ اسیوجہ سے ائمہ حدیث جنکی تصنیفات مناقب
امام صاحب مین ہین مثل طحاوی و صاحب طبقات حنفیہ محی الدین قرشی وغیرہ حنفیہ جو لقات
نقاد علم حدیث مین ہین نہین لائے ان اخبارات کو - ان سب بیانات کے بعد علامہ ابن حجر
مکی لکھتے ہین کہ جو شخص کہ میری اس کتاب مین یعنے خیرات حسان مین امام صاحب کے کمالات
و کرامات و اخلاق و شمائل عالیہ جلیلہ و اوصاف مستودہ وغیرہ حالات سے مطلع ہوگا وہ
بالیقین مستغنی ہو جاویگا اس سے کہ آپکے شان جلیل و محامد عظیم کے ثبوت مین خبر موضوع یا
لفظ موضوع کے ساتھہ شہادت لاوے خصوص ایسی حالت مین کہ صحیحین یعنی بخاری و
مسلم وغیرہ کی احادیث صاف و صریح محمول ہون امام صاحب پر معہذا امام صاحب کے
ثبوت عظمت و شان جلیل کے استدلال کے لئے یہ حدیث کافی ہی کہ فرمایا رسول مقبول صلعم
نے اوٹھائی جاویگی زینت دنیا کی ۱۵۰ھ مین چنانچہ اسی بناء پر شمس الائمہ کردری نے کہا
کہ یہ حدیث محمول ہی امام ابوحنیفہ پر اسوجہ سے کہ اونہون نے وفات پائی اسی سال مین ج
امام نووی تہذیب مین اور امام یافعی مرآت الجنان مین نقلکرتے ہین کہ امام صاحب نے خواب
مین دیکھا کہ گویا کھودا مینے قبر شریف رسول مقبول صلعم کو اور حضور کے عظام مبارک مقدس
مطہر کو جمع کرکے مینے اپنے سینہ پر رکھا - امام صاحب فرماتے ہین کہ مجکو اس خواب سے بڑی
وحشت و اضطرابی ہوئی یہانتک کہ پہونچا مین بصرہ مین - اور ایک روایت مین مذکور ہوا کہ جب
آپکے بعض اصحاب نے آپکو کرب و قلق کی حالت مین زیادہ دیکھا اور بظاہر کوئی مرض نہین پایا
تو انہون نے اصرار سے اسکا سبب دریافت کیا تب آپنے اُنسے اپنا وہ خواب بیان کیا
اور ابن سیرین خیر المعبرین سے اس خواب کی تعبیر دریافت کرائی ابن سیرین نے سنکر
تعجب سے کہا کہ یہ خواب کسنے دیکھا ہی اور اوسکو تعبیر نہ دی جب تیسری بار اونسے پوچھا
تو اونہون نے یہ تعبیر دی کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس شان عظیم کے ساتھہ علم دین
مشارق و مغارب مین پہیلا دیگا کہ اوس سے پہلے کبھی کسینے نہ پہیلایا ہوگا - اور ایک

روایت مین مذکور ہواکہ ابن سیرین نے خواب مذکور سنکر کہاکہ اس خواب کا دیکھنے والا نہین ہی مگر امام ابو حنیفہ آپنے یہ سنکر کہاکہ وہ مین ہون پہر تبصر بحر صدر اُنہون نے آپکا تل دیکھکر تصدیق کی چنانچہ خطیب بغدادی شافعی نے اس خواب کو ابو یحیےٰ حمانی سے تفصیلی نقل کیا۔ ونیز مسند خوارزمی مین بتصریح صدر یہ خواب منقول ہوا علاوہ ان اخبار وروایات کے صاحب درمختار لکھتے ہین کہ مروی ہوا رسول مقبول صلعم سے کہ بتحقیق آدم نے میرے سبب سے فخر کیا اور مین فخر کرتا ہون ایک مرد کے سبب سے جو میری امت مین ہی نام اُسکا نعمان ہی اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہی وہ میری امت کا چراغ ہی۔ ونیز فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ تمام انبیا میرے سبب سے فخر کرتے ہین اور مین ابو حنیفہ کے سبب سے فخر کرتا ہون جو اوسکے ساتھ محبت رکھے بتحقیق اوسنے میرے ساتھ محبت رکھی۔ اور جسنے اوسکے ساتھ دشمنی رکھی بتحقیق اوسنے میری ساتھ دشمنی رکھی اور یہی دونون حدیثین تقدمہ مین مذکور ہوئین جو شرح ہی مقدمہ ابو اللیث کے

وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفۃ ہو سراج امتی ٭ وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانی افتخر بابی حنیفۃ من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی کذا فی التقدمۃ شرح مقدمۃ ابی اللیث۔

ضیای معنوی مقدمہ شرح غزنوی کی شرح مین مذکور ہواکہ ابن جوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکور موضوع ہی یعنے دروغ بستہ ہی محض تعصب اور ناانصافی ہی اسواسطے کہ روایت اوسکی اسناد مختلفہ سے ثابت ہی تو ایسی حالت مین ایسی حدیث مرتبہ حسن کے قریب ہو جاتی ہی کذا فی الطحطاوی

قال فی الضیاء المعنوی وقول ابن الجوزی انہ موضوع تعصب لانہ روی بطرق مختلفۃ کذا فی الدر المختار۔ ف اسجگہہ صاحب طحطاوی لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ صحابہ کرام جو بالیقین افضل ہین امام صاحب سے تو وہ حضرات احق بالافتخار ہین۔ اسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب اُس زمانہ مین موجود ہوے کہ صحابہ کرام کا زمانہ منقطع ہوگیا تہا اور سنت نبوی مین کچھہ ضعف طاری تہا تو اس حالت مین امام صاحب کا وجود باجود امت محمدی کے واسطے رحمت ہوگیا اور احکام دینی کی توضیح وتشریح مین اونکی ذات بابرکات سے نفع عظیم عامہ مؤمنین کو حاصل ہوا۔ مسند خوارزمی مین عبد اللہ بن مغفل سے مروی ہواکہ اوہنون نے کہاکہ مینے سنا سیدنا

علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے کہ آپنے فرمایا کہ آگاہ ہو مین تمکو خبر دیتا ہون کوفہ کے ایک شخص کی حال سے کہ کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی دل اُسکا علم و حکمت سے مالامال ہوگا قریب ہی کہ ہلاک ہوگی اوسکے سبب سے آخر زمانہ مین ایک قوم جو مشہور ہوگی بنانیہ کے ساتھ کہ وہ دشمنی رکھیگی اوسکے ساتھ جیسے کہ ہلاک ہوگی قوم روافض سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بغض و عداوت رکھنے سے۔

ف حضرت سیدنا باب العلم اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد فرمانا بہت صحیح و صادق ہی کہ اس زمانہ مین بھی بعض بیباک و بے ادب غیر مقلد سیدنا امام ابو حنیفہ کی شان مین قیل و قال نامعنی کرتے ہین اور براہ نہایت تعصب و نفاق قلبی کلمات خفت و توہین زبان پر لاتے ہین اور اس بلا کو یوماً فیوماً ترقی ہی۔ یا دیگر کوئی قوم آخر زمانہ مین پیدا ہو بہر کیف بالیقین انجام کار اس طائفہ نجدیہ و قوم بنانیہ کا خسران مبین ہی۔ جرجانی نے مناقب نعمانیہ مین اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت کی کہ اگر امت موسوی اور عیسوی مین امام ابو حنیفہ کی مانند عقل و دیانت مین کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ یہودی اور نصرانی نہوتے یعنے دین کی تحریف اور تبدیل نکرتے غرض امام صاحب کے مناقب و فضائل حصر کرنے سے زیادہ تر ہین یعنے حصر نہین ہوسکتی جیساکہ دُر مختار مین مذکور ہوا وروی الجرجانی فی مناقبہ بسندہ لسہل بن عبد اللہ التستری انہ لو کان فی امۃ موسیٰ و عیسیٰ مثل ابی حنیفۃ لما تہودوا ولما تنصروا و مناقبہ اکثر من ان تحصی۔

بیان ثبوت تابعی ہونے امام ابو حنیفہ کا۔ مخفی نرہی کہ امام صاحب کے تابعی ہونے مین باہم علماء دین مین اختلاف ہے اور کیفیت اختلاف بالاجمال یہ ہی کہ بعض کا یہہ قول ہی کہ امام صاحب صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوے اور سماعت و روایت حدیث کا اتفاق ہوا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ آپ صحابہ کرام کی زیارت سے تو مشرف ہوے مگر سماعت اور روایت حدیث کا اتفاق نہین ہوا۔ نا آن بعد ارباب قائلین و مثبتین رویت مین دربارہ تعداد صحابہ و تعداد روایت احادیث مین اختلاف مذکور ہوا ہی اور ہر ایک گروہ اہل علم کا اقوال علماء دین سے اپنے اپنے دعاوی کا مثبت ہی جسکی تصریح و تنقیح اکثر علمای دین راسخین فی العلم نے کی ہی مگر چونکہ علامہ ابن حجر مکی نے جو منجملہ مشاہیر ثقات محدثین و مستند و مسلم الثبوت اکابر علماء راسخین فی العلم سے ہین تحقیق اس مبحث جلیل و مہم عظیم کی معہ بیان وجوہ اختلاف

بیان ثبوت تابعی ہونا

وبراہین احقاق واثبات غایت اہتمام وجامعیت سے کی ہے لہذا اولا ترجمہ اوسکا بنابر ناظرین مشتاقین حق شناس اس مختصر مین لکہا جاتا ہے وہ یہ کہ علامہ ممدوح لکہتے ہین کہ صحیح ہے جیسا کہا حافظ علامہ ذہبی محدث نے یہ قول کہ امام صاحب نے دیکہا حضرت انس بن مالکؓ کو کئی بار اور تھے حضرت انسؓ کہ خضاب کئے ہوئے تھے سرخ - اور اکثر محدثین اسپر ہین کہ تابعین مین سے وہ شخص ہے جسنے ملاقات کی ہو صحابی سے اگرچہ اوسکو ہم صحبت ہونا اوس صحابی کے ساتھ میسر نہوا ہو چنانچہ تصحیح کی ہے اس قول کی امام نووی نے اور ابن صلاح نے - اور طرق متعددہ سے ثابت ہوا کہ امام صاحب نے تین حدیثین روایت کی ہین حضرت انسؓ سے لیکن اس باب مین بعض ائمہ حدیث یہ کہتے ہین کہ مدار اون احادیث کا اوس شخص پر ہے کہ متہم کیا ہے اوسکو اہل حدیث نے اون احادیث کے موضوع ہونیکے ساتھ مین - اور فتاوی شیخ الاسلام ابن حجر مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے پایا ایک جماعت صحابہ کرام کو کہ تھی وہ جماعت کوفہ مین پس یہ فضیلت خاص امام صاحب کو ثابت ہے کہ ائمہ معاصرین مین سے کسیکو نہین حاصل ہوئی مثل اوزاعی شامی اور حمادی بصری اور ثوری کوفی اور مالک مدنی اور مسلم بن خالد زنجی مکی اور لیث بن سعد مصری کے اور یہی قول علامہ سیوطی کا ہے پس امام صاحب کا ان اعیان تابعین مین سے ہونا ثابت ہو گیا جنکی نسبت حق تعالے نے فرمایا ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الخ اور ایک جماعت نے اونہین سے جنہون نے امام صاحب کے مناقب وغیرہ حالات مین تصنیفات کی ہین یہ ذکر کیا ہے کہ سوای حضرت انس کے اور جماعت صحابہ کرامؓ سے بھی امام صاحب نے حدیث سُنی اونہین سے ایک حضرت عمرو بن حریثؓ ہین اور اس قول پر یہ نقض کیا گیا ہے کہ بقول صحیح اونہون نے انتقال کیا ہے سنہ ۸۵ھ مین اور یہ قول کہ وہ زندہ رہے سنہ ۹۸ھ تک پایہ ثبوت کو نہین پہونچا مگر اس نقض کا جواب بعض اہل حدیث نے یہ دیا ہے کہ قول صواب جسپر اکابر محدثین ہین اور اوس قول پر عمل اُنکا قرار پایا ہے وہ یہ ہے کہ طفل صغیر درصورتیکہ وہ باتمیز وباشعور ہو تو صحیح ہے اوسکا سننا حدیث کا اگرچہ ہو وہ پانچ برس کا - دوسرے صحابی اونمین سے عبد اللہ بن انیس الجہنیؓ ہین اور اُسپر یہ نقض کیا گیا ہے کہ ان صحابی نے انتقال کیا ہے سنہ ۵۴ھ مین اسکا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ نام پانچ صحابیونکا ہے پس شاید

کہ جن سے روایت کی ہو امام صاحب نے وہ حضرت جہنی مشہور کے علاوہ ہون۔ اور پھر اسپر
یہ اعتراض کیا گیا ہی کہ سوای حضرت جہنی مشہور کے دوسرا نہین داخل ہوا کوفہ مین مگر پھر اسی
قول کی یون تردید کی گئی ہی کہ روایت کیا اوس جماعت مین سے بعض نے ایسی سند کی ساتھ
کہ وہ پہونچتی ہی امام صاحب تک کہ فرمایا آپنے کہ پیدا ہوا مین سنہ ۸۰ھ مین۔ اور حضرت عبد اللہ بن
انیس صاحب رسول اللہ صلعم تشریف لای کوفہ مین سنہ ۹۴ھ مین اور مینے دیکھا اونکو اور سنی مین نے
اون ہی یہ حدیث حبک الشئ یعمی ویصم یعنے محبت تیری کسی شے کے ساتھ اندھا بہرا کردیتی ہی
یعنے اوسکے عیب دیکھنے اور سننے سے۔ اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ یہ سند مجہول ہی۔ دوسرے
یہ کہ کوفہ مین جو تشریف لیگئے ہین وہ ابن انیس جہنی ہین اور انہون نے انتقال کیا ہے
ایک زمانہ پہلے ولادت امام صاحب سی۔ تیسرے صحابی عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی
ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا ہی سنہ ۸۶ھ مین مصر مین سفط
ابی تراب مین کہ وہ ایک قریہ ہی قریب سمہنود کے جسکے جانب غرب مین ایک محلہ واقع ہی
اوسمین اونکی بود و باش تھی۔ اور یہ روایت جو امام صاحب سے مروی ہوی ہی کہ انہون نے
حج کیا اپنے باپ کے ساتھ مین سنہ ۹۶ھ مین اور وہان دیکھا اونہون نے حضرت عبد اللہ کو
کہ وہ مسجد الحرام مین درس فرما رہے تھے اور سنی اونسے حدیث اسکو رد کیا ہی ایک جماعت
نے کہ اونمین سے شیخ قاسم حنفی ہین اس بنا پر کہ اسکی سند مین قلب و تحریف ہی و نیز
اس بنا پر کہ ابن جزء نے انتقال کیا مصر مین اور امام صاحب اوس زمانہ مین چھہ برس کے
تھے۔ و نیز اس بنا پر کہ عبد اللہ بن جزء اس مدت مین نہین داخل ہوئے کوفہ مین۔ چوتھے
صحابی جابر بن عبد اللہ ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ انہون نے انتقال کیا
سنہ ۷۹ھ مین امام صاحب کی ولادت سے ایک برس پیشتر پس بعض علما جو امام صاحب سی بروایت
حضرت جابر یہ حدیث روایت کرتے ہین عن ابی حنیفۃ عن جابر انہ صلعم قال من لم یرزق
ولدا فلیکثر من الاستغفار والصدقۃ ففعل فولد لہ تسعۃ ذکور یہ موضوع ہی۔ پانچوین صحابی عبد اللہ
بن ابی اوفیٰ ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا ہی سنہ ۸۵ھ یا سنہ ۸۷ھ مین
اور اسکی تردید مین اہل حدیث نے وہ ہی جواب دیا ہی جو عمرو بن حریث کے حال کے متعلق

جواب دیا ہی چنانچہ اسی بنا پر مروی ہوا امام صاحب سے کہ اُنہوں نے روایت کیا ان صحابی سے اس حدیث متواتر کو من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ یعنے جو خدا کے واسطے مسجد بنا ئے اگرچہ لوے کے گہونسلہ برابر ہو اللہ تعالے اوسکے لئے جنت مین گھر بنا ئیگا کذا فی الطحطاوی پس بعض اہل حدیث اسجگہہ لکھتے ہین کہ شاید امام صاحب نے سنا ہو یہ حدیث اونسے اور آپ کی عمر پانچ یا سات برس کی ہو۔ چھٹے صحابی حضرت واثلہ بن الاسقع رض ہین جنسے امام صاحب نے دو حدیثین روایت کی ہین لا تظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ و یبتلیک ثانی دع ما یریبک الی ما لا یریبک پہلے حدیث کو روایت کیا ترمذی نے طریق دیگر سے اور حسن کہا ہی اسکو۔ اور دوسری حدیث ایک جماعت صحابہ کرام سے مروی ہی اور ائمہ کرام نے اوسکی تصحیح کی اور آسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا سنہ ۸۳ھ مین یا سنہ ۸۵ھ مین اور اس اعتراض کا بھی وہ ہی جواب دیا گیا ہی جو مذکور ہو چکا۔ ساتوین صحابی حضرت معقل بن یسار ہین کہ ان صحابی نے انتقال کیا زمانہ حضرت معاویہ مین۔ اور اونہون نے انتقال کیا سنہ ۶۰ھ مین۔ آٹھوین صحابی حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہین اور ان صحابی نے انتقال کیا سنہ ۱۰۲ھ مین مکہ معظمہ مین اور یہ وہ صحابی ہین جنہون نے سب صحابہ کرام کے بعد انتقال کیا۔ نوین صحابیہ حضرت عائشہ بنت عجرد ہین۔ اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ حاصل کلام ذہبی و ابن حجر سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ ان صحابیہ کی ملازمت امام صاحب کو نہین نصیب ہوئی پس ان سے جو یہ حدیث مروی ہوئی ہی اکثر جند اللہ تعالے فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ غیر مسموع ہی۔ دسوین صحابی سہل بن ساعد ہین اور انہون انتقال کیا سنہ ۸۸ھ مین اور بعض نے کہا کہ بعد اسکے وفات پائی۔ گیارہوین صحابی سائب بن خلاد بن سوید ہین اور انہون نے انتقال کیا سنہ ۹۱ھ مین۔ بارہوین صحابی حضرت سائب بن یزید بن سعید ہین اور انہون نے انتقال کیا سنہ ۹۱ھ یا ۹۲ یا سنہ ۹۴ھ مین۔ تیرہوین صحابی حضرت عبد اللہ بن بسرہ ہین۔ اور اونہون نے انتقال کیا سنہ ۹۶ھ مین۔ چودہوین صحابی محمود بن ربیع ہین اور اُنہون نے سنہ ۹۹ مین انتقال کیا۔ پندرہوین صحابی حضرت عبد اللہ بن جعفر ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا ہی سنہ ۸۰ھ مین زمین حمص مین۔ آب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض متعصبین معاندین

امام صاحب بصورت سننے اُن اقوال مختلفہ وروایات متضادہ کے خاموش نرہینگے بلکہ بوجہ ہجوم شکوک وشبہات دیگر روایات اکابر علماء دین کے طالب وجویا ہونگے لہذا اس فقیر داعی الی الخیر نے اس مبحث طویل کو ایک مہم عظیم سمجھکر تحقیق وتنقیح مصرحہ صدر پر اکتفا نکیا بلکہ اس باب مین بعد رفع اختلاف دیگر اقوال وروایات اکابر علماء دین کو لانا ضروری سمجھا اور وہ یہ ہی کہ صاحب در مختار لکھتے ہین کہ امام صاحب نے بقول صحیح سات صحابیون سے حدیث سنی چنانچہ اواخر منیۃ المفتی ہین یہ بحث شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہی اور عمر شریف کے حساب سے بیس صحابیونکا زمانہ پایا اور یہ بحث ضیاء معنوی کی اوائل مین مشرح مذکور ہے وصح ان اباحنیفۃ سمع الحدیث من سبعۃ من الصحابۃ کما بسط فی اواخر منیۃ المفتی وادرک بالسن نحو عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی اور بتحقیق کہ ذکر کیا علامہ شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اپنی منظومہ الفیہ مین جسکا نام جواہر عقائد اور درر قلائد ہی آٹھ صحابیونکو جنسے روایت کی امام صاحب نے رحمت خدا کی اوسپر اور اون سب پر ترجمہ اون ابیات کا یہ ہے مین کہتا ہون معتقد ہوکر عظیم الشان کے مذہب کا یعنے ابو حنیفہ جوانمرد نعمان کا جو تابعی ہی مقدم سب امامون سے علم اور دین مین امت محمدی کا چراغ ایک جماعت کو نبی صلعم کے اصحاب سے اونسے پایا۔ بیشک اونکا پیرو ہوگیا اور جادہ طریقہ جسکی راہ کہلی ہی اور سالم ہی گمراہی کی تاریکی سے اور بتحقیق روایت کی امام نے انس اور جابر اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے اور اسیطرح عامر سے مراد رکہتا ہون عامر سے وہ ابو الطفیل جو واثلہ کا بیٹا ہی اور روایت کی عبد اللہ بن انیس جوانمرد سے اور واثلہ بن الاسقع سے اور روایت کی امام صاحب نے عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے اور عائشہ بنت عجرد سے اسی پر آٹھ کا شمار تمام ہوا۔ شامی نے ان اشعار کے بعد یہ اور شعر ذکر کیا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی اللہ تعالے راضی ہو اونسے ہمیشہ اور سب اصحاب کبار سے ف تبییض الصحیفہ مین علامہ سیوطی حضرت عامر کے بدلہ معقل بن یسار کو لکھتے ہین اسواسطے کہ عامر کا انتقال ہوا حضرت معاویہ کی ریاست مین اور انکا انتقال ہوا ہی سنہ ۶۰ ہجری مین پھر اونسے روایت کرنا کیونکر متصور ہو کذا فی الطحطاوی ابن جزء بفتح جیم وسکون زاء معجمہ وہمزہ وہ عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی ہے۔ امام صاحب سے مروی ہوا کہ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنے والد کے ساتھ سنہ ۹۶ ہجری مین حج کیا تو مینے قریب

مسجد الحرام کے ایک حلقہ لوگون کا دیکھا مینے اپنے والد سے کہا کہ یہ کیسا انبوہ ہی اُنہون نے
فرمایا کہ ان مین ایک صحابی ہی رسول اللہ صلعم کی حدیث بیان کرتا ہی مینے جا کر سنا تو وہ یہ فرما
رہے تھے کہ قال رسول اللہ صلعم اعانۃ المسلم فریضۃ علے کل مسلم یعنی مسلمان کی مدد کرنا ہر
مسلمان پر فرض ہی اور وہ صحابی ابن جزء زبیدی تھے۔ اور مسند خوارزمی مین ابن جزء سے
یہ روایت منقول ہی من تفقہ فی دین اللہ کفاہ ہمہ ورزقہ یعنی جو دین کے مسئلے سیکھے اللہ تعالے
اوسکی فکر اور روزی کو کافی ہی۔ اور حضرت جابرؓ سے امام صاحب نے یہ روایت کی ہی کہ ایک
انصاری نے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آکر پوچھا کہ میرے کبھی بیٹا نہین ہوا آپنے فرمایا فاین
کنت من کثرۃ الاستغفار وکثرۃ الصدقۃ یعنی تو کب بہت استغفار پڑہتا ہی اور صدقہ کب دیتا ہی
تو تیرے بیٹا ہو اوس مرد نے بموجب ارشاد کے بہت استغفار پڑہنا اور بہت صدقہ دینا شروع
کیا تب اوسکے نو بیٹے ہوئے اس صورت مین ابن شاہین اگرچہ سماعت امام صاحب مین
جابر ابن عبد اللہ سے کلام کرتا ہی اس بنا پر کہ حضرت جابر باتفاق روایات سنہ اور چند
سال مین انتقال کر گئے اور سنہ تک نہین زندہ رہے جسمین امام صاحب پیدا ہوئے مگر بعض
علمانے اسکے جواب مین یون کہا ہی کہ بعض اہل تاریخ کے نزدیک امام صاحب کی ولادت
سنہ ہجری مین ہی تو بموجب اس قول کے سات یا نو برس کی عمر مین حدیث کی روایت
ممکن ہی اور علامہ سیوطی شافعی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد
طبری مقری شافعی نے ایک رسالہ تالیف کیا ہی صرف اس امر کی تحقیق وتنقیح مین کہ امام صاحب
نے چار صحابیون سے روایت کی انتہی اور خوارزمی حنفی مسند امام صاحب مین لکھتے ہین کہ اکابر
علماء دین کا اسپر اتفاق ہی کہ امام صاحب کے زمانہ مین چند اصحاب موجود تھے اور امام صاحب
نے اونسے روایت کی مگر اونکے عدد مین اختلاف ہی۔ بعض نے کہا کہ چہ مرد اور ایک عورت
سے روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے۔ عبد اللہ بن حارث بن
جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عائشہ بنت عجرد ہین اور قول ثالث
پر معقل بن یسار زائد ہین۔ اور ثانی قول پر جابر اور معقل داخل نہین ہین اور ہر قول مین
ابو الطفیل مذکور نہین ہین کذا فی الطحطاوی چنانچہ اسکی تائید وثبوت صحت وقوت مین

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت اور اوسکے حاشیہ منہیہ مین لکھتے ہین کہ عبداللہ بن ابی اوفی نے سنہ ۸۶ھ یا سنہ ۸۷ھ مین کوفہ مین انتقال کیا۔ اور انس بن مالک نے سنہ ۹۱ھ یا سنہ ۹۲ھ یا ۹۳ھ مین بصرہ مین وفات پائی اور سہل بن عدی نے سنہ ۸۸ھ یا سنہ ۹۱ھ مین مدینہ مین انتقال کیا اور حضرت ابوالطفیل نے سنہ ۱۰۲ھ مین وفات پائی محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ سیدنا انس بن مالک بصرہ مین سب صحابہ کرام کے بعد سنہ ۹۱ھ یا سنہ ۹۳ھ مین ۹۹ برس کے ہوکر حجاج کے مرنے سے دو برس پہلے دنیا سے تشریف لیگئے پس اونکی وفات کے وقت امام صاحب گیارہ یا تیرہ برس کے تھے کذا فی مدینۃ العلوم و معدن الیواقیت و اعلام الاخبار چنانچہ اسی بنا پر علامہ ابن حجر مکی اکابر سلف ثقات سے نقل کرتے ہین کہ طرق متعددہ سے مروی ہوا کہ امام صاحب نے حضرت انس بن مالک سے تین حدیثین روایت کی ہین پہلی حدیث یہ ہے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم دوسری حدیث یہ ہی ان اللہ یحب اغاثۃ اللہفان۔ یعنی بیشک اللہ تعالے دوست رکھتا ہی فریاد رسی غمگین کی۔ تیسری حدیث یہ ہے لو وثق العبد باللہ تعالی ثقۃ الطیر لرزقہ کما یرزق الطیر لغدو خماصا و تروح بطانا یعنی اگر اعتماد رکھتا بندہ اللہ پر جیسا پرندہ رکھتا ہی تو بیشک اللہ تعالے رزق پہونچاتا جیسا پرندہ کو دیتا ہے صبح کو خالی پیٹ جاتا ہی شام کو سیر شکم ہوا پھرتا ہی کذا فی الطحطاوی۔ جیساکہ علامہ ابن حجر خیرات حسان مین لکھتے ہین صح کما قالہ الذہبی انہ رای انس بن مالک وہو صغیر وفی روایۃ رایتہ مرارا وکان یخضب بالحمرۃ وجاء من طرق انہ روی عن انس احادیث ثلثۃ آہ دوسرے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی بن علقمہ ہین کہ وہ کوفہ مین سنہ ۸۶ھ یا سنہ ۸۷ھ مین سب اصحاب کے بعد رحلت فرما ہوے پس ان صحابی سے امام صاحب نے اس حدیث کو روایت کیا ہے من بنی للہ مسجدا آہ ف اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے بنا مسجد کے باب مین گہونسلہ کے برابر ارشاد فرمایا مراد اس سے مبالغہ ہی چہوٹی ہونے مین یعنے کیسی ہی چہوٹی ہو یا یہ مراد ہی کہ لوگ شریک ہون بنانے مین پس اگرچہ وہ بعض بقدر گہونسلہ کے شریک ہون کذا فی مجمع البحار۔ غرض ان صحابی کی آخر وقت مین امام صاحب چہہ یا سات برس کے تھے۔ اور یہ بات اہل حدیث کے نزدیک مسلم الثبوت ہی کہ پانچ برس کا سن سماعت

حدیث مین معتبر ہی اور اس قول کی تصحیح کی ہی امام نووی و ابن صلاح وغیرہ نے اور یہی قول
معمولات اکابر محدثین سے ہی چنانچہ اسیوجہ سے سیدنا محمد اسمعیل بخاری نے محمود بن ربیع
کی روایت پانچ برس کی عمر کی قبول کی ہی اور یہی قول علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب مختصر
وخیرات الحسان وغیرہ تصنیفات مین نقل کیا ہی ان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر
علیہ العمل ان الصغیر اذا میز صح سماعہ وانکان ابن خمس سنین اھ تیسری صحابی سہل بن ساعدی
ہین کہ وہ مدینہ طیبہ مین سب صحابہ کرام کے بعد ۸۸ھ یا ۹۱ھ کے اخیر مین رحلت فرما ہوی انکی
آخر عہد مین امام صاحب آٹھ یا گیارہ برس کے تھے ۔ چوتھے صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہین
جو مکہ معظمہ مین سارے جہان کے اصحاب کے بعد ۱۰۲ھ مین رحلت فرما ہوے ف روایت ایکسو دو
کی مدینۃ العلوم اور اعلام الاخیار مین مذکور ہوئی اور امام نووی نے تہذیب مین فقط ایکسو لکھی ہین
بالجملہ اس مقام مین علماء دین لکھتے ہین کہ پہلا حج جو امام صاحب نے ۹۶ھ ہجری مین سولہ برس
کی عمر مین کیا ہی ملاقات نکرنا امام صاحب کا حضرت ابو الطفیل رض سے کہ جہان مین ایک صحابی اسوقت
باقی رہی تھے اور خاص وعام ڈہونڈہ کر صحابی سے ملاقات کرتے تھے نہ ملنا نہایت بعید ہے
پس ان چار صحابہ مذکورین کا موجود ہونا امام صاحب کے وقت مین متفق علیہ ہی چنانچہ اسی بنا پر
علامہ کفوی لکھتے ہین کہ ان چارون اصحاب سے امام صاحب کی روایت بھی ثابت ہی۔ اور
امام نووی شافعی تہذیب الاسماء مین اور امام یافعی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ سوا ان چار
صحابہ کرام کے اور چند اصحاب کے موجود ہونے مین امام صاحب کے وقت اور روایت کرنے
مین اختلاف ہی ازانجملہ معقل بن یسار و جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن انیس و عائشہ بنت عجرد
اور بعض واثلہ بن الاسقع اور عبد اللہ بن جزء کو بھی ذکر کرتے ہین ۔ طحطاوی مین مذکور ہوا
کہ امام فرماتے ہین کہ مین چودہ برس کا تہا کہ عبد اللہ بن انیس ۹۴ھ مین کوفہ مین تشریف لائے
مینے اون سے یہ حدیث سنی حبک للشئ یعمی ویصم اور عائشہ بنت عجرد سے یہ حدیث روایت
کی اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ یعنے بڑا لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈیان ہین
مین نہین کہاتا اور حرام بھی نہین کہتا ۔ اور واثلہ بن الاسقع سے دو حدیثین روایت کین ۔
پہلی حدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنی چھوڑ دے اوسکو جو شک مین ڈالے

اور سکے ساتھہ جو شک مین نہ ڈالے۔ اور دوسری حدیث لاتظہر الشماتۃ الخ اور مسند خوارزمی
مین ابن جزء سے یہ روایت منقول ہی من تفقہ فی دین اللہ الخ اور ان سب احادیث کا تفصیلی
بیان پہلے مذکور ہو چکا ہی۔ اور حضرت جابر سے جو حدیث روایت کی ہی جسمین قصہ انصاری مذکور
ہی اوسکا بیان پہلے ہو چکا ہی۔ خلاصہ تحقیقات متذکرہ صدر کی یہ ہی کہ باینہمہ ثبوت بدیہی
فریق مخالف کا جو یہ قول ہی کہ امام صاحب کے زمانہ مین صحابہ کرام موجود تھے مگر ملاقات اور
روایت اونسے نہین ثابت ہی یہ انکار اونکا محض تعصب و نفسانیت و خالی از خصومت و عناد قلبی
نہین جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی و علامہ ذہبی وغیرہ اکابر اہل حدیث اس قول کے قائل ہین
کہ بقول صحیح امام صاحب نے اپنے زمانہ مین پایا حضرات صحابہ کرام کو اور بروایتے مذکور ہو کہ امام
صاحب نے خود فرمایا کہ دیکھا مینے حضرت انس رض کو کئی بار اور تھے وہ خضاب لگائی ہوی سرخ
پس دیکھنا حضرت انس رض کو اور پانا ایک جماعت صحابہ کرام کو باعتبار سن کے یہ دونون امر صحیح
ہین انمین کچھہ شک نہین ہی وامارویتہ لانس رض وادراکہ لجماعۃ من الصحابۃ بالسن فصحیحان
لاشک فیہما اور یہی ابن سعد محدث لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے دیکھا حضرت انس بن
مالک وغیرہ اصحاب کو اور وہ تابعین سے ہین۔ اور صاحب جامع الاصول نے جو یہ قول لکھا ہی
کہ امام صاحب کی ملاقات صحابہ کرام سے اور روایت حدیث کی اون سے ارباب نقل کے
نزدیک اقوی و اصح نہین ہی مگر اصحاب ابو حنیفہ کہتے ہین کہ امام صاحب نے چند اصحاب کو
پایا اور اونسے روایت کی۔ اسصورت مین ظاہر ہی کہ اصحاب امام حالات امام صاحب سے
کماحقہ واقف تھے پس عالم عادل ثابت کرنے والا قول منع کرنے والے اور نہ ماننے والے
سے معتبر و مقدم ہی اسیواسطے شرعاً گواہی عدم پر مقبول نہین اور اسی بناء پر امام ابو معشر
عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے کمال تحقیق و تنقیح سے مرویات اصحاب
امام ابو حنیفہ ایک رسالہ مین جمع کی ہین اور اوسمین معترضین و ناقضین کے دفع شکوک
و شبہات کا اہتمام بلیغ کیا ہی اور یہی علامہ کفوی لکھتے ہین کہ امام صاحب کے اصحاب ذی اسناد
قویہ سے ثابت کیا ہی کہ امام صاحب نے پچاس حدیثین صحابہ کرام سے روایت کی ہین اور فی الواقع
یہ امر مسلم الثبوت علماء دین و ثقات مورخین سے ہی کہ امام صاحب صحابہ کرام کے معاصر تھے

کیونکہ بقول اصح و اشہر ۸۰ھ مین امام صاحب کی ولادت بالاتفاق ثابت ہی اور وہ زمانہ بلا اختلاف و نزاع زمانہ موجودگی صحابہ کرام کا تہا اسواسطے کہ ۱۰۰ برس کے آخر تک وجود صحابہ کرام کا بالاتفاق ثابت پس بیس برس کی مدت امام صاحب کی زندگی سے زمانہ صحابہ کرام مین گذری پس یہہ امر شان عقل سلیم سے نہایت بعید ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اتنے زمانہ طویل تک موجود ہون اور امام صاحب اونکی ملاقات کا قصد نکرین یہ امر بہمہ وجوہ بعید از انصاف و از قبیل ان ہذا لشی عجاب ہی بخصوص ایسی حالت مین کہ روایات صحیحہ اکابر علماء حنفیہ و شافعیہ اسکے ثبوت پر بداہۃً ناطق و شاہد ہون جیساکہ اعلام الاخبار مین مذکور ہوا کہ امام صاحب اوائل حال ہین بیس مرتبہ سے زائد بصرہ مین تشریف لے گئے ہین پہر حضرت انس سے ملاقات نہونے کو عقل ہرگز نہین تسلیم کرتی ہی پس اس بناء پر اصحاب ابو حنیفہ کا قول حق ہی کہ امام صاحب نے جماعت صحابہ کو پایا اور اون سے روایت کی مزید بران یہ کہ اثبات ملاقات و سماعت روایت اصحاب ہین صرف جماعت حنفیہ مین ہی منحصر نہین ہی بلکہ بتصریح صدر علامہ طبری شافعی و علامہ ابن حجر مکی شافعی و علامہ سیوطی شافعی و امام نووی شافعی و علامہ ذہبی و خطیب بغدادی شافعی و دارقطنی و حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین لکہتے ہین کہ اصحاب ابو حنیفہ کا قول صحیح و حق ہی روایت اور درایت کی راہ سے اور اسکے ثبوت و صحت پر یہ دلیل شرعی بدیہی کافی ہی کہ حضرات اصحاب ابو حنیفہ امام صاحب کی ملاقات اور روایت کے مثبت ہین اور ایک جماعت اسکی نافی ہی پس ایسی حالت میں بمقتضای قاعدہ شرعیہ کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہی یہ امر ثبوت مدعا کے لئے کافی ہی پس بتصریح صدر کماحقہ ثابت ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ اصحاب حنفیہ و اصحاب شافعیہ دونونکے نزدیک قرون ثلثہ مبارکہ مین سے قرن ثانی مین داخل ہین کیونکہ بقول صحیح تابعی اوسکو کہتے ہین کہ جو صحابی کی ملاقات سے مشرف ہوا ہو مجالست و مصاحبت اور روایت ضرور نہین ہی جیساکہ علامہ ابن حجر مکی خیرات حسان مین لکہتے ہین والاکثر المحدثین علے ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یصحبہ وصححہ النووی کابن الصلاح انتہے بہر کیف امام صاحب کا تابعی ہونا مسلم الثبوت ہی جنکے حق مین حقتعالی ارشاد فرماتا ہی والسابقون الاولون

من المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری من تحتہا الانہار۔ یعنی اعلے مرتبہ مین وہ ہین جو پہلے ہین مہاجرین اور انصار سے اور جو اونکے تابع ہین نیک بات مین خوش ہی اللہ اونسے اور وہ اللہ سے اور تیار کر رکھے ہین اللہ تعالے نے اونکے لئے باغات جنکے نیچے نہرین بہتی ہین اور اسی بنا پر امام صاحب کا یہ قول ہی کہ آپ فرماتے ہین کہ انحضرت کا ارشاد اور اصحاب کا فرمانا ہماری سر اور آنکھوں پر مسلم ہی اور جو تابعین سے منقول ہی اونکا اور ہمارا قول برابر ہی اور ہم اور وہ برابر یعنے اونکی بات ہمپر مان لینا واجب نہین اس کلام سے بھی آپکا تابعی ہونا مفہوم ہوتا ہی غرض یہ شان عظمے اور مرتبہ اعلے ائمہ اربعہ مجتہدین مین سے خاصکر حضرت امام ابو حنیفہ کو ہی بارگاہ حضرت رب العزت سے عطا ہوا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء کیونکہ ظاہر ہی کہ حضرت امام مالک ۹۳ھ یا ۹۴ھ یا ۹۵ھ مین پیدا ہوی اور زمانہ طفولیت مین اونکا وارد ہونا مکہ معظمہ مین ثابت نہین تا احتمال ہو کہ حضرت سیدنا ابو الطفیل رضؓ سے ملاقات ہوئی ہو لہذا اس باب مین ابن صلاح نے تصریح کی ہی اسکی کہ امام مالکؒ تبع تابعین سے ہین اور امام شافعی شاگرد امام مالکؒ کے ۱۵۰ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور امام احمد حنبل شاگرد امام شافعی کے ایکسو چونسٹھ مین پیدا ہوئے پس ان دونون صاحبونکے زمانہ مین تو کسیطرح صحابی کے ہونیکا احتمال نہین کیونکہ ۱۱۰ھ کے بعد کوئی صحابی روی زمین پر نہین باقی رہا پس ثابت ہو گیا کہ حضرت امام اعظم کا مرتبہ اور ائمہ مجتہدین سے نہایت بہتر ہی اور وہ داخل ہین قرن ثانی مین بموجب اس حدیث شریف کے خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنے بہتر تمسے میرے زمانہ والے ہین پہر جو اونکے پیچھے آوین یعنے زمانہ ہمارا اور ہمارے اصحاب کا بہتر ہے پہر زمانہ تابعین کا پہر اونکے دیکھنے والونکا جو تبع تابعین کہلاتے ہین۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ جیسا تابعی ہونا امام صاحب کا ائمہ مجتہدین و دیگر معاصرین مین آپکا مابہ الامتیاز اور مابہ الافتخار ہی اسیطرح دیگر صفات ممیزہ بھی آپکے علماء دین لکھتے ہین چنانچہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کے صفات ممیزہ بہت ہین منجملہ اونکے سے یہ ہی کہ امام صاحب نے دیکھا جماعت صحابہ کرام کو اور

بہ تحقیق کہ طرق متعددہ سے مروی ہوا کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے طوبی لمن رآنی و لمن رای من رآنی ولمن رای من رای من رآنی یعنے مژدہ ہو اوسکو جسنے مجکو دیکہا یا میرے دیکھنے والے کے دیکہنے والیکو دیکہا۔ دوسرے یہ کہ امام صاحب پیدا ہوے قرن مبارک رسول مقبول صلعم مین کہ جسکا ثبوت طریق کثیرہ سے مروی ہوا کہ ارشاد ہوا خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اور روایت مسلم مین یون مذکور ہوا خیر الناس القرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث تیسرے یہ کہ امام صاحب نے زمانہ تابعین مین فتوی دیا چنانچہ علامہ کفوی لکھتے ہین کہ امام صاحب تابعین کے زمانہ مین مجتہد تھے کہ علم دین کی تعلیم فرماتے تھے اور تابعین کبار سے مناظرہ کرتے تھے چنانچہ مناظرہ آپکا شعبی سے نذر بالمعصیۃ مین مشہور ہے اور اجماع تابعین کا اونکے وقت مین بغیر آپکے معتبر نہوتا تہا چنانچہ جب حضرت اعمش رض نے قصد کیا حج کا تو انہون نے امام صاحب کو مناسک حج کے باب مین لکہا اور حاضرین سے یہہ فرمایا کہ ای لوگو لکہو تم مناسک حج کو امام ابوحنیفہ سے پس بتحقیق کہ مین نہین جانتا ہون کسیکو فرائض ونوافل حج کا امام ابوحنیفہ سے زیادہ جاننے والا پس غور کر تو اس گواہی جلیل القدر امام ابوحنیفہ کے حق مین حضرت اعمش جیسی گواہی کو۔ پانچوین یہ کہ حضرات ائمہ حدیث وائمہ فقہاء کرام کا جیساکہ امام صاحب پر اتفاق ہوا ویسا اونکے بعد کسی امام پر نہین ہوا جیساکہ تفصیلی بیان اسکا مذکور ہوچکا۔ کسی نے حضرت امام وکیع کے جلسہ مین یہ کہا کہ خطا کی ابوحنیفہ نے یعنے کسی مسئلہ مین تو آپنے اوس شخص کو بہت زجر کیا اور پہر یہ فرمایا کہ کون شخص یہ کلمہ امام ابوحنیفہ کی نسبت کہتا ہے کالانعام بل ہم اضل سبیلا کیسے خطا کر سکتا ہی وہ درصورتیکہ اوسکی صحبت ورفاقت مین ائمہ لغات عربیہ وائمہ زہد وتقوے مثل سفیان ثوری وابن مبارک وفضیل وداود طائی وابویوسف وزفر وشریک وغیرہ ائمہ جلیل القدر موجود ہون ایسے شخص کے اجتہاد مین کیسے خطا واقع ہوسکتی ہی اور فرضا اگر وقوع خطا کا خیال کیا جاوے تو یہ حضرات ارکان دین اوسکی اصلاح وتکمیل کے لئے کافی تھے۔ چھٹے یہ کہ امام صاحب نے اول علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب وفصول کے ساتھ ترتیب دیا جس طریق پر آجتک موجود ہی اور اتباع کیا اوسکا امام مالک نے مؤطا شریف مین اور پہلے اس سے سابقین اپنی حفظ ویاد پر اعتماد کرتی تھے

ونیز آپ اول ہین کتاب الفرائض وکتاب الشروط کے وضع کرنے مین - ساتوین یہ کہ منتشر
آفاق ہونا اونکے مذہب کا اقالیم سبعہ مین کہ نہین ہی اونین غیر اوسکا مانند ہند و سندہ و روم
وماورارالنہر وعراق وتوران وخراسان - اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ ان چار ائمہ مجتہدین
مین سے ہر ایک امام ایک اقلیم خاص کے ساتھ ممتاز ہو رہا ہی کہ اوس اقلیم مین بجز تابعین ومقلدین
اوس امام کے دوسرا انہین ہی - یا یہ کہ اوس اقلیم مین اکثر اوس امام کے مقلد وتابع ہین مانند اقلیم حجاز
ویمن ومصر وشام وعراق وغیرہ بہ نسبت امام شافعی کے واقلیم مغرب بہ نسبت امام مالک ومانند روم و
ہند وماورارالنہر وغیرہ بہ نسبت امام ابوحنیفہ کے جنکی غایت عبادت وکمال زہد وورع وسخاوت ودقت
نظر وحدت فکر کے شان عظیم اس درجہ ومرتبہ اعلے پر ہے کہ مستغنی ہی بیان اور توصیف سے
آٹھوین یہ کہ خرچ کرنا اپنے نفس پر کسب طیب اپنے ہاتھ کا ونیز علمار دین واکابر محدثین دیگر بلاد پر
کسب طیب صرف کرنا اور فقرا پر روزمرہ ایثار کرنا اور نہ قبول کرنا مدت العمر ہدیہ سلاطین وخلفائے وقت کا
باوجود ثبوت تواتر کثرت عبادت وورع وزہد وکثرت ادای حج وعمرہ کے - نوین یہ کہ بحالت مطلوبیت
ومحبوسیت مضروب ومسموم ہوکر شہادت پانا ف شمنی نے شرح نقایہ مین لکھا کہ امام شافعی
نے اپنی مسند مین محمد بن حسن سے اور انہون نے امام ابویوسف سے اور اُنہون نے عبداللہ
بن دینار سے اور انہون نے عبداللہ بن عمرؓ سے یہہ حدیث روایت کی ہی الولاء لحمة کلحمة النسب
لایباع ولا یوہب یعنی ولا اپنایت ہوتی ہی نسب کی نہ بیچی جاوے نہ بخشی جاوے ف
ولا کے معنی حق آزادگی کا یعنے جیسے اپنایت والے نسب کے وارث ہوتے ہین ایسے ہی جو
کوئی غلام ولونڈی کو آزاد کرے وہ وارث ہوتا ہی اوسکا اور اگر وہ نہو تو اوسکے ناتے والے
بشرطیکہ اوس غلام ولونڈی کے اپنے موجود نہون - غرض امام نووی نے خطیب بغدادی سے
نقل کیا کہ امام شافعی نے محمد بن حسن سے روایت کی ہی پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام
شافعیؒ شاگرد ہین امام محمدؒ کے - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ جو مناقب وفضائل امام صاحب
مذکور ہوی اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ آپکے محاسن جلیلہ انہین صفات کمالیہ مین محصور ومحدود
ہین بلکہ یہ سب مجموعہ ایک قطرہ ہے اوس دریا کا جسکا کنارہ نہین ہی ولیس ما ذکر من مناقب
ہذا الامام یراد بہ حصر من مناقبہ بل ہو قطرة من بحر لا ساحل لہ آہ اور یہی قول صاحب در مختار کا ہی

ومناقبہ اکثر من ان تحصیٰ آہ پس جو شخص کہ سعید اور سینہ صاف ہی بملاحظہ نمونہ ان مناقب کے دولت حسن عقیدت وارادت قلبی بخلوص ونیاز دلی حاصل کریگا وہ نعمت لازوال حسن خاتمہ سے مشرف ہوگا اور مصداق آیت کریمہ فاما الذین آمنوا فزادتہم ایمانا ہوگا اور جو شخص کہ شقی ازلی اور پر کینہ فطری ہی اور امراض جہلکہ قلبی مین مبتلا ہی اوسکو ایک دفتر طویل سمجھنے کو کافی نہوگا بلکہ نائرہ حسد ونفاق زیادہ تر مشتعل ہوگا اور مصداق آیت واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی رجسہم ہوگا حق یہ ہی کہ جو شخص جتنا زیادہ محمود وموصوف ہی اوتنا ہی غالباً قوم مین زیادہ محسود ہی۔ الحمد للہ الذی جعل امامنا محسوداً لا حاسداً ؎

چوتھا باب

امام ابوحنیفہ کے حالات عبادت وریاضت وزہد وتقوے واخلاق وسیرت وغیرہ صفات جلیلہ وواقعات وفات شریف کے بیان مین۔ ؎ مخفی نرہے کہ حضرات ائمہ مجتہدین واکابر علماء راسخین واجلہ شیوخ عارفین متقدمین ومتاخرین نے سیدنا امام ابوحنیفہ کے محامد وصفات جلیلہ وفضائل وشمائل حمیدہ کے بیان مین مطولات لکھی ہین جنکے ادراک وفہم مین عقول اولی الابصار وافکار اولی الانظار متحیر ہین چنانچہ اس جگہہ بپاس خاطر بعض مشتاقین اسماء بعض کتب لکھے جاتے ہین شقایق النعمان فی حقایق النعمان مصنفہ علامہ زمخشری۔ تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مصنفہ علامہ سیوطی والفاضل حافظ الدین محمد بن محمد ابن الکردری فی کتابیہ المناقب۔ ابن حجر خیرات حسان فی مناقب النعمان طبقات سنیہ فی تراجم الحنفیہ مصنفہ مولانا تقی الدین عبد القادر التمیمی۔ بستان فی مناقب النعمان مصنفہ شیخ محی الدین عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن ابی الوفا قرشی المصری الحنفی جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ نزہۃ الابرار فی مناقب الاخیار والنکت الظریفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ وعقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان والدیباج المذہب فی معرفت اعیان علماء المذہب وطبقات المجتہدین والائمۃ الحنیفہ۔ وکشف الابرار لبعض الفضلاء من اجلۃ الابرار نوادر المنیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔ اسمقام مین صاحب درمختار لکھتے ہین کہ ابن جوزی محدث کے پوتے نے مناقب سیدنا امام صاحب کے بیان مین دو مجلد بڑی بڑی تصنیف کئے اور اوسکا نام رکھا الانتصار لامام ائمۃ الامصار یعنے پیشوایان بلاد کے پیشوا کے لئے

انتقام لیناف امام صاحب کو امام الائمہ اسواسطے کہا کہ اونکا اجتہاد سب مجتہدین مشہورین سے مقدم ہی اور اجتہاد کا دروازہ اونہین نے کہولا کما لایخفی علے العلماء اور اوسکے سوا دیگر علمائے دین نے امام صاحب کے فضائل و مناقب مین اس سے زیادہ بہت کتابین تصنیف کین اور اونمین بعض مختصر اور بعض مبسوط ہین۔ اور حاصل کلام یہ ہی کہ بیشک وجود امام ابو حنیفہ معجزات مصطفوی مین سے قرآن مجید کے بعد بڑا معجزہ ہی اور امام صاحب کے مناقب سے تجکو کفایت کرتا ہی اونکے مذہب کا مشہور ہونا اور نہین کہا امام صاحب نے کوئی ایسا قول جس کو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو وصنف فیہا سبط ابن الجوزی مجلدین کبیرین وسماہ الانتصار لامام ائمۃ الامصار وصنف غیرہ اکثر من ذلک والحاصل ان اباحنیفۃ النعمان من اعظم معجزات المصطفے بعد القرآن وحسبک من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولا الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام آہ تو ایسی حالت مین اس شرمندۂ گناہ نامہ سیاہ کوتاہ نظر کو کیا حوصلہ کہ عالیجناب آیۃ من آیات الرحمان امام الائمہ سیدنا ابو حنیفۃ النعمان تغمدہ اللہ بالرحمۃ والغفران واسکنہ فی اعلے فرادیس الجنان کے محامد جلیلہ وشرائف عظیمہ کے بیان مین زبان کہولے مگر شورش وہجوم آشوب زمانہ دیکہکر اس کار خیر مین منفعت عامہ مومنین وافادت تامہ مسلمین سمجھکر اور بضمن اس کے اپنی کفارت سیآت وبرات نجات جانکر چون قطرہ از دریای ذخار ومشتے نمونہ از خروار بروایات صحیحہ قویہ واقوال حضرات ائمہ جلیلہ لکہتا ہی تا اونکے پڑہنے اور سننے سے عامہ مومنین کا صدق ویقین تازہ ہو اور نور ایمان بے اندازہ حاصل ہو **بیان عبادت وریاضت امام** ابو حنیفہؒ علامہ ابن حجر خیرات حسان مین لکہتے ہین کہ علامہ حافظ ذہبی محدث فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہؒ کا قیام لیل وشب بیداری وتہجد گزاری وبکا وزاری دائمی متواترات سے ہی یہانتک کہ آپکو اسوقت مین لوگ وتد کہتے تھے ف وتد کہتے ہین میخ کو جمع اسکی اوتاد ہی ونیز ایک جماعت جلیل القدر ذی شان اولیاء اللہ سے ہی کہ اونکو اوتاد کہتے ہین اونکے وجود باجود سے نہین جنبش ہی حلقۂ زمین کو امام صاحب کو بوجہ اسکے کہ آپ تمام شب عبادت وطاعت رحمان وتلاوت قرآن مین کھڑے رہتے تھے اوس زمانہ کے خاص وعام آپکو وتد کہتے تھے مسعر بن کدام جو حضرت سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہؒ کے اوستاد

بیان عبادت وریاضت امام ابو حنیفہ

ہین فرماتے ہین کہ مین امام صاحب کی مسجد مین گیا تو مینے دیکھا کہ آپ نماز صبح سے فارغ
ہوکر طلباء کے درس و تدریس مین مشغول رہے یہانتک کہ آپنے نماز ظہر ادا کی زان بعد نماز
عصر تک پھر نماز مغرب تک اور پھر نماز عشا تک تعلیم علوم دینی مین مشغول رہے اور بعد عشا آپ
دولتسرا مین تشریف لے گئے اوسوقت مینے اپنے دلمین خیال کیا کہ اس جوانمرد کی شبانہ روز
کے مشغولی عبادت و ریاضت کا تو یہ حال ہے مطالعہ کتب دینی کا کب ہوتا ہوگا مین اسکی تلاش
و جستجو مین تھا جب رات کو لوگونکی آمد و رفت موقوف ہوئی تو امام صاحب مسجد مین آئے اور عبادت
الٰہی مین مشغول رہے طلوع فجر تک اور بعد نماز صبح و صلوٰۃ اشراق پھر گھر مین تشریف لے گئے
اور لباس لطیف و نظیف پہنکر مسجد مین آئے اور بطریق مذکور اوسیطرح نماز عشا تک علوم دینی
کی تعلیم مین مشغول رہے یہ حال دیکھکر مینے اپنے دل مین کہا کہ آج تو تیسرا دن ہے آپ ضرور
آرام لینگے مگر مینے دیکھا کہ آپ اوسیطرح تمام شب عبادت الٰہی مین مصروف رہے جب
اسیطرح تین شبانہ روز مینے حال دیکھا تب مینے اپنے دلمین یہ عہد واثق کیا کہ مین امام صاحب
کا ہرگز ساتھ نہ چھوڑونگا یہانتک کہ انتقال ہو میرا یا آپکا جب سے مینے اونکی ملازمت و صحبت
اختیار کی مسجد مین پس نہین دیکھا مینے امام صاحب کو دنمین حالت افکار مین اور نہ رات کو
حالت خواب مین البتہ قبل ظہر قیلولہ خفیف بطور سنت کر لیتے اور یہ فرماتے کہ فرمایا رسول مقبول
صلعم نے کہ مدد چاہو تم قیام لیل پر قیلولہ کے ساتھ۔ علامہ سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے
ہین کہ خطیب بغدادی محدث نے حفص بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ مینے سنا مسعر بن
کدام سے کہ فرماتے تھے کہ مین ایک رات مسجد مین گیا اور وہان ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا
مجکو اسکی قرارۃ مین ایسا ذوق و کیف قلبی حاصل ہوا جسکا بیان نہین کر سکتا ہون سو اوس نے
قرآن مجید کا ساتوان حصہ پڑھا مین سمجھا کہ اب رکوع کریگا پھر اوسنے تہائی قرآن مجید پڑھا مینے
دل مین کہا کہ اب رکوع کریگا پھر اوسنے نصف پڑھا یہانتک کہ تمام قرآن مجید ختم کیا ایک رکعت
مین بعد فراغ نماز جو مینے دیکھا تو امام ابو حنیفہ تھے۔ ابن معاذ فرماتے ہین کہ بعد ایک زمانہ
طویل کے مسعر بن کدام نے امام صاحب کی مسجد مین سجدہ کی حالت مین انتقال کیا فرحمۃ اللہ علیہ
و رضوانہ۔ سبحان اللہ یہ اونہین خاصان حق و مردان خدا مین سے ہین جنپر یہ ارشاد الٰہی

صادق آتا ہی والذین یبیتون لربہم سجداو قیاما معدن الیواقیت مین مذکور ہوا کہ امام صاحب
پہلے تین سو رکعتین رات مین پڑہتے تھے ایک دفعہ ایک عورت نے راہ مین آپکو دیکھکر کہا کہ
یہ مرد پانسو رکعتین نفل رات مین پڑہتا ہی جب سے امام صاحب نے پانسو رکعتین پڑہنی شروع
کین پہر ایکبار راہ مین لڑکون نے امام کو دیکھکر کہا کہ یہ مرد ہزار رکعتین رات مین پڑہتا ہے
اور تمام شب بیدار رہتا ہی جب سے آپنے ہزار رکعتین پڑہنی شروع کین اور تمام شب نہ سوتے
اور بروایت علامہ ابن حجر و علامہ غزالی وغیرہ ائمہ نقل کرتے ہین کہ امام صاحب ابتدا مین
نصف شب جاگتے تھے ایک مرتبہ آپ چلے جاتے تھے لوگون نے دیکھکر کہا کہ یہ امام ابوحنیفہ
ہین تمام شب جاگتے ہین جب سے آپنے تمام شب جاگنا شروع کیا اور فرمایا کہ حیف ہی جو ایسی
بات لوگ میری طرف نسبت کرین اور وہ مجہہ مین نہو ہکذا فی طبقات الفقہاء للیافعی۔ اور خطیب نے
امام ابو یوسف سے روایت کی کہ مین چلا جاتا تہا امام صاحب کے ساتھ کہ سُنا مینے کہ ایک مرد
دوسرے مرد سے یہ کہتا تہا کہ یہ امام ابوحنیفہ ہین کہ رات کو نہین سوتے ہین۔ امام صاحب نے
یہ کلمہ سنکر امام ابو یوسفؒ سے کہا کہ سبحان اللہ واللہ لوگ میرا حال وہ نہ کہین جو مین نہین
کرتا ہون جب سے آپ تمام شب جاگنے لگے حالت تضرع وزاری مین۔ و نیز امام ابو یوسف
فرماتے ہین کہ مین امام صاحب کے خدمت مین حاضر رہا آپنے اول رات کے وضو سے بیس ۲۰
برس تک نماز صبح ادا کی اور جو لوگ کہ مجہسے پہلے آپکے ہم صحبت و رفیق تھے انکا یہ قول ہے
کہ آپنے اول رات کے وضو سے چالیس برس نماز صبح ادا کی۔ اور خطیب نے حماد بن یوسف
سے روایت کی کہ مینے اسد بن عمرو سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ امام صاحب نے عشا کے وضو
سے فجر کی نماز چالیس برس پڑہی کذا قالہ الحجر۔ اور اسی قول کو روایت کیا ابو القاسم
بن کاسؒ نے محمد بن قاسم اسدیؒ سے۔ اور روایت کیا ذہبی نے سنان سے کہ انہون نے
فرمایا کہ تھے امام ابوحنیفہ کہ نماز عشا و نماز فجر ایک وضو سے ادا فرماتے تھے۔ امام نووی عبد اللہ
بن مبارک سے تہذیب مین نقلکرتے ہین کہ امام صاحب نے تینتالیس ۴۳ برس تک ہر روز
ایک وضو سے پانچون نمازین ادا کین۔ اور خطیب نے تاریخ بغدادی مین اتنا اور زیادہ
روایت کیا کہ کثرت نماز پڑہنے سے زانو آپکا مانند زانو شتر ہو گیا تہا۔ طحطاوی مین مذکور ہوا

کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ تمام شب آپ نماز و دعا و گریہ و زاری مین تمام کرتے تھے فضیل بن ویکز کہتے ہین کہ دیکہا مینے جماعت تابعین وغیرہ کو مگر ندیکہا مینے امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسیکو اچھی طرح نماز ادا کرنے مین اور تھے امام صاحب کہ اکثر آپ رات مین تمام قرآن مجید ایک رکعت مین تمام کرتے تھے اور سُنی جاتی تھی آواز آپکی گریہ و زاری کی رات مین یہانتک کہ ہمسایہ کو آپکے حال پر رحم آتا تہا۔ منقول ہوا کہ امام صاحب نے جس مکان مین وفات پائی اوسمین سات ہزار قرآن مجید ختم کئے۔ منقول ہوا کہ کسینے ابن مبارک کے سامنے کوئی کلمہ بطور طعن امام صاحب کی نسبت کہا اونہون نے کہا کہ اے شخص تو بُرائی کرتا ہی ایسے شخص کی کہ جسنے ۴۵ برس تک ہر روز پانچون نمازین ایک وضو سے ادا کین۔ اور پہر فرمایا کہ جو کچہہ علم فقہ میرے پاس ہی وہ سب امام ابوحنیفہ کی برکت و فیض صحبت سے ہی۔ منقول ہوا کہ امام صاحب نے ایک تونگر کی تواضع و مدارات کی اس غرض سے کہ وہ ایمان لاے اوسکے کفارہ مین آپ نے ہزار قرآن ختم کئے امام نووی تہذیب مین سفیان بن عیینہ سے نقل کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ ہمارے وقت مین امام ابوحنیفہ سے بہت نماز پڑہنے والا مکہ مین نہین آیا اور میری آنکہہ نے مثل اونکی نہین دیکہا۔ اور بروایت حضرت مسعرؒ منقول ہوا کہ جسوقت امام صاحب رات کو قیام فرماتے تھو تو اسوقت کیفیت آپکی عروسانہ ہوتی تھی اور وجد و کیف کا قلب مبارک پر ہجوم ہوتا تہا۔ یحیےٰ ابن عبد الحمید الحمانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے ہین کہ مین امام صاحب کی ملازمت و رفاقت مین چھ مہینے حاضر رہا پس ندیکہا مینے آپکو غیر اس حالت کے کہ آپنے نماز فجر پڑہی نماز عشا کے وضو سے اور تھے آپ کہ ختم فرماتے تھے قرآن مجید ہر شب وقت سحر کے کذا فی فوائد المنیفہ اور روایت کیا حافظ غنجار نے اپنی تاریخ مین امام ابوحنیفہ سے کہ آپنے فرمایا کہ نہین باقی رہی ہی قرآن مجید مین کوئی سورۃ مگر کہ مینے پڑہا ہی اوسکو نماز وتر مین۔ اور کہا ابو مطیع نے کہ نہین داخل ہوا مین طواف کرنے کے لئے رات مین کسیوقت مگر کہ دیکہا مین نے اوسوقت مین امام ابوحنیفہ و سفیان ثوری کو۔ و نیز منقول ہوا کہ امام صاحب اکثر راتون مین تمام قرآن مجید ایک شب مین ختم کرتے تھے۔ اور امام ابو یوسف سے منقول ہوا کہ امام صاحب ایک قرآن مجید دن مین اور ایک رات مین ختم کیا کرتے تھے اور رمضان المبارک مین اکسٹھ ختم

کیا کرتے تھے ۔ اور کہا شریک نے کہ رہا مین امام صاحب کے ساتھ ایک برس پس نہ دیکھا
مینے آپکو ایسی حالت مین کہ رکہا ہو آپ نے پہلو اپنا بچھونے پر اور البتہ تحقیق تھے امام صاحب
کہ پہلے شروع کرنے نماز کے گریہ وزاری فرماتے پس کہتا کوئی کہنے والا کہ قسم ہی اللہ کی
توڑ ڈرتا ہی اور جب مین دیکھتا تہا آپکو تو ایسا پاتا تہا کہ جیسے مشک پرانی ہو یعنے بوجہ کثرت عبادت
وریاضت کے ۔ امام صاحب کی ام ولد کہتے ہین کہ نہین تکیہ لگایا بچھونے پر امام صاحب نے
خواب کے ارادہ سے راتکو جسدن سے کہ مینے پہچانا اونکو صرف درمیان ظہر وعصر کے موسم گرما
مین اور سرما مین اول شب خفیف ارام لیتے ۔ اور کہا روادنے کہ نہین دیکھا مینے مکہ معظمہ مین
صابر تر قراءہ پر اور نماز وفتوی پر امام صاحب سے زیادہ یعنے شب وروز طلب آخرت ورضای
مولے مین مصروف رہتے تھے اور البتہ تحقیق کہ مینے دس راتین متواتر امام صاحب کو دیکھا مگر کبھی
حالت خواب مین آپکو نہ پایا اور دنمین جب دیکھا طواف کعبہ وتعلیم علم دین مین مشغول دیکھا ۔
منقول ہوا کہ ایک رات حالت نماز مین جب پہونچے آپ اس آیت پر فمن اللہ علینا ووقانا عذاب
السموم تمام شب اسی آیت کی تکرار فرماتے رہے یہانتک کہ نماز فجر کی اذان ہوئی اسیطرح جب
پہونچے آپ اس آیت پر بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہی وامر تمام رات نماز مین اسی
آیت کی تکرار فرماتے رہے ۔ اسیطرح ایک رات جب پہونچے امام صاحب سورہ الہکم التکاثر پر
تو تمام شب اسی کلمہ کی تکرار فرماتے رہے یہانتک کہ صبح ہو گئی ۔ اور کہا یزید بن لیث نے
کہ تھے وہ اخیار مین سے پڑہی امام مسجد نے سورہ اذا زلزلہ اور امام صاحب بھی مقتدی
تھے جب آپ فارغ ہوے نماز سے تو نظر کی مینے اونکی طرف کہ وہ حالت فکر وتشویش مین
مستغرق تھے اور ہانپ رہے تھے یہ حال دیکھکر مین وہان سے یہ سمجھکر کھڑا ہو گیا کہ شاید
میری وجہ سے آپکی حضوری قلب اور کیف باطنی مین حرج وتغیر واقع ہو پس چھوڑ دیا مینے
قندیل کو ویسی ہی اور روغن اوسمین کم تہا جب آیا مین صبح صادق کے بعد تو دیکھا مینے کہ
امام صاحب مصلے پر کھڑے ہین اور ریش مبارک پکڑ کر بار بار آپ یہہ فرما رہے ہین کہ اے
نفس اے شوخ وشریر تجکو جزا دیجاویگی مثقال ذرۃ خیر کی خیر کے ساتھ اور شر کی شر کے ساتھ
اے خالق برحق اپنے غلام نعمان شرمندہ گناہ نامہ سیاہ کو آزاد کر دوزخ سے اور دور رکھ

اون اعمال و افعال سے جو قریب کرتے ہون دوزخ کیطرف اور داخل کر تو اوسکو اپنی رحمت واسعہ
مین انجام کار جب مین آپکے قریب پہونچا قندیل بدستور روشن تھی مجکو دیکھکر فرمایا کہ کیا
قندیل لیا چاہتا ہے مینے عرض کیا کہ فجر کی اذان دیچکا ہون آپنے فرمایا کہ جو تونے دیکھا اسکا
ذکر نکرنا اور پھر آپنے سنتین نماز فجر کی ادا کین اول رات کے وضو سے۔ و نیز منقول ہوا کہ رات
کو نماز تہجد مین جو آپ کے آنسو بوریہ پر گرتے تھے اون قطرات کے گرنیکی آواز سنی جاتی تھی
مینہ کی مانند اور گریہ کے آثار آپکی آنکھون اور رخسارون مین دکھائی دیتے تھے رحم کرے
اللہ اوسپر اور راضی ہو اوس سے آمین۔ مروی ہوا کہ امام صاحب جانب مسجد جاتے تھے تو
اوسوقت آپ ایسے معطر و معنبر ہوتے تھے کہ آپ مین خوشبو مثل عروس ہوتی تھی۔ کذا فی
فوائد المنیفہ۔ و نیز بعض اصحاب امام ابوحنیفہ سے مروی ہوا کہ تھے امام ابوحنیفہ جب شب
کی نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو آپ زینت اور آرایش فرماتے اور ریش مبارک مین شانہ
کرتے۔ اور جب کبھی کسی مسئلہ مین آپ پر مشکل و دقت پیش آتی تو آپ اپنے تابعین و تلامذہ سے
یہ فرماتے کہ نہین وارد ہوئی ہے یہ حالت مجھپر مگر کوئی گناہ ایسا مجھسے ہوا ہے جسکی وجہ سے
مجھپر یہ پریشانی و دقت وارد ہے پس استغفار مانگتے آپ اللہ سے۔ اور بعض اوقات ایسے حالت
مین آپ وضو کرکے دو رکعت نفل ادا کرتے اور استغفار مانگتے دفعۃً کھل جاتا آپ پر وہ مسئلہ
تب خوش ہوکر یہ فرماتے کہ حقتعالے نے میری دعا و استغفار قبول فرمائی اور اوسکے فضل سے
مین مطلع ہوا مسئلہ شرعی پر اور پھر آپ گریہ فرماتے گریہ سخت اور یہ کہتے کہ اے ابوحنیفہ رحم کرے
تجھپر اللہ نہین تھی یہ حالت تجھپر مگر بوجہ کمی گناہون کے ورنہ بوجہ کثرت معاصی کے تو غافل رہتا
اور ہرگز آگاہ و متنبہ نہوتا۔ در مختار وغیرہ مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے ۵۵ حج ادا کیے اور
خداوند تعالی شانہ کو دیکھا خواب مین سو بار اور رویت کا جو ایک قصہ مشہور ہے حافظ نجم الدین
غیطی اور علامہ ابن حجر مکی وغیرہ نے اس طور پر ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے خداوند تعالے
شانہ کو ننانوے بار خواب مین دیکھا پس کہا امام صاحب نے اپنے دل مین کہ اگر اب کی بار
دیکھونگا تو بارگاہ ایزدی مین سوال کرونگا کہ تیری مخلوق قیامت کے دن عذاب سے کس چیز
سے نجات پاویگی۔ امام صاحب فرماتے ہین کہ جب مینے پھر دیکھا جناب رب العزت کو خواب

بیان رویت امام ابوحنیفہ کا حضرت رب العزت کو سو بار

مین تو مینے عرض کیا کہ اے پروردگار عزجارک وجل ثنا ئوک وتقدست اسماؤک
کس چیز سے نجات پاویگی مخلوق تیری عذاب سے قیامت کے دن ارشاد ہوا کہ جو صبح و
شام یون کہا کریگا سبحان الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع
السماء بغیر عمد سبحان من بسط الارض علے ماء جمد سبحان من خلق الخلق فاحصاہم عدد سبحان
من قسم الرزق ولم ینس احد سبحان الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد سبحان الذی لم یلد ولم
یولد ولم یکن لہ کفوا احد یعنی ان کلمات طیبات کا کہنے والا میرے عذاب سے نجات پاویگا
کذا فی الطحطاوی۔ اور بروایتے یون مذکور ہوا کہ جب امام صاحب نے اخیر حج ادا کیا تو آپ نے
خادمان بیت اللہ شریف کو اپنا نصف مال نذر کیا اور اونسے اجازت چاہی کہ ایک رات داخل کعبہ
مین مجکو عبادت الٰہی میسر ہو چنانچہ ایک رات آپ داخل کعبہ مین ادائی نماز کے لئے کھڑے ہوئے
دو ستونونکے درمیان دہنے پانوپر اور بایان پانون دہنے پانونکی پشت پر رکھا یہانتک کہ نصف
قرآن مجید پڑہا پھر رکوع وسجدہ ادا کرکے دوسری رکعت شروع کی اسطور پر کہ بائین پانون پر
آپ کھڑے ہوئے اور دہنا پانون اوسکی پشت پر رکہا یہانتک کہ بقیہ نصف قرآن مجید ختم
کیا پھر جب سلام پھیرا تو بہت روئے اور جناب باری سے بطور مناجات عرض کیا کہ اے رب
کریم تیری اس بندہ ضعیف نے تیری عبادت نہین کی جیسی کہ تیری ذات پاک کو لایق ہے لیکن
تجکو جانا جیسا کہ تیرے جاننے کا حق ہے تو اوسکی خدمت کے نقصان اوسکے کمال معرفت کی
سبب سے بخشدے۔ مراد یہ کہ کمال معرفت کو نقصان خدمت کا کفارہ کر یعنے عوض کر پس رب العزۃ
کی جانب سے آواز غیبی آئی کہ اے ابو حنیفہ تو نے ہمکو جانا جیسا جاننے کا حق تہا اور البتہ تونے
ہماری خدمت کی اور خوب ہی خدمت کی اور مقرر ہمنے تجکو بخشا اور انکو بخشا جو تیرے تابع اور
مقلد ہون اون لوگون مین سے جو تیرے مذہب پر ہین قیامت تک ف اہل حدیث لکہتے
ہین کہ بظاہر یہ فعل امام صاحب کا مخالف حدیث ہے یعنے حدیث مین ایک پانونکو دوسرے پر
رکہنے سے منع وارد ہوا ہے اسکا جواب علامہ شرنبلالی یہ لکہتے ہین کہ تراوح افضل ہے
نصب قدمین سے۔ اور تراوح کی حقیقت یہ ہے کہ ایکبار ایک پانون پر اعتماد یعنی سہارا کرے
اور دوسری بار دوسرے پانون پر اور یہی محمل ہے امام صاحب کے فعل مذکور کا انتہے اور

بعض اسمقام مین یہ لکھتے ہین کہ یہ احتمال بعید ہی کہ ایک پانؤنکا دوسرے پانؤنکی پشت پر رکھنا
منقول ہوا ہی اور ضیاء معنوی مین منقول ہوا کہ ایک پانؤنپر فرائض مین کھڑا ہونا بدون عذر کے
مکروہ ہی اور نوافل مین جائز ہی۔ اور علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ ایک پانؤنپر کھڑے ہوکر عبادت
کرنا یہ فعل امام صاحب کا غایت مجاہدہ وریاضت شاقہ نفس پر حمل کیا گیا ہی۔ اور فرضاً اگر اس
عمل مین کراہت سمجھی جاوے توظاہر ہے کہ وہ کراہت صرف اس امر پر مبنی ہی کہ اس قسم کی
عبادت شاقہ مانع حضوری ومخل خشوع قلبی ہی اسکا جواب اسقدر کافی ہی کہ امام صاحب کو جو
خشوع معنوی وذوق وکیف قلبی کی دولت خداداد حاصل تھی بنظر علوی شان اونکے یہ
عبادت شاقہ آپکے لیے مانع ذوق وکیف نہ تھی کیونکہ آپکی روزمرہ عبادت وریاضت شاقہ
ایسی تھی کہ عقول عالیہ کو تحیر واستعجاب حاصل تہا پس بنظر اونکے یہ عمل کچہہ طرفہ وعجوبہ نہ تہا تو
گویا بتصریح مصدر سبب کراہت معدوم تہا۔ دوسرا شبہ یہ ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہوا کہ جسنے
پڑہا قرآن المجید کمتر تین دن سے اوسنے تفقہ نہین حاصل کیا اور امام صاحب نے ایک رکعت
مین ختم کیا تو یہ امر اونکا بظاہر منافی وخلاف تفقہ فی الدین تہا۔ جواب اسکا یہ ہی کہ محل اس
حدیث کا اونکے لیئے ہی جنکی اسپر عادت جاری نہین ہی حفظ اور سہولت وسعت زمانہ مین
کیونکہ اکثر حضرات صحابہ کرامؓ وتابعین کے حالات مین مروی ہوا ہے کہ وہ ختم کرتے تھے
قرآن مجید ایک رکعت مین بلکہ بعض ختم کرتے تھے مابین مغرب وعشا کے چار بار پس یہ سب
امور از قبیل کرامات ہین اسپر نہ اعتراض کرنا چاہیئے کذا قالہ الحجر۔ اور اسیطرح حق معرفت کا عقود الجمان
مین مذکور ہوا کہ کہا کردری نے کیا نہین دیکھتا تو طرف اس کلام خیر الانام صلعم کے کہ
آپنے فرمایا کہ حقتعالے نے داؤد کے لیئے آسان کردیا قرات کو کہ وہ حکم کرتے تھے اپنے
جانور کے کسنے کے لئی پس پڑہ لیتے تھے وہ زبور کو بمقدار اس توقف کے کہ زین اوسپر
باندہا جاتا تہا۔ عرفان جو مذکور ہوا اسکا مطلب یہ ہی کہ امام صاحب حقتعالے شانہ کی اون
صفات کی بالیقین عارف تھے جو اوسکی کبریائی وجلالت وعظمت پر دلالت کرتی ہین اس سے
یہ مراد نہین کہ امام صاحب ذات وصفات ربانی کے کنہ کے عارف تھے کیونکہ یہ امر محالات سے
ہی بدلیل ما عرفناک حق معرفتک۔ اور بعض نے اسکی یون تاویل کی ہی کہ اس جملہ کے یہ

معنے ہین کہ مینے تجکو پہچانا حق معرفت تیریکا جو میرے لایق ہی اور میرے مبلغ علم مین ہی
اور یہی معنی ہین اس قول کے ورنہ معرفت کنہ ذات وصفات باری تعالے محالات سے
ہی کیونکہ درصورتیکہ سید الانبیاء والمرسلین نے صاف یہ ارشاد فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علے نفسک تو اب باب معرفت مین کسکو گنجایش قیل وقال ہی - معہذا بروایات صحیحہ
ثابت ہوا کہ بروز قیامت مقام شفاعت عظمے مین رسول مقبول صلعم کے قلب مبارک مین وہ محامد
ومعارف واسماء جلیلہ وقت سوال الہام فرمائے جاوینگے جنکے ظہور سے یہ عالم تنگ ہی اس سے
صاف ظاہر ہوا کہ معارف وتجلیات وتطورات وشیونات ذات باری ہر آن نامحدود اور بے نہایت
ہین - اور امام صاحب کے تابعین ومقلدین کی نسبت جو بشارت مذکور ہوئی اسکا مطلب یہ ہی
کہ جو امام صاحب کے مذہب پر چلے اور تعصب ونفسانیت سے محفوظ رہے اوسکا بالیقین خاتمہ
بالخیر ہوگا قیامت کے قایم ہونے تک پس ایمین صریح بشارت عظمے ہی امام صاحب کی مقلدین
وتابعین کے حق مین کذا فی الطحطاوی - اور روایت کیا خطیب نے خارجہ بن مصعب سے
کہ چار بزرگون نے داخل کعبہ مین ایک رکعت مین قرآن مجید ختم کیا اونمین سے ایک امام
صاحب ہین حفص بن غیاث نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپکو ایسی عبادت وریاضت شاقہ
پر کس چیز نے قوی وثابت قدم کیا فرمایا کہ مینے بواسطہ اسماء مقدسہ آلہی کے دعا کی ہجی کے
حروف پر اور وہ دعا مقدمہ غزنوی مین مذکور ہے - اور بروایتے یہ مذکور ہوا کہ اپنے یہ فرمایا
کہ مینے دعا مانگی جناب باری مین اوسکے اسماء حسنے کے ساتھ مین بعدد حروف معجمہ کے
جنکا مجموعہ ان دو آیتون مین مذکور ہے پہلے آیت محمد رسول اللہ آخر سورہ فتح تک - اور
دوسری آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ آہ - یحیے بن قطان کہتے ہین کہ جب مین
امام صاحب کو دیکھتا تہا تو پہچان لیتا تہا مین یہ کہ آپ ڈرتے ہین اللہ عز وجل سے - ایکروز
امام مسجد نے نماز صبح مین یہہ رکوع پڑہا ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون دفعۃً
امام صاحب کے جسم مبارک مین لرزہ پیدا ہوگیا اور عرق آگیا اور حالت غشی طاری ہوگئی
ابو الاحوص کہتے ہین کہ اگر کہا جاتا امام صاحب سے کہ تو وفات پاویگا تین دن کے
عرصہ مین تو جو اعمال وعباوات کہ آپ روزمرہ ادا فرماتے تھے اوس سے ترقی وزیادت

کسی بات مین نہین ہوتی - اسکا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب کے جو روزمرہ رات دن کے
عبادات و اعمال حسنہ و افعال حمیدہ تھے اوسمین ایک سانس بیکار و زائد نتہا گویا بمرتبہ
حق الیقین ہر وقت حضوری موت کی کیفیت آپکو حاصل رہتی تھی تو اب ایسے مرد خدا کی
عبادت و طاعت کی شان جلیل کیا بیان کیجاوے و حضوری و خلوص قلبی کی لذت و حلاوت
کیا لکھی جاوے . **بیان زہد و ورع و تقوی امام ابو حنیفہؒ** کا علامہ ابن حجر لکھتے ہین
کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ جب مین کوفہ مین وارد ہوا تو مینے وہان کے اون شیوخ
عظام سے جو بہت بڑے زاہد و اتقی تھے دریافت کیا کہ اہل کوفہ مین سب سے زیادہ متقی کون
شخص ہے سب نے بالاتفاق کہا کہ امام ابو حنیفہ ہین چنانچہ اونکی شان تقوی اور ورع کا یہ حال تھا
کہ آپنے ایک جاریہ خریدکرنیکا ارادہ کیا تو دس برس تک اور بروایتے بیس برس اس شک و شبہ
کی تحقیق مین گذر گئے کہ یہ جاریہ کونسے قیدیون مین سے ہے تا کسی قسم کا شک و شبہ شرعی
نہ باقی رہے بس ندیکہا مینے کسیکو امام صاحب سے زیادہ ورع و تقوے مین نہین قادر
ہو سکتے تھے اہل کوفہ کہ ایسے رفیع و عالی رتبہ کی نسبت کوئی کلمہ خلاف شان کہین جسکے سامنے
خزائن عامرہ اور اموال عظیمہ پیش کیے گئے ہون نہ قبول کیا اوسکو اور مارا گیا وہ کوڑون سے اور اوسنے
صبر و شکر کیا اور عبادت کی اللہ کی ہر حال مین اور نہ داخل ہوا وہ اون آفات مین جسکے دوسرے
لوگ طالب و خواہشمند تھے - مروی ہوا کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات امام ابو حنیفہ
کی مدح و ثنا فرمایا کرتے تھے اور جماعت عظیم اور جم غفیر مین علے رؤس الاشہاد آپ یہ
فرماتے کہ کون ہے مثل اس امام ابو حنیفہؒ کے ورع اور تقوے مین - کذا فی فوائد المنیفہ -
اور روایت کیا مغیر الداریؒ نے عبداللہ بن المبارکؒ سے کہ وہ فرماتے ہین کہ جب مین داخل
ہوا کوفہ مین تو مینے علمائے کوفہ سے دریافت کیا کہ تمہارے شہر مین سب سے بڑا کون عالم ہے
تو سب نے بالاتفاق کہا کہ امام ابو حنیفہ ہین پھر مینے اونسے پوچھا کہ ورع و زہد و عبادت
مین سب سے زیادہ کون ہے تو سبنے بالاتفاق کہا کہ امام ابو حنیفہ ہین غرض جن اخلاق حسنہ
و صفات جلیلہ مین مینے اونسے دریافت کیا مگر کہ سبنے اپنے میرے سوال کے جواب مین
بالاتفاق یہی کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کسیکو جو موصوف ہو کمال اوصاف حسنہ کے ساتھ

بیان زہد و ورع و تقوی امام ابو حنیفہ کا

سوائے امام ابوحنیفہؒ کے۔ ابو محمد حارثی ابی الحسن ابن محمد سے روایت کرتے ہین کہ کہا انہون نے
یہ کہ جسکو امام ابوحنیفہ کی مجالست وصحبت نصیب ہوئی تو اوسنے بعد اسکے حقیر یعنے کمتر جانا اور مردونکو
یعنے صفات حسنہ مین اور جسنے نظر کی امام ابوحنیفہؒ کے چہرہ مبارک کی زردی رنگ پر اور نحافت
جسمی پر پست ہوگئی ہمت اوسکی کوشش عبادت وریاضت مین۔ اور کہا مکی بن ابراہیم نے کہ محکو
جماعت کوفیین مین مجالست ومصاحبت کا اتفاق ہوا مگر نہ دیکہا مینے اونمین کسیکو امام صاحب سے
زیادہ صاحب ورع وتقوی کا۔ اور کہا حسن بن صالح نے کہ تھے امام صاحب تقوی اور ورع
مین کامل اور محرمات سے نہایت خائف رہتے تھے یہانتک کہ بوجہ خوف شبہہ کے بہت حلال
چیزونکو چہوڑ دیتے تھے پس نہین دیکہا مینے کسی فقیہہ کو امام صاحب سے زیادہ تر نفس کی حفاظت
اور روک مین اور احکام دینی کے حفظ واحتیاط مین اور اُسکا اہتمام کامل قبر تک اُنکو رہا منقول ہوا
کہ امام صاحب ایک دن بازار مین چلے جاتے تھے کہ آپکے کپڑے پر بمقدار ناخن کے مٹی لگ گئی
اوسکے دہونے کے لئے آپ کنارہ دجلہ پر تشریف لیگئے لوگون نے عرض کیا کہ اے امام مقدار معین
کی معافی کی تو رخصت دیتا ہی اور تو اس مقدار خفیف کی مٹی کو دہوتا ہی۔ فرمایا کہ وہ فتوے ہی اور
یہ تقوے ہی جیسا کہ رسول مقبول صلعم نے آدہی روٹی کی اجازت ذخیرہ کرنیکی ندی اور عورات
کے لئے قوت ایکسالہ رکہا۔ نضر بن محمد کہتے ہین کہ نہین دیکہا مینے کسی فقیہہ کو زیادہ تر سخت
تقوے مین امام صاحب سے زیادہ۔ اور کہا یزید بن ہارون نے کہ مینے لکھی ہین ایکہزار علما
جنسے مینے علم حاصل کیا مگر نہ دیکہا مینے اونمین سے کسیکو امام صاحب سے زیادہ ورع وتقوی
وحفظ لسان مین۔ حسن بن زیاد کہتے ہین قسم ہی اللہ کی نہین قبول کیا امام صاحب نے کسی امرا
وحکام وخلفاء وقت سے نہ جائزہ نہ ہدیہ۔ روایت صحیحہ سے منقول ہوا کہ امام صاحب تجارت
کیا کرتے تھے ریشم کی اور اس کام مین آپ خوب ماہر کامل تھے دکان آپکی کوفہ مین تھی اور چند
اشخاص اس کام مین آپکے شریک تھے کہ وہ شہر کا اس کام کی خرید وفروخت مین سفر کیا کرتے
تھے اور مال تجارت بیچا کرتے تھے۔ اور امام صاحب اپنی ذات سے مستغنی تھے طمع کی طرف
مطلق خیال نہ تہا چنانچہ خلیفہ منصور کیجانب سے آپکو تیس ہزار درم بدفعات پہونچے آپنے
اوس سے کہا کہ اے امیر المومنین مین بغداد مین مسافر ہون اور میرے پاس لوگونکی ودیعتین

اور امانتین ہین پس میرے پاس کوئی ایسی جگہہ نہین ہی جہان مین ان دراہم کو رکھون تو انکو بیت المال مین محفوظ رکھ اوسنے آپکے اس کہنے کو قبول کیا پس ہرگاہ کہ اپنے انتقال کیا اوسوقت سب کی ودیعتین بیت المال سے برآمد ہوئین اور سبنے اپنی ودیعتون وامانتون کو پایا۔ یہ حال خلیفہ منصور کو معلوم ہوا تو اوسنے کہا کہ خدع کیا ہمسے ابوحنیفہ نے۔ اور بروایت مصعب مذکور ہوا کہ خلیفہ منصور نے امام صاحب کو دسہزار درم عطا کئے آپنے اِس خوف سے کہ اگر مین اوسکے اس عطیہ کو رد کر دونگا تو خلیفہ آکو رنج ہوگا اور اگر قبول کرتا ہون تو حفظ دین مین خلل واقع ہوتا ہی لہذا آپنے اس باب مین مجھسے مشورہ کیا مینے کہا کہ یہ مال اوسکی آنکھہ مین بہت ہی جب تو بلایا جاے اس مال کے قبضہ کے لئے تو یہ کہنا کہ میری یہ امید نتھی امیرالمومنین سے چنانچہ جب آپ بلاے گئے اوس مال کے قبضہ کے لئے تو آپنے وہی جواب دیا اسکی خبر خلیفہ منصور کو پہونچی اوسنے روک لیا وہ عطیہ جب سے آپکی یہ عادت التزامی ہوگئی کہ اپنی اس قسم کی کارروائی مین میرے سوا دوسرے سے آپ نہین مشورہ لیتے تھے قاضی ابوعبداللہ حمیری یحیے حمانی سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا کہ قریب زمانہ ایک سال مین امام ابوحنیفہ کی خدمت مین حاضر رہا پس ندیکھا مینے آپکو دنمین حالت افطار مین اور رات کو مگر حالت قیام مین اور نہ داخل ہوئی اُسکی شکم مین کسیکے مال سے کوئی شے۔ خطیب نے علی بن حفص بزاز سے روایت کی کہ حفص بن عبدالرحمن تجارت مین امام صاحب کے شریک تھے سو آپنے حفص کے پاس تھانونکی گٹھری بھیجی اور یہ فرمادیا کہ فلان کپڑے مین نقصان ہی فروخت کرنیکے وقت خریدار پر عیب اوسکا ظاہر کردینا سو حفص نے اونکو فروخت کیا مگر وقت بیع کے مشتری سے اوسکا عیب ظاہر کرنا بھول گئے جب امام صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو آپنے تمام مال کی قیمت خیرات کردی کذا فی الطحطاوی عن السیوطی اور علامہ ابن حجر مکی اس روایت کی نقل مین اتنا اور زیادہ لکھتے ہین کہ اوس مال کی قیمت تیس ہزار درم کی تھی مگر شک وشبہ کیوجہ سے کل خیرات کردیا اور شریک سے باہم فیصلہ کرلیا روایت کیا اسکو حسن بن زیاد نے۔ اور معدن مین یہ روایت اسطرح مذکور ہوئی کہ بشر نام ایک شخص امام صاحب کا شریک تھا امام صاحب نے اوسکے پاس ستر تھان بھیجے اور لکھا کہ ان تھانونمین ایک تھان ناقص ہی یہ بات خریدار سے ظاہر کردینا مگر وہ وقت فروخت کرنیکے وہ نقصان

ظاہر کرنا بھولگیا لہذا امام صاحب نے کل مال کی قیمت خیرات کردی۔ و نیز معدن مین مذکور
ہوا کہ ایک بوڑھیا امام صاحب کے پاس ایک تھان خرید نیکو آئی ایک تھان دیکھکر اوسنے کہا
کہ مین ضعیف و غریب ہون تمکو یہ تھان جتنے مین پڑا ہو مجھے دو فرمایا چار درم کو یہ سنکر وہ بولی
کہ آپ مجھسے ٹھٹھ کرتے ہین مین عمر مین آپ سے زیادہ ہون فرمایا مینے دو کپڑے ساتھ خرید
کیئے تھے ایک چار درم کم دونو نکی قیمت مین برابر بک گیا تو چار درم کو بیچا کذا فی التہذیب۔ وکیع
فرماتے ہین کہ امام صاحب نے التزام کرلیا تھا اپنے نفس پر کہ اگر کسی بات پر کلمہ حلف زبان پر
آگیا تو ایک درم خیرات کرونگا پھر آپنے یہ التزام کیا کہ ایک دینار خیرات کرونگا چنانچہ اگر اتفاق حلف
ہوجاتا تو آپ ایک دینار خیرات کرتے تعظیما لاسم اللہ تعالی شانہ حفص کہتے ہین کہ مین تین برس امام
صاحب کا ہم صحبت رہا پس نہ دیکھا مینے آپ کو کسی عمل مین پوشیدگی کی حالت سے ظاہر مین زیادہ
کرتے ہوئے اور جب آپ پر کوئی شبہ کسی شے مین پیدا ہوتا تھا تو آپ اوس شبہ کو نکالڈالتے تھے اگرچہ
تمام مال کے نکالنے سے وہ شبہ رفع ہو۔ حضرت داوٗد طائی فرماتے ہین کہ مین بیس برس تک امام
صاحب کے ہم صحبت رہا اور اس عرصہ مین شبانہ روز آپکے انفاس و اوقات کا نگران حال رہا مگر مینے
اس زمانہ طویل مین جلوت و خلوت مین کبھی سر برہنہ آپکو نہ دیکھا و نیز اس مدت دراز مین واسطے آرام
و استراحت کے کبھی پاوٗن دراز کئے نہ دیکھا ایک بار مینے آپ سے کہا کہ اے امام دین خلوت مین
اگر پاوٗن دراز کرلے تو اسمین کچھہ حرج نہین ہے آپنے فرمایا کہ اے داوٗد خدای تعالے کے ساتھ
ادب مین کوشش کرنا خلوت مین اولی ہے۔ مطلب یہ کہ آپکے ظاہر و باطن مین کسی قسم کا تنافر و
خلاف نتھا بلکہ یکسان و برابر تھا۔ سہل بن مزاحم کہتے ہین کہ ہم امام صاحب کی خدمت مین
حاضر ہوتے تھے پس نہ دیکھتے تھے ہم آپکے گھر مین سوای بواری کے جسکو ہندی مین بوریا
و چٹائی کہتے ہین کسی نے کہا آپ سے کہ اے امام تجھپر دنیا پیش کیگئی اور تیرے متعلق اہل و
عیال ہین فرمایا کہ اللہ تعالے عیال کا کفیل و رزاق ہے اور میری ذاتی ایک مہینہ کی قوت خوردنی
کے لئے دو درم کافی ہین لہذا جمع کرتا ہونمین اونکے واسطے جو فقرا و سائلین ہین۔ اور
حق تعالے مطیع و نافرمان دونون کو صبح و شام رزق پہونچاتا ہے اور پڑھی آپ نے یہ آیت وفی
السماء رزقکم وما توعدون۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کے رفقا مین سے ایک شخص ہیچ

کے ارادہ سے چار مہینہ کے لئے گیا اور اپنی ایک جاریہ امام صاحب کے پاس چھوڑ گیا
چار ماہ کے بعد وہ حاضر ہوا اور امام صاحب سے اوسکا حال دریافت کیا کہ آپنے اسکو خدمت مین
کیسا پایا فرمایا کہ تلاوت قران مجید کیا کرتی تھی اور عصمت وعفت وحفظ دین کے ساتھ رہی نہین
دیکھا مینے اسکو گھر سے باہر نکلتے ہوئے یہانتک کہ تو آگیا پھر اوسنے جاریہ سے پوچھا کہ تونے
امام صاحب کے اخلاق وصفات کیسے پاے اوسنے کہا کہ ندیکھا مینے اور نہ سنا مینے مثل اوسکا
نہین دیکھا مینے اوسکو کہ غسل کیا ہو اوسنے رات مین اور دن مین جنابت سے اور ندیکھا مینے
انکو حالت افطار مین کبھی اور تھے آپ کہ آخر شب مین کچھ کہا لیتے تھے پھر ایک نوم خفیف کے
بعد نماز فجر کے لئے جاتے تھے۔ منقول ہوا کہ ایک عورت ریشمین کپڑا لیکر بیچنے کے ارادہ سے
امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سو درم اوسکی قیمت کہے آپنے فرمایا کہ یہ سو درم سے
زیادہ ہے اوسنے سو سو درم بڑہاتے یہانتک کہ چار سو درم کی نوبت پہونچی آپنے فرمایا کہ یہ
چار سو سے بھی زیادہ ہی اوس عورت نے کہا کیا آپ مجھسے مزاح فرماتے ہین فرمایا تو اپنے ساتھ
کسی مرد کو لے آوہ لے آئی تب آپنے خریدا وہ کپڑا پانسو درم مین اور فرمایا کہ اگر مجکو خوف نہوتا اللہ
تعالے سے اس بات کا کہ ضائع ہو جائیگا علم دین تو نہ فتوے دیتا مین کسیکو۔ منقول ہوا کہ ایک
بکری کوفہ مین گم ہو گئی آپنے لوگون سے دریافت کیا کہ بکری کتنے برس جیتی ہی کسینے کہا کہ
سات برس آپنے سات برس بکری کا گوشت چھوڑ دیا بوجہ غایت زہد وورع کے یعنی صرف
بوجہ اس احتمال کے کہ شاید وہ بکری منصوبہ باقی رہی ہو اور کہانے مین آجاوے اور
قلب مین قساوت وظلمت پیدا ہو اسوا سطے کہ غذا و حرام کی شان سے ضرور ہی کہ قلب مومن
مین باعث حدوث قساوت وتاریکی کی ہوتی ہی اگرچہ ایسی صورت مین عین حرام کے
نامعلوم ہونے سے معصیت شرعی منتفی ہی مگر طریق تقوے ومسلک زہد وورع سخت دشوار
ہی چنانچہ اسی غایت احتیاط واجتناب کے ذریعہ سے اہل تقوے نورانیت قلبی وصدق وصفائ
باطن مین سبقت لے گئے دوسرون پر اور بدولت حفظ دین وتقوے کے لقاء الٰہی وشہود
انوار غیبی ونزول تجلیات خاص ذات باری کے مستحق واہل ہوئے ان اولیاؤہ الا المتقون ۔
حقتعالے اونکی شان مین فرماتا ہی۔ ونیز دیکھا آپنے اون ایام مین کہ لشکر مین سے بعض نے

بکریکا گوشت کھاکر اوسکے فضلہ کو کوفہ کی نہر مین پھینکدیا آپنے مچھلی کی عمر دریافت کرکے اُتنی مدت تک مچھلی کھانی چھوڑدی ۔ اور کہا بعض ائمہ اصحاب شافعی اوستاد ابوالقاسم قشیری نے اپنی کتاب کے باب التقوے مین کہ امام صاحب نہین بیٹھتے تھے اپنے قرضدار کے درخت و دیوار کے سایہ مین اور یہ فرماتے کل قرض جر منفعۃ فہو ربوا یزید بن ہارون نے کہا کہ اس زہد و تقوے سے زیادہ کیا تصور کیا جاوے ۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ مین نہین سمجھتا ہون یہ کہ اس مرتبہ کا تقوے و زہد سب پر واجب ہو البتہ خاصکر عالم کو چاہیئے کہ اپنے نفس کے لئے تقوے و عمل مین اختیار کرے زیادہ اون سے جنکو بلاتا ہے وہ ورع و تقوے کیطرف منقول ہوا کہ امام محمد طالب علمی کے زمانہ مین بہت شکیل و جمیل تھے امام صاحب نے بجز ایک دفعہ کے اونکو بی ڈاڑہی کا نہ دیکھا چنانچہ ستون مسجد کی آڑ مین بٹھاکر اونکو تعلیم فرماتے تھے کذا فی معدن الیواقیت ۔ منقول ہوا کہ ایکبار ایک مجوسی نے امام صاحب کو مقید کیا وہان حسب اتفاق ایک ظالمین سے آیا اور اوسنے آپ سے یہ کہا کہ مجکو یہ قلم تراشدے آپنے انکار کیا ہرچند اوسنے اصرار کیا مگر آپنے نہ تراشا اور یہان مراد تراشنے سے لکھنا ہے اور یہ فرمایا کہ مجکو خوف ہے اسکا کہ مین اوس قوم مین محشور ہون جنکی نسبت حقتعالے فرماتا ہے احشروا الذین ظلموا و ازواجہم آہ ونیز مروی ہوا کہ ایک دن آپکے شاگردون نے کہا کہ لوگ آپکی نسبت یہ کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رات کو نہین سوتے ہین یہ سنکر آپنے فرمایا کہ آج سے مینے نیت کی اسکی کہ اب کبھی نہ سوؤنگا رات کو اونسے کہا کہ یہ کیون فرمایا آپنے کہا کہ حقتعالے بعض اپنے بندونکی نسبت ارشاد فرماتا ہے ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا یعنے دوست رکھتے ہین یہ کہ مدح کئے جاوین نکی ہوئی باتون پر اب مین کبھی اپنا پہلو نہ کہولونگا زمین پر تاکہ اوس قوم سے نہون جب سے نماز عشا کے وضو سے نماز فجر ادا فرماتے فرحمۃ اللہ علیہ و رضوانہ غرض اسیطرح امام صاحب کی ورع و تقوے مین آثار کثیرہ وارد ہوی ہین جنکا بیان اس مختصر مین محال ہے ضروری چند حکایات پر اکتفا کیا گیا چنانچہ صاحب در مختار اس مقام مین لکھتے ہین کہ بالجملہ امام ابوحنیفہ کے زہد و تقوے و عبادات و علم و فہم مین دوسرا کوئی شریک نہین یعنے بے مثل و بے نظیر ہین وبالجملۃ فلیس ابوحنیفۃ فی زہدہ و ورعہ و عبادتہ و علمہ و فہمہ بمشارک انتہی

بیان ایثار و سخاوت و قناعت امام ابوحنیفہؒ - علامہ بن حجر مکی لکھتے ہین کہ عادات امام صاحب سے تہا کہ آپ اپنے اصحاب و رفقا سے بہت تواضع و اکرام و مواسات و مدارات کے ساتھ پیش آتے تھے یعنی ہر ایک کے ساتھ اوسکی قدر و منزلت کے لایق مسلوک ہوتے تھے اور ہر ایک کے کام مین بالامکان امداد و اعانت فرماتے یہانتک کہ جسکو ضرورت نکاح کی پیش آتی اوسکے ضروری سامان کا اہتمام فرمادیتے - ایکبار امام صاحب نے اپنی ہمنشینون مین سے ایک شخص کو ملباس شکستہ و بوسیدہ دیکھکر یہ فرمایا کہ تو یہین بیٹھا رہ وہ بیٹھا رہا یہانتک کہ جب لوگ متفرق ہوگئے تب اوس سے یہ فرمایا کہ جو کچھہ مصلے کے نیچے ہو اوسکو نکال لے دیکھا تو ہزار درم تھے وہ لیکر چلا گیا اور اپنے حوائج مین صرف کیا - امام ابویوسف فرماتے ہین کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ سائل کو ناکام ہرگز نہین چھوڑتے تھے یعنے حتی الامکان اوسکی ضرورت و حاجت کا انصرام فرمادیتے - منقول ہوا کہ جب امام صاحب کے صاحبزادہ حضرت حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی تو آپنے اونکے معلم کو پانسو درم اور بروایتے ہزار درم دیے معلم نے کہا کہ مینے کیا کیا جو آپنے مجکو یہ دیا یہ سنکر امام صاحب خود تشریف لے گئے اور بعد عذر کے یہ فرمایا کہ جان تو حقیر اوس چیز کو جو تونے میرے لڑکے کو تعلیم کی قسم ہی اللہ کی اسوقت اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو مین تجکو بیدریغ دیتا تعظیماً و اکراماً للقرآن - و نیز عادات امام صاحب سے تہا کہ آپ اپنے مال تجارت کے کل نفع کو جمع کرکے ہر سال بغداد شریف کو بھیجتے اور وہ مال حضرات شیوخ محدثین کے حوائج مین صرف ہوتا تہا یعنے اونکے قوت و لباس وغیرہ مایحتاج کی کفالت اوسی مال سے ہوتی تھی اور جو ان مصارف کے بعد باقی رہ جاتا وہ اونہین حضرات کو دیدیا جاتا تہا اور آپ یہ فرماتے کہ یہ مال تم اپنے حوائج مین صرف کرو اور اوسپر کسیکی تعریف و ثنا نکرو مگر اللہ تعالی کی پس بتحقیق کہ مینے تمکو نہین دیا ہی اپنے مال مین سے کچھہ یہ سب اللہ کے فضل سے ہی جو اوسنے میرے ساتھ پہونچایا ہی - وکیع فرماتے ہین کہ امام صاحب نے مجھسے فرمایا کہ نہین مالک ہوا مین چار ہزار درم سے زیادہ چالیس برس سے مگر کہ مینے اوس زیادہ کو صرف کردیا یعنے چار ہزار درم تک اپنے پاس رکھے بدلیل قول سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کہ آپنے فرمایا چار ہزار درم اور مادون اسکا نفقہ ہی اور اگر نہوتا مجکو خوف اسکا کہ

بیان ایثار و سخاوت و قناعت امام ابوحنیفہ

وقت ضرورت اہل دنیا سے مشغولی پیدا ہو تو نہ رکھتا مین اپنے پاس ایک درم بھی - سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ تھے امام صاحب کثیر الصدقہ یعنے خیرات کرنے والے بہت اور جسقدر کہ مال آپ کو حاصل ہوتا تہا اوسمین سے نہین چھوڑتے تھے مگر کہ آپ صرف کردیتے تھے اوسکو اور البتہ بتحقیق کہ میرے پاس اسقدر ہدایا آئے کہ مین اونکی کثرت سے متوحش ہوا اور اوسکے شکایت کی مینے امام صاحب سے آپنے فرمایا کہ اگر دیکھتا تو اون ہدایا کو جو سعد بن عروبہ کے پاس کثرت سے آتے تھے اور عادات امام صاحب سے تہا کہ آپ نہین چھوڑتے تھے محدثین مین سے کسیکو مگر کہ اونکے ساتھ نیکی وسلوک کرتے تھے وسعت اور فراخی کے ساتھ - حضرت مسعر فرماتے ہین کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ نہین خریدتے تھے آپ اپنے عیال ونفس کے لئے لباس یا از قسم فواکہ وغیرہ مگر کہ پہلے اوس سے آپ واسطے علماء وشیوخ کے خریدلیتے تھے مثل اوسکے - ونیز جب آپ اپنے عیال کو نفقہ دیتے تو اوسیقدر خیرات کرتے اور جب نئے کپڑے پہنتے تو اوتنی ہی قیمت اہل علم کی تواضع کرتے اور جب کھانا تناول فرماتے تو اوس سے دوچند فقرا کو دیتے - امام ابو یوسف کہتے ہین کہ عادات امام صاحب سے تہا کہ آپکی دی ہوئی چیز پر جو شخص کہ شکر ادا کرتا تو آپ مغموم ہوتے اور یہ فرماتے کہ رب کریم کا شکر ادا کر وکہ اوسنے تیرا رزق تجکو پہونچایا اور مین آپکی صفات جلیلہ وعادات حمیدہ کا کیا حال بیان کرون کہ آپنے میری اور میری عیال کی بیس برس تک کفالت کی اور جب مین آپ سے یہ کہتا کہ نہین دیکھا مینے تجھسے زیادہ کسیکو جواد وسخی تو آپ یہ فرماتے کہ کیا کہتا تو اگر حماد کو دیکھتا نہین دیکھا مینے حماد سے زیادہ مجموعہ خصائل حمیدہ - اور اہل کوفہ امام صاحب کے باب مین اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ حقتعالے نے اوسکو زینت دی علم وعمل کے ساتھ اور سخا وبذل واخلاق قرآن کے ساتھ جو اوسمین تھین - شقیق کہتے ہین کہ مین امام صاحب کے ہمراہ تہا کہ ایک شخص آپکو دیکھتے ہی روپوش ہوگیا اور اوسنے دوسری راہ سے نکلنا چاہا امام صاحب نے دیکھکر اوسکو پکارا اور اپنے پاس بلاکر اوس سے یہ فرمایا کہ اسے شخص تو مجکو دیکھکر کیون روپوش ہوگیا اوسنے عرض کیا کہ آپ کے مجھپر دس ہزار درم قرض ہین اور اوسکو زیادہ زمانہ گذر گیا اور مجھپر ان دنون مین عسرت وتکلیف زیادہ ہے اس لئے مجکو آپ سے شرم آئی اور مینے یہ راہ چھوڑدی فرمایا سبحان اللہ تو اپنی

مرادکو پہونچگیا مینے وہ کل درم تجکو بخشدیئے اور اسکی گواہی دیتا ہون مین اپنے نفس پر
پس تو نہ روپوش ہو مجہسے اور معاف کر مجکو اوس بات سے جو تیرے دلمین میری طرف سے
پیدا ہوئی۔ شقیق فرماتے ہین کہ یہ معاملہ دیکھکر مینے اپنے دل مین یقین کیا کہ یہ شخص اپنے
زہد مین صادق ہے۔ اور فضیل کہتے ہین کہ تھے امام صاحب مشہور ومعروف کثرت افضال مین
اور قلت کلام مین اور اکرام علم مین اور اہل علم مین۔ شریک فرماتے ہین کہ عادات امام صاحب
سے تھا کہ آپ غنی کردیتے تھے اوس شخص کو جو آپ سے علم دین حاصل کرتا تھا اور اوسکے
حصول اطمینان کے لئے اوسکی عیال کے حوائج کا انصرام واہتمام فرمادیتے اور جب وہ
پڑھکر فارغ ہوجاتا تو آپ اوس سے یہ فرماتے کہ بہ تحقیق اب تو پہونچگیا بہت بڑی دولت اور
غنا کو یعنے بوجہ حاصل ہونے معرفت احکام حلال وحرام کے۔ منقول ہوا کہ ابراہیم عینیہ رو کے
گئے بابت قرضہ کے اور وہ قرضہ چار ہزار درم سے زیادہ تہا پس ارادہ کیا اونکے بعض احباب
ورفقا نے کہ بطور چندہ یہ قرضہ اونکا ادا کردیا جاوئے جب یہ خبر امام صاحب کو پہونچی تو آپ نے
کل زرچندہ اون اشخاص کو واپس کردیا اور کل قرضہ اونکا اپنے پاس سے ادا کردیا کہ اس درمیان
مین ابراہیم بن عینیہ کے پاس کسی نے ہدیہ بھیجا اونہون اوسکا معاوضہ وبدل المضاعف کیا امام صاحب
نے فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو ایسا کریگا تو مین ہدیہ نہ بہیجتا تجکو ابراہیم بن عینیہ نے کہا کہ آپ ایسا
نہ کہین پس بہ تحقیق کہ فضیلت واسطے سابق کے ہے کیا تو نے نہین سُنی وہ حدیث جو مجہہ سے
بیان کی ہیثم نے ابی صالح سے جسکی روایت کا سلسلہ رسول مقبول صلعم تک پہونچتا ہے
کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جو شخص تمہارے ساتھ کوئی نیک کام کرے تو اوسکا معاوضہ
کرو اور اگر نہ پاؤ اُسکا معاوضہ تو ثنا کرو اوسکی یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث مجہکو
محبوب ہے اس سب مال سے۔ ایک شخص نے حکیم بن ہشام الثقفی سے کہا کہ خبر دے مجکو امام
صاحب کے حالات وعادات سے اُنہون نے کہا کہ تھے امام صاحب سب آدمیون سے زیادہ
امانت مین اور ہرچند ارادہ کیا خلیفہ وقت نے یہ کہ سونپے اونکو خزانون کی کنجیان ودرصورت
نہ قبول کرنیکے مارے جاوین اونسپر تازیانے مگر بااینہمہ اختیار کیا اونہون نے انواع مصائب و
شدائد دنیا کو عذاب آخرت پر یہ سنکر اوس شخص نے کہا کہ نہین دیکھا مینے کسیکو جو موصوف ہو

ان صفات حمیدہ سے جو تو نے بیان کین ہشام نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی امام ابوحنیفہ ایسا ہی تھا
جیسا کہ تو نے کہا - اور ابو نعیم و فضل بن دکین کہتے ہین کہ تھے امام صاحب دیانت مین نیک تر اور
امانت مین کامل تر - منقول ہوا کہ ابوجعفر منصور خلیفہ نے حسن بن قحطبہؒ کے ہاتھ امام صاحب کو وسہزار
درم بھیجے آپنے اوسوقت اونکار دکرنا مصلحت نہ سمجھا یعنی نہ معلوم کہ اسمین کیا فتنہ پیدا ہو لہذا آپنے
اپنی بیٹے حماد کو وصیت کی کہ ان دراہم کو حسن بن قحطبہ کو واپس کردینا اونہون نے بتعمیل وصیت امام صاحب
کی وفات کے بعد وہ دراہم حسن بن قحطبہ کو واپس کردئیے - اُسوقت کہا حسن نے کہ اے حماد رحمت
کرے اللہ تیرے باپ پر البتہ تحقیق کہ تھا وہ کمال مستقیم اور حریص اپنے حفظ دین و غایت ورع و
تقوے پر - منقول ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے سامنے جب امام صاحب کا سلسلہ ذکر خیر
شروع ہوتا تو آپ وہ اذکار خیر سنکر یہ فرماتے کہ اے حاضرین تم ذکر خیر کرتے ہو ایسے مرد جلیل القدر
کا جسکے سامنے دنیا بتمامہا پیش کیگئی اور وہ اوس سے بہاگا اور ظالمین و حاکمین وقت کی صحبت
اونسے نہ اختیار کی باوجود اونکے کمال اصرار و طلب کے اور تہدید و تعذیب کرنیکے اور نہین قبول
کیا خلفا و امرا کا ہدیہ کبھی قلیل یا کثیر - اور فضیل فرماتے ہین کہ تھے امام صاحب فقیہہ کامل اور معروف
بالفقہ اور مشہور بالتقوی اور کثیر المال اور بڑے جواد و سخی تھے عموماً یعنے سب بندگان خدا کے
ساتھ اور اپنے نفس پر نہایت صابر تھے اور شب و روز مسائل دینی مومنین کو تعلیم فرماتے تھے اور
اس وضاحت و سہولت کے ساتھ بیان فرماتے یہانتک کہ مخاطب اچھی طرح سمجھہ لیتا - اور
امرا و سلاطین سے نہایت درجہ متنفر و ہارب تھے اور بڑے رحم دل و کم سخن تھے - منقول ہوا
کہ خلیفہ منصور اور اوسکی زوجہ کے باہم مخاصمہ واقع ہوا یعنی جبکہ اوسکی عورتین بہت ہو گئین
تو اوسکی بی بی اوس سے عدل و مساوات کی طالب ہوئی اور انجام کار اوسنے اپنی رضامندی
اسمین ظاہر کی کہ اس معاملہ کے تصفیہ مین امام صاحب بطور حکم یعنے منصف مقرر کئے جاوین
چنانچہ امام صاحب تشریف لائے اور وہ بی بی پردہ کے پیچھے بیٹھین اوسوقت خلیفہ منصور نے
امام صاحب سے یہ سوال کیا کہ مرد کے لئے کتنی عورتین حلال ہین فرمایا کہ چار پہر اوسنے پوچھا
کہ لونڈیون مین فرمایا کہ لونڈیونمین سے جتنی چاہے - یہ سُنکر خلیفہ نے کہا کہ جائز ہے کسیکو
یہ کہ سمجھے خلاف اس حکم کے آپنے فرمایا کہ نہین خلیفہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ سُن لے

تو اس حکم کو یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین یہ حکم جو بیان کیا گیا حق تعالےٰ نے حلال کیا ہے واسطے اہل عدل کے اور اگر کوئی عدل نہ اختیار کرے تو ایک بی بی کرنا چاہیے جیسا کہ فرمایا حقتعالےٰ نے فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ پس لایق ہی ہمکو کہ ہم متادب ہوں آداب الٰہیہ کے ساتھ اور موعظت حاصل کرنے والے ہوں مواعظ الٰہیہ سے یہ سنکر خلیفہ منصور خاموش ہو گیا جب امام صاحب وہاں سے رخصت ہوے تو خلیفہ منصور کی بی بی نے ہدیہ معقول آپکے لئے بھیجا امام صاحب نے اوسکو پھیر دیا اور یہ فرمایا کہ مینے خالصاً مخلصاً یہ حکم شریعت مصطفوی کا بیان کیا ہی اسمین مجکو نہ کسیکی قرب و رضا مطلوب ہے اور نہ حصول متاع دنیا مقصود ہی۔ بیان عقل و فراست امام ابوحنیفہ رح۔ روایت کیا خطیب نے ابن مبارک رح سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں دیکھا مینے کسی شخص کو عقل و فہم مین امام ابوحنیفہ رض سے زیادہ اور دوسری روایت مین مذکور ہوا کہ اونہوں نے کہا کہ اگر تولی جاوے عقل امام ابوحنیفہ رض کی نصف اہل زمین کی عقل کے ساتھ تو غالب آوے اوسکی عقل اونکی عقل پر۔ اور علی بن عاصم کہتے ہین کہ اگر سارے جہان کی عقل تولیجاتی تو امام ابوحنیفہ کی عقل سب سے زیادہ ہوتی یعنے اونکے زمانہ مین۔ کذا فی المعدن خلیفہ ہارون رشید کے سامنے امام صاحب کا ذکر خیر شروع ہوا اوسنے سنکر کہا کہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر یہ کہا کہ امام ابوحنیفہ اپنی عقل کی آنکھہ سے دیکھتے تھے اوس چیز کو جو نہین دیکھتا ہے غیر اوسکا اپنے سر کی آنکھہ سے۔ محمد بن عبداللہ انصاری کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رض کی عقل ظاہر ہوتی تھی اونکی گویائی مین اور رفتار مین و مدخل و مخرج اور جملہ افعال مین۔ اور حضرت خارجہ رض کہتے ہین کہ مینے ایک ہزار علماء سے ملاقات کی اونمین سے مینے تین یا چار عاقل پایے اونمین سے ایک امام ابوحنیفہ ہین۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ مین بہت آدمیون سے ملا مگر نہ پایا مینے کسیکو زیادہ عاقل اور عالم اور متقی امام صاحب سے۔ اور امام ابو یوسف نے کہا کہ نہین دیکھا مینے کسیکو عقل مین کامل اور مروت مین پورا امام صاحب سے زیادہ۔ اور کہا یحییٰ ابن معین نے کہ تھے امام صاحب زیادہ عاقل اس سے کہ تکذیب کیجاوے اوسکی۔ اور نہین سنا مینے کسی سے جو امام صاحب کے اوصاف حمیدہ بیان کرتا ہو جیسا کہ ابن مبارک بیان کیا کرتے تھے۔ اور کہا امام شافعی رح نے نہین مقابلہ مین لائین عورتین کسی شخص سے جو زیادہ عاقل ہو امام ابوحنیفہ سے

بیان عقل و فراست امام ابوحنیفہ رح

اور کہا بکر بن حبیش نے کہ اگر جمع کیجائی عقل امام ابوحنیفہ کی اور عقل آپکے اہل زمانہ کی تو البتہ غالب آتی عقل امام ابوحنیفہ کی اون سبکی عقلون پر۔ اور کہا ابن شبرمہ نے کہ عاجز ہوگئین عورتین یہ کہ جنین مثل تیری اے امام تجہیر علم دین مین نہین ہی کچہہ مشقت وتعب یعنی حقتعالی نے تجہیر مشکلات دین آسان فرمادین اسیطرح دولت خداداد فراست وذکاوت امام صاحب کا یہ حال تہا جو بتصریح صدر دیگر ابواب مین پایہ ثبوت کو پہونچا کہ اکابر ائمہ دین آپ کی ذکاوت و فراست خداداد پر بالاتفاق تحسین وآفرین کرتے تھے اور آپکے رموز واشارات کے سمجھنے مین عاجز وحیران ہوتے تھے۔ اور فی الواقع ترقی وکمال ان صفات جلیلہ کا متعلق نور ایمان سے ہے پس جسقدر نور ایمانی غالب ہوگا اوسیقدر عقل وفراست مین ترقی وکمال ظہور پذیر ہوگا حدیث شریف مین وارد ہوا اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ اسجگہہ بنظر اختصار چند حکایات مناسب مقام نقل کیجاتی ہین کہ امام صاحب نے اپنی ایک جماعت اصحاب کی نسبت خبر دی کہ تم ہر ایک کو فلان فلان امور پیش آوینگے پس جیسا کہ آپنے جسکی نسبت ارشاد فرمایا تہا اوسکو ویسا ہی پیش آیا مثلاً حضرت داود طائی کی نسبت فرمایا تہا کہ تو گوشہ عبادت اور عزلت اختیار کریگا ویسا ہی ہوا اور امام ابویوسف کی نسبت یہ فرمایا کہ تو فالودہ کہاویگا ایسا ہی ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید کے وقت مین وہ قاضی القضاۃ ہوئے اور اوسکے بہت بڑے مصاحب وقرین وجلیس ہوئے ایک زمانہ مین امام ابویوسف نے امام صاحب سے اپنی عسرت کی شکایت کی تھی امام صاحب نے اوسکے جواب مین یہ فرماتہا کیف بک وانت تاکل الفالوذج یعنے تیرا کیا حال ہی تو تو فالودہ کہاتا ہی چنانچہ جب امام ابویوسف ہارون رشید کی خلافت مین سلسلہ علماء دین مین مستثنیٰ وممتاز ہوئے تو ایکبار خلیفہ نے بنظر اظہار مزید خصوصیت ونیاز قلبی فالودہ آپ کے سامنے پیش کیا اوسکو دیکھکر امام ابویوسف ہنسے خلیفہ نے ہنسنے کا سبب پوچہا تب انہون نے یہ سب حکایت امام صاحب کی نقل فرمائی اور یہ تمامی حکایات از قبیل کرامات ہین وکرامات الاولیاء حق منقول ہوا کہ امام ابویوسف سن طفولیت مین اپنی مان کے پاس سے بہاگ کر امام صاحب کے پاس آتے جب اونکی مان نے اکثر شکایت کی تو آپنے اونکو حوالہ کر دیا پہر بھی ایسا ہی اتفاق ہوا اور کیون نہ بہاگ آتے کہ وہ انجام کار بدولت شرف ملازمت ورفاقت حضرت امام اعظم

کے نضائل وکمالات علمی مین امام ثانی ہوئے اور باعث کمال رونق وترقی مذہب حنفی ہوے
ملا علی قاری اس حکایت کو باب کرامات امام صاحب مین نقل کرتے ہین۔ اسیطرح جب خلیفہ منصور
نے حضرت سفیان ثوری وحضرت مسعر وحضرت امام ابوحنیفہ وحضرت شریک کو عہدہ قضا
کے لئے طلب کیا اسوقت امام صاحب نے فرمایا کہ مین تم لوگونکے باب مین اپنا تخمین و قیاس
ظاہر کرتا ہون وہ یہ کہ مین تو اوسوقت حیلہ کرونگا اور سفیان راہ مین سے بھاگ جاویگا
اور مسعر مجنون ہوجاویگا اور شریک اوس بلا مین مبتلا ہوجاویگا چنانچہ جب یہ سب حضرات
مذکورین خلیفہ منصور کے پاس بغداد شریف کو روانہ ہوے راہ مین ایک جگہہ سفیان ثوری
نے سپاہیان ہمراہی سے کہا کہ مین قضاء حاجت کے لئے جایا چاہتا ہون پس اوسکے
ساتھ ایک سپاہی گیا اور وہ ایک دیوار کی آڑ مین بیٹھ گئے اوس جگہہ ایک کشتی جو کانٹون
سے معمور بھی گذری آنہون نے اہل کشتی سے کہا کہ ایک شخص جو دیوار کی آڑ مین بیٹھا ہی
میرے ذبح کرنیکا ارادہ کرتا ہی یہ اشارہ ہی اس حدیث کیطرف من جعل قاضیا بین الناس
فقد ذبح بغیر السکین غرض یہ سنکر اہل کشتی نے کہا کہ تو اس کشتی مین سوار ہوجاوہ
اوسمین جا بیٹھے اہل کشتی نے اون کانٹون مین اونکو چھپا دیا سپاہی نے جو آکر دیکھا
تو وہان نہ پایا اونکو جب زیادہ دیر ہوگئی تو وہ پکارا یا عبد اللہ اوسکا کچھ جواب نہ آیا تب وہ
ناکام وہان سے پھر آیا اور اپنے افسر کو خبر دی اوسنے اس سے مواخذہ کیا بالجملہ جب یہ
تینون حضرات خلیفہ وقت کے پاس پہونچے تو اول حضرت مسعر بن کدام نے عجلت کے ساتھ
سبقت کی اور خلیفہ سے مصافحہ کیا اور یہ کہا کہ اے امیر المومنین تیرا کیا حال ہی اور تیرے
گھر کا کیا حال ہی اور جانور تیرے کیسے ہین مجکو تو سونپ عہدہ قضا کا یہ دیکھکر خلیفہ کے سرہانے
جو ایک شخص کھڑا تھا اوسنے کہا کہ یہ شخص تو مجنون ہی خلیفہ نے کہا کہ سچ کہا تونے اسکو یہان سے
باہر کرو چنانچہ اونکو وہان سے باہر نکالدیا پھر بلایا امام صاحب کو آپ آئے اور یہ فرمایا کہ اے
امیر المومنین مین نعمان بن ثابت بیٹا ملوک خراز کا ہون اہل کوفہ نہین راضی ہونگے اس
بات پر کہ اونپر ایک بزاز حاکم مقرر کیا جاوے خلیفہ نے کہا کہ سچ کہا تونے پھر شریک آئے
اور اُنہون نے اپنے عذرات پیش کئے خلیفہ نے کہا کہ اب تو قیل وقال نہ کر کیونکہ سوا تیرے

اس کام کے لئے کوئی باقی نہین رہا ہی قبول کر عہدہ قضا کو اونہون نے کہا کہ ای امیر المومنین
مین مرض نسیان مین مبتلا ہون خلیفہ نے کہا کہ لازم کر تو اپنے پر چبانا لوبان کا پھر انہون نے
کہا کہ میری عقل و فہم مین خفت و ضعف ہی خلیفہ نے کہا کہ ہم تیرے واسطے فالودہ بنا دین گے
تو اوسکو کہا یا کرنا پہلے اس سے کہ تو مجلس قضا مین جا کر بیٹھے یہ سنکر انہون نے کہا کہ مین
حکم جاری کرونگا دار و اور صادر دونون پر خلیفہ نے کہا کہ تو اپنا حکم جاری کر اگرچہ میرا بیٹا
کیون نہو غرض امام صاحب نے جسکی نسبت جیسا ارشاد فرمایا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا حقیقت مین
یہ سبب ایک شاہد بکمال قوت قدسیہ و مکاشفہ باطنی و عرفان قلبی امام صاحب کا تہا جو ہر ساعت
دہر آن مشہود خاص و عام ہوتا تہا ۔ منقول ہوا کہ خلیفہ عہد نے ملک الموت کو خواب مین دیکہا
اور اوس سے سوال کیا کہ میری عمر کتنی باقی ہی ملک الموت نے پانچون انگلیون کے ساتھ اشارہ
کیا خلیفہ وقت نے علماء وقت سے اسکی تعبیر پوچھی مگر کسیکی تعبیر سے اوسکا اطمینان نہین
ہوتا تہا انجام کار امام صاحب کو بلا کر تعبیر دریافت کی آپنے فرمایا کہ اونسے پانچ انگلیون سے
پانچ علم کے ساتھ اشارہ کیا یعنے پانچ چیزونکا علم بجز خدای تعالے کے کوئی نہین جانتا
ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہین ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام
وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر اسیطرح
حدیث شریف مین وارد ہوا خمس لا یعلمہن الا اللہ آہ اس تعبیر سننے سے خلیفہ وقت کا
اطمینان ہوگیا اور نہایت خوش ہوا ۔ منقول ہوا کہ چند اطفال ایک جگہہ گیند کہیل رہے تہے
اتفاق سے گیند اونکی امام صاحب کی جماعت حاضرین مین جا گری مگر وہان کوئی لڑکا
بپاس ادب نہین جا سکتا تہا اونمین سے ایک لڑکے نے کہا کہ مین لاتا ہون چنانچہ وہ
گستاخانہ چلا گیا اور گیند لے آیا ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑکا حلال زادہ
نہین ہی تلاش کیا تو امام صاحب کا فرمانا صحیح ثابت ہوا لوگون نے عرض کیا کہ آپنے کیسے جانا
کہ یہ حلال زادہ نہین ہی فرمایا کہ اگر حلال زادہ ہوتا تو اوسکو حیا مانع ہوتی ۔ اور نیز آپ نے
فرمایا کہ جب تو دیکھے کسی شخص کو طویل الراس یعنے لمبے سر کا تو جان لے کہ وہ احمق ہی اور جب
تو دیکھے کسیکو جید الحفظ تو دلیل حاصل کر اوسکی جمعیت خاطر پر ۔ اور جب تو دیکھے کسیکو طویل اللحیہ

یعنے لمبی ریش کا تو سمجہہ لے اوسکے حمق کو۔ اور جب تو دیکہے کسی لمبے قد والے کو عقلمند لیس
ہم صحبت ہو تو اوسکا پس بتحقیق کہ کم پاویگا تو دراز قد والیکو عقلمند۔ کسی نے امام صاحب سے پوچہا کہ
کیسا دیکہا تو نے علماء مدینہ طیبہ کو فرمایا کہ اگر کامیاب ہوا ادنہین سے تو اشقر ازرق ہی یعنے مالک
ابن انس رح اور فی الواقع امام صاحب نے بہت صحیح فرمایا کہ امام مالک پہونچے علم اور فلاح مین اس
درجہ کو کہ اہل مدینہ مین سے مثل اونکے اس درجہ کو کوئی نہین پہونچا اونکے زمانہ مین۔ اسیطرح
ایک شخص گذرا امام صاحب پر مسجد مین آپنے اوسکو دیکہکر فراست سے معلوم کیا کہ یہ شخص مسافر ہے
اوسکی آستین مین حلوا ہے اور معلم صبیان ہی یہ سنکر لوگون نے اوسکا حال دریافت کیا تو جیسا
فرمایا تہا ویسا صحیح پایا کسینے پوچہا کہ آپنے ان حالات کو کیسے معلوم کیا فرمایا کہ دیکہا مینے اس شخص کو
کہ دہنی بائین طرف دیکہتا تہا اور مسافر کا یہی حال ہوتا ہی اور دیکہا مینے مکہیونکو اوسکی آستین پر
معلوم کیا مینے کہ اسمین حلوا ہے اور دیکہا مینے اسکو کہ نظر کرتا تہا لڑکون کیطرف سمجہا مین کہ یہ
معلم اطفال ہی۔ **بیان حلم و اخلاق و عادات امام ابو حنیفہ**۔ یزید بن ہارون کہتے
ہین کہ نہین دیکہا مینے کسیکو بردبار زیادہ امام صاحب سے اور تہا اونکو حاصل کمال فضل اور کمال
دین اور غایت ورع و تقوے و حفظ لسان اور مستعد ہی اون باتون مین جو معین و مددگار ہوتی
تہین اونکے دین مین۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے آپکو دشنام دی اور کلمات بیہودہ کے ساتہ
زبان درازی کی مثل ان کلمات کے یا زندیق امام صاحب نے ان سب کلمات کے جواب مین
فرمایا غفر اللہ لک یعنی اللہ تیری مغفرت کرے وہ جانتا ہے میرے حال کو خلاف اسکے جو تو کہتا
ہی۔ عبد الرزاق محدث کہتے ہین کہ نہین دیکہا مینے کسیکو بردبار زیادہ امام صاحب سے ہم
اونکے ساتہ مسجد خیف مین تہے اور حاضرین آپکے گرد بیٹہے تہے ایک شخص بصرہ کے رہنے
والے نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچہا آپنے اوسکا جواب دیا اوسنے سنکر اعتراضاً یہ کہا
کہ حسن بصری نے خلاف اسکے کہا ہی آپنے فرمایا کہ حسن نے خطا کی اوسنے کہا معاذ اللہ
یا ابن الزانیہ تو کہتا ہی حسن نے خطا کی حاضرین نے اوسکے مارنیکا ارادہ کیا آپنے اون سبکو روکا
اور تہوڑی دیر آپ سر مبارک جہکائے رہے اور پہر سر مبارک اوٹہا کر فرمایا کہ ہان خطا کی حسن نے
اور ابن مسعود صواب پر ہین اوسمین جو اونہون نے روایت کی رسول اللہ صلعم سے۔

بیان حلم و اخلاق و عادات امام اعظم رح

اسیطرح ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور سخت کلمات بیہودہ کہی
آپ اسوقت طلبا کو پڑہا رہے تھے اوس کے کہنے پر کچھہ التفات نفرمایا اور نہ اپنے شغل تعلیم کو
موقوف کیا اصحاب حاضرین کو جو غیظ و غضب کی حالت مین دیکھا تو آپنے اونکو فہمایش کر کے
خاموش کیا جب آپ درس سے فارغ ہوے تو اوس شخص نے گہر کے دروازہ تک آپ کا
پیچھا کیا آپ دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اوس سے فرمایا کہ اے شخص یہ میرا گہر ہے اگر
تجکو کہنے سے کچھہ باقی رکھا ہو تو مین حاضر ہون تو اوسکو پورا کر لے تاکہ تیرے دل مین
کوئی بات باقی نرہ جاوے اس کلام کے سننے سے وہ شرما گیا اور چلا گیا۔ اور دوسری
روایت مین یہہ مروی ہوا کہ اوس شخص نے پیچھا کیا گہر کے دروازہ تک جب آپ گہر مین
داخل ہوئے تو وہ شخص گالیان دیتا رہا کثرت سے کسینے اُسکا جواب نہین دیا تو اوسنے
مجبور ہو کر یہ کہا کہ کیا تو مجکو کتا سمجہا ہی یہ سنکر گہر مین سے کسینے کہا کہ ہان۔ جریرجانی
کہتے ہین کہ میرے سامنے ایک جوان نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے اُسکا
جواب دیا اوسنے سنکر کہا کہ خطا کی تو نے مینے حاضرین سے کہا کہ سبحان اللہ تم نہین تعظیم
کرتے ہو اِس شیخ کی یہ سنکر امام صاحب نے میری جانب التفات فرماکر ارشاد کیا کہ چھوڑ
تو انکو بتحقیق کہ یہ لوگ عادی و خوگر ہو گئے ہین میری طبیعت کے اور پہر یہ فرمایا کہ جس
دن سے حضرت حماد نے انتقال کیا ہی جب سے مین ہر نماز کے بعد اپنے مان باپ
کے ساتھ اونکے لئے مغفرت مانگتا ہون اور اونکے گہر کیطرف مینے کبھی اپنے پانون
نہین پہیلاے باوجود اسکے کہ میری اور اونکے گہر کے درمیان مین سات کوچے واقع
ہین اور بتحقیق کہ مین استغفار کرتا رہتا ہون اپنے جملہ اساتذہ و شاگردونکے لئے۔ ابو معاذ
کہتے ہین کہ تھے امام صاحب بوجہ معلوم ہونے اس بات کے کہ مجکو سفیان کے ساتھ
قرابت حاصل ہی اور آپ مین اور اونمین برتاؤ مثل اقران و امثال کے تہا مجکو اپنے پاس
بٹھلاتے اور حتے الامکان میری حاجتون و ضرورتون کا سرانجام فرماتے۔ اور تھے آپ
انتہا درجہ کے حلیم الطبع و صاحب زہد و تقوے کے بتحقیق کہ حق تعالی نے اونکی ذات مین
خصائل حمیدہ جمع فرمائے تھے۔ اسیطرح امام زفرؒ فرماتے ہین کہ امام صاحب بڑی صابر

وتحمل مزاج تھے چنانچہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ سفیان بن عینیہ آپکے پاس آئے اور اوسوقت
اتفاق سے امام صاحب اور آپکے اصحاب کے باہم بلند آواز سے گفتگو ہو رہی تھی سفیان نے
کہا کہ یا ابا حنیفہ یہ مسجد ہے اسمین بلند آواز نہونی چاہیئے امام صاحب نے فرمایا کہ اے سفیان
چھوڑ انکو یعنے بحث نکر انکے حال سے کہ یہ لوگ عادی ہین اسکے اور نہین سمجھتے ہین مگر اسی
طریق سے ۔ منقول ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید نے امام ابو یوسف ؒ سے کہا کہ بیان کر مجھسے اخلاق
امام ابو حنیفہ ؒ کے انہون نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ عزوجل فرماتا ہے مایلفظ من قول الالدیہ
رقیب عتید مین اسقدر جانتا ہون رحمت کرے اللہ تعالے اُسپر کہ تھے امام صاحب بہت سخت
دفع کرنیوالے محارم الٰہیہ کہ بوجہ اسکے کہ عطا ہوا تہا آپکو کمال ورع و تقوے کے نہین گویا ہوتے
تھے دین الٰہی مین غیر معلوم بات مین یعنے اوامر و نواہی کے بیان مین نہایت محتاط تھے
اور اطاعت الٰہی کو دل سے دوست رکھتے تھے اور اپنے زمانہ کے اہل دنیا سے بھاگتے تھے
اور اونکی عزت و جاہ کیطرف مطلق رغبت و التفات نفرماتے اور بہت کم سخن تھے اور دائم الفکر تھے
اور علم وسیع رکھتے تھے اگر کوئی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر پورا علم اُسکا آپ کو ہوتا تو جواب
دیتے اور اوس جواب مین وہ مصیب الے الحق ہوتے اور اگر ہوتا سواے اسکے تو قیاس فرماتی
حق کے ساتھ یعنے کتاب و سنت سے اور ہمیشہ اپنے نفس اور دین کی حفاظت اور صیانت ملحوظ
رہتی تھی اور علم اور مال دونو نکے بہت خرچ کرنیوالے تھے اور شب و روز خلایق کو علم دین
تعلیم فرماتے اور اہل حاجات کے مہمات و حوایج کا انصرام فرماتے ۔ اور مستغنی النفس تھے جمیع
خلایق سے نہین میلان تہا اونکو طمع کیجانب اور غیبت سے بڑی نفرت تھی ۔ نہین ذکر کرتی
تھے کسیکا آپ مگر خیر کے ساتھ ۔ یہ حالات سُنکر ہارون رشید نے کہا کہ یہ سب عادات صالحین
و مردان خدا کے ہین ۔ اور کہا امام احمد حنبل ؒ نے کہ بتحقیق تھے امام صاحب اہل ورع و اہل زہد سے
اور اختیار کرنے آخرت مین ایسے اعلے درجہ پر فائز تھے کہ نہ پایا اوس مقام عالیشان کو کسینے
اور بتحقیق کہ وہ خلیفہ منصور کے عہد مین مارے گئے کوڑون سے اس بات پر کہ اختیار کرین
منصب قضاۃ مگر نہ قبول کیا اوسکو فرحمتہ اللہ علیہ و رضوانہ ۔ منقول ہوا کہ امام احمد حنبل ؒ جب
مقید ہو کر مصائب و شدائد مین مبتلا ہوئے تو آپ اوس حالت مین امام صاحب کے شدائد

وصدمات کا ذکر حاضرین سے کرتے اور گریہ فرماتے اور آخر کلام مین کہتے رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ
معافی موصلی فرماتے ہین کہ امام صاحب مین دس خصلتین بزرگ ایسی جمع تہین کہ اونمین سے
اگر ایک صفت کسی انسان مین ہو تو ہو جاوے وہ شخص رئیس وقت اور سردار قبیلہ ورع وصدق
وعفت ومدارات خلایق ومودت صادقہ واقبال علے ماینفع خاموشی اکثر واصابت بالقول و
امداد مظلومان اگرچہ دشمن کیون نہون واستعانت درعین شدائد - ابن نمیر کہتے ہین کہ عادات
امام صاحب سے تہا کہ بیٹھتے تھے اپنے اصحاب کے ساتھ مثل امام زفر وحضرت داؤد طائی وقاسم
بن معین وغیرہ کے ساتھ اور یہ سب حضرات مسائل دین مین بطور مطارحہ باہم گفتگو کرتے اور
اون مسائل کی تحقیق مین قیل وقال طویل باواز بلند ہوتی جب اخیر مین امام صاحب کلام کرنا
شروع فرماتے تو سب خاموش ہو جاتے یہانتک کہ اوس مسئلہ کو آپ تفصیلی بیان فرماتے
پھر شروع کرتے دوسرے مسئلہ کی تحقیق کو - اور تھے امام صاحب کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہوتے
عوام غلام واسطے میرے تو مین ازاد کر دیتا اونکو اور اونکے حق ولایت سے بری ہو جاتا - اور
استقلال واستقامت حالت شدائد مین جو لوازمات عقل سلیم سے ہے ان صفات جلیلہ مین آپ
بے مثل وبے عدیل تھے آپکے صاحبزادہ حضرت حماد فرماتے ہین کہ امام صاحب مسجد مین آئے
تھوڑی دیر مین یکایک حجرہ کی چھت مین سے ایک بہت بڑا سانپ گرا قسم ہے اللہ کی امام صاحب
نے اپنے مقام سے نہین جنبش کی اور نہ کسیکو آواز دی اور کسی قسم کا طبیعت مین تغیر اور جزع
وفزع نہین پیدا ہوا اور پڑہی آپ نے یہ آیت قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولانا
اور بائین ہاتھ سے اوسکو پکڑ کر پھینکدیا - امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا تہا کہ امام
صاحب اپنی والدہ شریفہ کو خچر پر سوار کرا کے عمرو بن ذر واعظ کے پاس لیجایا کرتے تھے بخیال
اسکے کہ مکروہ جانتے تھے آپ مان کی نافرمانی کو امام صاحب فرماتے ہین کہ کبھی تو مین انکو
لیجاتا اور کبھی آپ مجکو بھیجتین کہ یہ مسئلہ اونسے پوچھ آمین جاکر اونسے یہ کہتا کہ میری مان نے
مجکو حکم کیا ہی آپ سے اس مسئلہ کے دریافت کرنے کا وہ کہتے کہ ای امام میرا یہ منصب نہین
ہی کہ تو مجھسے مسئلہ پوچھے مین یہ کہتا کہ میری مان کا مجکو حکم ہی غرض تیسری بار وہ کہتے کہ
بیان کرو وہ مسئلہ مین بیان کرتا اور اوس جواب کو آکر عرض کر دیتا - اور مثل اسکے کبھی ایسا

ہوتا کہ مجھسے والدہ میری فتویٰ پوچھتین اور مین فتویٰ دیتا وہ اوسکو قبول نفرماتین اور
یہ کہتین کہ مین نہین قبول کرونگی مگر قول زرعہ واعظ کا پس لاتا مین اونکو ابوزرعہ پاس
اور اون سے کہتا کہ مان میری آپ سے فتوے پوچھتی ہین فلان معاملہ مین وہ کہتے کہ
اے امام تو ہم سبکا پیشوا اور علامہ وقت ہی تو فتویٰ دے مین کہتا کہ میری مان کی یہی خوشی
ہی کہ آپ ہی فتوے دین تب زرعہ اسکے جواب مین یہ کہتے کہ میرا وہی قول ہی جو ابوحنیفہ کا
قول ہی یہ سنکر آپکی والدہ راضی ہوکر چلی آتین - ابن مبارکؒ کہتے ہین کہ نہین کوئی مجلس زیادہ
عظمت اور وقار مین امام صاحب کی مجلس سے - اور تھے امام صاحب نیک سیرت اور خوبصورت
ونیز امام صاحب فرماتے ہین کہ نہین بدلہ دیا مینے کسیکو بدی کے ساتھ اور نہ لعنت کی مینے
کسی پر اور نہ کسیکو طمانچہ مارا اور نہ کسیکے ساتھ بدعہدی وفریب کیا - کسی نے امام صاحب سے
کہا کہ سفیان ثوری پوچھتا ہی تیرے کلام کو اور وہ کلام کرتا ہی تیرے باب مین یہ سنکر
امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ مغفرت کرے اوسکی اور پھر آپنے اونکی مدح فرمائی - بعض
مفترقین ومتوسطین کی یہ عادت ہوتی ہی کہ دوسرے کی جانب سے ... کلمات فتنہ انگیز
وزہر آمیز خلاف ایسے پہونچاتے ہین کہ انسان کیسا ہی حلیم وصابر ومستقیم المزاج ہو مگر
اون کلمات کو سنکر معاً افروختہ ہوجاتا ہی اور اشتعال غیظ وغضب مین راہ سلامتی قطعاً
چھوڑ دیتا ہی پس مقام سمجھنے کا ہی کہ حق تعالےٰ نے امام صاحب کو کیسا قلب سلیم عطا فرمایا
تہا کہ ایسی سخت حالتون مین بھی آپکے استقلال واستقامت طبعی وحلم وصبر فطری مین
کسی قسم کا تغیر واقع نہین ہوتا تہا رحمۃ اللہ علیہ - منقول ہوا کہ عیسےٰ بن یونسؒ کی مجلس مین
امام صاحب کا ذکر ہوا انہون نے سنکر کہا کہ رحمت اللہ کی اوسپر نازل ہو تھی شروع کوشش اوسکی
اس باب مین کہ نافرمانی نہو اللہ کی اور حرمات الٰہیہ کی تعظیم وحرمت باقی رہے - ونیز مروی
ہوا کہ ایک شخص کا پائون ایک لڑکے پر بےخبری مین پڑ گیا اوسنے کہا کہ اے شیخ نہین ڈرتا
قیامت کے دن کی دار وگیر سے یہ کلمہ سنکر امام صاحب پر حالت غشی طاری ہوئی جب
افاقہ ہوا تو کسی نے آپ سے کہا کہ اسوقت کس چیز نے آپکے دل کو سخت پکڑا فرمایا کہ ڈرا مین
اس سے کہ اس لڑکے نے اسوقت مجکو تلقین کی - ونیز منقول ہوا کہ لوگون نے دیکھا

امام ابو حنیفہ اور حضرت معتمر کو کہ دونون پھر رہے تھے مسجد مین اور حالت گریہ مین تھے جب مسجد سے باہر آئے تو کسی نے کہا کہ کیا حال ہی تم دونون کا کہ تمنے آج بہت گریہ کیا امام صاحب نے فرمایا کہ اسوقت زمانہ کے شرور و آفات کا ذکر تہا کہ اہل باطل کا غلبہ ہوتا جاتا ہی اہل خیر پر اس بات پر ہم دونون کو گریہ پیدا ہوا۔ مروی ہوا کہ امام صاحب نے سنا اپنے غلام سے کہ وہ خدا تعالیٰ سے سوال کر رہا ہی جنت کا یہ سنکر آپ یہانتک روے کہ آپکے صدغین اور منکبین مین اختلاج پیدا ہو گیا حکم کیا اوس غلام کو دکان بند کرنیکا اور گھبرا کر وہان سے اوٹھ کہڑے ہوے کپڑے سے سر مبارک چھپائے ہوے اور فرمانے لگے کہ کیا اجر ہے ہمارا خدا تعالے پر جو ایک ہم مین کا سوال کرتا ہی جنت کا کیونکہ یہ سوال نہین ہی مگر اپنے نفس کے آرام و خوشی کے لیے پس کیون نہین چاہتا تو اللہ تعالے سے عفو کو۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کے ہمسایہ مین ایک شخص اسکاف نامی تہا کہ وہ حالت نشہ مین تغنی کیا کرتا تہا اس بیت کے ساتہہ ۵ اضاعونی وای فتےٰ اضاعوا ۞ لیوم کریھۃ وسداد ثغر ۞ ایک رات امام صاحب نے اوسکی آواز نہین سنی کسینے آپ سے کہدیا کہ وہ قید ہو گیا یہ سنکر آپ اوسیوقت سوار ہو کر رئیس شہر کے پاس گئے وہ بہت اعزاز و اکرام کے ساتہہ پیش آیا اور اوسیوقت اوسکی رہائی کا حکمدیا بلکہ اوس رات کو اور اشخاص جو بعد اوسکے قید ہوے تھے اون سبکی رہائی کا بھی حکمدیا پس آپ نے وہان سے مراجعت فرمائی اور اسکاف آپکے پیچہے پیچہے تہا امام صاحب نے فرمایا کہ ای جوان ضائع کیا ہمنے تجکو اوسنے عرض کیا کہ نہین بلکہ آپنے میری حفاظت و حمایت کی حقتعالے آپ کو جزای خیر دے پہر اوسنے اپنے کام سے توبہ کی اور نیک توبہ کی اور قبول ہوئی توبہ اوسکی چنانچہ جب سے اوسنے امام صاحب کی ملازمت و رفاقت اختیار کی یہانتک کہ ہو گیا وہ فقیہ کیا خوب فرمایا کسی عارف نے ؎ ابو جہل از کعبہ بر مے آید و ابراہیم از بتخانہ کار بعنایت است باقی بہانہ ولید بن قاسم کہتے ہین کہ تھے امام صاحب کریم الطبع اور بڑے مہربان و شفیق خلایق کے اور اپنے اصحاب و رفقا کے ساتہہ نیک حال رہتے تھے اور ہصام کہتے ہین کہ نہین تہا کسیکے واسطے حق ایسا جیسا کہ امام صاحب اپنے رفقا و اصحاب کا حق اپنے پر لازم سمجتے تھے ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ بعض رفقا مین سے کسینے امام صاحب سے کہدیا کہ فلان شخص

گر پڑا چھت پر سے آپنے سنتے ہی ایک چیخ ایسی ماری کہ تمام اہل مسجد گھبرا گئے اور دفعتاً خوفناک با پیادہ بحالت گریہ آپ اوسکے پاس روانہ ہوے اور فرمایا کہ اگر قدرت ہوتی مجکو تو اوسکو اُٹھا لاتا مین پس آپ اوسکی عیادت کے لیئے ہر روز دو بار صبح و شام تشریف لاتے تھے یہانتک کہ اوسنے صحت پائی۔ منقول ہوا کہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور اوسنے یہ کہا کہ مین ایک تحریر مشابہ آپکے خط کے فلان شخص پاس لیگیا اوسنے مجکو چار ہزار درم دیئے آپنے سنکر فرمایا کہ اگر تمکو اس سے نفع حاصل ہوتا ہو تو کرو تم اسکو۔ مروی ہوا کہ ایکبار امام صاحب کے صاحبزادہ حضرت حماد امامت کے لیئے کھڑے کیئے گئے امام صاحب نے اُنکا کپڑا پکڑکر پیچھے کھینچ لیا اور کسی دوسرے کو امام کردیا اُنھون نے عرض کیا کہ اے باپ میرے مجکو آپنے اسوقت فضیحت کیا فرمایا کہ نہین تو خلاف سمجھا بلکہ تو اپنی رسوائی و خفت کا طالب تھا مینے تجکو اوس سے بچادیا کیونکہ اگر تو پڑہاتا تو نماز اور کہتا کوئی کہنے والا کہ اے لوگو اعادہ کرو تم اپنی نماز کو پیچھے اس لڑکے کے پس یہ بات لکھی جاتی کتابون مین اور اوسکی ننگ و عار تاقیامت باقی رہتی اور اکثر اپنے رفقا و اصحاب کو یہ فرماتے کہ اگر علم دین کے ساتھ تم ارادہ خیر کا نہ کروگے تو نہین توفیق دیجاویگی تمکو اور بھی یہ ارشاد فرمایا کہ جب ارادہ کرے تو کسی حاجت کا حاجات دنیا سے تو نہ کہا یہانتک کہ اوس کام کو کرلے پس بتحقیق کہ کہانا عقل مین تغیر پیدا کرتا ہی اور ظاہر مقام سے اس قول کے یہ معنے مین کہ کہانا کثرت سے موجب فساد عقل ہوتا ہی و نیز آپ یہ فرماتے کہ چند حالتون مین مجسے احکام دین نہ پوچھا کرو ایک اوس حالت مین کہ مین چلنے والا ہون دوسری جسوقت کہ مین باتین کرتا ہون آدمیون سے یا غفلت نوم مین ہون یا تکیہ لگانے والا ہون پس بتحقیق کہ ان حالتون مین مردونکی عقل نہین سلامت رہتی ہی و نیز فرمایا کہ جسنے سیکھا علم حصول دنیا کے لئے وہ محروم رہا اوسکی برکت سے نہ اوسکے دل مین اوسکا کچھہ اثر ہوگا اور نہ نفع پاویگا اوس سے کوئی۔ منقول ہوا کہ خلیفہ منصور نے امام صاحب سے کہا کہ تو کیون نہین ہماری صحبت اختیار کرتا ہی فرمایا کہ اگر تو اپنا مقرب بنائیگا فتنہ مین ڈالیگا مجکو اور اگر حاکم بناویگا تو رسوا کریگا مجکو اور میری پاس نہین ہی کوئی ایسی چیز جس سے مین خوف کرون تجہسے۔ و نیز امیر کوفہ سے آپنے فرمایا کہ ٹکڑا روٹی کا اور پیالہ پانیکا اور ایک چادر

کپڑے کی سلامتی کے ساتھ بہتر وافضل ہی اوس عیش سے جسکے بعد حاصل ہو ندامت و نیز فرمایا کہ جس شخص کو علم نے نہ روکا محارم الٰہیہ سے تو وہ خسارہ بن سے ہی ۔ منقول ہوا کہ امام صاحب لایعنی وفضول باتون سے اور بدگوئی وغیبت سے نہایت متنفر وہارب تھے یہانتک کہ بعض مناظرین نے بحث وگفتگوی علمی کے وقت آپکو کہا یا مبتدع یا زندیق آپنے اوسکے جواب مین یہی فرمایا کہ اللہ تیری مغفرت کرے اللہ تعالے جانتا ہی میرا حال خلاف اسکے جو تو نے کہا اور نہین عدل کیا مینے کسیکے ساتھ مین جسدن سے کہ پہچانا مینے اوسکو اور نہین امید رکہتا ہون مین مگر اوسکے عفو کی اور نہین خوف کرتا ہون مین مگر اوسکے عذاب کی اور پھر آپنے ایسا گریہ فرمایا کہ حالت غشی طاری ہوئی جب آپکو افاقہ ہوا تو اوس شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت میرا قصور معاف کیجیئے آپنے اسکے جواب مین فرمایا کہ جسنے میرے حق مین کوئی کلمہ بُرا کہا ہی اور وہ کہنے والا اہل جہل سے ہی تو اوسکو معاف ہی اور جسنے میرے حق مین ایسی بات کہی جو مجھہ مین نہین ہی اور وہ کہنے والا اہل علم سے ہی تو وہ حرج وتکلیف مین ہی پس بتحقیق کہ علماء دین کی غیبت کرنیکا نقصان اور وبال باقی رہتا ہی بعد اونکے ۔ فضل بن دکین فرماتے ہین کہ تھے امام ابوحنیفہ صاحب ہیبت ورعب کے یعنے آپکے چہرہ مبارک مین ہیبت حق کا ظہور تھا اور نہین کلام کرتے تھے زیادہ مگر بقدر جواب کے اور لایعنی امور مین خوض نہین کرتے تھے اور نہ کسی دوسرے سے فضول باتین سننا چاہتے تھے ۔ منقول ہوا کہ عبداللہ بن مبارکؒ نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ امام صاحب نہایت دور رہتے تھے غیبت سے نہین سُنا مینے اونسے کہ کبھی اُنہون نے کسیکی غیبت کی ہو اگرچہ دشمن کیون نہو یہ سنکر حضرت سفیان ثوری نے کہا قسم ہی اللہ کی امام صاحب زیادہ عاقل تھے اس سے کہ وہ اپنی نیکیون پر مسلط کرین اوس چیز کو جو لیجاوے اونکی نیکیونکو اسکا مطلب یہ ہی کہ چونکہ غیبت سے نیکیان معدوم ہوتی ہین لہذا امام صاحب غیبت سے نہایت ہارب ومتنفر تھے اور لوگون سے مجادلہ ومخاصمہ نہین کرتے تھے اور بہت کم سخن تھے ۔ کسینے کہا امام صاحب سے کہ ڈرتو اللہ تعالےٰ سے دفعتہً آپکے جسم مبارک مین لرزہ پیدا ہوگیا اور جہکالیا آپنے اپنا سر اور پھر فرمایا یا اخی حقتعالی تجکو جزاے خیر دے آدمی ہر وقت زیادہ تر محتاج ہین اوس شخص کیطرف

جواونکو یاد دلادی اللہ تعالیٰ اوسکے وقت خود پسندی اونکی کے اون باتونپر جواونکی زبانونپر
اپنے علم وفضل کے دعوی کی جاری ہوتی ہین یہانتک کہ وہ لوگ اوس شخص کی ہدایت
کے ذریعہ اسے اپنے سب اعمال مین موثر حقیقی اوس ہادی مطلق کو سمجھین۔ اور مین
یقین کرتا ہون کہ بتحقیق اللہ عزوجل مجھسے پوچھیگا میرے جواب سے مراد یہ کہ حق اور
ناحق ہونیکے باب مین مجھسے سوال کریگا اور بتحقیق کہ مین حریص ہون سلامتی کے طلب
کرنے پر دنیر امام صاحب کی عادات سے تہا یہہ امر کہ جب کوئی شخص آپکے پاس حاضر ہوتا
اور وہ لوگون کے حالات کے بیان مین چنان وچنین شروع کرتا تو آپ اوس سے یہہ
فرماتے کہ چھوڑ تو اس حال کو جسمین تو ہی بھلا فلان فلان امر مین تو کیا کہتا ہی مطلب یہ کہ
اس حسن پیرایہ مین اوس شخص کے سررشتہ سخن اور سلسلہ کلام کو آپ قطع کردیتے تھے اور یہہ
فرماتے کہ بچو تم اون باتونکی نقل کرنے سے جو باتین آدمیون کی لوگ نہین پسند کرتے
ہین معاف کرے اللہ اوس شخص سے جسنے ہمارے حق مین کوئی کلمہ برا کہا اور رحم کرے
اللہ اوسپر جسنے ہمارے حق مین کوئی کلمہ نیک کہا ای لوگو دین الٰہی مین تفقہ حاصلکرو اور دوسرے
لوگونکی باتین بیان کرنا چھوڑو اونہون نے جو عادتین اور باتین اپنے نفس کے لئے اختیار
کی ہین انجام مین حقتعالی اونکو تمہاری جانب محتاج کریگا۔ مروی ہوا کہ کسی نے امام صاحب
سے پوچھا کہ علقمہ اور اسود دونومین سے کون افضل ہی فرمایا کہ قسم ہی اللہ کی انکی علوی شان
فضل وکمال اسقدر ہی کہ میرا رتبہ نہین ہی کہ مین اونکا ذکر کرون مگر دعا و استغفار سے۔ حضرت
ضمیرہ رح کہتے ہین کہ اسمین کسیکو اختلاف نہین ہی کہ تھے امام صاحب مستقیم اللسان نہین ذکر
کرتے تھے وہ کسیکا برائی کے ساتھ۔ بکیر بن معروف رح کہتے ہین کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو
امت محمد صلعم مین سے نیک خصلتو نمین امام صاحب سے زیادہ کسینے امام صاحب سے کہا کہ لوگ
آپکے باب مین قیل وقال کرتے ہین اور آپ کسیکے حق مین کچھہ نہین فرماتے ہین سوا ے
کلمہ خیر کے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہی جسکو چاہے عطا فرماے۔ مروی ہوا کہ کسی شخص نے
بعد نماز صبح امام صاحب سے چند مسائل پوچھے آپنے اونکے جوابات بیان فرمائی ایک شخص
بولا کہ کیا علماء دین اسوقت مین باتین کرنا مکروہ نہین جانتے ہین مگر خیر کی امام صاحب نے

فرمایا کہ اس سے زیادہ عمدہ کونسی خیر ہی کہ بیان کئے جاوین احکام حلال وحرام کے اور تنزیہ
وتقدیس ہم بیان کرتے ہین اللہ کی اور ڈراتے ہین ہم اوسکی مخلوق کو معاصی سے اور جماعہ
جب خالی ہوجاتا ہی تو نیتہ سے تو صاحب اوسکا ضایع ہوجاتا ہی۔ یہ منقول ہوا کہ ایک شخص علم حدیث
پڑہنے کے لئی آپکے پاس ایک تحریر بطور سفارش کے لایا آپنے اوس سے فرمایا کہ اے شخص
طلب علم کے لئے اسکی کیا ضرورت تھی حق تعالے علماء دین سے میثاق اور وعدہ لیچکا ہے
اسکا کہ وہ خلایق کو علم دین تعلیم کرین اور نہ چہپاوین اوسکے احکام کو لیس خواص علماء سے
یہی امر ہے کہ وہ تعلیم کرتا ہو خلایق کو اللہ تعالی اوسکی تعلیم کا ارادہ کریگا۔ امام ابو یوسف رح
فرماتے ہین کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ آپ پاتابہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے یہانتک کہ
سر بند اوسکا لوگ کہلا ہہین دیکہتے تھے اور خوشبو کا زیادہ استعمال فرماتے تھے یہانتک
کہ لوگ اوس خوشبو سے آپکو پہچان لیتے تھے پہلے اس سے کہ آپکو دیکہین یہ مقتضاے غلبہ
روحی تہا کہ خوشبو آپکو نہایت مرغوب ومطبوع تھی۔ حضرت نضر فرماتے ہین کہ ایکبار وقت
سوار ہونے کے امام صاحب نے مجہسے فرمایا کہ تو اپنی چادر مجکو دے اور میری چادر تو لیلے
مینے بموجب حکم کے ایسا ہی کیا جب آپنے مراجعت فرمائی تو مجہسے فرمایا کہ تونے مجکو خجل کیا
بوجہ بہاری ہونے چادر تیری کے اور تھی وہ چادر پانچ دینار کی قیمت کی پہر دیکہی مینے
آپکے پاس چادر کہ قیمت اوسکی تیس دینار کی تھی اور مینے جو ایکبار آپکی چادر وقمیص کی قیمت
کرائی تو چار سو درم قیمت انکی قرار پائی اور تہا لباس آپکا جبہ فنک کا اور جبہ سنجاب کا اور جبہ ثعلب کا جنکو آپ
مختلف اوقات پہنکر نماز ادا فرماتے تھے اور چادر شریف مین نشان یعنی خطوط تھے اور ٹوپیان
استعمالی سات تہین کہ اونمین سے ایک سیاہ رنگ کی تھی کہ اوسکو اکثر آپ پہنتے تھے

بیان حالات وفات شریف

بیان حالات وفات شریف مخفی نرہے کہ امام صاحب کے سبب وفات مین اختلاف
ہی مگر اکابر علماء دین جو واقعہ شہادت آپکا بروایت صحیح نقل کرتے ہین وہ یہ ہی کہ بغداد
شریف مین حالت قید مین رحلت فرما ہوی اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ شعبی جو امام صاحب
کے اوستاد تھے قاضی شہر تھے خلیفہ منصور نے اپنے غلامون کو کچھہ زمین دی تھی۔
بعضو نکو بطور ہبہ کے اور بعض کو بطور وقف کے کوتوال کو حکم دیا کہ وثیقہ سند کی تکمیل ہوا ہمیر

علمار وقت سے وقاضی شہر کی تصدیق سے مرتب کر کے پیش کرے چنانچہ سب نے
اوس کاغذ پر مہر کر دی جب وہ کاغذ امام صاحب کے پاس پہونچا اور کوتوال نے کہا کہ خلیفہ وقت
کا حکم ہے کہ اسپر گواہی کرو آپنے فرمایا کہ خلیفہ کہان ہی اوسنے کہا کہ وہ اپنے محل مین ہی فرمایا کہ
وہ میرے پاس آوے یا مین اوسکے پاس جاؤن اوس سے سنکر گواہی کرونگا۔ کوتوال نے
کہا کہ سب علمار وقت ونیز قاضی شہر کی گواہی ہو چکی تو کیا سمجھکر انکار کرتا ہی علاوہ اسکے شعبی نے
بھی اس وثیقہ پر گواہی کر دی امام صاحب نے فرمایا لہا ما کسبت ہر شخص کا معاملہ اوسکے ساتھ ہی
مین گواہی نکرونگا جب یہ خبر خلیفہ منصور کو پہونچی تو اوسنے شعبی کو بلا کر پوچھا کہ کیا گواہی مین دیکھنا
اور سننا بھی شرط ہی اُنہون نے کہا کہ مین جانتا تھا کہ تیرا حکم ہی اور تیرے بلانے پر مجکو قدرت
نہ تھی خلیفہ نے کہا کہ یہ بات حق سے دور ہے اور اس بنا پر شعبی کو عہدہ قضا سے علحدہ کیا
اور ازان بعد یہ مشورہ قرار پایا کہ ابن ابی لیلے قاضی کوفہ نے انتقال کیا اور شہر خالی ہو گیا
حاکم عادل سے ایسی حالت مین امام ابوحنیفہ وسفیان ثوری ومسعر وشریک ان چارون مین سے
ایک کو قاضی کرنا چاہیے چنانچہ اس بنا پر ان چارون صاحبونکو بغداد شریف طلب کیا جسکا
تفصیلی حال مذکور ہو چکا۔ بالجملہ جب خلیفہ منصور نے خاص جلسہ مین امام صاحب سے کہا کہ عہدہ
قضا قبول کرو آپنے جواب دیا کہ مین ایکمرد بزاز ہون اہل کوفہ مجھسے کپڑا مول لیتے ہین اشراف
عرب میری قضا نہ قبول کرینگے خلیفہ نے کہا کہ یہ عہدہ علم وفضل سے تعلق رکھتا ہی نسب سے
اسکو کیا تعلق ہی آپ نے فرمایا کہ مین اس کام کے لایق نہین ہون اور اس بات مین اگر سچا ہون
تو عدم لیاقت میری ثابت اور خلاف کہتا ہون تو جھوٹا لیاقت عہدہ قضاۃ نہین رکھتا یہ سنکر
خلیفہ خاموش ہو گیا مگر اس انکار وحکم عدولی سے اوسکے دل مین سخت خصومت پیدا ہوی
اور ہر ایک معاملہ مین حیلہ وبہانہ آپ کی ماخوذی کا ڈہونڈہتا تھا ایکدن وزرار سے مصلحت کرکے
ایک عورت کو سکھلا کر امام صاحب کے پاس بھیجا کہ تو جا اور اون سے یہ مسئلہ دریافت کر کہ میرا
شوہر غازی فی سبیل اللہ تھا اوسکے پاس ایک گھوڑا تھا مجکو یہ وصیت کر مرا ہی کہ اس گھوڑے کو
اس شخص کو دینا جو سب سے زیادہ اعلے وافضل ہو اب آپ فرماوین کہ وہ گھوڑا کسکو دون فرمایا کہ
امام جعفر صادق کو دے جب وہ عورت چلی گئی تب آپنے فراست باطنی سے دریافت کیا

کہ یہ عورت کسیکی سکھائی ہوئی آئی تھی لہذا حماد کو بھیجا کہ اس عورت کو بلا لا مگر چونکہ وہ عورت تعلیم
کردہ تھی جلد نکلکر مالک بن انس وعطا ابن رباح سے وہ ہی مسئلہ پوچھنے گئی انہوں نے بھی یہی
جوابدیا امام صاحب نے اوسیوقت اپنے بیٹے کو وصیت لکھوائی اور فرمایا کہ خلیفہ کا آدمی آتا ہوگا
اور وہ بالیقین میرے قتل پر آمادہ ہی یقین ہی کہ اس مسئلہ کو مالک بن انس وعطا ابن رباح سے
بھی بلاکر پوچھے گا مین اونکے قول کی تصدیق کرونگا شاید اس حیلہ سے نجات پاؤن ابھی
فکر مین تھے کہ خلیفہ کا آدمی آپہونچا آپ تشریف لے گئے مالک اور عطا دونوں کو بیٹھا پایا خلیفہ نے
امام صاحب سے پوچھا کہ آپنے اس عورت کے سوال کا کیا جوابدیا آپ نے اوس جواب کا اعادہ
کیا اور فرمایا کہ ظاہر ہے یہ امر کہ سبسے امام جعفر صادق اعلے وافضل ہین کہ وہ اولاد رسول اللہ
ہین اور وہ متقی ہین نہ تو اور وہ عالم ہین نہ تو یہ سنکر خلیفہ نے مالک وعطا سے پوچھا انہوں نے
بھی یہی جوابدیا تب خلیفہ نے نہایت غضبناک وپریشان ہوکر اونکو رخصت کیا جب وہان سے
چلے تو عطا نے امام صاحب کی رکاب پکڑکر کہا کہ آج آپنے ہمکو قتل سے بچایا کہ ہمارے موافق
جوابدیا الغرض اسوجہ سے خلیفہ کے دل مین امام صاحب کیطرف سے نفاق وکینہ پیدا ہوا
یہانتک کہ ایک دن ہتیار منگوا کر امام صاحب سے کہا کہ عہدہ قضا قبول کرو آپنے فرمایا کہ مجکو
ہرگز صلاحیت نہین ہی خلیفہ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو تمکو لیاقت وصلاحیت یقینی حاصل ہی
آپنے فرمایا کہ اگر خلیفہ کا یہہ قول صحیح ہی تو عجب ہی کہ خلیفہ دروغگو کو قاضی کرتا ہی والا میری
عدم لیاقت ثابت ہی یہ سنکر خلیفہ نے قسم کھائی کہ مین تمکو خواہ مخواہ قاضی کرونگا آپنے قسم کھائی
کہ مین نہ مانونگا اوسوقت ربیع بن یونس دربان نے کہا کہ خلیفہ وقت قسم کھاتا ہی آپ نہین مانتے
ہین فرمایا کہ خلیفہ وقت کو قسم کا کفارہ دینا بہ نسبت مجھسے بہت آسان ہی غرض جب اوسنے بہت اصرار
کیا امام صاحب نے فرمایا کہ ای امیر المومنین خدا سے خوف کر امانت نہ دی مگر اوسکو جو خدا سے
ڈرتا ہو واللہ ما انا مامون الرضا فکیف مامون الغضب یعنی واللہ مین خوشی کی حالت مین
مامون نہین ہون غصہ مین کیونکر مامون ہونگا اور بعض روایات مین مذکور ہوا کہ امام صاحب کے
بعض اعدا ومخالفین نے خلیفہ منصور کو یہ سمجھایا کہ امام ابو حنیفہ نے ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن
بن الحسین بن علی سے اتفاق اور ساز کر لیا ہی اور اونکو مال وسامان سے بہت مدد اور قوت

دی ہی اور وہ جانب بصرہ آیا جانتے ہین اسمین فتنہ عظیم پیدا ہوگا چونکہ خلیفہ منصور امام صاحب کی وجاہت اور شان جلالت سے ہمیشہ خائف رہتا تہا یہہ مضمون سنکر مضطرب و بدحواس ہوگیا اور بلطائف وحیل امام صاحب کے قتل کی تدبیرون مین آمادہ ہوا۔ اور شہرستانی کی ملل ونحل مین یہ روایت یون مذکور ہوئی کہ منصور دوانقی نے امام صاحب کو اسواسطے قید کیا تہا کہ اُنہون نے حسن بن علی بن ابی طالب کے پروتے سے بیعت کی تھی صاحب طحطاوی لکھتے ہین کہ ممکن ہی کہ نہ قبول کرنا عہدۂ قضا کا اور بیعت کرنا اہلبیت کا دونون سبب ہوی ہون امام صاحب کی قید کے بہرکیف اس بنا پر امام صاحب کو قید کیا اور زمانہ قید مین ہر روز یہہ پیام پہونچتا رہا کہ اگر آپ عہدہ قضا نہ قبول کرینگے تو سخت تکلیف دونگا چنانچہ حکم دیا کہ ہر روز قید خانہ سے نکالو اور دس کوڑے مارو اور بازار مین تشہیر کرکے پہر قید خانہ مین لیجاؤ اور آب ودانہ بند کرو ان ضربات شدیدہ سے آپکے سر مبارک سے خون جاری ہوکر ٹخنون مبارک تک پہونچا اور سر مبارک پر ورم آگیا دس روز تک ان عقوبات جسمانی و تکلیفات روحانی مین مبتلا رہے مگر زبان مبارک سے ہر بار یہی فرماتے رہی کہ دنیا مین کوڑے کہانا آسان ہی آخرت مین لوہے کے گرم گرزون سے جب دسوین دن سو کوڑے پورے ہوی تب امام صاحب نے جناب باری مین دعا فرمائی اور سجدہ مین انتقال فرمایا اور بعض روایات مین مذکور ہوا کہ جب دس دن پورے ہوی تو قید خانہ مین ایک پیالہ جسمین زہر تہا لوگ لاے اور امام صاحب سے کہا کہ اسکو آپ پی لیں فرمایا کہ مین جانتا ہون جو اس پیالہ مین ہی پس عمداً مین اپنے نفس کو نہین ہلاک کرونگا آخرکار چند اشخاص نے بجبر واکراہ آپکے منہ مین ڈالدیا جسوقت آپکو اپنی وفات سے اطلاع ہوئی تو آپ سجدہ مین گرپڑے اور انتقال فرمایا غفر اللہ لہ ولتابعیہ **ف** حدیث شریف مین وارد ہوا کہ جو شخص قید خانہ مین مرے اور وہ قید کیا گیا ہو ظلم سے تو وہ شخص شہید ہوگا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند مین حدیث علی بن ابیطالب سے تو اس حالت مین امام صاحب کے مظلوم ہونے اور قید خانہ مین وفات پانے مین کچھ شک نہین لہذا ثبوت شہادت مین کسی قیل وقال کو گنجائش نہین منقول ہوا کہ بعد وفات قید خانہ مین سے امام صاحب کو پانچ آدمی غسل کیجگہہ تک

لائے۔ خطیب حضرت حمادؒ سے روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ جب ہمارے والد کا انتقال ہوا تو ہمنے حسن بن عمارہ قاضی بغداد سے کہا کہ آپ امام صاحب کو غسل دین آپنے غسل دیا اور ابو رجاء عبد اللہ بن واقد الہروی پانی بہاتے جاتے تھے اوس وقت حسن بن عمارہ اپنی حالت وجد وکیف مین یہ کلمات شورش انگیز رقت خیز فرماتے جاتے تھے کہ اے امام حق تعالیٰ تجہپر رحم کرے اور مغفرت کرے تو نے نہین افطار کیا تیس برس سے اور نہین سوئین تیری آنکھین چالیس برس سے تو ہم سب مین بڑا فقیہہ تہا اور تقوی وطہارت وزہد وورع مین بیمثل تہا اور خصائل حمیدہ کا مجموعہ تہا مقرر تو نے ہمکو بہت پریشانی ورنج وقلق مین مبتلا کیا اور بتحقیق کہ تیرے اوٹھ جانے سے بہت آدمی تعب ومشقت مین مبتلا ہونگے اور قرار ہتک جاوینگے قرآۃ قرآن مین۔ بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ امام صاحب کے غسل سے نہین فارغ ہوئے تھے کہ اوسیوقت بیشمار اکابر علماء دین ومشائخ کرام بلا طلب جمع ہوگئے یعنے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا ان سب حضرات اکابر وقت کو امام صاحب کی وفات کی پہلے سے خبر ہوگئی تھی۔ بعض کا یہہ قول ہے کہ پچاس ہزار آدمیون نے امام صاحب کے جنازہ کی نماز پڑہی اور بعض کہتے ہین کہ اس سے زیادہ تھے غرض بوجہ کثرت ازدحام خلائق چھہ بار نماز جنازہ پڑہی گئی اور اخیر نماز پڑہی آپکے صاحبزادہ حماد نے اور نہ قادر ہوئے لوگ دفن کرنے پر بوجہ ہجوم خلائق کی غرض بعد عصر آپکو دفن کیا اور اکثر لوگ ٹھہرے رہے کہ نماز پڑہین آپکی قبر شریف پر قریب بیس دن کے اور بموجب وصیت کے مقبرہ خیزران کے باب الطاق جانب شرقی مین دفن کیا کہ اوسکی زمین طیب اور غیر مغصوب تھی جیساکہ خیرات حسان مین اور یواقیت وغیرہما مین یہ سب روایات تفصیلی مذکور ہین صدقہ مغابری سے مروی ہوا کہ تھے وہ مستجاب الدعوات سے کہ بعد دفن امام صاحب کے حاضرین نے تین راتین متواتر چند ابیات بطور مرثیہ ہاتف غیب سے سنین مگر کہنے والا انکا نہین دکہائی دیتا تہا ترجمہ اون ابیات کا یہ ہے کہ اوٹھ گیا علم فقہ کا اور نہ رہا تمہارے پاس علم فقہ پس تقوے حاصل کرو تم اللہ سے اور ہو جاو تم بدل اوسکا وفات پائی نعمان نے کہ وہ زندہ رکہتا تہا راتون کو عبادت الٰہی سے۔ بعض راوی لکھتے ہین کہ وہ جن تہا بحالت گریہ بطور مرثیہ یہہ بیتین پڑہتا تہا۔ علماء اہل حدیث وسیر کا اتفاق ہے اسپر کہ امام صاحب پیدا ہوئے سنہ ۸۰ مین

صحابہ کرام کے زمانہ مین اور فقیہہ ہوے تابعین کے عہد مین اور منصب قضاۃ نہ قبول کیا اور انجام کار شہید ہوے اور مقبرہ خیزران مین دفن ہوے اور عمر شریف ستر برس کی ہوئی سنہ ۱۵۰ ہجری مین آپنے وفات پائی اور جنکا یہ قول ہی کہ سنہ ۱۵۱ مین انتقال فرمایا یہ محض خلاف ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ وفات پائی امام صاحب نے مہینہ رجب مین اور بعض نے کہا ماہ شعبان مین اور بعض نے کہا کہ نصف شوال مین انتقال کیا اور سواے حضرت حماد کے کوئی اولاد نہ چھوڑی طحطاوی مین منقول ہوا کہ جسجگہہ امام صاحب نے وفات پائی وہان ستر ہزار قرآن مجید ختم کیئے اور ملا علی قاری مرقاۃ مین سات ہزار لکھتے ہین۔ منقول ہوا کہ جب خلیفہ منصور کو امام صاحب کی وفات کی خبر پہونچی تو اوسنے کہا کہ تعزیر دیا جاؤنگا مین تیرے باب مین زندگی مین اور بعد وفات کے بھی۔ روح بن عبادہ کہتے ہین کہ سنہ ۱۵۰ ہجری مین مین ابن جریج کے پاس گیا تہا جو مکہ معظمہ مین سب سے زیادہ فقیہہ و امام وقت سمجھے جاتے تھے کہ اون دنون مین امام صاحب کی وفات کی خبر آئی تو اُنہون نے نہایت افسوس و رنج سے کلمہ استرجاع پڑہا اور یہہ کہا کہ بہت بڑا علم اوٹھ گیا۔ اسیطرح جب حضرت شعبہ کو امام صاحب کی خبر وفات پہونچی تو اُنہون نے بعد پڑہنے کلمہ استرجاع یہ فرمایا کہ بجھہ گیا علم کا نور کوفہ سے اے لوگو اب نہین دیکھوگے مثل اور بدل اوسکا۔ منقول ہوا کہ بعد زمانہ طویل ملک ابو سعد المستوفی الخوارزمی نے امام صاحب کی قبر شریف پر ایک قبہ عظیم بنایا اور اوسکے ایک جانب مین ایک مدرسہ بعمارت عالیشان ترتیب دیا مروی ہوا کہ بعض صالحین مین سے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا اور اون سے پوچھا کہ خدا یتعالےٰ نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ ارحم الراحمین نے مجکو بخشدیا اور میری اور ابو حنیفہ کے ساتھ جماعت ملائکہ مین فخر کیا اور وہ اعلےٰ علیین مین ہین اسمٰعیل بن رجاع کہتے ہین کہ مینے محمد بن حسن شیبانی کو خواب مین دیکھا اون سے مینے پوچھا کہ خدا یتعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اونہون نے کہا کہ خدا یتعالےٰ نے مجکو بخشدیا اور یہہ ارشاد ہوا کہ اگمہ مین تیرے ساتھ عذاب کرنے کا ارادہ کرتا تو علم فقہ تجکو نہ دیتا پھر مینے دریافت کیا کہ امام ابو یوسف کہان ہین فرمایا کہ ہمسے دو درجہ اوپر ہین پھر مینے پوچھا کہ امام ابو حنیفہ کہان ہین فرمایا کہ وہ اعلےٰ علیین کے اوپر ہین ف علیین جنت مین اعلےٰ تر مکان ہی

سویہ بلندی رتبہ اضافی سمجھنا چاہیئے یعنے بہ نسبت صاحبین کے نہ قطعاً اسواسطے کہ انبیائے کرام وصحابہ عظام قطعاً درجہ مین اعلے ہین۔ منقول ہواکہ مقاتل بن سلیمان کے حلقہ مین سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اوسنے کہاکہ دیکھا مینے ایک شخص کو کہ وہ اوترا آسمان سے لباس سفید پہنے ہوے اور کھڑا ہوا وہ بغداد شریف کے سب سے بلند منارہ پر اور اوسنے باآواز بلند پکار کر کہاکہ افسوس اہل دنیا نے بہت بڑے عالم کو گم کیا یہہ سنکر مقاتل نے کہاکہ اگر تیرا یہہ خواب سچا ہی تو بہت بڑا عالم دنیا کا امام ابو حنیفہ ہے اوسنے وفات پائی اور پھر آپنے کلمہ استرجاع پڑہ کر فرمایا کہ افسوس آج اوس شخص نے دنیا سے انتقال کیا جو امت محمدیہ کے تنگیونکو کشادہ کرتا تہا۔ اور مشکلات دین کو حل کرتا تہا۔ تذکرۃ الاولیا مین منقول ہواکہ شیخ بوعلی بن عثمان الجلالی نے کہاکہ مین شام مین تہا بالین قبر شریف حضرت سیدنا بلال کے سوتا تہا کہ یکایک مینے خواب مین اپنے کو مکہ معظمہ مین دیکہا کہ پیغمبر خدا صلعم باب بنی شیبہ سے تشریف لاے اور اپنے ایک شخص معمر مسن کو کمال شفقت سے اپنی کنار مبارک مین لیا جیسے کہ اطفال کو لیتے ہین مین دیکہکر دوڑا اور پای مبارک پر بوسہ دیا مگر اس تعجب و حیرت مین غریق ہواکہ یہ مرد پیر کون شخص ہی میرے اس خیال پر رسول مقبول صلعم مطلع ہوگئے فرمایا کہ یہ مرد مسلمانون کا امام ہی اور اہل دیار تیرے مین سے ہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ منقول ہواکہ جسدن امام صاحب نے وفات پائی اوسیدن حضرت امام شافعی پیدا ہوئے تو یہ امر امام ابو حنیفہؒ یا امام شافعی کے مناقب مین شمار کیا گیا ہی امام صاحب کی منقبت اسواسطے ہوئی کہ حق تعالے نے اس جہان کو ایسے امام عالی رتبہ کی مانند سے خالی نرکہا کذا فی الطحطاوی۔ اور امام شافعیؒ کی یہ منقبت ہوئی کہ وہ ایسے جلیل القدر ذی شان سراج امتی کے خلیفہ قائم ہوے۔ علامہ ابن حجر لکہتے ہین کہ نوفل بن حبان کہتے ہین کہ جب امام صاحب نے وفات پائی مینے خواب مین دیکہا کہ قیامت قایم ہی اور جملہ خلایق موقف حساب مین ایستادہ ہی اور پیغمبر خدا صلعم حوض کوثر پر تشریف فرما ہین اور یمین و یسار حضرات مشایخ عظام حاضر ہین اور ایک پیر مرد کو دیکہا مینے کہ چہرہ اوسکا نورانی ہی اور سر کے بال سفید ہین اور رکہی اپنا روے مبارک پر رکہے ہوی ہی اور امام صاحب کو دیکہا مینے کہ برابر رسول مقبول صلعم کے کہڑے ہین مینے سلام عرض کیا اور امام صاحب سے کہاکہ مجکو پانی دیجیے آپنے کہاکہ بدون اجازت

پیغمبر خدا صلعم کے نہین دیکھتا ہون آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکو پانی دو تب اونہون نے مجھکو ایک جام پانیکا دیا اور اوس سے مین اور میرے سب رفیق سیر ہو گئے اور وہ پانی کچھہ کم نہین ہوا پہر مینے امام صاحب سے پوچہا کہ جانب یمین والیسار پیغمبر خدا صلعم کے کون ہین فرمایا کہ جانب یمین حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہین اور جانب یسار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہین چنانچہ ایسا ہی مین پوچھتا جاتا تہا اور عقد انامل کرتا جاتا تہا یہانتک کہ سترہ آدمیونکو مینے پوچہا جب بیدار ہوا تو سترہ عقد کئے ہوئے تہا۔ اسیطرح یحیے معاذ رازی کہتے ہین کہ مینے پیغمبر خدا صلعم کو خواب مین دیکہا اور عرض کیا مینے کہ یا رسول اللہ صلعم حضور کو مین کہان ڈھونڈھون فرمایا کہ نزدیک علم ابوحنیفہ کے۔ ازہر بن کیسان کہتے ہین کہ دیکہا مینے رسول اللہ صلعم کو خواب مین اور پیچھے آپکے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر تھے مینے دونون صاحبون سے عرض کیا کہ مین یا پیغمبر خدا صلعم سے کچھہ پوچہا چاہتا ہون فرمایا کہ پوچھ لے مگر نہایت آہستگی و نرم آواز سے پس پوچہا مینے آنحضرت صلعم سے علم ابوحنیفہ کے باب مین کہ مین اوس سے زہد اور ورع حاصل کرنیوالا ہون حضور اس باب مین کیا فرماتے ہین فرمایا کہ علم ابوحنیفہ کہلا ہی علم خضرع سے اور دیکہا مینے کہ تین تارے آسمان سے گرے ہین یکے بعد دیگرے پہلا اونمین سے ہو گیا امام ابوحنیفہ دوسرا ہو گیا مسعر تیسرا ہو گیا سفیان ثوری اس خواب کو مینے محمد بن مقاتل رح سے بیان کیا آپنے گریہ کیا اور فرمایا کہ علماء دین ستارہ ہین زمین کے۔ حضرت ابی معافی فضل بن خالد کہتے ہین کہ دیکہا مینے رسول مقبول صلعم کو خواب مین اور مینے حضور سے عرضکیا کہ یا رسول اللہ علم ابوحنیفہ کے باب مین حضور کیا فرماتے ہین فرمایا کہ علم ابوحنیفہ ایسا علم ہی کہ سب محتاج ہین اوسکی طرف۔ اور مسدد بن عبدالرحمن بصری کہتے ہین کہ مین سو رہا تہا مکہ معظمہ مین درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے فجر ہونے سے پیشتر مشرف ہوا مین لشرف زیارت رسول مقبول صلعم کے مینے عرض کیا کہ حضور کیا فرماتے ہین اوس شخص کے باب مین جو کوفہ مین نعمان بن ثابت ہی مین اوسکے علم کو حاصل کرون فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ اوسکے علم سے فائدہ حاصل کر اور اوسکے اعمال و افعال و اقوال پر عمل کر کہ وہ بہت اچہا شخص ہی یہہ شیخ فرماتے ہین کہ مین اس سے پہلے نعمان یعنی حضرت ابوحنیفہ سے فی الجملہ کراہت رکہتا تہا اوسوقت اوس سے مینے

توبہ و استغفار کی خلاصہ یہ کہ ایسے ممدوح عظیم الشان کی کیا مدح وثنا وصفت لکھی جاوے جس نے خدا تعالے کو ننانوسے بار خواب مین دیکھا اور سوین بار دیکھکر نجات خلایق کے باب مین سوال کیا جسکا تفصیلی مذکور ہو چکا۔ منقول ہوا کہ جب امام ابوحنیفہ روضہ اقدس اطہر محبوب خالق اکبر صلعم پر حاضر ہوے تو آپنے اوس بارگاہ عالیجاہ مین عرض کیا السلام علیک یا سید المرسلین روضۂ مبارک سے جواب آیا وعلیک السلام یا امام المسلمین کذا فی تذکرۃ الاولیا۔ کتاب کامل ذہلی مین مذکور ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد ہمسایہ مین سے ایک لڑکے نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ کہان ہے وہ ستون جومین دیکھتا تہا ہر رات امام ابوحنیفہؒ کی چہت پر باپ نے جواب دیا کہ اے فرزند میرے وہ ستون نہ تہا بلکہ وہ ستون شرع کا امام ابوحنیفہ تہا۔ کذا فی فوائد المنیفہ۔ تنبیہ علامہ ابن حجر مکی وغیرہ اہل حدیث لکھتے ہین کہ بعد وفات سیدنا امام ابوحنیفہؒ کے تمامی علماء دین وائمہ مجتہدین وقت کو آپکی تعظیم وتکریم وآداب ونیاز کا لحاظ وپاس مثل آپکی حیات کے ملحوظ ومحفوظ رہا ہے اور ہمیشہ ارباب حاجات نے آپکی قبر شریف کی زیارت کو قضاء حوائج وحل مشکلات کے باب مین تریاق اکبر سمجھا ہے اونمین سے ایک سیدنا امام شافعیؒ ہین کہ جب آپ بغداد شریف مین وارد ہوتے تو امام صاحب کی قبر شریف کی زیارت کے لئے ضرور آتے اور یہ فرماتے کہ بتحقیق مین برکت حاصل کرتا ہون امام ابوحنیفہ کے ساتھ اور مین آتا ہون اونکی قبر شریف کی زیارت کے لئے خصوص جسوقت کہ مجکو کوئی حاجت وضرورت دینی سخت پیش آتی ہے تو مین آپ کی قبر شریف کے پاس آتا ہون اور پڑہتا ہون دو رکعتین اور پہر اوسجگہہ مقدس مین خداوند تعالے شانہ سے سوال کرتا ہون حقتعالے ببرکت وجاہ اوسی مقام عالیجاہ کے وہ دعا میری قبول فرماتا ہے اور اس مقام مین اکثر علماء اہل حدیث نے نقل کیا کہ حضرت امام شافعیؒ نے نماز صبح ادا کی امام صاحب کی قبر شریف پاس اور آپنے اوسمین قنوت نہین پڑہی۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپنے اپنے اجتہاد کے موافق نماز مین قنوت نہین پڑہی آپنے جواب دیا کہ اس صاحب قبر کے ادب سے اور مجکو حیا آئی اس امام اعظم کے سامنے خلاف کرنے سے ہکذا فی المیزان الشعرانی۔ اور بعض اہل حدیث نے اسقدر اور اضافہ کیا کہ آپنے نماز مین جہر وتسمیہ اور رفع یدین بھی نہین کیا۔

استمقام مین بعض متعصب کوتاہ نظر امام شافعی پر یہ طعن کرتے ہین کہ انہون نے بخیال ادب
حضرت امام ابوحنیفہ سنت نبوی کو ترک کیا اور یہ امر تقوے وحفظ دین سے نہایت بعید ہے
اسکے جواب مین علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ کبھی عارض ہوتا ہی واسطے سنت کے ایسا امر
کہ اوسکے ترک فعل کو ترجیح دیتا ہی بوجہ اسکے کہ وہ امر زیادہ تر اہم ومقصود ہوتا ہی پس اسمین
شک نہین کہ اعلام مقام واعلان شان علماء دین وارث الانبیاء والمرسلین زیادہ تر مطلوب
ومؤکد ہے لہذا وقت ضرورت بنا بر خواری حاسد یا بنظر تعلیم جاہل وہ امر افضل ہی فعل قنوت
سے اور جہر تسمیہ سے بوجہ اسکے کہ ان دونون مین تو اختلاف واقع ہی اور اوس امر متذکرہ
صدر مین کسیکا خلاف نہین دوسرے یہ کہ نفع اوسکا کثیر ہے اور فائدہ اوسکا قلیل وقصیر ہی
بعد یہ تحقیق سے ثابت ہی کہ امام صاحب کے مخالفین وحاسدین کا ہجوم جیساکہ آپکی حیات مین
تہا ویسا ہی آپکی وفات کے بعد تہا لہذا بنظر اس حالت خاص کے ایسے مقام مین بیان فعل کے
ساتھ اظہر ہوتا ہی بہ نسبت قول کے کیونکہ دلالت فعل کی عقلی ہی اور دلالت قول کی وضعی ہی
کہ اوسمین تخلف مدلول سے تصور کیا جاتا ہی بخلاف دلالت فعل کے مثلا کرم زید پر ایک دلالت
تو یہ ہی کہ فعل کرم کا اوس سے وقوع مین آیا اور ایک یہ کہ اوسنے کہا کہ مین کریم ہون پس
ہر گاہ کہ مبادی ضروری وہ دعوی بدیہی تمہید پاچکے تو واضح ہوگیا کہ بربناء وجوہ مصرح صدر
فعل امام شافعی کا افضل ہی فعل قنوت سے اور جہر تسمیہ سے بوجہ اظہار مزید علوی و رفعت
شان ونہایت ادب واعزاز واکرام امام کافہ انام سیدنا ابوحنیفۃ النعمانؒ کے ساتھ مین کہ وہ
مقتدا حضرات ائمہ مجتہدین ومقدم علماے دین حضرت خاتم النبیین صلعم سے ہین کہ اونکی توقیر
واکرام مومنین عرب وعجم پر واجب ہی معہ اشعار اس معنی بلیغ کے کہ امام شافعیؒ نے اونکے مواجہ
شریف مین ادبا وحیاء اپنے اجتہاد کا اظہار نفرمایا فکیف فی حیاتہ وان الحاسدین لہم الخسران
المبین وانہم ممن اضلہ اللہ علی علم انتہی فی الحقیقت یہ خاصان حق وعاشقان معبود برحق زندہ
ہین حقیقتا لیے اونکی شان مین جابجا قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہی الا ان اولیاء اللہ لا خوف
علیہم ولا ہم یحزنون ان اولیاءہ الا المتقون ونعم ماقیل ع ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد
بعشق ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما ۔ ونیز بعض اہل حق خاصان حق سے ارشاد فرماتی ہین

ے مرا زندہ پندار چون خویشتن ٭ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ۔ بالجملہ بعد وفات ان حضرات کے قبور متبرکہ و مشاہد مقدسہ قضاء حوائج و حل مشکلات کے واسطے اکسیر اعظم ہین ۔ مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ جذب القلوب مین لکہتے ہین کہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ قبر امام موسی کاظم قبولیت دعا کے لئے تریاق اکبر ہے ۔ و نیز لکہتے ہین کہ بعض مشایخ فرماتے ہین کہ پایا مینے چار اشخاص کو اولیاء اللہ سے کہ وہ تصرف کرتے ہین اپنی قبور مین مانند تصرف حیات کے بلکہ زیادہ اوس سے اونمین سے حضرت مولانا و مرشدنا جناب قطب الکونین غوث الثقلین جناب محبوب سبحانی ہین ۔ علامہ ابن حجر مکی لکہتے ہین کہ عبد اللہ بن مبارک جب امام صاحب کی قبر شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوے تو آپنے اسجگہہ کھڑے ہو کر بحالت وجد یہ کلمات کہے کہ اے امام حقتعالی تجہپر رحم کرے ابراہیم نخعی نے انتقال کیا اور حماد بن سلیمان نے انتقال کیا اور ان دونون نے اپنے بعد اپنا بدل و عوض تجکو چھوڑا اور تو نے انتقال کیا اور نہ چھوڑا تو نے روی زمین پر اپنا بدل و عوض علم و فضل و تقوے و زہد مین جنکو تو نے تعلیم کیا اور نہین ممکن ہی اونکو کہ وہ بدل و عوض ہو جاوین تیرے ورع و زہد و کمالات علم و فضل مین مگر بتوفیق الٰہی اور یہ کلمات کہکر بہت روے ۔ اسیطرح حسن بن عمارہ جب زیارت کے لئے حاضر ہوے تو آپنے یہ کہا کہ اے امام تو ہمارے لئے سابقین کا بدل و عوض تہا اور تو نے اپنا بدل و عوض نچھوڑا علم و زہد مین ۔ مروی ہوا کہ امام صاحب کی تین کتابین تصنیف کی ہوی مشہور ہین باقی آپ سے زبانی منقول ہی ایک کتاب العالم والمتعلم ۔ دوسری کتاب الرسالہ کہ ابو عثمان لبستیؒ کو پہونچی تھی ۔ تیسری کتاب فقہ اکبر کہ آپکے شاگرد ابو مطیع نے روایت کی ہی جسکی ملا علی قاری نے شرح لکہی ہی ۔ اور بعض کہتے ہین کہ ایک کتاب مقصود صرف مین بھی آپنے لکھی ہے واللہ عالم بحقیقۃ الحال و صفات الرجال انتہے ۔

پانچوان باب

پانچوان باب ۔ امام ابو حنیفہؒ کی نسبت اصحاب الراے کہنے کی تحقیق مین و اختلافات صحابہ کرام کے بیان مین با دیگر اذکار و فوائد مناسب مقام ۔ ٭ ۔ مخفی نرہے کہ علامہ ابن حجر مکی و علامہ حافظ ابن عبد البرؒ و علامہ سیوطی وغیرہ اکابر محدثین و علماء دین حنفیہ و شافعیہ جو اصحاب الراے کے معنی کی تحقیق و تنقیح اپنی تصنیفات و تالیفات مین لکہتے ہین اوسکا خلاصہ بنابر رفع شکوک و شبہات عوام و فائدہ تام

تحقیق معنی اصحاب الراے

کا فئہ انام اس باب مین لکھا جاتا ہی وہ یہ کہ بعض اہل علم کے اس قول سے کہ امام ابو حنیفہؒ و تابعین مذہب ابو حنیفہ اصحاب الراے ہین اسکے یہ معنی نہ سمجھنے چاہئین کہ امام صاحب کی علوی شان فقاہت و لیاقت و قوت و صحت اجتہاد و ملکہ استنباط و استخراج احکام مین کسی قسم کا ضعف و نقصان ہی کیونکہ اس قول کے یہ معنی خلاف تحقیق سمجھنا علماء سنت جماعت کے نزدیک بالاتفاق خلاف و باطل ہی اور چونکہ یہ بات بنظر قیل و قال علماء اسوقت کے بہت وسیع و طویل ہی لہذا بعد رفع اختلاف و رد شکوک و شبہات جماعت مخالفین تحقیق ما قل و دل پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ اصحاب الراے کہنا بچند معنی محتمل ہو سکتا ہی۔ اول یہ کہ اگر راے کے یہ معنی مراد ہین کہ امام صاحب نے اپنے اجتہاد و استنباط مین شورش و جودت طبیعت سے بلا لحاظ کتاب و سنت مسائل شرعی گڑھ لئے ہین اور اونکو اپنی خواہش و منشاء کے موافق ٹھیک و درست کر لئے ہین تو ظاہر ہے کہ یہ معنی کسی کے نزدیک لایق لحاظ و التفات نہونگے کیونکہ اس صورت مین ثبوت صحت اجتہاد کی شرعاً اطلاق لفظ امامت کا ناجائز و ممنوع ہوگا کما ہو الظاہر۔ دوسرے یہ کہ اگر رای کے یہ معنی ہین کہ جو کوئی استنباط مسائل و استخراج احکام شرعی کرے وہ اہل راے سے ہی تو اس معنی سے کوئی مجتہد و امام بری نہین ہی امام صاحب کے ساتھ تخصیص اصحاب الراے کہنے کی محض بمعنی ہی۔ تیسرے یہ کہ اگر راے کے ساتھ قیاس مراد ہی تو قیاس ایک حجت شرعی ہی بجملہ حجتوں شرعیہ سے جس بناء پر کل مجتہدین و علماء دین نے مسائل فرعیہ جزئیہ مین استدلال بالقیاس کیا ہی اور اکثر مسائل عبادات و معاملات اوس سے ترتیب دئے ہین جو آجتک مسلمات علماء عرب و عجم سے ہین۔ چوتھے یہ کہ اگر راے کے ساتھ یہ معنی مراد ہین کہ جسکا ماخذ کتاب و سنت و اقوال صحابہ کرام نہو تو یہ معنی بھی محض ناجائز و باطل ہین کیونکہ علماء دین مین سے کوئی آجتک اس معنی کا قائل نہین ہوا ہی۔ پانچوین یہ کہ اگر راے کے ساتھہ عقل و فہم مراد ہی تو اسحالت مین امام صاحب اور اونکے اصحاب کی منقبت جلیلہ و فضیلت قوت قدسیہ اجتہادیہ کا ثبوت بالبداہتہ ظاہر ہے کیونکہ جسکو عقل و فہم نہین اوسکو علم نہین اور جسقدر اس صفت جلیلہ مین زیادت و ترقی ہی اوسیقدر اوسکے اجتہاد کا کمال ہی بہذا امر معقول و منقول نہین تمام ہوتا مگر عقل و فہم کی مدد سے چنانچہ ماہرین علم حدیث پر یہ امر مخفی نہین ہی کہ احمد و اسحاق

بلکہ شافعی اہل راے سے نہین ہین مگر اونکے مسائل اجتہادی ہین بھی قیاس ضرور شامل ہی
پس اگر بنظر بصیرت دیکھا جاوے تو اجتہاد بالکتاب والسنۃ والقیاس ایک امر ایسا جلیل وپشان
ہی کہ اسکو فے الجملہ تعلق ومناسبت معنوی سلسلہ مناصب نبوت ومراتب صحابہ سے حاصل ہی
یعنے یہ حضرات بذریعہ اس عمل جلیل کے بحکم صحبت معنوی بحق وراثت حضرات انبیاے کرام
ممتاز وفائز ہوے العلماء ورثۃ الانبیاء چھٹے یہ کہ اگر اصحاب الراے سے یہ معنی مراد ہین
کہ امام صاحب واصحاب اونکے مقدم کرتے ہین اپنی راے کو احادیث نبویہ واقوال صحابہ کرام
پر تو یہ فرقہ جاہلین کا محض افترا وبہتان ہی اکثر اکابر ائمہ حدیث مثل علامہ ابن عبد البر وعلامہ
ابن حجر مکی وعبد الوہاب شعرانی وملا علی قاری وعلامہ سیوطی وغیرہ علماء دین نے اپنی تصنیفات
مین بعد تحقیق وتنقیح بمذہب مختار یہہ قول لکھا ہی کہ امام صاحب اور اصحاب اونکے بری ہین
اس تہمت وبہتان سے لہذا علماء دین کے نزدیک اہل راے سے وہ افراد مراد ہین کہ
جنہون نے فروعات دینیہ کو اصول شرعیہ ومسائل اجماعیہ سے مستنبط ومستخرج کیا ہی اور
اسمین جملہ مجتہدین وعلماء دین داخل ہین کیونکہ یہ امر اجلی بدیہیات سے ہی کہ عمل کرنا حدیث
پر بدون اسکے کہ راے وفہم اوسمین استعمال کیجاوے نہین ہوسکتا ہی بوجہ اسکے کہ
ادراک کرنے والی معانی احادیث کے جو مناط احکام ہی وہ راے ہی وقد قال المحققون
لایستقیم العمل بالحدیث بدون استعمال الراے فیہ اذ ہو المدرک لمعانیہ اللتی ہی مناط
الاحکام اور اس بحث کو شیخ الاسلام امام سبکی نے اپنی تصنیفات مین شرح وبسط کے ساتھ
لکھا ہی اس مختصر مین زیادہ گنجایش نہین۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف مین
لکھتے ہین کہ حضرت ابن عباس سے جب کوئی بات پوچھی جاتی اور وہ کتاب وسنت مین
ہوتی تو وہ حضرت شیخین کے اقوال سے جواب دیتے اور اگر اوسمین نہوتی تو اوس بابمین
اپنی راے سے جواب دیتے ف علماء محققین نے اصحاب الراے کہنے کی یہ وجہ لی ہی
کہ امام صاحب کے قیاسات کے وقت مدارک اور باریکی استنباطات اسدرجہ بڑے ہوے
تھی کہ اکابر معاصرین وقت اون قیاسات کے غوامض ودقایق کے فہم وادراک مین عاجز
ہوتے تھے لہذا بحالت شورش واشتعال طبع بعض نے امام صاحب اور اونکے تابعین

گو اہل راے کہنا شروع کیا جسکا تفصیلی بیان قریب مذکور ہوگا کتب معتبرہ و روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہی کہ امام ابو حنیفہ کو احادیث نبویہ کے اتباع مین کمال درجہ کا اہتمام تہا چنانچہ روضۃ العلماء مین مذکور ہوا کہ جب امام صاحب سے پوچھا گیا کہ جب آپ کوئی قول کہین اور قرآن اوسکے خلاف ہو تو کیا کیا جاوے فرمایا کہ میرا قول چھوڑ دو قرآن کے مقابلہ مین پھر پوچھا گیا کہ اگر آپکا قول مخالف حدیث ہو فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ مین بھی میرا قول ترک کردو پھر پوچھا گیا کہ آپکا قول قول صحابہ کے مخالف ہو فرمایا کہ صحابہ کے مقابلہ مین بھی میرا قول ترک کرو۔ و نیز آپنے فرمایا کہ جب صحیح حدیث ثابت ہوجاے تو وہ ہی میرا مذہب ہے و نیز بروایات علامہ ابن حجر وغیرہ اکابر محدثین ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ حدیث مرسل کو مقدم کرتے ہین عمل کرنے سے قیاس پر پس واجب کیا وضو کو قہقہہ سے باوجود اسکے کہ وہ حدیث نہین ہی مگر بوجہ عمل کرنیکے خبر مرسل پر یہ حکم کیا۔ اور یہی وجہ ہی کہ نہ حکم کیا یہہ نماز جنازہ مین اور سجدہ تلاوت مین اقتصار اللنص یعنے نص مذکور جو وارد ہوئی تھی وہ اوس نماز کے متعلق ہی جو صاحب رکوع و سجدہ کی ہی اور نماز جنازہ مین رکوع و سجدہ نہین ہی۔ ابن حزم کہتے ہین کہ جمیع اصحاب حنفیہ کا اسپر اجماع ہی کہ حدیث ضعیف اولی ہی قیاس سے و نیز منقول ہوا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ اول ہم حکم کرینگے کتاب اللہ سے اور اگر اوسمین نہ پاوینگے تو سنت رسول اللہ صلعم سے لینگے اور اگر اوسمین نہ پاوینگے تو اقوال صحابہ کرام کو لینگے اور اگر اونکے اقوال مین باہم اختلاف پاوینگے تو لینگے ہم یعنی بطریق اجتہاد اونمین سے اوس قول کو جو قریب تر ہوگا کتاب و سنت کے ساتھہ اور اگر ان تینون مین سے کسی مین نہ پاوینگے تو اسحالت مین ضرور نہین کہ قول تابعی لیوین بلکہ اجتہاد کرینگے جیساکہ اونہون نے اجتہاد کیا۔ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ امام صاحب نے فرمایا کہ جب آوے جو حدیث رسول اللہ صلعم کی تو وہ ہمارے سر آنکھون پر ہی۔ یا اگر قول صحابہ ہی تو ہم اسکو قبول کرینگے اور اسپر عمل کرینگے اور نہ نکلینگے ہم اونکے اقوال سے اور اگر قول تابعی ہے تو مزاحمت کرینگے یعنے وہان بلحاظ کتاب و سنت اجتہاد کرینگے۔ اور وجہ اسکی ظاہر ہی کہ امام صاحب خود جماعت تابعین سے ہین۔ و نیز اون سے منقول ہوا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ عجب ہی اون لوگون سے

جو یہ کہتے ہین کہ ہین فتوے دیتا ہون راے سے مین نہین فتوے دیتا ہون مگر اثر رسول اللہ صلعم سے۔ ونیز فرمایا امام صاحب نے کہ اگر روایت حدیث نہوتی تو مین قیاس کے موافق حکم کرتا اور یہ جملہ روایات علامہ بن حجمہ مکی خیرات حسان مین لکھتے ہین۔ پس مقام غور وانصاف کا ہی کہ درصورتیکہ بتصریح صدر امام صاحب کے اقوال سے بہ تواتر یہ امر بالبداہتہ ثابت ہو گیا کہ آپنے فرمایا کہ قول رسول اللہ صلعم ہمارے سر آنکھوں پر ہے پس مقام انصاف کا ہی کہ باوجود ثبوت اس احتیاط بلیغ وحفظ آداب حدیث وغایت اہتمام شان حدیث مذہب حنیفہ کو اصحاب الراے بطور طعن کہنا یا اس قول سے خلاف معنی مراد لینا محض نے انصافی وغایت تعصب و کوتاہ نظری ہی۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے مسئلہ شرعی مین قیاس کرنیکے باب مین کچھہ سنا تو اوسنے چیخکر یہ کہا کہ چھوڑو قیاس کرنیکو پس بتحقیق کہ اول وہ شخص جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا یہ سنکر امام صاحب اوسکے پاس آئے اور یہ فرمایا کہ اے شخص کیا ہوا تجکو جو ایسی مہمل بات کہتا ہی ابلیس نے رد کیا امر الٰہی کو اپنے قیاس سے جیسا کہ حقتعالے نے خبر دی اسکی اپنی کلام مقدس مین اسوجہ سے وہ کافر ہوا اور ہمارا قیاس امر الٰہی کے اتباع مین داخل ہی اسواسطے کہ بتحقیق ہم پھیرتے ہین اپنے قیاس کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کیطرف یا اقوال ائمہ دین صحابہ وتابعین کیطرف پس ہم بہمہ وجوہ پھرتے ہین گرد اتباع حق کے ہم کیسے ابلیس لعین کے مثل ہونگے امام صاحب کی یہ تقریر سنکر اوس شخص نے کہا کہ فی الواقع مینے غلطی وخطا کی اور اوس سے توبہ واستغفار کی مینے روشن کرے اللہ تعالے دل تیرا جیسا کہ تونے میرے دلکو روشن کیا۔ اور بھی امام صاحب فرماتے تھے کہ وہ امر جسپر ہم ہین وہ میری راے ہے ہم اوسمین کسی پر جبر نہین کرتے یعنے اوسکے کرنے پر اور نہ ہم یہ کہتے ہین کہ قبول کرنا اوسکا واجب ہی جسکے پاس اوس سے زیادہ کوئی نیک بات قوی ہو تو وہ لاوے ہم اوسکو قبول کرینگے۔ اور میزان شعرانی مین مذکور ہوا کہ ابو مطیع نے کہا کہ مین امام ابوحنیفہ کی پاس جامع مسجد کوفہ مین حاضر تھا اور مقاتل بن حیانؒ وحماد بن سلمہؒ وامام جعفر صادق وغیرہ اکابر دقت منے آکر امام صاحب سے کہا کہ ہمنے سنا ہی کہ آپ دین الٰہی مین قیاس کرتے ہین ہم خوف کرتے ہین اسمین کہ پہلے ابلیس نے قیاس کیا ہی۔ یہ سنکر امام صاحب نے مناظرہ علمی شروع کیا

جمعہ کی صبح سے زوال تک اور اخیر مین آپنے اپنا مذہب بیان کیا کہ مین اول کتاب اللہ پر عمل کرتا ہون زان بعد حدیث پر زان بعد اقوال صحابہ پر اور متفق کو مقدم کرتا ہون مختلف پر ان سبکے بعد قیاس کرتا ہون سب حاضرین نے کہڑے ہوکر امام صاحب کے سر کا بوسہ دیا اور کسی نے گھٹنے اور کسینے ہاتھ چومے اور کہا انت سید العلماء یعنی تو سب علماء کا سردار ہے - اور اسی باب مین جو حضرت امام محمد باقر سے گفتگو علمی پیش آئی اور امام صاحب نے سب سوالات کے جوابات تفصیلی بیان کئے اور تمامی حاضرین جلسنے اُنکو بالاتفاق تسلیم کیا انجام مین امام محمد باقر نے امام ابوحنیفہ سے معانقہ و مصافحہ کر کے فرمایا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ مخالفین و معاندین بوجہ عناد و خصوصیت کے تمکو متہم کرتے ہین اور ان سب روایات کا تفصیلی بیان پہلے باب مین مذکور ہوچکا ہے - امام ابوالعلائی آیت کریمہ لا تقصص رؤیاک علی اخوتک کی تفسیر مین لکہتے ہین کہ یہہ نہی حضرت یعقوب کی جانب سے بطریق وحی کے اللہ تعالے کیجانب سے نہ تھی بلکہ بطریق اجتہاد بالرا ے تھی پس اسمین رد ہے اوسپر جسنے رد و قدح کیا امام صاحب کے اصحاب الراے ہونے مین کیونکہ بطور طعن یہ کہنا اوسکا امام صاحب پر مثل طعن کے یعقوبؑ پر ہے - فوائد منیفہ مین مذکور ہوا کہ روایت کیا امام ابوجعفر شیزاماری نے حضرت شقیق بلخیؒ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ سب سے زیادہ تھے صاحب ورع و زہد و عبادت کے و علم و کرم کے اور محتاط فے الدین ہونے مین اور دین الٰہی مین قول بالراے سے نہایت بعید تھے اور تھے آپ کہ نہین قایم کرتے تھے کسی مسئلہ کو دین مین یہانتک کہ بعد انعقاد مجالس علمی و تحقیق و مباحث باہمی ایک بات پر اتفاق ہوجاتا تہا زان بعد امام صاحب اپنے شاگردون مین سے امام ابویوسف وغیرہ کو ارشاد فرماتے کہ اس مسئلہ کو فلان باب مین قایم کرو پس ایسی صورت مین مقام غور و انصاف کا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کو حفظ دین مین رب جلیل کا کسدرجہ خوف تھا اور شریعت مصطفوی مین احقاق حق کا کیسا اہتمام بلیغ تہا - انتہی - غرض اسصورت مین متعصبین و مخالفین کا یہ قول کہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے اجتہاد مین معاذ اللہ احادیث صحیحہ کو رد کر کے اپنے قیاس و راے کو مقدم کیا ہے محض افترا و بہتان عظیم و افک مبین ہے امام ابوحنیفہؒ کے قیاس کا وہ مرتبہ عالی اور شان جلیل ہے

جسکی نسبت اکابر علماء دین متواتر اس قول کو روایت کرتے چلے آئے ہین خصوص حضرت امام مزنیؒ کہتے ہین کہ سُنا مینے امام شافعی سے کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی عیال ہین یعنی پرورش یافتہ ہین امام ابوحنیفہ کے قیاس ہین چنانچہ بوجہ اسکے کہ قیاسات مذہب حنفیہ خالی از دقت و فکر بلیغ و تعمق نظر سے نہین ہین امام مزنی بہت غور و فکر کیا کرتے تھے یہانتک کہ برانگیختہ کیا اونکی غور و فکر نے اونکی بہن کے بیٹے امام طحاوی کو کہ انہون نے مذہب شافعی سے رجوع کیا مذہب حنفی کیطرف چنانچہ خود تصریح کی اسکی امام طحاوی نے وعن المزنی سمعت الشافعی یقول الناس عیال ابی حنیفۃ فی القیاس ولدقۃ قیاسات مذہبھم کان المزنی یکثر من النظر فی کلامھم حتے حمل ذلک ابن اختہ الامام الطحاوی علے انہ انتقل من مذہب الشافعی الی مذہب ابی حنیفۃ کما صرح بذلک الطحاوی بنفسہ - انتہی یحیے ابن سعید القطان کہتے ہین کہ نہین سنا مینے بہتر راے امام ابوحنیفہ سے اور یہی وجہ تھی کہ وہ فتوے دینے مین امام صاحب کے قول کیطرف رجوع کرتے تھے جیسا کہ روایت کیا اسکو خطیب نے یحیے ابن معین سے - مسعر بن کدام سے لوگون نے پوچھا کہ آپنے کیون چھوڑدی راے اپنے اصحاب کی اور اختیار کی راے امام ابوحنیفہ کی جواب دیا کہ بوجہ قوی و غالب ہونے راے امام ابوحنیفہؒ کے لاؤ تم میرے پاس کسیکا قول جو غالب ہو امام ابوحنیفہ کے قول سے کہ مین رغبت کرون اوسکی طرف پس فریق معاندین و متعصبین کا یہہ کہنا کہ حنفیہ راے کو حدیث پر مقدم کرتے ہین بتصریح صدر محض افترا و بے اصل ہے جیسا کہ قول ابن حزمؒ کا ہے قال ابن حزم جمیع الحنفیۃ مجمعون علے ان مذہب ابی حنیفۃؒ ان ضعیف الحدیث اولی من الراے فقائل ہذا الاعتناء بالاحادیث وعظیم جلالتھا و موقعھا عندہ من ثم قدم العمل بالاحادیث المرسلۃ علے العمل بالقیاس - وقال الحافظ ابن عبد البرؒ حاصلہ افرط اصحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفۃ وتجاوزوا الحد فی ذلک لتقدیمہ القیاس علی الاثر کسی نے امام احمد حنبل سے کہا کہ تم امام ابوحنیفہ کی نسبت کیا کہتے ہو اونہون نے کہا کہ اختیار کرنا راے کا اوس شخص نے کہا کہ کیا امام مالک کا کلام خالی ہے راے سے کہا ہان ولیکن امام ابوحنیفہ اون سے راے مین زائد و اکثر ہین اوسنے کہا کہ اگر یہ بات باعتبار

مذمت وطعن کیے ہی تو یہ نہ کہو کہ اسمین کم ہی اور اوسمین بہت ہی مطلب یہ کہ جو شے مذموم و
خلاف ہی اوسمین قلت وکثرت کو گنجایش نہین یہ سنکر امام احمد ساکت ہو گئے ۔ لیث بن سعد
کہتے ہین کہ مینے امام مالک کے ستر مسئلے رای کے ساتھ پائے کہ وہ کل بظاہر خلاف حدیث
رسول اللہ صلعم ہین اور بتحقیق کہ مینے لکہا اونکو اس باب مین اس غرض سے کہ مین پند حاصل
کرون اور متنبہ ہون اور نہ پایا مینے کسیکو علماء امت مین سے کہ اوسنے صحیح ہونا حدیث کا
تسلیم کرکے حدیث کو متروک العمل سمجہا ہو مگر حجت شرعی کے ساتھ مثلاً منسوخ کہنا اوسکا
اوسکے ہم مثل دوسرے اثر کے ساتھ یا ثبوت منسوخیت اوسکے بالاجماع یا بوجہ عمل کرنی
اوسکی اصل اپر کہ واجب ہی اتباع اوسکا یا سند اوسکی مطعون ہی یا راوی اوسکا غیر متفقہ ہی
یا وہ مطلع نہوا اوس حدیث پر ۔ باد سکے نزدیک وہ حدیث صحیح نہین ہی کیونکہ رد کرنا حدیث کا
بلا حجت شرعی مستلزم سقوط عدالت ہی اور اسحالت مین اطلاق امامت کیجگہہ اطلاق فسق لازم آتا ہی
اور حالانکہ بروایت متواترہ صحیحہ ثابت ہی کہ حضرات صحابہ کرام واکابر تابعین نے اجتہاد بالرای
کیا ہی ۔ اور بربنا حجت شرعی سب ائمہ دین نے قیاس کو عملاً جائز رکہا ہی ۔ اسیطرح بعض کا
جو یہ قول ہی کہ امام صاحب نے بلا حجت شرعی اخبار احاد کو رد کیا اور قیاس ورای پر عمل کیا
اگرچہ یہ بات بہت وسیع ہی اور اسمین جانب مخالف کو قیل وقال طویل ہی مگر اس باب مین
بنظر اختصار قول جامع ومانع جو انصاف پسند کے سمجھنے کے لئے کافی ہی قول علامہ حافظ
ابو عمر بن عبد البر محدث کا ہی وہ یہ کہ قائلین اس قول نے مثل حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی
و شیخ بخاری سنے قواعد واصول امام ابو حنیفہ مین زیادہ فکر و تامل نہین کیا اور بلا نظر و فکر و
غور بلیغ کے یہ قدح وجرح کیا ہی وہ یہ کہ خبر واحد نہین قبول کیجاتی جبکہ وہ مخالف ہو اصول
اجماعی سے جنکا تفصیلی بیان مذکور ہو چکا پس بتصحیح صدر بمجبوری و معذوری خبر واحد
پر قیاس مقدم کیا جاویگا نہ عبثاً ورداً للحدیث حاشاللہ تعالیٰ من ذلک وسبب صدور ذلک
منہم انہم استروحوا ولم یتاملوا قواعدہ واصولہ اذ منہا کما قالہ الامام الحافظ ابو عمر بن عبد البر
وغیرہ ان خبر الواحد لا یقبل اذا خالف الاصول المجمع علیہا فحینئذ یقدم القیاس علیہ وقد اعتذر
عن تقدیمہ القیاس علی خبر الواحد بان ذلک بموجب لا عبثا ولا رداً للحدیث مع سلامتہ

عن الفواوح حاشاہ اللہ تعالےٰ من ذلک بل لموجب اى موجب اما کونہ لم یطلع علے الحدیث اولم یصح عندہ اوکونہ روایتہ غیر فقیہ انتہٰے کذا فی الخیرات الحسان ۔ خلاصہ یہ کہ اجتہاد بالرای وعمل بالقیاس مین صرف امام ابوحنیفہ ہی مستثنےٰ اور مخصوص نہین ہین بلکہ یہ امر معمولات قرون مبارکہ ثلثہ سے ہی اور اسی پر عمل فقہاے امصار ہی اور باآنہمہ بعض اصحاب حدیث نے امام صاحب کی نسبت جو بالخصوص اس باب مین طعن کیا ہی اور طریقہ عناد وافراط اختیار کیا ہی اور حد عدالت شرعی کو چہوڑ دیا ہی اس باب مین علامہ ابن حجر لکہتے ہین کہ بعد ثبوت ان بینات واضحہ وادلہ شواہد جلیلہ سے صاف واضح ہوگیا کہ امام صاحب کی ذات بابرکات تقدس سمات بری ہی اون فی مائم سے جو اونکے اعداء ومخالفین وجاہلین وحاسدین نے اونکی جانب منسوب کئے ہین امام ابوحنیفہؒ نے زنہار نہین ترک کیا ہی خبر احاد کو مگر بتصریح صدر یعنی بصورت موجود ہونے دلیل شرعی اقوی واوضح کے والحاصل ان اباحنیفۃ لم یتفرد بالقول بالقیاس بل علے ذلک عمل فقہاء الامصار کما قالہ العلامۃ ابن عبد البر وبسط الکلام علیہ رداعلے من جہل فجعل ذلک عیبا واذا تقرر ذلک علم منہ نزاہتہ ابی حنیفۃ مما نسبہ الیہ اعداؤہ والجاہلون بقواعدہ بل لمواقع الاجتہاد من اصلہا من ترکہ لخبر الاحاد بغیر حجۃ وانہ لم یترک خبر الاالدلیل اقوی عندہ واوضح اہ انتہی بنا برامام شعرانی میزان مین لکہتے ہین کہ بدلائل مذکورہ جو ہمنے بیان کئے اوس سے بداہتہ ثابت ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ بصورت موجود ہونے نص کے قیاس بالراے کبھی نہین فرماتے تھے جیساکہ بعض متعصبین کا واہمہ ہی پس جس شخص کا کہ امام ابوحنیفہ پر عمل بالقیاس کے بارہ مین نقض واعتراض ہی وہ حقیقت مین قدح وجرح جملہ ائمہ مجتہدین پر ہی بوجہ اسکے کہ کل ائمہ دین بصورت نہونے نصوص واجماع کے عمل بالقیاس مین مشارک ہین ۔ اور بتحقیق کہ امام ابوحنیفہ کے تمامی اقوال وافعال وعقائد کتاب وسنت کے ساتھ مستحکم ومربوط ہین اور مذہب اونکا باعتبار تدوین اول مذاہب ہی اور بنظر انقراض وانقطاع آخر مذاہب ہی جیساکہ بیان تفصیلی اسکا بعض اہل کشف نے کیا ہی پس بتحقیق کہ حق تعالےٰ نے پسند فرمایا دین اسلام مین امام ہونا اونکا واسطے بندوں اپنے کے اور ہمیشہ سے ہر زمانہ مین اونکے مذہب کا اتباع زیادت اور ترقی کے ساتھ ہی اور رہوگا دن قیامت تک اگرچہ اون تابعین مین سے

کوئی بالحبس وبالضرب معذب ومکلف کیا جاوے مگر طریق امام ابو حنیفہ سے نہ نکلیگا رضی اللہ عنہ وعن اتباعہ وعن کل من لزمہ الادب معہ ومع سائر الائمۃ انتہی کلامہ کذا فی فوائد المنیفۃ

مزید برآن توضیح مقام یہ ہے کہ حدیث ام سلمہ مین مروی ہوا انا اقضی بینکما برائی فیما لم ینزل علی فیہ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ مین نہین حکم کرتا ہون تم مین مگر راے اور اجتہاد کے ساتھ اوس چیز مین جسمین نہین نازل ہوا مجہپر اور نہ وحی کی گئی اوس مین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کذا فی مشکوۃ المصابیح ف اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ جناب رسول مقبول صلعم امور غیر منزلہ احکام الٰہی مین اجتہاد بالراے فرمایا کرتے تھے اب اسمین اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث سے اجتہاد بالراے کا جواز ثابت ہوا معصوم کا اور مقصود اثبات غیر معصوم کا ہے لہذا اسکے جواب مین دوسری حدیث جو متعلق غیر معصوم کے ساتھ ہے نقل کیجاتی ہے تا کسی نہج وطریق پر اصحاب ظواہر کو اثبات مقصود مین محل کلام نہ باقی رہے ۔ سیدنا معاذ بن جبل رض سے روایت ہے کہ جب رسول مقبول صلعم نے اونکو یمن کا عامل کرکے بھیجا تو آپنے اون سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی قصہ تیرے روبرو پیش آویگا تو کیونکر حکم کریگا اور کس چیز سے حکم کریگا اونہون نے عرض کیا کہ حکم کرونگا مین کتاب اللہ کے ساتھ فرمایا کہ اگر نہ پاوے تو اوسمین عرض کیا کہ بھی حکم کرونگا مین سنت رسول اللہ صلعم کے ساتھ فرمایا اگر اسمین بھی نہ پاوے تو اونہون نے عرض کیا کہ پھر اجتہاد کرونگا مین اپنی راے کے ساتھ اور کوتاہی نکرونگا مین اجتہاد مین اور طلب ثواب مین حضرت معاذ فرماتے ہین یہ سنکر مارا ہاتھ پیغمبر خدا صلعم نے میرے سینہ پر یعنے بمراد ثابت اور قایم رکھنے کے اسپر و نیز واسطے افاضہ زیادت نور علم کے اور پھر ارشاد فرمایا کہ سپاس وستایش زیبا ہے خدا ہی تعالے کو جسنے توفیق دی خدا کی رسول کی رسول کو ایسی شے کے ساتھ کہ راضی وخوش ہے اوسکے ساتھ رسول اسکا روایت کیا اسکو ترمذی وابو داؤد ودارمی نے کذا فی المشکوۃ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین کہ اس حدیث مین بہت بڑی حجت واضحہ ناطق ہے مشعر وعیت قیاس پر اور ثبوت اجتہاد بالراے پر بخلاف اصحاب ظواہر کے جو منکر ہین قیاس کے ۔ اب مقام غور وانصاف کا ہے فاعتبروا یا اولے الابصار جس حالت ہین کہ احادیث صحیحہ سے صحت اجتہاد

بالراے اور مشروعیت قیاس کا ثبوت کامل ہوگیا تو اب مذہب حنفیہ کی نسبت اصحاب الرای
بطور طعن کہنا صاف تعصب و نفسانیت ہی۔ امام شعرانی شافعی وثوق کلام و مسائل اجتہادی
امام ابوحنیفہ کے بیان مین لکہتے ہین کہ بحمد اللہ جبکہ تالیف کی مینے کتاب ادلہ مذاہب کی
اوس حالت مین مینے اقوال ابوحنیفہ و اقوال اصحاب ابوحنیفہ مین تفحص بلیغ و تتبع کامل
کیا پس نہ پایا مینے اوسکے اقوال سے اور اوسکے تابعین کے اقوال سے کسی قول کو
مگر کہ وہ مستند یا کتاب و سنت کے ساتھ ہے یا جو مفہوم کتاب و سنت سے ہی یا وہ قول
مستند حدیث ضعیف کے ساتھ ہی جو طرق کثیرہ سے مروی ہوئی یا وہ قول مستند قیاس
صحیح کے ساتھ ہی جو اصل صحیح پر مبتنی ہی پس جو شخص کہ ارادہ کرے اوسپر مطلع ہونیکا وہ مطالعہ
کرے کتب مذہب حنفیہ کا انتہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف مین لکہتے ہین
کہ بعض کو ہمنے یہہ کہتے پایا کہ اہل اسلام مین دو فریق ہین ایک ظاہری دوم ارباب راے
اور جو کوئی قیاس و استنباط کرے وہ اہل راے سے ہی بخدا یون ہرگز نہین ہی اور راے
سے مقصود نفس فہم اور عقل نہین ہی کیونکہ اس بات سے کوئی عالم جدا نہین ہوسکتا اور نہ
وہ راے مقصود ہی جسکا اعتماد سنت پر کچہہ بھی نہو کیونکہ کوئی مسلمان بالیقین ایسی راے کا
پابند نہین ہی اور نہ استنباط و قیاس پر قادر ہونا مراد ہے کیونکہ احمد و اسحاق بلکہ شافعی
بھی بالاتفاق اہل راے نہین ہین حالانکہ وہ استنباط و قیاس کرتے ہین پس اہل راے
سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے بعد اون مسائل کے جنپر مسلمانون کا یا اونکے جمہور کا
اتفاق ہوگیا متقدمین مین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق تخریج کیطرف توجہ کی
اور انکا بڑا اہتمام اسی پر تہا کہ نظیر کو نظیر پر محمول کرین اور اصول مین سے کسی اصل پر
لیجائین نہ یہ کہ احادیث و آثار کو ڈہونڈین۔ اور فرقہ ظاہری وہ ہی کہ قیاس اور آثار
صحابہ اور تابعین کے قائل نہون جیسے کہ داؤد بن حزم ہی اور ان دونون فرقون کی بیچ
مین محققین اہل سنت ہین جیسے احمد و اسحاق انتہے۔ بالجملہ بتصریح صدر امام صاحب کی
دقت قیاسات و باریکی دقوت استنباطات اس درجہ بڑہی ہوئی تہی کہ علما تابعین و ائمہ
معاصرین وقت مثل اوزاعی و عبد اللہ بن مبارک و جریج و سفیان ثوری و مسعر بن کدام

وشریک وغیرہ کو بلا تامل ونظر دقیق وفکر بلیغ اونکا حل دشوار ہوتا تہا اور جملہ ائمہ کرام معاصرین کو امام صاحب کی ذکاوت وفراست وعلو ی ادراک واصابت رائے پر اجماع واتفاق تہا اور اُسکے ثبوت کے لئے قول امام شافعی کا کافی ہے جو مذکور ہوچکا کہ آدمی عیال ہین یعنی پرورش یافتہ ہین امام ابوحنیفہ کے قیاس مین۔ غرض ان وجوہ سے بعض حاسدین نے امام صاحب کو اہل رائے کہنا شروع کیا۔ زان بعد اون اصحاب وتابعین نے اس معنی کو مطاعن وذمائم امام صاحب مین داخل کیا لہذا اس باب مین صاحب بصیرت انصاف پسند حق شناس کے لئے وہ بیان کافی اور وافی ہے جو علامہ ابن حجر ان مباحث طویلہ کی تحقیق وتنقیح مین لکھتے ہین کہ سابقین مین سے بعض بعض افراد نے اپنے اپنے امام ومجتہد کے غلبہ محبت مین اکثر قصص وحکایات بحالت منام از قبیل احلام نقل کئے ہین کہ اگر کوئی شخص بمعنی لایعنی کوتاہ نظر پست فطرت اون اقوال بے بنیاد پر بنظر سرسری توجہ والتفات کرے تو بالیقین علاوہ حدوث انواع شکوک وشبہات انجام کار بوجہ زبان درازی وبے قیدی موجب زوال ایمان ہوگا اور مختصر بیان اسکا یہ ہے کہ بعض حاسدین امام ابوحنیفہؒ نے جو بعض خواب نقل کئے ہین اونمین سے خواب زبیر بن احمد کا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مینے دیکہا رسول مقبول صلعم کو خواب مین کہ امام ابوحنیفہؒ بائین جانب آپکے کہڑے تھے۔ آپنے امام صاحب کیطرف دیکہکر فرمایا کہ فان یکفر بہا ہولاء فقد وکلنا بہا قوما لیسوا بہا بکافرین۔ اور امام شافعیؒ داہنی طرف کہڑے تھے اونکی طرف دیکہکر فرمایا اولئک الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ پس یہ خواب حقیقت مین محققین کے نزدیک غیر صحیح ہے کہ حافظ دیلمی صاحب فردوس شافعی ہین۔ اسیطرح ائمہ حنبلی مذہب والون مین سے بعض نے خواب مین دیکہا رسول مقبول صلعم کو اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ حضور مذاہب اربعہ کے باب مین کچھہ بیان فرمائین آپنے فرمایا کہ مذاہب تین ہین یہہ سنکر مینے دل مین خیال کیا کہ شاید مذہب حنفی خارج ہوگا بوجہ استدلال بالرائے کے پس آپنے شروع کیا بیان فرمانا ابوحنیفہؒ وشافعیؒ اور احمدؒ اور پہر فرمایا کہ مالک چوتھا ہے مینے عرض کیا کہ ان مین سے کونسا بہتر ہے پس گمان غالب میرا یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ مذہب احمد حنبل کا اسمقام پر

علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس قسم کی دیگر خواب بھی منقول ہوئی ہین مگر بوجہ شناعت یعنی کمال برائی اونکی کے ترک اونکا مناسب وادبی سمجھا ہی - خلاصہ یہ کہ جماعت متقدمین مین سہی بعض بعض مقلدین وتابعین اپنے اپنے امام ومجتہد کی قوت اجتہادی وعلوی فکری و اصابت وحقیت کے ثبوت واحقاق مین ایسے غریق ومحو ہوگئے ہین کہ بضمن بیان دلائل ثبوت وحقیت کے کلام اونکا عدالت شرعی سے خارج ہوگیا اور دائرہ حقیقت سے متجاوز ہوکر مستلزم فسق وضلال ہوا اللہم احفظنا من شرور النفس ومکائدہ - میزان شعرانی مین مذکور ہوا کہ نہین طعن کیا کسینے ائمہ مجتہدین کے اقوال مین مگر جہلا وکوتاہ نظرون نے کہ جاہل رہے اوسکے برہان سے اور ناواقف رہے اوسکی باریکی ودقت سے خصوصا امام ابوحنیفہؒ کہ اجماع کیا سلف وخلف نے اونکے کمالات علمی وقوت اجتہادی وغایت تقوی وزہد وکمال دیانت وامانت پر ونیز اس امر پر کہ وہ تادم واپسین محتاط ومجتنب رہے دین الٰہی مین اوس رائے سی جسین کہ اوسکی نہین شہادت کی ہو کتاب نے یا سنت نے - طبقات شیخ الاسلام امام تاج الدین سبکی مین جو اس باب مین بیان طویل مذکور ہوا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ بہت بڑے خوف وحذر کا مقام ہی یہ کہ سمجھے تو قاعدہ محدثین سے یہ بات کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر علی الاطلاق بلکہ قول صواب اس باب مین یہ ہی کہ جسکی امامت وعدالت بالاتفاق ثابت ہوچکی ہو اور اوسکے مدح کرنیوالے وصدق وصفائی بیان کرنے والے بہت ہون اور قدح وجرح کرنیوالے شاذ ونادر ہون اور حال یہ کہ وہان قرینہ بھی جرح وقدح کے دلالت کرنے پر تعصب مذہبی وحسد معنوی وغیرہ موجود ہو تو ایسی حالت مین ہرگز نہین التفات کیا جاویگا اوس جرح کیطرف کیونکہ جرح ایسے شخص کے حق مین کہ جسکی عبادات وطاعات غالب ہون اور اوسکے معاصی پر اور مدح کرنے والے بہت ہون ذم کرنے والون سے اور تزکیہ وصدق وصفائی بیان کرنے زیادہ جرح کرنیوالون سے اور قرینہ عقلی وہان مدا ہنہ شاہد وناطق ہو اسکا کہ قول قائل کا تعصب مذہبی ولوث نفسانی سے خالی نہین ہی جیسا کہ متقدمین ومتاخرین کی کلام مین باہم یکدگر چلا آتا ہی تو اب ایسی حالت مین ہرگز نہین التفات کیا جاویگا کلام سفیان ثوری وغیرہ کیطرف جو سیدنا امام ابوحنیفہؒ کے باب مین کہا ہی اور ابن ابی ذئب وغیرہ نے امام

مالکؒ کے باب مین کہا ہی اور ابن معین نے امام شافعیؒ کے حق مین اور نسائی نے احمد بن صالح کے باب مین کہا ہی وغیر ذلک مھذا اگر ایسی صورت مین تقدیم جرح بالاطلاق تسلیم کیجاوے تو البتہ نہ سلامت رہیگا اہل سنت جماعت کے لئے کوئی امام ثقہ وصادق دین مین اسواسطے کہ نہین گذرا ہے کوئی امام مگر کہ طعنہ کیا ہے اوسکے حق مین طعنہ کرنیوالون نے اور ہلاک ہوئی اونمین ہلاک ہونے والے - اور یہی قول ہی علامہ حافظ ابن عبد البرؒ محدث کا کہ اس باب مین بہتون نے غلطی کہائی اور فرقہ جاہلین ومتعصبین بوجہ کوتاہ نظری و لوث نفسانی گمراہ ہوگیا اور نہ سمجہا کہ اسکا وبال ونکال عظیم ہی الحذر کل الحذر - و فی طبقات شیخ الاسلام التاج السبکیؒ الحذر کل الحذر ان تفہم من قاعدتہم ان الجرح مقدم علے التعدیل علے اطلاقہا بل الصواب ان من ثبت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ ومزکوہ وندر جارحوہ وکانت ہناک قرینۃ دالۃ علے سبب جرحہ من تعصب مذہبی او غیرہ لم یلتفت لے جرحہ ثم قال بعد کلام طویل فقد عرفناک ان الجارح لایقبل منہ الجرح وان فسرہ فی حق من غلبت طاعاتہ علے معصیتہ ومادحوہ علے ذامیہ ومزکوہ علے جارحیہ اذا کانت ہناک قرینۃ یشہد العقل بان مثلہا حامل علے الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او منافسۃ دنیویۃ کما یکون بین النظراء وغیر ذلک وحینئذ فلا یلتفت بکلام الثوری وغیرہ فی ابی حنیفۃ رح وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو ذلک قال ولو اطلقنا تقدیم الجرح لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد طعن فیہ الطاعنون وہلک فیہ الہالکون قال ابن عبد البر ہذا باب غلط فیہ کثیرون وضلت فیہ فرقۃ جاہلیۃ لاتدری ماعلیہا فی ذلک انتہی ونیز اہل تحقیق اس مقام مین لکہتے ہین کہ خطیب نے جو اپنی تاریخ مین چند اقوال قدح وجرح نسبت امام صاحب نقل کئے ہین سو اوس بیان سے مقصود مؤلف کا بیان نقص شان امام ابو حنیفہ نہین ہے بلکہ اونے بسبیل عادت مورخین اقوال مدح وذم دونون اپنی تاریخ مین بطور جمع کرنیکے نقل کئے ہین - اور دلیل بدیہی اسپر یہ ہی کہ اونے اولا تفصیلی بیان مدح کرنیوالون امام صاحب کا مقدم لکہا اور بہت حسن اہتمام وبسط وشرح سے لکہا اور اسکو اکثر اقوال سلف وخلف سے باسناد ہی نقل کیا اسکے بعد قادحین کا کلام نقل کیا

تا اس طریق سے صاف ظاہر ہو جاوے یہ امر کہ وہ یعنے ابن جوزی منجملہ اون افراد کے ہے جنہون نے نہین تسلیم کیا ہی خوض کرنے حاسدین و جاہلین کو ائمہ دین کے باب مین اور رضا اگر اقوال قدح و جرح منقولہ خطیب صحیح سمجھے جاوین تو بھی لایق توجہ و التفات نہین ہین۔ بدلیل اسکے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی کہ اگر وہ قدح و جرح کرنیوالا غیر اقران امام صاحب سے ہی تو وہ مقلد ہے اوس کہنے والے کا یا وہ مقلد ہی کتب حاسدین و مخالفین امام صاحب کا کہ اونکی تقلید کیوجہ سے خلاف ادب تعصباً یہ بھی زبان درازی کرتا ہی اور اگر وہ اقران امام صاحب سے ہی تو اس باب مین بتصریح صدر ثابت ہو چکا ہی کہ قول قدح و جرح امثال و اقران کا بعض کا بعض کے حق مین غیر مقبول ہی جیسے کہ تصریح کی اسکی حافظ علامہ ذہبی محدث و حافظ علامہ ابن الحجر عسقلانی و علامہ حافظ ابن عبد البر وغیرہ نے خصوصاً جسوقت کہ ظاہر ہو جاوے یہ کہ وہ ہفوات بوجہ تعصب مذہبی یا بوجہ اشتعال غیظ و غضب و حسد معنوی کے ہین اسواسطے کہ حسد سے نہین نجات پاتا ہی مگر وہی شخص جسکو خدای تعالے محفوظ رکھے جیسا کہ علامہ ذہبی لکھتے ہین کہ نہین جانتا ہو نمین کسی زمانہ کو کہ جسمین محفوظ رہے ہون اہل زمانہ بلاء حسد سی مگر زمانہ انبیاء کرام و صدیقین فے الحقیقت بمقتضای ومن شر حاسد اذا حسد ایسی بلاء عظیم ہے جسکی مذمت جابجا کتاب و سنت مین مذکور ہے کہ حسد کی اگ عبادات و طاعات کو ایسا کہاتی ہی جیسے اگ لکڑی کو کہاتی ہی اور یہ بلاء عظیم ایسی عالمگیر ہی کہ بتصریح صدر بڑے بڑے اکابر دین متقدمین و متاخرین اسمین مبتلا ہو گئے جسکا بیان طویل اور وسیع ہی بنظر فائدہ عام مناسب مقام مختصر تحریر ہوتا ہی کہ ابن جوزی جیسا فاضل اجل علامہ وقت جب وہ اپنے ظاہری فضل و کمال علمی پر مغرور ہوا شرف ملازمت جناب غوثیت مآب حضرت محبوب سبحانی رض سے مشرف نہوا اور جوش حسد و تعصب سے اپنی تصنیفات مین دیگر زہاد و عباد کا ذکر کیا مگر اذکار عالیجناب غوثیت مآب کو اونمین نہین داخل کیا بلکہ معاذ اللہ طریق انکار اختیار کیا معاً بلاء عظیم مین مبتلا ہو گیا چنانچہ حضرت مولانا شیخ محدث دہلوی لکھتے ہین کہ مین حرمین امام مین حضرت حرمین شریفین مین حاضر تہا دیکہا مینے ایک رسالہ جسمین ابن جوزی کا ذکر تہا اور انکار اوسکا جناب غوثیت مآب سی اسکا حال درج تہا اسوجہ سے بعض مشایخ عہد و اکابر علما

وقت اسکو بارگاہ عالیجاہ حضرت محبوب سبحانی مین لیگئے اور سب نے جناب محبوبیت مآب سے
اوسکی معافی خطا کی درخواست کی آپنے ابن جوزی کا قصور معاف فرمایا شیخ ممدوح لکھتے ہین
کہ زان بعد مین اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور یہ حکایت آپ سے بیان کی اور نقل کی مینے حکایت عفو قصور کی آپنے سنکر فرمایا الحمد للہ
علے ذلک اور یہ فرمایا کہ ابن جوزی ایک مرد فاضل جلیل اور محدث کبیر تہا الحمد للہ نجات پائی
اوسنے بہت بڑی بلا سے اور پہر یہ فرمایا کہ سن مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان عظیم او
مرتبہ جلیل ہی انکار آپکا معاذ اللہ زہر قاتل ہی خدا تعالے اس بلای مہلک سے ہر مومن کو
محفوظ رکھے آمین حق سبحانہ تعالے نے آپکو جیسا فضل و شرف عظیم عطا فرمایا ہی نہین عطا
ہوا ہے مشایخین مین سے کسیکو نسئل اللہ العافیۃ والعاقبۃ بالخیر بعض اہل تحقیق یہ لکہتے
ہین کہ قریب نہ کہاوے کوئی کلام خطیب کے ساتھ کہ بتحقیق اوسکو تعصب بڑا ہوا ہی ایک جماعت
سلف کے ساتھ مانند امام ابوحنیفہ و امام احمد اور اونکے بعض اصحاب کے ساتھ کہ اوسنے اون
حضرات کبار کے باب مین بعض مقامات مین زبان درازی کی ہی چنانچہ کتاب نامی سہم المصیب فی
کبد الخطیب مین جملہ اقوال و مطاعن خطیب کا رد و ابطال کماحقہ کیا گیا ہی چونکہ ابن جوزی
تابع خطیب کا تہا اوسنے بھی براہ حسد و تعصب وہی مسلک و مشرب اختیار کیا تہا سبط ابن
جوزی اپنی کتاب مرآۃ الزمان مین لکہتا ہی کہ نہین ہی مجکو تعجب خطیب سے کہ اوسنے قدح
و جرح کیا ہی ایک جماعت سلف کی شان مین مجکو تعجب ہی اپنے جد سے یعنی ابن جوزی سے
کہ اوسنے خطیب کا کیون طریق اختیار کیا اور اپنی گردن پر بار عظیم اوٹھایا۔ اسیطرح متعصبین
امام ابوحنیفہؒ سے دارقطنی اور ابو نعیم ہے یہانتک کہ اوسنے اپنے حلیہ مین امام ابوحنیفہ کا
ذکر ہی نہین کیا اور اُن لوگونکا ذکر کیا جو امام صاحب کے کمالات علمی و محاسن دینی کی اعتبار
سے نہایت کم درجہ تھے پس بنظر ان وجوہ کے اس باب مین اکثر علماء دین و اکابر محدثین نے
بنا بر حفظ احکام دین و اظہار حقیقت حال حاسدین و معاندین بمراد انتصار سیدنا امام الائمہ
حضرت ابوحنیفہؒ کی کتابین مطولات تحریر فرمائی ہین منجملہ اونکے علامہ سیوطیؒ محدث ہین
کہ اُنہون نے اپنی کتاب تبییض الصحیفہ مین و علامہ بن حجر مکی نے اپنی کتاب خیرات حسان مین

وعلامہ یوسف بن عبد الہادی الحنبلی نے مجلد کبیر مین کہ نام اوسکا تنویر الصحیفہ ہی وعارف
شعرانی نے میزان مین۔ اسی بنار پر علامہ حافظ بن عبد البر محدث کا قول ہی کہ کلام نکرشان
عظیم امام ابو حنیفہ مین کسی قسم کی برائی وتوہین وخفت کے ساتھ اور جسنے جوکچہ قدح وجرح
کیا ہی اوسکی ہرگز تصدیق نکر بتحقیق کہ مجکو قسم ہے خدا عزوجل کی نہین دیکہا مینے کسیکو افضل
واورع واتقی وافقہ زیادہ امام ابو حنیفہ سے اور دلیل ناطق اسپر یہ ہے کہ جس شخص کی امانت و
اجتہاد کو وفضل وشرف علمی وعملی کو دین محمدی مین جمہور خلایق نے بلا قیل وقال تسلیم وقبول کیا
ہو اوسکے حق مین کسی حاسد وطاعن کا قول لایق اعتبار نہ تصور کیا جاوے اسواسطے کہ ارباب
سلف مین یہ طریقہ چلا آتا ہی کہ بعض نے بعض کے کلام مین جوش تعصب وہجوم غیظ وغضب
مین قدح وجرح کیا ہی حتے کہ کلام صحابہ واقوال تابعین اور بہی اونکے تابعین کے اقوال مین
بانحارشتی معارضی ومباحثے ونقائض وارد کئے ہین مگر علمار راسخین فے العلم نے ان اقوال
ومباحث کیطرف مطلق نہین التفات کیا بلکہ اون اقوال کو تعصب مذہبی وغلوی حسد پر حمل
کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ قول حالت رضا کا غیر قول ہی حالت غضب کا پس ایسی حالت مین جو شخص
کہ تسلیم وقبول کریگا اون اقوال علمار کو جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین تو اسپر لازم
آئیگا قبول کرنا اون اقوال کا بہی جو صحابہ مین سے بعض نے بعض کو کہے ہین یا تابعین و
ائمہ دین مین سے بعض نے بعض کو کہے ہین پس اگر اس بنار پر کچہہ قیل وقال نفسانی
کو دخل دیا تو ظاہر ہی کہ یہ امر بالیقین باعث زوال ایمان اور سوء خاتمہ ہو گا جیسا کہ علامہ
ابن حجر لکہتے ہین الدلیل علے انہ لایقبل فی من اتخذہ جمہور الناس اماما فے الدین قول احد من
الطاعنین لان السلف قد سبق من بعضہم فی بعض کلام کثیر فی حال الغضب والقول
فے الرضی غیر القول فے الغضب فمن اراد ان یقبل قول العلماء بعضہم فی البعض فان فعل
ذلک فقد ضل ضلالا بعیدا وخسر خسرانا مبینا آہ۔ چنانچہ اس باب مین علامہ موصوف اکثر اقوال
سلف نقل کرتے ہین بنظر اختصار اونمین سے بعض اقوال لکہے جاتے ہین روایت کیا ابو عمر و
نے سیدنا عباس سے کہ حاصل کرو تم علم کو جسجگہہ کہ پاؤ اور نہ قبول کرو فقہار دین کے اون
اقوال کو جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین کیونکہ وہ بر بنار تغایر قیاسات کے باہم

متنافرہ ہین - اور بروایتے اونسے یون مروی ہوا کہ سنو تم کلام علما کو اور نہ تصدیق کرو اون اقوال کو جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین قسم ہی مجکو اوس ذات کی جسکے دست قدرت مین میرا نفس ہی کہ باہم اونکے قیاسات مین اشد تغایر ہے اسیطرح عمرو بن دینار سے منقول ہوا اور یہی قول ابو الاسود دؤلی کا ہی ع حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ ٭ فالقوم اعداء لہ وخصوم ٭ اور یہی کہا عاصم بن نبیل نے اور یہی قول ابو عتاہیہ کا ہے ع ومن الذی ینجو من الناس سالما ٭ وللناس قال بالظنون وقیل ٭ اور یہی قول ابن مبارک وحسن بن ہانی وغیرہ کا ہی جسکے اسی بنا پر فتاوی مبسوط مین مذکور ہوا کہ مذہب امام مالکؒ مین شہادت قاری کی قاری پر یعنی عالم کی عالم پر جائز نہین ہی کیونکہ وہ باہم حسد وبغض مین اشد الناس ہین ومن ثم ذکر فی المبسوط فی مذہب مالکؒ انہ لا یجوز شہادۃ القاری علی القاری یعنی العلماء لانہم اشد الناس تحاسدا وتباغضا اسمقام مین علامہ بن عبد البر لکہتے ہین کہ زمان قدیم سے امام ابو حنیفہؒ سے لوگ حسد کرتے ہین اور اونکی جانب اون امور کی نسبت کرتے ہین جو اونمین نہ تھین اور افترا کرتے ہین ایسی باتون کا جو اونکی شان عظیم کے لایق وزیبا نہین ہین وقد قال ابن عبد البر کان ابو حنیفۃ یحسد وینسب الیہ ما لیس فیہ ویختلق علیہ ما لا یلیق بہ ونیز اس باب مین روایت کی ابو بکر احمد بن ثابت خطیب نے امام ثقہ عابد جلیل ابی عبد الرحمن عبد اللہ بن داؤد بن عامر بن الربیع الخریبیؒ سے کہ اونہون نے کہا کہ نہین قیل وقال کرتا ہی امام ابو حنیفہؒ کے باب مین مگر کہ وہ جاہل ہی یا حاسد ہی - حافظ عبد الرزاق ابن ہمامؒ سے مروی ہوا کہ انہون نے کہا کہ سنا مینے ابن مبارکؒ سے کہ وہ فرماتی تہے کہ اگر حاصل ہوتا کسیکو مرتبہ برایہ کہنے کا تو امام ابو حنیفہؒ لایق اسکے تھے یعنے یہ شان عظیم اونکو حاصل تھی کہ وہ اپنے مسائل اجتہادی مین برایہ کہتے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ بتحقیق امام ابو حنیفہ نے کوئی اپنا قول برایہ نہین کہا فاحفظ - روض الافکار مین مذکور ہوا کہ کہا بعض اہل علم مین سے ایک نے کہ مین امام ابو حنیفہ کے قول کو ناپسند جانتا تہا پس ایک پھوڑا میرے ہاتھ مین نکلا اور ایک رات مین شرف زیارت رسول مقبول صلعم سے مشرف ہوا اور مینے قول ابو حنیفہ کے باب مین حضور سے سوالکیا ارشاد فرمایا کہ بتحقیق کلام اسکا مشابہ کلام حضرت لقمان کے ہی مگر کہ وہ زیادہ ہوگیا ہی اوس سے - غرض بربنا روجوہ

مصرحہ صدر علامہ امام تاج الدین سبکیؒ اس بحث طویل کو ایک قول جامع پر ختم کرتے ہین
ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ اے طالب رشد وہدایت تجکو لائق ہے کہ چل تو راہ ادب ونیاز کی ائمہ
ماضیین کے ساتھ نہ نظر کر تو اون اقوال مین جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین مگر
جبکہ کوئی برہان واضح اوسپر ناطق وشاہد ہو پس اگر قادر ہو تو اوسکے تاویل پر اور حسن ظن ہم
تو اختیار کر اوسکو ورنہ دور رہ اوس سے جو اون مین باہم طریقہ کشاکشی کا جاری ہوا کیونکہ تو
اسواسطے نہین پیدا ہوا ہے مشغول ہو کام کی باتو مین اور چھوڑ دے زوائد کو پس حذر کر تو
حذر کر تو اس سے کہ سنے تو اون اقوال کو جو درمیان امام ابو حنیفہ وسفیان ثوری کے پیش آئی یا باہم
امام مالکؒ اور ابن ابی ذئب کے ہوئی ۔ یا باہم احمد وحارث بن اسد المحاسبی کے پیش آئی ۔
اسیطرح اس سلسلہ کو سمجھہ لو تا زمانہ عز بن عبد السلام اور تقی بن صلاح تک پس بتحقیق جبکہ مشغول
ہو گیا تو اس قسم کے اقوال دقیق ونازک مین تو تیرے ہلاک ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ یہ جماعت
ائمہ اعلام کی ہے اور اون حضرات کے ہر ایک قول کے لئے محل وموقع علحدہ ہین ناظرین کوتاہ
فہم اون اقوال کو نہین سمجھہ سکتے ہین لہذا طریق ادب وسلامتی ایمان اسی مین ہے کہ ہم اون سب
ائمہ دین سے راضی رہین اور اونکے اقوال باہمی مین سکوت وخاموشی محض اختیار کرین اور
حفظ مراتب ملحوظ رکہین جیسا کہ ہمکو لحاظ ہے اون اقوال مین جو باہم صحابہ کرامؓ پیش آئے ہین انتہی
اسیطرح بعض حاسدین ومخالفین نے بنظر تعصب مذہبی امام مالک کی نسبت اور بعض نے
امام شافعیؒ کی باب مین اور بعض نے امام احمد حنبل کے حق مین بانحاء مختلفہ قیل وقال کی ہے
یہانتک کہ کلام کیا ایک فریق نے سیدنا ابو بکرؓ وسیدنا عمرؓ کی شان مین اور ایک فریق نے
کلام کیا سیدنا عثمانؓ وسیدنا علیؓ کی شان مین اور ایک فریق نے کل صحابہ کرام کے باب
مین کلمات ملحدانہ لکہے پس ظاہر ہے کہ اس قیل وقال لایعنی مین سیدنا علی مرتضے کے باب
مین دونون جماعتین ہلاک ہو گئین یعنے محبان علیؓ جنہون نے حد شرعی کو چہوڑ دیا اور مبغضین
علی جنہون نے آپ کی جناب مین تفریط اختیار کی پس اسیطرح شان امام ابو حنیفہ مین طعن
کرنے والے بھی اسی گروہ مین داخل ہین اور اصل مین وجہہ اسکی اہل تحقیق یہ لکہتے ہین کہ
حب فضائل وکمالات علمی ومحاسن وشرائف عملی امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہؒ کے عرب وعجم

ہین منتشر ہوے اوسوقت بمقتضاے جریان عادت آلہی ولن تجد لسنتہ اللہ تبدیلا
زبان حاسدین آپکی شان ہین دراز ہوئی اور متعصبین نے آپکے اجتہاد و استنباط ہین
قیل وقال لایعنی شروع کی کہ اون امور سے بتصریح صدر امام صاحب قطعاً مبرا ہین یہ غلوی
وشورش فریق مخالف کے دیکھکر ابن جوزی محدث کے پوتے نے فضائل ومناقب سیدنا
امام ابوحنیفہ مین دو کتابین مطول تصنیف کین اور اوسکا نام رکھا الانتصار للامام الانصار اور
وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اوس کتاب مین جوابات معقول مخالفین امام صاحب کو دئے گئے اور انکا مکا
مخالفین ومعاندین پر اون دلائل سے فتحیابی ونصرت حاصل کی - اور شعرانی نے جو میزان
مین لکھا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ مقلدین امام شافعی کو چاہیے کہ اقوال واجتہاد امام ابوحنیفہ
کو اپنے زعم فاسد وخیال باطل مین خلاف کتاب وسنت سمجھکر نزاع بیمعنے وقیل وقال لایعنے
کو دخل نہ دین کیونکہ امام صاحب کی قوت اجتہاد وعلوی شان استنباط ومنزلت علمی وعملی کا
یہ حال ہے کہ امام شافعی رح نے وقت زیارت بپاس ادب قبر شریف سیدنا امام ابوحنیفہ رح اپنا
اجتہاد چھوڑ دیا یعنے رفع یدین وقنوت وجہر تسمیہ نماز مین نہین ادا کیا - اسیطرح دیگر ائمہ
ثلثہ نے امام صاحب کے فضل وکمال علمی وعملی پر بالاتفاق مدح وثنا بلیغ کی جیساکہ متواترات
سے ثابت ہے ایسی حالت مین غور وانصاف کا مقام ہے کہ جب خود اس گروہ کے مجتہد برحق
حضرت امام شافعیؒ سیدنا امام ابوحنیفہ کے قیاس کی صحت وحقیت کے جابجا مداح وثنا
خوان ہون اور بپاس ادب قبر شریف اونکی آپنے اجتہاد کے تارک ہون تو اب اس فرقہ بیباک
وبے ادب وگستاخ کو کب روا ہے کہ امام الائمہ امام ابوحنیفہ کی شان مین کوئی کلمہ بے ادبی
زبان سے نکالے مگر تجربہ سے ایسا معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیر مقلد فرقہ شیعہ کی مانند جماعت حنفیہ کا
رعب وشان حقیت دیکھکر گھبراکر تقیۃً مقلد شافعی کہدیتے ہین ورنہ اس فرقہ بیباک غیر مقلد
کو تقلید شافعی سے کیا تعلق کیونکہ اگر اونکے مقلد ہوتے تو اونکے پیرو ہوتے لاالی ہولاء
ولاالی ہولاء کے مصداق ہین بیان بعض اختلافات جو باہم حضرات صحابہ کرام واقع
ہوئے - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ تم دئے گئے ہو کتاب اللہ
اوسپر عمل کرو اور اگر نہ پاؤ اوسمین تو سنت پر عمل کرو اور اگر اوسمین نہ پاؤ تو اصحاب میرے

بیان بعض اختلافات

ایسے ہین جیسے تارے آسمان مین جسکے قول کو تم اختیار کروگے ہدایت پاؤگے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہی روایت کیا اسکو بیہقی نے اس حدیث مین رسول مقبول صلعم نے صاف خبر دی اسکی کہ شروع زمانہ صحابہ کرام سے کہ وہ زمانہ بہمہ وجوہ ہدایت وارشاد کا اور مصداق اتم خیر القرون کا علے الاطلاق ہی اختلاف مذہب ہوگا فروع مین پس اقوال صحابہ کرام لازم الاخذ ہین بوجہ اسکے کہ ہر ایک صحابی مشہور بالفقہ اور صاحب روایت ہے لیا گیا ہی قول اوسکا اور روایت کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے خصوص وہ اختلافات جو خاص عہد مبارک مین باہم صحابہ کرام واقع ہوے اور اُن اختلافات کی نسبت رسول مقبول صلعم نے کچھہ قدح وجرح ونقض ورد نہین فرمایا بلکہ آپ ہر فریق سے راضی رہے اور مدح فرمائی یہانتک کہ قرار دیا اوس اختلاف کو رحمت واسطے امت کے پس اونکے ثبوت صحت اختلاف باہمی سے بعد مین ثبوت صحت اختلاف بطریق اولے ثابت ہوا اور بعد مین اونکے نہین ہین مگر حضرات تابعین وائمہ مجتہدین جو اقوال واعمال وافعال مین درجہ اول مین متبع وپیرو مسلک حق کے ہین پس منجملہ واقعات اختلاف باہمی صحابہ کرام جو عہد مبارک رسول مقبول صلعم مین واقع ہوئی واقعہ قیدیان غزوہ بدر ہی جسکا مختصر حال یہ ہی کہ سیدنا حضرت ابوبکر اور اونکے تابعین نے یہ کہا کہ ان قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیئے اور سیدنا عمر اور آپکی تابعین نے یہ کہا کہ انکو قتل کرنا چاہیئے پس حکم فرمایا رسول مقبول صلعم نے قول اول پر اور نزول قران ہوا قول ثانی کی افضلیت واولویت پر باوجود ثابت رہنے راے اول کے تو اوسمین برہان بدیہی وحجت قوی ہی دونون فریق کی راہ صواب ومصیب ہونے پر۔ ونیز اس امر کا شاہد اور ناطق ہی کہ ہر ایک مجتہد مصیب ہے کیونکہ اگر راے اول مین خطا ہوتی تو رسول مقبول صلعم اوسکے ساتھ مین حکم نہین فرماتے جسکی نسبت حقتعالے ارشاد فرماتا ہی فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا آہ۔ اور ثانی کی نسبت ارشاد ہوا لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم آہ اور اس آیت مین جو مضمون عتاب نازل ہوا اہل تحقیق نے اسکو غیر افضل امر کے اختیار کرنے پر حمل کیا ہی اور اسمین اشعار بلیغ ہی اس امر پر کہ بسا اوقات واقع ہوتی ہی ترجیح مذاہب مین بنظر افضلیت بربناء قوت دلائل وحیثیت قرب احتیاط وتقوی اور یہ امر مسائل معددہ

معدودہ مین ہی نہ بحیثیت مجموع مذاہب کے کیونکہ بنظر حقیت وصواب کے کل مذاہب اربعہ حق پر وصواب پر ہین لاریب فیہ ۔ اسجگہہ سے سمجھنا چاہیئے کہ طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ اعدل و افضل طرق مین سے ہی کہ وہ ہر مسئلہ مین اختیار کرتے ہین قول اشہر اور قول احوط کو اس بناء پر وہ نکلجاتے ہین اقوال مختلفہ سے اور اختیار کرتے ہین عبادات مین قول اجماعی کو چنانچہ اسکے مطابق ائمہ دین اہل ورع کا قول ہی کہ مسنون ہی نکلنا ہر خلاف سے یہانتک کہ نہ ثابت ہوا ہو ضعف اوسکا اور نہ وہ سنت صحیحہ کے ایسا خلاف ہو کہ نہ ممکن ہو تاویل اوسکی مثلا تصریح کی ہی علماء کرام نے اس امر کی کہ مسنون ہی وضو کرنا کل ادن چیزون مین جو نواقض وضو مین مذکور ہوئی ہین چنانچہ اسی بناء پر تھے ابن شریح کہ وہ دہوتے تھے دونون کانونکو منہ کے ساتھ مین اور مسح کرتے تھے دونون کانونکا منہ کے ساتھ مین اور مسح کرتے تھے دونون کانون کا سر کے ساتھ مین اور پہر علحدہ مسح کرتے تھے دونون کانونکا بوجہ نکلجانیکے خلاف سے و احتیاطا فی الکل ۔ اور واقعہ ثانی اختلاف باہمی صحابہ کرام یہ پیش آیا کہ جب رسول مقبول صلعم نے غزوہ بنی قریظہ کا ارادہ کیا تو آپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ نہ پڑہے تم مین سے کوئی نماز ظہر کی مگر بنی قریظہ مین پس جب صحابہ کرامؓ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے اور ظہر کی نماز کا وقت تنگ ہونے لگا اسوقت صحابہ مین باہم اختلاف واقع ہوا یعنے جماعت حاضرین صحابہ مین سے ایک جماعت نے نماز پڑہ لی بخیال فوت ہوجانے وقت نماز کے اور اپنے اس فعل پر استدلال کیا اس امر کو کہ ارشاد نبی صلعم کمال عجلت پر آمادہ کرنے پر مبنی ہی کیونکہ یہ نہین فرمایا کہ اگرچہ وقت نماز کا فوت ہوجاوے پس استنباط کیا اونہون نے نص سے اسطور پر کہ قول نبی صلعم الا فی بنی قریظۃ مین حصر اضافی ہی نہ حقیقی ۔ اور ایک فریق صحابہ نے نماز ظہر کی نہین پڑہی یہانتک کہ ہو نچگئے وہ بنی قریظہ مین بعد داخل ہوجانے وقت نماز عصر کے اور اونہون نے استدلال کیا اپنے صحت فعل پر بایں طریقہ کہ رسول مقبول صلعم نے قطعا حصر فرمایا اور نہ تصریح کی اوسکی پس گویا کہ مراد اس سے حصر حقیقی ہی ۔ بالجملہ جب اس اختلاف باہمی صحابہؓ کا حال رسول مقبول صلعم کو معلوم ہوا تو آپنے فریقین مین سے کسی پر قدح وجرح ونقض ورد نہین فرمایا بلکہ دونون فریق کے معنے و فہم کو ثابت رکہا پس اسمین صاف اشارہ ہی اسپر کہ کل مجتہدین خدایتعالی کی جانب سے

ہدایت پر ہین اور ماجور و مصاب ہین کسی کی نسبت طعن و جرح کو ہرگز گنجایش نہین ہے
خصوصاً جبکہ صاف یہ ارشاد نبوی نافذ ہوا فایا اخذتم بہ اہتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ
یعنے صحابہ مین سے جسکا قول تم لوگے ہدایت پاؤگے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے
لئے رحمت ہی ونیز روایت کیا ابن سعد و بیہقی نے سیدنا ابی بکرؓ سے انہ قال کان اختلاف
اصحاب محمد صلعم رحمۃ للناس

بیان اقسام اختلافات

بیان اقسام اختلافات

مختصر حال اسکا یہ ہی کہ جب
عہد مبارک رسول مقبول صلعم گذر چکا تو حضرت صحابہ کرام شہرونمین متفرق و منتشر ہوگئے
اور ہر ایک اونمین سے ایک طرف کا پیشوا ہوگیا اور اون بلاد مین بوجہ وقوع حوادث
وقضایا اکثر مسائل دائر ہوے جنمین اونسے فتوے پوچھا گیا ہر ایک نے اپنی یادداشت
کے موافق یا بطریق استنباط اون مسائل کا جواب دیا ہے اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط
مین اوس مسئلہ کو نہ پایا تو اوس حالت مین اپنی راے سے اجتہاد کیا اور اوس علت کو
معلوم کیا جسپر رسول مقبول صلعم نے اپنے صریح ارشادونمین حکم دائر فرمایا تھا چنانچہ اس
بنا پر اوسوقت اون لوگون مین کئی طرح پر اختلاف وقوع مین آیا - اول یہ کہ ایک صحابی نے
کوئی حکم کسی معاملہ مین یا استفتا مین سنا اور دوسرے نے وہ حکم نہین سنا اوس
باب مین اپنی راے سے اجتہاد کیا اور یہ بھی کئی طور پر ہوا - اول یہ کہ اوسکا اجتہاد
موافق حدیث کے ہوا اسکی مثال یہ ہی کہ نسائی وغیرہ نے روایت کی کہ حضرت ابن
مسعود سے حال اوس عورت کا پوچھا گیا جسکا شوہر مرگیا اور اوسکا مہر مقرر نہین کیا تھا
آپنے کہا کہ مینے رسول مقبول صلعم کو اس معاملہ مین حکم دیتے نہین دیکھا پس لوگ اونکے
پاس ایک مہینہ تک پھرا کئے اور جواب مسئلہ کے لئے اصرار کیا تب اونہون نے اپنی
راے سے اجتہاد کر کے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر مثل نہ کم و بیش دینا چاہیے اور اسکا
عدت مین بیٹھنا ضروری ہی اور شوہر کے مال مین سے وہ میراث کی مستحق ہی یہ سنکر
معقل بن یسار کھڑے ہوے اور اس بات کی گواہی دہی کہ آنحضرت صلعم نے ایسا ہی
حکم ہمارے قبیلہ کی ایک عورت یعنے بروع بنت واشقؓ کے حق مین فرمایا تھا اس بات کے
سننے سے ابن مسعود ایسے خوش ہوے کہ مسلمان ہونیکے بعد کبھی ایسے خوش نہین ہوئے تھے

دوم یہ کہ دو شخصون مین مناظرہ ہوا اور حدیث ایسی طرح پر ظاہر ہوئی کہ جس سے غلبہ ظن
ہوگیا اور مجتہد نے اپنے پہلے اجتہاد سے رجوع کرکے حدیث مسموع کو اختیار کیا اسکی مثال
یہ ہی کہ ائمہ حدیث روایت کرتے ہین کہ مذہب سیدنا ابوہریرہ رض کا یہ تہا کہ جو شخص حالت جنابت
مین صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین ہوتا یہانتک کہ بعض ازواج پیغمبر خدا صلعم نے اونکے
مذہب کے خلاف حدیث سنائی تب انہون نے اپنے مذہب سے رجوع کیا ۔ تیسری وجہ یہ
مجتہد کو حدیث پہونچی نہ اسطرح کہ اوس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنی اجتہاد کو نہ چھوڑا
بلکہ حدیث مین طعن کیا اسکی مثال یہ ہی کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہین کہ فاطمہ بنت
قیس رض نے سیدنا عمر رض کی خدمت مین گواہی دی کہ مجکو تین طلاق دئے گئے تھے رسول
مقبول صلعم نے نہ میرے لئے نفقہ ٹھرایا نہ رہنے کا مکان دیا آپنے اونکی گواہی کو نہ مانا
اور فرمایا کہ ہم ایک ایسی عورت کے کہنے سے کتاب اللہ کو نہین چھوڑینگے ہمکو نہین معلوم
کہ یہ سچ کہتی ہی یا خلاف مطلقہ ثلثہ کو نفقہ بھی ہی اور رہنے کا مکان بھی حضرت عائشہ
صدیقہ نے فرمایا کہ فاطمہ کو کیا ہوگیا وہ خدا سے نہین ڈرتی یعنے اپنے اس کہنے سے
اور دوسری مثال یہ ہی کہ بخاری ومسلم نے روایت کیا کہ مذہب سیدنا عمر فاروق رض
کا یہ تہا کہ تیمم شخص جنب کو کہ نہ پاوے پانی کافی نہین عمار بن یاسر رض نے اونکے سامنے
بیان کیا کہ مین رسول مقبول صلعم کے ساتھ سفر مین تہا مجکو غسل کی حاجت ہوئی اور پانی
نہ ملا خاک مین لوٹا اور اس حال کو رسول مقبول صلعم کی خدمت شریف مین ذکر کیا آپنے فرمایا
کہ تجکو صرف یون کرلینا کافی تہا کہ اپنے دونون ہاتھ زمین پر مارتا اور اپنے چہرہ اور دونون
ہاتھ پر مل لیتا ۔ سیدنا عمر رض نے اس روایت کو پذیرا نکیا بوجہ کسی پوشیدہ طعن کے جسکو
انہون نے اس حدیث مین دیکھا لہذا اونکے نزدیک یہ روایت حجت نہ ٹہری یہانتک کہ
دوسرے طبقہ مین حدیث مذکور بہت طرق سے مشہور ہوئی اور وہم طعن کا سست وضعیف
ہوگیا اور لوگون نے اوس حدیث پر عمل کیا ۔ چوتھے یہ کہ مجتہد کو مطلق حدیث نہ پہونچی اسکی
مثال یہ ہی کہ مسلم نے روایت کی سیدنا ابن عمر رض عورتون کو حکم کرتے تھے کہ جب نہائین تو اپنے
سر کے بال کہولڈالین ۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ بات سُنی اور کہا تعجب ہی ابن عمر رض سے

کہ عورتوں کو سر کھولنے کے لئے حکم کرتے ہیں یہ کیوں نہیں کہتے کہ عورتیں اپنے سر مونڈ ڈالیں میں اور رسول اللہ صلعم ایک برتن سے نہاتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نکرتی کہ اپنے سر پر تین بار پانی بہاتی یعنے بدون سر کھولنے کے۔ دوسری مثال یہ ہی کہ زہری نے ذکر کیا ہی کہ ہند کو رسول خدا صلعم کی اجازت مستحاضہ کے باب میں نہ پہونچی تھی وہ اسلئے رویا کرتین کہ نماز نہ پڑہتی تہین۔ دوسری طرح اختلاف کی یہ ہی کہ صحابہؓ نے رسولخدا صلعم کو دیکہا کہ آپنے کوئی کام کیا تو بعض صحابہ نے اوس فعل کو عبادت پر محمول کیا اور بعض نے اباحت پر اوسکی مثال یہ ہی کہ اصحاب اصول نے منیٰ سے چلکر ابطح کے اوترنے کے باب مین ذکر کیا کہ رسولخدا صلعم ابطح مین اوترے تو ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ اسطرف گئے کہ یہ اوترنا بوجہ عبادت تہا اسلئے اوترنے کو حج کی سنتوں سے ٹھہرایا اور عائشہ صدیقہؓ اور ابن عباسؓ کی یہ رای ہوی کہ یہ اترنا بطور اتفاق تہا سنت حج سے نہین۔ دوسری مثال یہ ہی کہ جمہور کہتے ہین کہ رمل طواف مین سنت ہی اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے یہ رمل بطور اتفاق اوس سبب سے کیا جو انکو پیش ہوا یعنے مشرکو نکا یہ کہنا کہ مدینہ طیبہ کے تپ نے مسلمانوں کو چرلیا اور یہ فعل سنت نہین۔ تیسرے طرح اختلاف کی اختلاف وہم ہی بیان کرنے مین اسکی مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے حج کیا اور لوگوں نے آپکو دیکہا تو کسینے یہ بیان کیا کہ آپ متمتع تھے اور کسینے کہا کہ قارن تھے اور کسینے کہا کہ مفرد تھے۔ دوسری مثال یہ ہی کہ ابو داؤد نے سعید بن جبیر سے روایت کی کہ مینے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ ای ابو عباسؓ مین اصحاب رسولخدا صلعم کے اختلاف سے آپکے لبیک کہنے کے بارہ مین متعجب ہوں جسوقت آپنے حج اپنے پر واجب کیا ابن عباسؓ نے کہا کہ مین اس حال کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں چونکہ رسولخدا صلعم نے ایک ہی حج کیا اسوجہ سے لوگون مین اختلاف واقع ہوا۔ صورت یہ ہوی کہ رسولخدا صلعم لقصد حج مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے جب مسجد ذی الحلیفہ مین آپنے دوگانہ احرام ادا کیا اور اوسی جگہہ نیت حج کی فرمائی اور دوگانہ سے فارغ ہوتے ہی حج کے لئے لبیک کہا اس لبیک کو آپ سے لوگون نے سُنا اور یاد رکہا پھر آپ سوار ہوے جب آپکی ناقہ آپکو لیکر اوٹھی تو پھر آپنے لبیک کہا۔ بعض لوگون نے آپ کا

یہ لبیک کہنا سُنا اور وجہ یہ ہوی کہ لوگ گروہ گروہ چلے آتے تھے اُنہون نے آپسے سنا کہ جب
اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہوئی اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہین تو اونہون نے یہ کہا کہ رسولخدا
صلعم نے صرف لبیک اوسوقت کہا جب ناقہ آپکو لیکر کھڑی ہوی رسولخدا صلعم تشریف لیچلے
جب بَیدا کی بلندی پر چڑہے تو پہر آپنے لبیک کہا کچہ لوگون نے آپکا یہ لبیک سُنا اور کہا
کہ لبیک صرف اوسوقت کہا کہ جب بیُدا کی بلندی پر چڑہے ہین قسم خدا کی کہتا ہون کہ
آپنے اپنی نماز کی جگہہ ہی مین نیت حج کی معہ لبیک کے اور جب آپکو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی
تب بھی لبیک کہا اور جب بیُدا کی بلندی پر چڑہے اوسوقت بھی لبیک کہا ۔ چوتھی طرح اختلاف
کی بوجہ سہو اور نسیان کے ہی اسکی مثال یہ ہی کہ مروی ہوا کہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ رسولخدا صلعم
نے ایک عمرہ رجب مین کیا ہی اس حال کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سُنا اور ابن عمرؓ پر بھول
جانیکا حکم لگایا ۔ پانچوین طرح اختلاف کی اختلاف ضبط کا ہی یعنی حدیث کو وجہ اصلی پر قایم
نرکہنا اسکی مثال یہ ہی کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہی
اوسکے گہر والونکے اوسپر رونے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ابن عمرؓ کی نسبت یہ کہا کہ
اُنہون نے حدیث کو اوسکے اصلی وجہ پر ضبط نہین کیا اور اوسکی اصل اسطرح ہی کہ رسولخدا
صلعم ایک یہودیہ کی قبر پر گذرے کہ اوسکے گہر والے اوسپر روتے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور اوسکو اوسکی قبر مین عذاب ہو رہا ہی ابن عمر نے رونے کو عذاب کی
علت سمجھا اور ہر مردہ کے حق مین حکم کو عام خیال کر لیا ۔ چھٹی طرح اختلاف کی مختلف
ہونا صحابہ کا ہے حکم کی علت مین اسکی مثال جنازہ کے لئے کہڑا ہوجانا ہی کہ بعض کہتے ہین
کہ قیام فرشتونکی تعظیم کے لئے ہی اس صورت مین جنازہ مومن اور کافر دونونکے لئے عام ہی
اور بعض کہتے ہین کہ قیام موت کے خوف کی وجہ سے ہی اسصورت مین بھی دونون کو عام ہی
اور بعض نے کہا کہ رسولخدا صلعم کے پاس کسی یہودی کا جنازہ لاے آپ اوسکے لئے کھڑے
ہو گئے کہ اوسکا اپنے سر پر اونچا ہونا مکروہ سمجھا اسصورت مین قیام خاص جنازہ کافر کے لئے
ہی ۔ ساتوین طرح اختلاف کی یہ ہی کہ دو مختلف احکام کی مطابقت مین صحابہ کا اختلاف
ہوا ۔ اسکی مثال یہ ہی کہ رسولخدا صلعم نے سال جنگ خیبر مین متعہ کی اجازت دی

پہر اوس سے منع فرمایا پہر سال اوطاس مین اوسکی اجازت دی پہر اوس سے منع فرمایا تو ابن عباس کہتے ہین کہ اجازت ضرورت کے لئے تھی اور ممانعت ضرورت کی جاتی رہنے سے حکم بدستور باقی ہی یعنے ضرورت گے اوہ وقت متعہ جائز ہے اور جمہور کا یہ قول ہی کہ اجازت سے غرض اباح کرنا تھا اور ممانعت اوسکی ناسخ ہی - دوسری مثال یہ ہی کہ رسولخدا صلعم نے استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا تو بعض لوگونکا یہ مذہب ہی کہ یہ ارشاد قولی حکم عام ہی منسوخ نہین ہی اور جابرؓ نے آنحضرت صلعم کو ایکسال پیشتر آپکی وفات سے قبلہ رو ہوکر پیشاب کرتے دیکھا تو یہ تجویز کیا کہ یہ فعل ناسخ ہی پہلی ممانعت قولی کا - اور نیز ابن عمرؓ نے آپکو قضاء حاجت فرماتے ہوے دیکھا کہ قبلہ کیطرف پشت ہی اور شام کیطرف مُنھہ اس فعل سے ابن عمرؓ نے اون لوگونکے قول کو رد کیا - اور بعض لوگون نے دونون روایتون مین مطابقت کی چنانچہ شعبی وغیرہ اسطرف گئے ہین کہ ممانعت خاص جنگل مین ہی اور جب آدمی مکانونکی پاخانون مین ہو تو قبلہ کو رخ اور پشت کرنا مضائقہ نہین اور کچھہ لوگ اسطرف گئے کہ ارشاد دربارۂ نہی عام اور محکم ہی اور آپکا فعل ہوسکتا ہی کہ آپ کی ذات مقدس پر مخصوص ہو غرضکہ بتصریح چند مذاہب اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے مختلف ہوے اور اُن سے تابعینون نے اسیطرح حاصل کئے پس ہر ایک کو جو میسر ہوا اوسیکو اختیار کیا اور جو کچھہ حدیث رسول اللہ صلعم اور مذاہب صحابہ مین سے سُنا اوسیکو یاد کیا اور سمجھا اور مختلف باتون مین جسطرح اوس سے بن سکا مطابقت کی جیساکہ حضرت مولانا حجۃ اللہ شاہ ولی اللہؒ صاحب نے ان مباحث واقسام اختلافات کو اپنے رسالۂ انصاف وغیرہ مین بہت شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ آخر اوس بیان کی عبارت یہ ہی وبالجملۃ فاختلف مذاہب اصحاب النبی صلعم واخذ عنہم التابعون کذلک ما تیسر لہ فحفظ ما سمع من حدیث رسول اللہ صلعم ومذاہب الصحابۃ وعقلہا وجمع المختلف علی ما تیسر لہ ورجح بعض الاقوال علی بعض آہ اور باقی تشریح وتوضیح اسکی دوسرے باب مین مذکور ہو چکی اب جو ایسی حالت مین مخالفین ومتعصبین امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب وتابعین کی نسبت اصحاب الرائے بطور طعن کہتے ہین یہ اون لوگونکی نہایت جہالت وکوتاہ نظری وتعصب نفسانی ہی کیونکہ بتصریح صدر کما حقہ ثابت ہوگیا کہ

ظہور اجتہاد بالراے اور شیوع اختلافات قرون ثلثہ مبارکہ سے مقبول و مشروع چلا آتا ہی
تو ایسی حالت مین خواہ مخواہ جماعت حنفیہ کو اسباب مین نشانہ بنانا اور خلاف واقع اُنکی نسبت
تہمت و بہتان لگانا محض گمراہی و بیدینی ہی تنبیہ۔ شاگردان امام صاحب کی مخالفت مین
علماء دین یہ حکایت نقلکرتے ہین کہ امام صاحب نے ایک لڑکا کیچڑ مین کھیلتے ہوئے دیکھا
آپنے اوسکو ڈرایا رپٹ جانے سے اوسنے امام صاحب کو جوابدیا کہ آپ بچو رپٹ جانے سے
اسواسطے کہ عالم کے رپٹنے سے جہان کا رپٹنا ہی امام صاحب کو اس کلمہ کے سننے سے
بڑی عبرت ہوئی اور اوسیوقت اپنے شاگردون سے فرمایا کہ اگر کوئی دلیل شرعی کتاب
و سنت سے تمیز ظاہر ہو تو اوسپر عمل کرو جب سے ہر شاگرد امام صاحب کی ایک روایت کو لیتا
تھا اور اوسکو ترجیح دیتا تہا دوسری دلیل سے اور یہ اجازت دینی امام صاحب کی غایت تقوی
و احتیاط کا باعث ہی اور بھی اس اجازت سے صاف ثابت ہوا کہ اختلاف مجتہدین کا من
حیث الدلیل رحمت الٰہی کی نشانیون سے ہی توجسقدر اختلاف برہانی ہوگا رحمت ربانی
کی زیادتی کا باعث ہوگا کذا فی الدر المختار۔ امام صاحب نے لڑکے کے کلام سے پند حاصل
کی عارفین و کاملین کی یہی شان ہی کہ اشارات لطیفہ عبارات بعیدہ سے سمجھتے ہین
اور اختلاف کو آثار رحمت کہنا ثابت ہی اس حدیث سے کہ اختلاف امتی رحمۃ یعنی ارشاد ہوا
کہ میری امت کا اختلاف باعث رحمت الٰہی ہی۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ حضرات مجتہدین
کی حقیقت اجتہاد و اصابت راے کے باب مین اقوال مختلفہ کثیرہ وارد ہوے ہین اسجگہہ
بنظر توضیح و تنقیح مقام و فائدہ و نفع عوام چند اقوال علماء دین نقل کیئے جاتے ہین۔ علامہ
ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ نقل کیا کرری نے امام شافعیؒ سے کہ دو مجتہد جو دو حکم متباین کے
کہنے والے ہین وہ دونون بمنزلہ دو رسولونکے ہین کہ لائے دو شریعتین مختلف اور وہ دونو
حق و صادق ہین۔ امام مازریؒ کہتے ہین کہ یہ قول کہ حق دونون طرف مین ہی اسپر اکثر
اہل تحقیق علماء و متکلمین اسے ہین اور یہی مروی ہوا ائمہ اربعہ سے۔ دلیل اسپر یہ ہی
کہ رسول مقبول صلعم نے مقرر فرمایا ہی مجتہد کے لئے اجر پس اگر راے اوسکی مصیب نہی
تو مستحق اجر نہوتا۔ اسجگہہ اگر کوئی یہ نقض کرے کہ ایسی حالت مین خطا کا اطلاق کیون کیا

جاتا ہی اوسکا جواب یہ ہی کہ اطلاق خطا کا جو اوسکی نسبت مذکور ہوا ہی وہ محمول ہی اسکے حق میز
جو غافل ہوگیا نص سے اور اجتہاد کیا اوسنے اونمین جنمین اجتہاد کو گنجایش نہین کہ وہ قطعیات
سے ہین پس اگر اتفاقیہ ایسا ہوگیا کہ نہ لحاظ رہا اس امر پر تو خطا کی اوسنے اور اطلاق خطا کا اوسپر
صحیح ہی ۔ اور جس نے کہ اجتہاد کیا اوس مسئلہ مین جس مین نہ کوئی نص قطعی ہی اور نہ اجماع ہی
وہان خطا کا اطلاق نہین ہوسکتا بہرکیف دو مجتہدونکے حکم کے صواب کہنے مین دربارہ اُن
مسائل فرعی کے جنمین حکم قطعی نہین یعنے ایسے مسئلہ کے حکم بیان کرنے مین آیا ہر مجتہد صواب
ہی یا صرف ایک صواب پر ہی پس دونو نکے صواب پر ہونے کے قائل یہ لوگ ہین ۔ شیخ ابوالحسن
اشعری قاضی ابوبکرؒ اور ابویوسف اور محمد بن حسن اور ابن شریح اور اشعری اور جمہور متکلمین
و معتزلہ ۔ اور صرف ایک مجتہد کے صواب پر ہونے کے قائل جمہور فقہا ہین ۔ اور صاحب
بیضاوی منہاج مین لکھتے ہین کہ دو مجتہدونکے صواب پر ہونیکا اختلاف اس خلاف پر مبنی
ہی کہ ہر مسئلہ مین ایک معین حکم ہوتا ہی جسپر کوئی دلیل قطعی یا ظنی ہوتی ہی ۔ اور مختار
وہ قول ہی کہ امام شافعی سے پایہ ثبوت کو پہونچا ہی کہ ہر حادثہ مین ایک حکم ہوتا ہی جسپر
ایک پتہ و نشان ہوتا ہی پس جو مجتہد وہ نشان جان لیتا ہی وہ صواب کو پہونچتا ہی اور جو اوس
پتہ کو نہین پاتا وہ چوک جاتا ہی اور گنہگار نہین ہوتا کیونکہ اجتہاد سے پہلے دلائل ہوتے ہین
بوجہ اسکے کہ اجتہاد طلب دلائل کا نام ہی اور دلالت حکم سے بعد ہی ۔ اور چوکنا اسوجہ سے
ہے کہ اگر دونون اجتہاد درست ٹہرین تو اجتماع نقیضین ہوگا بوجہ تخالف احکام کے ۔ اور
وجہ گنہگار نہونے مجتہد خطا کار کی یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مجتہد صواب کو پہونچیگا
اوسکو دو صواب ملینگے اور جو چوک جائیگا اوسکو ایک ثواب ملیگا اور علامہ سیوطی اسمقام
مین لکھتے ہین کہ مجتہدین کی نسبت خطا اجتہادی جو تصور کیجاتی ہی وہ اس بنا پر ہی کہ
وہ چوکا ہی افضل اور اولے امر کے دریافت کرنے مین جیسا کہ بتصریح صدر مذکور ہوا عتاب
حضرات صحابہ پر اختیار کرنے فدیہ مین کیونکہ وہ امر غیر افضل تہا باوجود ہونے اس حکم کے
بھی صواب پر ۔ اور شفائے قاضی عیاض مین مذکور ہوا کہ مجتہدین کی نسبت یہ کہنا کہ وہ صواب
پر ہین یہی قول صواب و حق ہی ہمارے نزدیک ۔ اور روایت کی گئی علامہ مظفر سے کہ انہون نے

اپنے اوستاد حافظ ابی جعفر قاسمی سے روایت کی کہ دیکھا اونسے ایک خواب طویل جو شامل تہا چند سوالات کو کہ دریافت کئے گئے رسول مقبول صلعم سے اونمین سے ایک سوال اختلاف ائمہ کے باب مین تہا ارشاد فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ ہر ایک مجتہد اپنے اجتہاد مین مصیب ہی عرض کیا مینے یا رسول اللہ صلعم امام ابوحنیفہ کا قول ہی کہ دونون مجتہد مصیب ہین اور حق ایک مین ہی اور شافعی کا یہ قول ہی کہ دونون مجتہد مصیب بھی ہین اور مخطی بھی اور خطا اونسے عفو کیگئی ہی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ یہ دونون قول معنے مین قریب ہین اگرچہ لفظاً اونمین اختلاف ہی پھر مینے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ان دونون مین کونسا قول لایق اختیار کرنیکے ہی ارشاد فرمایا کہ دونون حق پر ہین پھر مینے عرض کیا کہ زبیر بن احمد کے قول کے کیا معنی ہین جو انہون نے خواب مین دیکھا تہا آپ نے فرمایا کہ مجکو محفوظ نہین قول اوسکا اور اگر بیان کریگا تو کہونگا مین دونونکی نسبت اولئک علے ہدی من ربہم مینے کہا الحمد للہ الذی جعل فے الامۃ و ار جوان اختلافہم رحمۃ۔ اسیطرح دیگر ائمہ نے رسول مقبول صلعم کو خواب مین دیکھا اور ائمہ مجتہدین کے اختلاف کے باب مین ایسے سوالکیا فرمایا کہ سب اپنے اجتہاد مین مصیب ہین اور اس باب مین علامہ امام سبکی کا جو بیان بلیغ و قول جلیل ہی اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ جملہ شریعتین سابقہ نبی آخر الزمان صلعم کی شریعتین ہین اور دیگر انبیاء کرام بمنزلہ آپکے نایبونکے ہین بوجہ اسکے کہ آپ نبی تھے اوس حالت مین کہ آدم ابو البشر درمیان روح اور جسد کے تھے پس حقیقت مین آپ نبی الانبیاء ہین اور یہی معنی ہین اس حدیث کے کہ فرمایا نبی صلعم نے بعثت الی الناس کافۃ فہو مبعوث الی الخلق کلہم من لدن آدم الی یوم القیمۃ انتہی۔ اور یہی قول علامہ سیوطی کا ہی وجعلہ نبی الانبیاء و آدم منجدل فی طینتہ۔ و نیز کہا علامہ سبکی نے وہو ارسل الی کل من تقدم و غیرہ فجمیع الانبیاء و اممہم کلہم من امتہ و مشمولون برسالتہ و نبوتہ و لذلک یاتی عیسے فی آخر الزمان علے شریعتہ و جمیع الشرایع التی جاءت بہا الانبیاء فہو بہذہ الجہۃ ہو نبی الانبیاء آہ پس جبکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ شرایع انبیاء وہ سب شرایع آنحضرت صلعم کے ہین تعظیماً و تکریماً لخیر خلقہ لہذا اصحابہ کرام اور تابعین نے جو آپکے حسن اقوال و محاسن افعال سے استنباط اور اجتہاد کیا وہ سب شرایع متعددہ ہوگئے واسطہ آنحضرت صلعم کے

بطریق لوازم خاصکر اس صورت مین کہ خود نبی صلعم نے خبر دی وقوع اختلاف کی اور اسکے قبول کرنے والون وعمل کرنیوالونکی مدح فرمائی اور اونکے ساتھہ وعدہ فرمایا قبولیت وہدایت نجات کا پس ہرگاہ کہ یہ اختلاف اس امت مرحومہ کے لئے رحمت قرار دیا گیا تو خبر دی اسکی کہ امم سابقہ کا اختلاف اونکے ہلاکت وعذاب ہے بوجہ اسکے کہ اونکے لئے وسعت نہین دی گئی جیسی کہ عطا ہوی وسعت اس امت مرحومہ کے لئے پس اختلاف اونکا محض کذب ہے اور افترا ہے انبیاء کرام پر کہ وہ بری ہین اون مفتریات سے ۔ بروایات اکابر علماء دین واہل حدیث منقول ہوا کہ خلیفہ منصور نے اپنے عہد خلافت مین ہر چند اختلاف ائمہ کے اوٹھا دینیکے باب مین اہتمام بلیغ کیا مگر چونکہ اس اختلاف ائمہ دین مین خداوند جلیل کی حکمت بالغہ ورحمت واسعہ مربوط ومنوط ہے اس عزم مین ناکام رہا ۔ اور مختصر حال اسکا یہ ہے کہ جب خلیفہ منصور نے حج کیا تو سیدنا امام مالک علیہ سے اوسنے کہا کہ مینے عزم واثق اسکا کیا ہے کہ جو کتابین آپنے تصنیف کی ہین اونکے باب مین حکم ناطق دون اسکا کہ وہ لکھی جاوین اور ہر مسلمانونکے ہر شہر مین اونکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور اونکو حکم کرون کہ ان کتابونکے بموجب وہ عمل کرین اور دوسری بات کیطرف التفات وتوجہ نکرین امام مالک ع نے سنکر فرمایا کہ اے امیر المومنین ایسا ہرگز نہ کر کیونکہ لوگونکے پاس ارباب سلف کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ احادیث سن چکے ہین اور روایتین اونسے منقول ہوئین اور ہر قوم نے وہ بات اختیار کرلی جو پیشتر اونکو پہونچی اور باوجود اختلاف کے اوسپر وہ کاربند ہو گئے پس ہر شہر والون نے جو کچھہ اپنے لئے قبول وپسند کرلیا ہے اونکو اوسپر رہنے دے ۔ اور بعض اہل علم اس حکایت کو خلیفہ ہارون رشید کیطرف منسوب کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک ع سے مشورہ کیا کہ آپکی کتاب موطا بیت اللہ مین لٹکائی جاوے اور لوگونکو اس بات پر آمادہ کیا جاوے کہ جو احکام شرعی اس کتاب مین درج ہین اوسپر سب کاربند ہون امام مالک ع نے اسکے جواب مین فرمایا کہ ایسا نکر کیونکہ اصحاب رسول خدا صلعم مین فروع مین اختلاف واقع ہوا ہے اور وہ مسائل واحکام بلاد اسلام مین جابجا منتشر ہو گئے اور خاص کا اوسپر عمل جاری ہو گیا ۔ یہ سنکر

ہارون رشید نے کہا کہ اے ابو عبداللہ خدا تعالیٰ آپکو توفیق عطا فرماوے۔ بہرکیف یہ جو
اختلاف باہم ائمہ دین فروع مین واقع ہوا ہے یہ بتصریح صدر ایک نعمت کبیرہ اور رحمت
واسعہ و فضیلت واضحہ ہی اور اس مین جو سر لطیف اور رمز جلیل ہی اوسکو علماء ربانی نے
دریافت کیا اور جاہلین اور متعصبین اُس سے نابینا رہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے
نبی آخر الزمان صلعم کو خاص کیا ہی اس امر مین کہ جیسے امم سابقہ احمال و اثقال احکام مذہبی کی
ساتھہ مامور تھین وہ سب شدائد و تکلیفات اس امت مرحومہ پر سے اوٹھالی گئین مثلاً
شریعت موسوی مین وجوب قصاص اور شریعت عیسوی مین وجوب دیت تھا شریعت محمدیہ
مین اختیار دیا گیا دونون امرون مین۔ یا جیسے کاٹنا محل نجاست کو بدن سے اور شریعت
مصطفویہ مین دہونا اوسکا۔ یا ممنوع ہونا نسخ شریعت کا یہود مین اور شریعت محمدی مین جواز
اسکا کہ جس بناء پر یہود نے نسخ قبلہ کو ایک امر عظیم تصور کیا۔ یا کتاب اونکی پڑہی جاتی ہے
ایک قراءت پر اور ہماری کتاب پڑہی جاتی ہی سات قراءتون پر علاوہ ان کے ارحم الراحمین
نے اکثر امور مین اس امت مرحومہ پر آسانی فرمائی اور یہی معنی ہین ان آیات کریمہ کے۔
یرید اللہ بکم الیسر یا ارشاد ہوا وما جعل علیکم فی الدین من حرج پس واقع ہونا اختلاف کا
ائمہ دین مین فروعات مین اسکو یون سمجہنا چاہیے کہ یہ مذہب علی اختلافہا مانند شریعتون
متعددہ کے ہی تاکہ دقت و تنگی نہ عارض ہو اس امت پر بوجہ التزام شئے واحد کے اور ہر
مومن عمل کرنیوالا ان مذاہب حقہ صحیحہ پر مثاب و ماجور ہو اور کنتم خیر امۃ کی مدح و ثنا کا مورد ہو
اسی بناء پر جسکو دوسرے امام کی مذہب مین گنجائش و آسانی معلوم ہو تو اسکو جائز
ہی کہ بصدق نیت بشرط التزام و دوام نہ بطور تلفیق اختیار کرلے اوسکو پس یہ وسعت
و آسانی جو نعمات عطیہ و عطیات جلیلہ اللہ سے ہی اسمین غایت رفعت شان محمدی کا اظہار بدیہی
ہے وبہ نسبت دیگر انبیاء کرام اولوالعزم کے یہ نعمت جلیلہ خاصۃ بطور مابہ الامتیاز نادی
باعلی نداء ہی۔ حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات مین لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہؒ نے غایت
ورع و تقوی کی برکت سے و اتباع سنت نبویہ کی دولت سے ملت مصطفویہ مین باب اجتہاد
و استنباط احکام شرعی مین درجہ اعلے پایا چونکہ کوتاہ نظر بوجہ نقصان فہم و قصور استعداد

ونقصان ادراک امام ابو حنیفہ کے معانی بلیغہ دقیقہ ومطالب عالیہ جلیلہ کا ادراک کامل نہین
کر سکتے ہین بلا غور وفکر براہ تعصب وکوتاہ نظری وتعصب نفسانی اُن کے احکام اجتہادیہ
کو کتاب وسنت کے خلاف جانتے ہین اور بطور طعن اصحاب الرائے کہتے ہین پس یہ کہنا
اونکا محض اسیوجہ سے ہی کہ وہ لوگ امام صاحب کی قوت قدسیہ کی وسعت اور
شان عظیم علم وفضل وتبحر وملکہ کی قدرت کو نہین پہونچتے ہین البتہ امام شافعی رح نے
حضرت امام اعظم کی فقاہت اصابت فکر کی قوت اور وسعت کو سمہ پایا ہی کہ اُنہون نے جابجا
صاف یہ کہا کہ سب فقیہ امام ابو حنیفہؒ کی عیال ہین فقہ مین یعنی پرورش یافتہ ہین فقہ مین
اور جو کچھ حضرت خواجہ محمد پارسا نے اپنی فصول مین تحریر فرمایا ہی کہ عیسےؑ بعد نزول امام
کے مذہب پر حکم وعمل کرینگے یہ بعینی بے شائبہ تکلف وتعصب سمجھنا چاہیئے ۔ مذہب
ابو حنیفہ
حنفی کی نورانیت وشان جلیل نظر کشفی وشہودی سی مانند دریای اعظم دکھلائی دیتی ہے
اور دیگر مذاہب ائمہ دین کے مانند حوضون اور جدولون کی نظر آتے ہین ان متعصبین نے چند
احادیث مشکوۃ ومشارق وغیرہ یاد کرلی ہین اور احکام شرعی کو اُن مین محصور ومقید سمجھ لیا
ہی اور اُن کی ماسوا کی نفی کرتے ہین ولنعم ماقیل ع ہران کرمے کہ در سنگے نہان است
زمین وآسمان او ہمان ست یہ واہی ہزار واہی اون کے تعصبات باریکہ وخیالات فاسدہ
کاسہ پر کہ بانی فقہ امام حنیفہؒ ہین بالاتفاق اور اکابر علماء دین نے اونکو فقہ مین تین حصہ کا
مالک تسلیم کیا ہی اور باقی ربع مین سبکو شریک رکھا ہی پس علم فقہ کے گہر کا صاحب خانہ امام
ابو حنیفہ ہی اور دیگر عیال اوس کے ہین انتہے کلام امام الربانی ۔ خلاصہ ان سب بیانات کا
یہ ہی کہ اگر مومن کو سعادت ابدی ونجات اخروی مقصود ہی اور یہ کہ بروز محشر نہ مبتلا ہو
حضرات اولیاء اللہ وخاصان حق کی بلاء بے ادبی وعذاب سوء عقیدتی مین تو اوسکو
لازم ہی کہ علماء دین کی جناب مین باادب وخوش عقیدہ رہے اور اُسپر اعتقاد کامل رکھے کہ
جملہ مجتہدین وعلماء عاملین شرع متین حقیت وہدایت عینی عطیہ آلہی پر ہین اور یہ نفوس قدسیہ
کلہم اجمعون باتفاق ائمہ نقل وبرہان اپنے مساعی جمیلہ مین ماجور ومشکور ہین و
کان سعیکم مشکورا کے مصداق ہین اور بالیقین مستوجب اعلی نفحات جستان اعظم

رضوان رحمان ہین ورضوان من اللہ اکبر جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین علیک ایہا الموفق ان اردت النجاۃ فی الآخرۃ والسلامۃ من حفر الوقیعۃ فی احد من اولیاء اللہ تعالےٰ دورات نبیہ محمد صلعم وشرف وکرم ان تعتقد ان کلو احد من الائمۃ المجتہدین والعلماء العالمین علےٰ ہدے من اللہ ورضوان وانہم کلہم ماجورون فی سائر الحالات باتفاق ائمۃ النقل والبرہان انتہےٰ۔ خصوص اس امر کو جو راس الامور ہے نصب العین رکھے کہ ادن اقوال مین جو بتصحیح صدر ایک نے دوسرے کی نسبت حالت اشتعال طبع مین وجوش تعصب مین کہے ہین اونمین زیادہ خوض وفکر نکرے اور تعصب و نفسانیت وجہالت کو دخل ندے بلکہ حسن ظن رکھے اونکے ساتھ اور اونکے باہمی اختلافات کی بالامکان نیک تاویل کرتا رہے اور اُسپر عقیدہ واثق رکھے کہ ائمہ مجتہدین بلطف رحمانی سب ہدایت وحق پر ہین پس ایسی حالت مین جو اشخاص کوتاہ نظر اعمی فطرت مذہب امام ابوحنیفہ کی نسبت بطور طعن اصحاب الراے کہتے ہین وہ بالیقین علماء دین کے نزدیک مردود و گمراہ ہین اور مستحق وبال ونکال ابدی ہین فی الحقیقت حضرات ائمہ مجتہدین کو بتائید مواہب الٰہیہ وفیضان قوت قدسیہ وبرکت ورع وزہد معنوی وصدق وصفاے وتقوی قلبی یہ شان عظیم حاصل تھی کہ ہر ایک امام اپنے عہد مین صفات کمالات علمی وعملی وملکہ اجتہاد وتبحر واستنباط احکام شرعی وقوت قدسیہ قلبی مین بے نظیر اور لاشریک گذرا ہی یہی حضرات ارکان دین محمدی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے اور بر بناء خصوصیت معنوی ونیابت حقیقی وارث سرمایہ صوری ومعنوی حضرت ختم الانبیاء تھے العلماء ورثۃ الانبیاء بالخصوص وجود باجود حضرت سیدنا امام الائمہ سراج امتی سیدنا امام ابوحنیفہ کوفی جو ائمہ مجتہدین کے مقتدی ومہتدی ہین اور اونکے ارشاد وہدایت بنیاد سے ہر ایک کلمہ گو فیضیاب ہو حقتعالےٰ اس آشوب عظیم وہجوم حوادث مین دولت ایمان قائم رکھے اور انجام بالخیر کرے اور بروز محشر مجمع اکبر دوستان خدا کے غلامونکے ساتھ حشر فرماوی المرء مع من احب اور اس بلاء عظیم وخسران مبین سے محفوظ رکھے کہ یوم بعث ونشور مین وقت محاسبہ پکارا جاوے ہذا عدو اولیاء اللہ فلیس لہ الا الخزی والعذاب فی المحشر۔

ولنعم ماقیل ؎ حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ ٭ ہر کرا نیست ادب لایق خدمت نبود
صاحب فوائد منیفہ لکہتے ہین کہ ایک شخص اہل علم مین سے میرے پاس اوس زمانہ مین آیا کہ
مین لکہہ رہا تہا مناقب امام ابو حنیفہ کو اوسنے میرے اوراق پڑہکر اپنی استین سے کچہہ اجزا
نکالے اور کہا کہ انکو پڑہ مینے اونکو پڑہا پس دیکہے مینے اونمین مضامین رد و قدح امام ابو حنیفہ
مینے اوس شخص سے کہا کہ مثل تیری سمجہہ سکتا ہی کلام امام ابو حنیفہ کو چہ جاے کہ قدح و جرح کیا
جاے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ مینے ان مضامین کو تالیف فخر رازی سے لیا ہی مینے اسکی جواب
مین کہا کہ فخر رازی امام ابو حنیفہ کی بہ نسبت مثل طالب علم ہی یا بمقابلہ سلطان اعظم مثل اعاد رعیت
ہی یا مثل دیگر ستارونکے بمقابلہ آفتاب کے حرام ہی مقلدین پر اعتراض اور طعن اپنے ائمہ دین
پر بعض طالب علموں شافعی مذہب مین سے جواب نے شکوک و شبہات مین متردد تہے ایک شخص
ایسا تہا جو منکر تہا اصحاب امام ابو حنیفہ کا اور نہین سنتا تہا اصحاب ابو حنیفہ کا کلام اس بات
مینے ایکدن جہڑکا مگر نہ باز آیا وہ اپنے اس کلام سے اور مجہسے علحدہ ہوگیا ناگاہ گر پڑا وہ سیڑہی پر سے
اور ٹوٹ گئی ہڈی پہلو اوسکے کی اسوجہ سے وہ ہمیشہ صاحب فراش رہا یہانتک کہ مرا وہ بری
حال سے اس درمیان مین اوسنے ایکدن اپنی عیادت کے لئے مجکو بلایا مینے بوجہ اسکے
کہ وہ مکروہ جانتا تہا اصحاب ابو حنیفہ کو جانے سے انکار کیا فاعتبروا یا اولے الابصار فائدہ جلیلہ
فوائد اشباہ مین مصفی سے منقول ہوا کہ جب ہمسے سوال کیا جاے ہمارے مذہب سے اور ہمارے
مخالف کے مذہب سے یعنے شافعی مالکی حنبلی مذہب سے کہ کون مذہب حق ہی فروع مین
توہم اس سوال کے جواب مین کہین گے وجوباً یعنے ہمپر واجب ہی یون کہنا کہ ہمارا مذہب
صواب پر ہی یعنے حق ہی مطابق واقع کے احتمال رکہتا ہی خطا کا یعنے چوکنے کا اور ہمارے
مخالف کا مذہب خطا کا ہی محتمل صواب کا اذا سئلنا عن مذہبنا و مذہب مخالفنا قلنا وجوبا مذہبنا
صواب یحتمل الخطاء و مذہب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب کذا فی در المختار۔ یہ جواب اسوجہ سے
قرار دیا گیا کہ یہ شخص مقلد ہی اور تقلید کسی شخص کی جائز نہین ہی اوسکو خاطی جانکر اور صواب
کا یقین اسواسطے نہین کیا گیا کہ اگر قطعی تعیین کیا جاے تو مجتہدین کا یہ قول صحیح نہین
ٹہریگا کہ المجتہد یخطی و یصیب لہذا مخالف کے مذہب کی خطا پر یقین کر لینا جائز نہوا خلاصہ

مقام یہ ہی کہ کلام نظر مجتہد ہی یعنے جسطرف ہمارے امام اعظم گئے ہین وہ اونکے نزدیک صواب ہے معہ احتمال خطا ہو اسطلے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور گاہے نفس الامر مین خطا بھی کرتا ہے اور باعتبار رسم مقلدون کے چارون امام حق پر ہین یعنی اپنی اجتہاد مین مصیب ہین تو ہر امام کا مقلد یہی عبارت جواب مین کہیگا جبکہ اُس کے مذہب سے سوال ہوگا اپنے امام کی جانب سے جسکا وہ مقلد ہے اور یہ مراد نہین ہی کہ ہر مقلد اس کا مکلف ہی کہ دوسرے امام کی خطا کا معتقد ہو اسواسطے کہ ایک امام کی تقلید نہین جائز ہوئی ہی مگر بقدر ضروری ہونے تقلید کے اور تقلید کی ضرورت یہ ہی کہ مقلد اجتہاد کی لیاقت نہین رکہتا کہ احکام ظنیہ کا استنباط دلائل شرعیہ سے کر سکے تو ایک امام کی تقلید فقط عمل مین کرتا ہی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ عمل کے ساتھ اعتقاد کرنے کا بھی مکلف نہین ہی تو اوا تکالیف معہ اعتقاد عدم صحت لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہی کہ یہ لازم نہین آتا ہی مگر جبکہ مسائل تقلیدیہ کے عدم صحت کا معتقد ہو اور ہم یہ نہین کہتے ہین بلکہ مقلد ظاہر اصواب پر ہی کہ اُس نے وہ کیا جو اُسپر واجب تہا بدلیل قولہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی اخذ بقول مجتہد جو بموجب اس آیت کریمہ کے واجب تہا سو اوسنے کیا اور مقلد اُس کا مکلف نہین ہی کہ اپنے خلاف مذہب کے خطا کا معتقد ہو ایسا خلاصہ کیا ہی ہمارے اوستاد نے ابن ملا فروخ مکی حنفی کے قول سدید کا کذا فی الطحطاوی عن مفتی الروم ابی سعود رحمہ اللہ تعالیٰ اسیطرح جب ہم سے کوئی سوال کرے ہمارے عقائد سے یعنی اہل سنت کے عقائد سے اور ہمارے مخالفین کے عقائد سے یعنی معتزلہ اور خارجی اور رافضی کے عقائد سے کہ کون ان مین سے حق پر ہی تو ہمپر یہ جواب دینا واجب ہی کہ مطابق واقع کے وہی عقائد حق ہین جن پر ہم ہین اور باطل مخالف نفس الامر وہ عقائد ہین جن پر ہمارے مخالفین ہین واذا سئلنا عن معتقدنا و معتقد خصومنا قلنا وجوبا الحق ما نحن علیہ والباطل ما علیہ خصومنا انتہیٰ کذا فی درالمختار **چھٹا باب** اہل توحید و معتقدات مذہب حنفی کے بیان مین معہ بیان وصایا حضرت امام ابو حنیفہ رحہ مخفی نرہے کہ امام ابو حنیفہ نے جملہ مومنین کی آسانی کے لئے تمامی عقائد ایمانی ضروری ایک جگہہ ضبط فرمائے ہین اور اوس مجموعہ مسائل کا نام فقہ اکبر ہے کیونکہ معتقدات ایمانی و عقائد مذہبی سے زیادہ اعظم و اکبر

کوئی فقہ نہین ہی کہ وہ عین دین و ایمان ہی مسائل فقہ کا مرتبہ بعد اُسکے ہے چنانچہ اسی بنا پر
بعض ان عقائد ایمانی کی تحقیق و تنقیح و شرح و تفصیل مین اکثر علماء دین نے مطولات
لکھے ہین خصوص علامۂ ملا علی قاری نے ان مسائل و عقائد کی شرح مین ایک کتاب مبسوط لکھی
ہے جسکو شرح فقہ اکبر کہتے ہین اور وہ تمامی علماء دین کے مسلم الثبوت و مستند ہے مگر
بوجہ اسکے کہ وہ شرح عبارت عربی مین ہی اور مباحث دقیقہ و مطالب بلیغہ اس مین درج ہین
عام اہل اسلام اُس سے مستفید نہین ہو سکتے لہذا اس باب مین وہ جملہ معتقدات مذہبی
حنفی و فرائض ایمانی و اہم عقائد اسلامی سمجھکر بنظر فائدہ تام خاص و عام لکھے جاتے ہین جس سے
نتیجۂ ایمان و ثمرۂ اسلام بسہولت و آسانی ہر ایک مومن کو حاصل ہو پس ہر مسلمان مرد و عورت
پر فرض ہی کہ اُن عقائد مذہب حنفی کو خوب سمجھکر یاد کر لے اور اُن سب پر خلوص قلبی کے ساتھ
اعتقاد کامل رکھے کیونکہ مومن کا ایمان انہین باتون کی لیقین و اعتقاد پر موقوف ہی جو شخص
کہ ان معتقدات مذہبی و عقائد ایمانی سے غافل و جاہل رہیگا بالیقین اُسکے ایمان مین نقصان
اور وہ مستحق وبال خسران ہی اور وہ یہ ہین ۔ واجب ہی ہر مسلمان پر کہ کہے صدق دل سے
یقین لایا مین اللہ پر اور اُسکے سب فرشتون پر اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت
کے دن پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر اور خیر و شر کی تقدیر پر کہ اللہ تعالی کی بنائی ہی
اس قول کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مقدر کرنے والا اور پیدا کرنے والا خیر و شر کا حقتعالے
ہے اور قدر کے معنے ہین مقرر کرنا حقتعالے کا ہر چیز کو اپنے مرتبہ مین کہ اس طرح
پائی جائے برائی ہو یا بھلائی ۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ حساب ہوگا اور اعمال تولے
جاوینگے قیامت مین اور بہشت و دوزخ سب حق ہی اور اللہ تعالی ایک ہے طریق عدد
سے نہین بلکہ اس راہ سے کہ اُس کا کوئی شریک نہین ہی ف واحد کے دو معنی ہین ۔
ایک یہ کہ اکیلا ہی ویسا کوئی دوسرا نہین ۔ دوسرے دو مین کا ایک پس اللہ تعالے پہلے
معنی کے اعتبار سے ایک ہے ۔ دوسرے معنی عدد والے یہان مراد نہین ہین اسواسطے
کہ عدد حوادث مین سے ہے ۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ وہ نہ اولاد والا ہے اور نہ کسی کی
اولاد ہی نہ کوئی اسکا ہم قوم ہے اور نہ وہ مشابہ ہے کسی چیز کے اپنی مخلوق

مین سے اور نہ مثل اوسکے کوئی چیز ہے عالم مین - اسکا مطلب یہ ہی کہ خدا تعالے اپنی
ذات وصفات دونون مین سب مخلوق سے نرالا ہی - اور ایمان لاوے اسپر کہ وہ ہمیشہ سے
ہی اور ہمیشہ رہنے والا اپنے نامون اور صفتون ذاتی اور فعلی کے ساتھ - صفات ذاتیہ مین
سے حیات ہی جسکو کبھی موت نہین اور قدرت ہی ہر چیز پر اور علم ہی ہر چیز کا اور کلام کرنا
اور سننا اور دیکھنا بغیر آنکھ اور کان کے اور ارادہ قدیم ہے صفات فعلیہ سے پیدا کرنا
مخلوق کا ہی اور رزق دینا اور پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور ازسر نو پیدا کرنا اور سوا ہی اسکے جو صفات
فعلی ہین اور وہ اپنی صفات اور اسمار کے ساتھ ازلی ہی جسکی ابتدا نہین نہ کوئی صفت
اوسکی نوپیدا ہی نہ کوئی نام اوسکا ہمیشہ سے وہ عالم ہی اپنے علم سے اور علم اوسکی صفت ہی قدیم سے
اور ہمیشہ وہ قادر ہے اپنی قدرت کے ساتھ اور قدرت اوسکی صنعت قدیمی ہی اور ہمیشہ وہ
پیدا کرنے والا ہی اپنے پیدا کرنیکے ساتھ اور پیدا کرنا اوسکی صفت ازلی ہی اور وہ کام
کرنیوالا ہی اور کام کرنا اوسکی صفت ازلی ہی ف ان اقوال کا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ خدا تعالے
ہمیشہ سے ہی یعنے ابتدا اوسکی نہین اور ہمیشہ رہنے والا ہے یعنی اوسکی انتہا نہین -
اور صفت فعلی وہ ہی کہ اوسکی ضد اللہ مین نہ پائی جاوے جیسے علم کہ ضد اوسکی جہل ہے
اللہ تعالے مین نہین پائی جاتی - فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہوا کہ جو کوئی اللہ تعالی کی صفت
فعلی پر قسم کھاوے تو شرعاً قسم نہوگی مثلاً کہے وغضب اللہ یعنے قسم ہے اللہ کے غضب کی
اور اگر قسم کہاوے صفت ذاتی پر تو وہ شرعاً قسم ہو جاتی ہی مثلاً کہے وعزۃ اللہ یعنے قسم ہے
اللہ کی عزت کی - اور تخلیق اور انشا و صنع سبکے معنے پیدا کرنا اوس چیز کا جو پہلے نہ تھی اوسکی
اور مثال ہو یا نہو - اور ابداع کہتے ہین پیدا کرنا ایسی چیز کا کہ اوسکی پہلے کوئی مثال نہو
اور ایمان لاوے اوسپر کہ خالق سبکا اللہ تعالے ہی اور فعل کا اثر مخلوق ہی اور فعل اللہ تعالے
کا قدیم ہی اور صفات اوسکی ازلی ہین یعنے نوپیدا اور مخلوق نہین ہین - اور جو کہے کہ
صفات اوسکی مخلوق ہین یا نوپیدا ہین یا توقف اور شک کرے پس وہ کافر منکر ہی خدا کا
پس مخلوق اور محدث دونونکے ایک معنی ہین اور توقف یہ ہی کہ بالفعل قدیم حادث
کچھہ نہ کہے آگے کے سمجھہ لینے پر موقوف رکھے - اور شک یہ ہی کہ یقین قدیم نہونیکا نکرے

خواہ دونون طرفون کا علم برابر ہو یا نہو۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ قرآن کلام الٰہی ہی مصحفون
مین لکھا ہوا اور دلو نمین یاد اور زبانو نپر پڑہا گیا اور رسول مقبول صلعم پر اوتار اگیا اور اداکرنا
ہماری زبان سے قرآن کو مخلوق ہی اور لکھنا ہمارا مخلوق ہی اور پڑہنا ہمارا اوسکو مخلوق ہی
لفظ اور قرارۃ دونو نکے ایک معنی ہین پس مراد اداکرنے سے یہان زبان سی پڑہنا ہی
اور قرارۃ سے خیال کرنا جی مین ہی۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ جو ذکر کیا ہی اللہ تعالی نے
قرآن مجید مین حضرت موسٰے وغیرہ انبیاء کرام کا حال اور فرعون وشیطان کا حال یہ سب
کلام اللہ تعالے کا ہی بطور خبر کے اونسے اور کلام خدایتعالے کا مخلوق نہین اور کلام حضرت
موسٰے اور مخلوقات کا مخلوق ہی۔ اور قرآن کلام الٰہی ہی نہ اونکا کلام۔ اور سُنا ہی حضرت
موسٰے نے کلام خدایتعالے کا جیسا کہ وارد ہوا کلام الٰہی مین وکلم اللہ موسٰے تکلیما یعنے
بات کی اللہ تعالے نے موسٰے سے بیشک اور بیشک تہا اللہ تعالے متکلم اوس حال مین
کہ نہین بات کی تہی حضرت موسٰے سے اور بیشک تہا اللہ تعالے خالق ازل مین اور ہنوز نہین
پیدا کیا تہا خلقت کو پہر جب کلام کیا اللہ تعالے نے حضرت موسٰے سے تو کلام کیا اُس کلام
کے ساتھ جو اوسکی صفت ازلی ہی اور سب صفتین اوسکی ذاتی یا فعلی مخلوقات کی صفات کے
خلاف ہین۔ جانتا ہی وہ پر ہمارا سا علم نہین اور نہ قدرت رکہتا ہی نہ ہماری سی قدرت۔ اور
دیکھتا ہی نہ ہمارا سا دیکھنا۔ اور کلام کرتا ہی نہ ہمارا سا کلام۔ اور سُنتا ہی نہ ہمارا سا سننا ہم
کلام کرتے ہین اسباب وحروف کے ساتھ یعنے زبان مُنہ دانت ہین سے اور اللہ سبحانہ تعالے
کلام کرتا ہی بغیر اسباب وحروف کے اور حروف مخلوق ہین اور کلام اللہ تعالی کا مخلوق
نہین۔ اور وہ شے ہی نہ اور چیزونکی طرح کہ جسم سے خالی نہین ہوتین اور شے کے معنی موجود
کے ہین کہ وہ بغیر جسم کے موجود ہے اور وہ نہ جوہر ہی نہ عرض ہی نہ کوئی اوسکی حد ہے
نہ کوئی اوسکا جہگڑا لو ہی اور نہ کوئی شریک اوسکا اور نہ کوئی اوسکی مانند ہی اور اوسکے لئے
ہاتھ اور مُنہ اور نفس ہی جیسا کہ ذکر کیا حقتعالی نے قرآنمجید مین پس یہ صفات ایسے ہین
کہ کیفیت انکی معلوم نہین ہی ف اسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ جوہر کہتے ہین جو اپنے آپ کسی
جگہہ مین قرار پکڑے اور عرض اوسمین پایا جاتا ہی جیسے کپڑا کہ اوسمین سفیدی پائی جاتی

ہی اور عرض وہ چیز ہی کہ غیر مین ہو کہ کسی جگہہ مین قرار پکڑے جیسے سفیدی کپڑے مین
اور حد کے دو معنی ہین ایک نہایت یعنی وہ نہایت نہین رکھتا کہ وہ جسم مین ہوتی ہی۔ دوسری
حقیقت کہ کُنی سے پوری ہو یعنے اوسکا جز نہین تو اوسکی حد اور حقیقت بھی نہین۔ اور ہاتھ
اور منھ اور نفس جیسے مذکور ہوا ید اللہ فوق ایدیہم یعنی ہاتھ اللہ کا اونکے ہاتھ کے اوپر ہی
ویبقےٰ وجہ ربک یعنی باقی رہیگی ذات پروردگار تیرے کی ونیز وارد ہوا تعلم ما فی نفسی
ولا اعلم ما فی نفسک یعنی تو جانتا ہی جو میرے جی مین ہی اور مین نہین جانتا ہون جو تیرے
نفس مین کہی پس حقیقت مین اوسکے ہاتھ اور منھ اور نفس ہین لیکن جیسا وہ نرالا ہے
ایسی ہی وہ بھی ہین نہ ہمارے جیسے۔ پس یہ کوئی نہ کہے کہ ہاتھ سے قدرت یا نعمت
مراد ہی اسلیے کہ اسمین اوسکی صفت باطل ہوتی ہی اور یہ قول قدریون اور معتزلہ کا ہی پر ہاتھ
اوسکا جو اوسکی صفت ہی معلوم نہین ہی کہ کیونکر ہے۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ غصہ اور رضا مندی
اوسکی دونون صفتین ہین پر معلوم نہین کہ کیسی ہین۔ اور پیدا کیا اللہ تعالے نے ساری
چیزونکو نہ کسی چیز سے۔ اور ہی اللہ تعالے جاننے والا قدیم سے سب چیزونکو پہلے پیدا ہونے
سے اور اللہ وہ ذات پاک ہی کہ جسنے سب چیز کا اندازہ مقرر کیا اور محکوم کیا اپنا اور نہین
ہوتی ہی کوئی چیز دنیا اور آخرت مین بغیر اوسکے ارادہ اور علم و حکم اور تقدیر اور لکھنی اسکے
کے لوح محفوظ مین پر لکھنا اوسکا وصف کے ساتھ ہی نہ حکم کے اور قضا و قدر اور مشیت
اوسکی صفتین قدیم ہین پر کیفیت اونکی معلوم نہین ف خلاصہ مطلب اسکا یہ ہی کہ حقتعالے
نے لوح محفوظ مین اسطور پر لکھا کہ فلان آدمی فلانی فلانی چیز برائی بھلائی کی ان صفتون
کے ساتھ فلان فلان مکان مین اپنے اختیار سے کریگا نہ اسطرح کہ حکم ہی فلانے
پر زبردستی اس کام کے کرنیکا۔ اور قضا و قدر دو حکم ہین ایک سے اجمالی مراد ہی
دوسری سے تفصیلی اور مشیت وہ ہی کہ ان دونون کے حکمونکے ساتھ علاقہ رکھے
اور ایمان لاوے اسپر کہ جانتا ہی اللہ تعالے نابود کو نہونے کے وقت ناپید اور جانتا ہی
جیسے ہو جاویگا جب پیدا کریگا۔ اور جانتا ہے اللہ تعالے موجود کو ہونے کے وقت موجود اور
جانتا ہی کیونکر وہ ناپید ہوگا۔ اور جانتا ہی اللہ تعالے کھڑے کو کھڑے ہونیکے حال مین کھڑا

پہر وہ جب بیٹھے تو جان لیتا ہی اوسکو بیٹھنا بیٹھتے وقت پر علم اوسکا نہین بدلتا اور نہ نیا
پیدا ہوتا ہی مگر بدلنا اور تغیر پیدا ہوتا ہی مخلوقات مین۔ پیدا کی اللہ تعالےٰ نے ساری خلقت
خالی کفر اور ایمان سے پہر خطاب کیا اونکو اور حکم کیا بہلی بات کا اور منع کیا برائی سے پہر نہ مانا
کافر نے اپنے اختیار اور انکار سے اور مکر جانے سے بہ سبب چہوڑنے اللہ کے اوسکو یعنی اوسکو
توفیق نہین عطا ہوئی۔ اور مومن ہوا جو ایمان لایا اپنے اختیار سے اور اقرار زبانی سے اور
دل مین یقین کر لینے سے بسبب توفیق اللہ تعالےٰ کے اور مدد دینے اوسکے کے اوسکو۔
نکالا اوسنے ذریت آدمؑ کو اوسکی پشت سے اور اونکو عقل عطا کی اور خطاب کیا اونکے
ساتھ مین اور حکم کیا اونکو بھلائی کا اور منع کیا برائی سے پہر اقرار کیا انہون نے اوسکے
پروردگار ہونیکا پس ہوا یہ اونسے ایمان پیدا کئے جاتے ہین اسی دین و ایمان پر ف
اسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ میثاق کے دن اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کی پشت سے ذریت
اور اولاد چیونٹیون کی مانند نکالکر پوچھا کیا مین تمہارا رب نہین ہون اونہون نے اقرار کیا
یہی اونکا ایمان تہا اب جو پیدا ہوتا ہے اوسی ایمان پر پیدا ہوتا ہی۔ اور جو کافر ہو جاتا ہی
اسکے بعد وہ بدل ڈالتا ہی ایمان کو اور جو ایمان لاتا ہی اور تصدیق کرتا ہی پس بتحقیق وہ
ثابت رہتا ہی اپنے اقرار پر ہمیشہ اور نہین جبر کیا اوسنے کسی پر اپنی مخلوق مین سے
کفر پر نہ ایمان پر۔ اور نہین پیدا کیا اونکو مسلمان اور نہ کافر پہر پیدا کیا اونکو شخص شخص اور
ایمان اور کفر بندونکا ہی جانتا ہی اللہ تعالےٰ کافر کو کفر کی حالت مین کافر۔ پہر جب وہ
ایمان لاتا ہی جان لیتا ہی اوسکو مومن ایمان لانیکے وقت اور دوست رکھتا ہی اوسکو
پر علم اور صفت اوسکی بدلتی نہین۔ اور سب کام بندون کی حرکت اور سکون بہی انہین
کے کئے ہوئے ہین حقیقت مین اور اللہ تعالےٰ نے اونکو پیدا کیا ہے اور یہ سب کام اللہ
کے ارادہ اور علم و حکم اور تقدیر سے ہین۔ اور سب عبادتین تہوڑی یا بہت ثابت ہین
اللہ تعالےٰ کے امر سے اور اوسکی محبت اور خوشنودی سے اور ارادہ اور حکم اور تقدیر سے
ف حکم سے جیسے قول اللہ تعالےٰ کا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور محبت سے جیسے قول
حقتعالےٰ کا ان اللہ یحب المحسنین رضا سے جیسے قول اوسکا رضی اللہ عنہم۔ اور ایمان

لادے اوسپر کہ سب گناہ اوسکے علم اور حکم اور تقدیر اور ارادہ سے ہین نہ محبت وخوشنودی
اور امر سے۔ اور سارے انبیاء کرام پاک ہین گناہون صغیرہ اور کبیرہ اور کفر اور برائیون سے
اور ہوئی ہین اونسے لغزشین اور خطائین ف لغزشین جیسے حضرت آدم نے گیہون
کھایا اس خیال سے کہ درخت خاص کے دانہ کو منع کیا ہی مطلق گیہون کو نہین۔ یا اس
خیال سے کہ فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کے لئے جنت مین منع ہی مطلق کھانا منع نہین
جیسے شیطان نے بہکایا۔ اور خطا جیسے حضرت موسےٰ نے گھونسہ مارا ایک مرد کو فرعون
کی قوم سے کہ وہ مرگیا۔ اور ایمان لائے اسپر کہ محمد صلعم حبیب ہین اوسکے اور بندہ ہین اوسکے
اور نبی اور مختار اور پاک کئے ہوئے ہین اوسکے اُنہون نے کبھی شرک نہین کیا اللہ تعالے
کے ساتھ پلک مارنے تک اور کبھی نہین گناہ کیا گناہ صغیرہ نہ کبیرہ۔ اور بعد رسول صلعم کے
افضل ترین سب آدمیون سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہین پھر سیدنا عمر بن الخطابؓ پھر
سیدنا عثمانؓ ذی النورین پھر سیدنا علیؓ بن ابیطالبؓ ہین راضی ہوا ان سب سے اللہ تعالے
فرمایا رسول اللہ صلعم نے سورج نہین نکلا اور ڈوبا بعد پیغمبرونکے اور رسولونکے ابوبکرؓ سے
افضل مرد پر یعنے وہ سب سے زیادہ افضل ہین بعد انبیا کے۔ تفسیر کبیر مین مذکور ہوا کہ جب
حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے معراج کا قصہ سنکر کہا اشہد انک رسول اللہ حقا رسول اللہ
صلعم نے فرمایا اشہد انک صدیق تب سے آپکا نام صدیق ہوا۔ اسیطرح سیدنا حضرت ابن
عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی اور منافق آنحضرت صلعم کے پاس جھگڑتے آئے حضرت
نے حق بتایا یہودی کا منافق نے کہا مین عمرؓ کو حکم قرار دیتا ہون جب اونکے پاس آئے
یہودی نے کہا آنحضرتؐ نے میرا حق بتایا یہ ناراض ہو کر تمہارے پاس آیا ہی حضرت عمرؓ
نے منافق سے پوچھا اوسنے اقرار کیا تب آنہون نے کہا کہ مین گھر مین ہو آون تو انصاف
کرون گھر سے تلوار لاکر منافق کا سر اوڑایا اور فرمایا یہ حکم کرتا ہون اسپر جو خدا اور رسول کا
انصاف کیا ہوا نہ مانے جبرئیل نے کہا عمرؓ نے خوب جدا کیا حق کو اور باطل کو اوسدن آپکا نام
فاروق ہوا۔ فاروق کے معنی بہت فرق کرنیوالا۔ اور ذی النورین یعنے دو نوروالی وہ دو
نور آنحضرت صلعم کے دو صاحبزادیان رقیہ اور کلثوم تھین کہ اونکو منسوب ہوئی تھین یعنے

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت کلثوم منسوب ہوئین جب اونکا انتقال ہوا تو آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اگر تیسری اور ہوتی تو مین اسکے ساتھ نکاح کر دیتا۔ تھے وہ سب عبادت کرنے والے
حق پر اور حق کے ساتھ دوست رکھتے ہین ہم سبکو اور ہم یاد کرتے ہین حضرت کے سب اصحاب
کرام کو خیر کے ساتھ اور نہین کافر ٹھہراتے ہین ہم کسی مسلمانکو کسی گناہ کے سبب سے اگرچہ
کبیرہ ہو جبتک وہ اوسکو حلال نہ جانے اور مسلمان کہنا اوسکو موقوف نہین کرتے ہین ہم
اور نام رکھتے ہین ہم اوسکا حقیقۃً مسلمان اور ہو سکتا ہی یہ کہ کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کرے
اور کافر نہو۔ اور مسح کرنا موزون پر سنت ہی اور نماز پڑھنا پیچھے ہر نیک اور بد مسلمان کے
روا ہی۔ اور یہ نہین کہتے ہم کہ گناہ مسلمان کو ضرر نہین کرتا۔ اور ہم نہین کہتے کہ وہ دوزخ
مین نہین جائیگا۔ اور یہ نہین کہتے ہم کہ وہ ہمیشہ رہیگا دوزخ مین اگرچہ بدکار ہو پر گیا
ہو وہ دنیا سے مسلمان۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ نیکیان ہماری خواہ مخواہ مقبول ہین اور
گناہ ہمارے معاف ہین جیسے مرجیہ کہتے ہین البتہ کہتے ہین ہم کہ جو نیک کام کریگا سب
شرطون کے ساتھ اور خالی ہو تباہ کرنے والے عیبون سے اور نہ باطل کرے اوسکو
یہانتک کہ جاوے وہ دنیا سے مسلمان تو اللہ تعالے نہین ضائع کریگا اوسکو بلکہ قبول کریگا
اوسکو اور جزا دیگا اوسکو اوسکے اوپر اور جو گناہ چھوٹا ہو شرک و کفر سے اور اوس سے توبہ
نکی ہو کرنیوالے مسلمان نے مرتے دم تک تو وہ اللہ کے ارادہ مین ہی چاہے تو عذاب
کرے چاہے معاف کرے اور کبھی دوزخ مین نہ ڈالے۔ اور دکھلا کر عبادت کرنا جس کام
مین ہو بیشک تباہ کر دیتا ہی اوسکے ثواب کو اور یہی حال تکبر کا ہی۔ اور معجزات انبیاء و
کرامات اولیاء اللہ کے حق ہین پر وہ کام عادت کے خلاف جو اللہ تعالے کے دشمنون سے
ہوتی ہین جیسے شیطان اور فرعون اور دجال کی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہی کہ ہوئی
ہین اور ہونگے اونکا نام ہم آیات و کرامات نہین رکھتے ف خلاف عادت کی باتین
شیطان سے جیسے ایک دم بھر مین ساری زمین پر پھر آنا اور بہکانا ساری مشرق و
مغرب کے لوگونکو ایک وقت مین اور آدمی کے جسم مین خون کیطرح دوڑنا اور فرعون
سے جیسے جاری ہونا رود نیل کا اوسکے حکم کے موافق اور ٹھہر جانا اوسکے گھوڑے

بیان اسلام و ایمان کا اور وہ دونون ایک ہین

کی ٹانگون کا اور گھٹ جانا چڑہتے اوترتے وقت او سکے قصر کا موافق خواہش کے - اور
دجال سے جیسے مارنا جلانا آدمیونکا انتہی - لیکن اونکو قضاء حاجت لکھتے ہین اور یہ اس لئے
کہ اللہ حاجت روا کرتا ہے اپنے دشمنونکے فریب دینے کے لئے دنیا مین اور عذاب کے لئے
آخرت مین پہر وہ اپنے جی مین خوشی ہوتے ہین اور زیادہ ظلم اور کفر کرتے ہین ف جیسے
فرعون کا حال ہوا کہ چار سو برس اوسنے عیش کیا اور اوسکے باورچی خانہ کا ایک پیالہ بھی نہ ٹوٹا
غرض اسحالت مین وہ بڑہتے ہین برائی مین اور کفر مین ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اور یہ سب
جائز ہے اور عقل سے بعید نہین ہی اور اللہ تعالے مین صفت خالقیت کی پہلے پیدا کرنے خلق
سے تھی اور رزاق تہا پہلے رزق دینے سے ف جیسے آدمی مین صفت سخاوت کی ہی
اگرچہ کوئی لینے والا نہو - اور ایمان لاوے اسپر کہ حق تعالے دکھاویگا اپنے کو آخرت مین
اور دیکھینگے اوسکو مسلمان بہشت مین سر ونکی آنکھون سے بغیر تشبیہ اور کیفیت کے -
یعنی نہ جسم ہوگا نہ صورت ہوگی اور نہوگی اوسمین اور اوسکی خلق مین کچھہ دوری یعنی جہت
اور مکان مین مقابل ہوکر نظر نہین آویگا اور ایمان اقرار کرنا زبان سے ہی اور دل مین
مان لینا اور ایمان آسمان والون اور زمین والونکا نہ بڑہتا ہی نہ گھٹتا ہی ف اصل ایمان
زائد اور کم نہین ہوتا ہی پر مراتب بڑہتے گھٹتے ہین - ایمان گویا بینائی ہی اور کفر نابینائی پس آنکھون
والے ہونے مین سب مسلمان برابر ہین کوئی اندہا نہین پس مسلمان سب برابر ہین اصل
ایمان اور وحدانیت مین اور عمل مین کم و بیش ہین اور اسلام کہتے ہین مان لینا دل مین
اور بجالانا حکمون اللہ کا ظاہر مین پس لغت کی راہ سے ایمان اور اسلام کے معنون مین فرق
ہی پر شرع شریف مین ایمان بغیر اسلام کے نہین ہوتا اور نہ اسلام پایا جاتا ہی بغیر
ایمان کے پس وہ دونون گویا برابر استر ہین ایک چیز کے ف لغت مین ایمان کہتے
ہین جی مین یقین کرنے کو اور اسلام کہتے ہین حکم مان لینے کو خواہ دل سے یا زبان یا
ہاتھہ یا پاؤن سے یعنی اسلام عام ہی ایمان سے حقتعالے فرماتا ہی قالت الاعراب آمنا قل
لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا یعنے اعراب بولے ہم ایمان لائی کہہ تو کہ تم ایمان نہین لائی مگر زبان سے ہی
اقرار کیا انتہی - اور دین کہتے ہین ایمان کو اور اسلام کو بھی اور سب شریعتونکو بھی نبیونکے پہچانا ہین

ہم اللہ تعالے کو جیسا چاہیے ہمکو یعنے جسطرح سے بیان کیا ہے اللہ تعالے نے آپکو اپنی کتاب
مین اجمیع صفات کمالیہ کے ساتھ ف شرع شریف مین ایمان کہتے ہین اقرار کرنا زبان سے اور
دل سے مان لینا اللہ کو جیسا کہ وہ ہے اپنے تمام اسمار وصفات کے ساتھ پس یہ بات
اوسی مین پائی جاویگی جو قبول کریگا اللہ کے جملہ احکام کو اور قبول کرنا احکام کا بغیر تصدیق
دل کے نہین ہوتا۔ اور نہین ہے قدرت کسی مین کہ عبادت کرے اللہ تعالی کی جیسی کہ چاہیے
جس عبادت کے لایق ہے پر وہ عبادت کرتا ہے اللہ کے حکم کی جیسا اوسکو حکم آی اور برابر
ہین سب مسلمان معرفت اور یقین اور بھروسہ کرنے اور محبت ورضامندی اور خوف و
امید مین اور ایمان مین بیچ برابر ہونے ان چیزونکے اور کم وزائد ہوتے ہین لوگ
سوائے ایمان کے ان سب چیزون مین ف معرفت سے مراد علم اوسکا اسمار وصفات
کے ساتھ ہے اور یقین وہ علم ہے کہ جسمین جانب خلاف کا احتمال نہو ایمان کی قوت سے
اور توکل اللہ پر بھروسہ کرنا ہے اور محبت سے مراد اللہ ورسول کی ہے اور رضا سے مراد پسند
رکھنا تقدیر کو بھلائی ہو یا مصیبت اور خوف ڈرنا عذاب اور غضب اوسکے سے اور رجا
شوق امید بر آنے کا اور خوف وامید دونون لازم ملزوم ہین اگر رجا کے ساتھ خوف
نہو تو اوسکو امن کہتے ہین اور اگر خوف کے ساتھ رجا نہو تو اوسکو یاس کہتے ہین۔ اور
سب مسلمان اس اعتقاد مین برابر ہین کہ سارے مسلمان برابر ہین معرفت یقین وغیرہ
مین اور کم وزیادت کے یہ معنی ہین کہ کسی مین کم توکل ہے کسی مین زائد پر اصل ایمان مین
سب برابر ہین انتہی۔ اور یقین کرے اسپر کہ اللہ تعالے فضل والا ہے اپنے بندونپر اور منصف
ہے کبھی دیتا ہے دوگنا چوگنا بندہ کے حق سے اپنے فضل سے اور کبھی عذاب کرتا ہے گناہ
پر اپنے انصاف سے اور کبھی بخشتا ہے اپنے فضل سے۔ اور بخشوانا انبیا کا قیامت مین حق
ہے۔ اور بخشوانا ہمارے پیغمبر خدا صلعم کا گنہگار مسلمانونکو اور گناہ کبیرہ کرنے والے مسلمانونکو
جو لایق عذاب کے ہین حق ہے۔ اور تولنا اعمال کا ترازو مین قیامت کے دن حق ہے
اور حوض کوثر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے حق ہے ف حدیث شریف مین وارد ہوا
کہ حوض کوثر مہینہ کی راہ کا ہے کنارے اوسکے برابر ہین پانی اوسکا دودھ سے زیادہ سفید

اور خوشبو اوسکی مشک سے زیادہ کورے اوسکے جیسے آسمان کے تارے جو اوسکو پیئے کبھی پیاسہ نہو۔ اور یقین کرے اسپر کہ بدلہ جھگڑنے والے لوگونمین نیکیونکے ساتھ قیامت مین حق ہی پھر اگر اونکے نیکیان نہونگی تو برائیان اونپر پڑنا حق ہی اور جانیئے ف حدیث شریف مین مذکور ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسپر حق العبد ہووہ آج بخشوالے پہلے اس سے کہ اوس پاس درم دینار نہ رہین قیامت مین اگر نیکیون والا ہی تو بندہ کے حق کی عوض اوسکی نیکیان ولائی جاوینگی اور اگر اوسکے پاس نیکیان نہونگی تو حق والے کی برائیان اوسکے سر پر ڈالی جاوینگی پھر دوزخ مین ڈالا جاویگا انتہے۔ اور یقین کرے اسپر کہ بہشت اور دوزخ پیدا کئے ہوے اب موجود ہین کبھی اونکو فنا نہین اور نہ مرینگی کبھی حورین آنکھین والیان اور نہ کبھی فنا ہوگا عذاب اللہ تعالے کا اور نہ ثواب مراد یہہ کہ بعد حساب کتاب کے عذاب دوزخیون سے اور ثواب بہشتیون سے موقوف نہوگا اور یقین کرے اسپر اللہ تعالے راہ بتاتا ہی جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے اور گمراہ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی انصاف سے اور گمراہ کرنا اللہ کا کیا ہی خذلان اوسکا۔ اور معنے خذلان کے توفیق ندینا اللہ کا بندہ کو اوس چیز پر کہ جس سے راضی ہی اور یہہ انصاف ہی اوسکا۔ اور ایسا ہی عذاب کرنا توفیق نہ دئے ہوئے کا گناہ پر انصاف ہی۔ ف انصاف ہی ظلم نہین ہی کیونکہ ظلم کہتے ہین غیر کے مال مین تصرف کرنا اور اللہ تعالے اپنی ملک مین تصرف کرتا ہے نہ غیر کی۔ اور یہ کہنا جایز نہین کہ شیطان چھین لیتا ہی ایمان کو مسلمان سے زبردستی اور زور سے لیکن یون کہے کہ بندہ چھوڑ دیتا ہے ایمان کو پھر لے اوڑتا ہے اوسے شیطان۔ اور سوال منکر نکیر کا قبر مین ہونیوالا حق ہے اور پھر پڑنا روح کا جسم مین قبر مین حق ہی اور تنگی گور کی اور عذاب اوسکا حق ہی ہونیوالا ہی سارے کافرون پر اور بعض گنہگار مسلمانون کے لئے۔ اور جو چیز کہ ذکر کیا ہے اوسکو عالمون نے عجمی زبان مین اللہ عز اسمہ کی صفتون سے بولنا درست ہی سوا ید کی فارسی مین یعنی صفات متشابہات جیسے وجہ اور قدم اور ساق اور جائز ہے بولنا بروے خدا عز و جل بغیر تشبیہ اور کیفیت کے اور نہین ہی نزدیک

ہونا بندہ کا اللہ سے اور دور ہونا مسافت کی درازی اور کمی سے ولیکن بزرگی اور اہانت کی راہ سے اور نبی فرمانبردار نزدیک ہی اوس سے بغیر کیفیت کے اور گنہگار دور ہے اوس سے بغیر کیفیت کے اور نزدیک و دوری اور متوجہ ہونا بولتے ہین مناجات کرنے والیکو اور ایسی ہی ہمسایہ ہونا بندہ اور اللہ کا جنت مین - اور کہڑا ہونا اوسکے سامنے بغیر کیفیت کے ہی - اور ایسا یقین کرے کہ قرآن پیغمبر خدا صلعم پر نازل ہوا ہی اور صحیفون مین لکہا ہوا ہی اور سب آیتین قرآن کی کلام کے معنے مین برابر ہین فضیلت لفظی اور عظمت معنوی مین مگر بعض کو فضیلت لفظی اور معنوی دونون ہین جیسے آیت الکرسی اسلئے کہ اوسمین ذکر ہی اللہ تعالے کی ہیبت و عظمت اور صفات جلیلہ کا پس جمع ہوئین اوسمین دو فضیلتین لفظی و معنوی اور بعض کو فقط فضیلت لفظی ہی جیسے قصے کافرون کے اور نہین ہی اونمین کچہہ معنونکی بزرگی کہ وہ کافر لوگ ہین ف نام مبارک جیسے اللہ احد صمد فرد صفت جیسے لہ الملک لہ الحمد لہ المجد و الکبریاء اور برابر ہین اطلاق کرنے مین اللہ پر اور اس بات مین کہ صفتین اوسکی نہ عین ہین نہ غیر اگرچہ بعض نامونکو فضیلت ہی جیسے اسم اعظم ننانوین نامون سے افضل ہی - امام غزالی لکہتے ہین کہ اسم اعظم اللہ ہی سب نامون سے افضل کہ سوا خدا کے کسی پر حقیقۃً یا مجازاً اطلاق نہین کیا جاتا اور دلالت کرتا ہی ایسی بات پر جو مستجمع صفات کمالیہ ہوا نہئے اور اسپر یقین کرے کہ ایسے ہی اللہ کے نام اور صفات سب برابر ہین بزرگی لفظی اور معنوی مین فرق نہین ہی اون دونون مین اور ماں باپ رسول مقبول صلعم نے انتقال کیا حالت کفر مین و نیز ابو طالب آپکے چچا نے حالت کفر مین انتقال کیا تنبیہہ مخفی نرہے کہ امام صاحب نے اس متن متین مین بوجہ کمال ایجاز و اختصار و الدین شریفین کے باب مین صرف ایک روایت کو بیان فرمایا اور اس مسئلہ کے متعلقات و اختلافات روایات و اقوال ارباب سلف و ائمہ کبار کو نہین نقل کیا وجہ اسکی یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل اختلافی کی تشریح و توضیح و دفع نزاع اقوال متعارضہ و متناقضہ کی تحقیق و تصحیح حق شارحین کا ہی متن متین مین اون مباحث طویل و قیل و قال وسیع کی نقل کی گنجایش نہین ہی اور خاصکر یہ بحث طویل علماء دین کے نزدیک ایک مہم عظیم و امر جلیل ہی جسکا تفصیلی بیان کتب مبسوطہ ائمہ دین مین مذکور ہی اس فقیر نامہ سیاہ نے ذریعہ مغفرت

وسیلۂ نجات اپنا سمجھکر خاصکر اس مسئلہ کی تحقیق و تنقیح مین ایک رسالہ نامی تبصرہ حقنا کمال عرق ریزی و اہتمام بلیغ سے ترتیب دیا ہی اور اوسمین اکثر اخبار صحیحہ و نصوص صریحہ و نیز اقوال ائمہ اکابر دین مفسرین و محدثین و روایات علماء متقدمین و متاخرین جلیلہ کو جمع کیا اور انجام کار حصر والدین شریفین کا ثبوت اسلام بطریق متعددہ مستندہ سلف نقل کیا ہی اور ماخذ اس رسالہ کا کتاب علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا مقامات السندسیہ فی النسب الطاہرۃ الشریفۃ المصطفویہ ہی و نیز دیگر کتب سلف اہل حدیث سے نقل کیا ہی اس مختصر مین بالاستیعاب نقل اون اقوال و روایات کی موجب کمال طوالت سمجھکر اوس بحث طویل کو ترک کیا ایک قول بلیغ پر اکتفا کیا جاتا ہی علامہ سیوطی لکھتے ہین بل یستبعد ملے من انجی اللہ بہ الثقلین ان ینجی بہ الابوین اور حضرت مولانا علامہ خاتمۃ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس باب مین لکھتے ہین کہ حدیث احیاء والدین اگرچہ فی ذاتہ ضعیف ہی مگر محدثین نے طرق متعددہ سے اوسکی تصحیح و تحسین کی ہی اور حقتعالے شانہ نے اس معنی کو متقدمین سے مخفی رکھا اور اپنے فضل عظیم و رحمت عمیم سے ارباب متاخرین پر مبرہن و منکشف فرمایا وہ یہ کہ حضرات علماء دین و اکابر متاخرین نے والدین شریفین رسول مقبول صلعم کا ایمان تین طرق سے ثابت فرمایا ہی کہ یا وہ ملت ابراہیمی پر تھے یا وہ اصحاب فترۃ سے تھے کہ نقل فرمایا انہون نے قبل زمانۂ نبوت سے ۔ یا یہ کہ زندہ کیا اونکو حقتعالے نے ببرکت دعاء رسول مقبول صلعم کے اور وہ ایمان لائے ۔ اور ان تینون شق کی تحقیق و تنقیح کماحقہ اوس رسالہ مین مذکور ہے طالب صادق اوس رسالہ کا مطالعہ کرے جس سے رفع شکوک و شبہات و حصول اطمینان جلوہ گر ہوا انتہی ۔ اور یقین کرے اسپر کہ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم یہ سب تھے بیٹے رسول اللہ صلعم کے اور حضرت فاطمہ اور حضرت رقیہ اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم یہ سب بیٹیان رسول اللہ صلعم کی تھین ف رسول مقبول صلعم کی چارون بیٹیان اور حضرت قاسم اور حضرت طاہر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے پیدا ہوی اور حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے ستر دن کے ہوکر انتقال فرمایا انتہے اور جب شبہ آوے مسلمان آدمی کو کسی چیز مین علم کلام کے دقیقون مین سے تو اوسکو ضرور ہے کہ اعتقاد کرے بالفعل اجمالاً اوس چیز کا جو حق ہی

اللہ کے نزدیک جبتک پاوے کسی عالم کو تو پوچھکر اعتقاد تفصیلی کرے اور نہین جائز ہی اوسکو دیر کرنا طلب مین تردد کیوقت اور عذر قبول نہین توقف کرنے مین بلکہ کافر ہوجاتا ہی آدمی اگر وقفہ کرے یعنی جس چیز مین شک ہو اور وہ ایمان کی بات ہی اور اپنے شک کو پوچھنے سے دفع نکرے باوجود قدرت کے تو وہ کافر ہے۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ خبر معراج کی حق ہی اور جو اوسکو نہ مانے وہ بدعتی گمراہ ہی یعنے آنحضرت صلعم کو معراج جاگتے مین اسی جسم شریف کے ساتھ ہوئی پہلے آسمان پر تشریف لیگئے پہر جہان اللہ تعالے نے چاہا۔ اور یقین کرے اسپر کہ نکلنا دجال اور یاجوج اور ماجوج کا اور نکلنا سورج کا مغرب کیطرف سے اور اوترنا حضرت عیسے کا آسمان سے اور باقی نشانیون قیامت کا جیسا کہ وارد ہوا ہی صحیح احادیث مین حق ہی مقرر ہونیوالا ہے۔ اور اللہ تعالے ہدایت کرتا ہی جسکو چاہے سیدہی راہ۔ اب یہ ترجمہ ہی وصیت نامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا جو آپنے اپنی اصحاب و رفقا کو ارشاد فرمایا منقول ہوا کہ جب امام صاحب مریض ہوئے تو آپنے فرمایا کہ جانو میرے یارو اور بہائیو خدا تعالے تمکو نیک توفیق دے کہ مذہب اہل سنت وجماعت مین بارہ خصلتین ہین جو اونپر مستقیم ہووے نہ وہ بدعتی ہی اور نہ وہ اہل ہوا سے ہی پس لازم پکڑو اصحاب میرے اور بہائیو میرے ان خصلتونکو تمکو شفاعت پیغمبر خدا کی قیامت مین نصیب ہوگی ف خلاصہ مطلب یہ ہی کہ یہان دینی بہائی مراد ہین بقول حقتعالے انما المؤمنون اخوۃ اور بدعتی وہ ہی جو دین کے کامون مین جی سے رسمین نکالے۔ اور اہل ہوا اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا جی جو چاہے سو اپنی ہوس پوری کرے شرع کے مخالف وموافق پروہ یان نکرے اور ان خصلتونکا بارہ فصلو نمین بیان ہی پہلی خصلت انمین سے ایمان ہی فصل ۱ ایمان کیا ہے زبان سے کہنا دل سے ماننا جو کچھہ پیغمبر لاوے اور نرا فقط زبان سے کہنے کا نام نہین ہی ورنہ سب منافق مومن ہوتے اور اسیطرح فقط دل سے جاننا ایمان نہین والا سب اہل کتاب مومن ہوتے حقتعالے فرماتا ہی منافقین کے حق مین واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔ اور اہل کتاب کے حق مین فرماتا ہی کہ وہ نبی کو ایسا جانتے ہین جیسا اپنے بیٹونکو مطلب یہ کہ وہ دل سے نہین مانتے غرض گو زبان سے کہتے ہین کہ ہمنے خدا اور رسول کو مانا اسیطرح فقط دل سے جان لینا اور پہچاننا کفایت نہین کرتا ماننا بھی

ضرور ہی۔ ایمان زیادہ اور کم نہین ہوتا اس لیے کہ زیادتی ایمان مین وہیان مین نہین آتی
مگر اسطرحپر کہ کفر کی کمی ہو۔ اور اسیطرح کمی ایمان کی نہین ہوسکتی مگر اسطرحپر کہ کفر کی اوسمین
زیادتی ہو اور یہ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی ایک ہی حال مین کافر مومن حقیقۃً دونون ہو اور
حال یہ کہ مومن کے ایمان مین شک نہین ہی جیسا کافر کے کفر مین جیسا کہ حقتعالے فرماتا ہی اولئک
ہم المؤمنون حقا و اولئک ہم الکافرون حقا اور گنہگار لوگ امت محمدی صلعم کے یقینا مسلمان ہین کافر
نہین ہین ف خلاصہ مطلب یہ کہ جب ایمان اور کفر مین ضد ہوئی تو ایک شخص مین ایک ہی حالت
مین دونون کیونکر اکھٹے پائے جاوینگے اسیواسطے گھٹنا بڑہنا بھی نہین ہوسکتا۔ اسیطرح
کفر کے ورے کیسی ہی برائی کیجیے ایمان نہین جاتا جیسا کہ ایمان سے اوپر کیسی ہی بھلائی کیجیے
کفر نہین مٹتا۔ دوسری فصل۔ جاننا چاہیئے کہ عمل ایمان کے غیر ہی اور ایمان عمل کے غیر
اسواسطے کہ بہت وقت عمل مومن سے جاتا رہتا ہی اور یہ کہنا صحیح نہین کہ ایمان اوس سے
جاتا رہا مثلاً جیسے حیض والی عورت کے ذمہ سے نماز اوتر جاتی ہی اور یہ نہین کہہ سکتے کہ اوس سے
ایمان جاتا رہا اور یہ کہ اوٹھا رکھی گئی اوس سے نماز پھر ادا کرنیکے لئے ایمان کے جاتے رہنے
سے اور شارع نے اس حال مین فرمایا چھوڑدے روزے پھر قضا کرنا۔ اور یہ کہنا صحیح نہین
چھوڑدے ایمان پھر قضا کرلینا اور یہ کہنا روا ہی کہ فقیر پر زکوۃ نہین اور یہ نہین کہسکتا کہ فقیر
پر ایمان واجب نہین۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگرچہ نماز کا پھر ادا کرنا نہین پہونچتا ہی بلکہ معاف
ہی لیکن بطور احتمال کے کہا کہ یہ بھی کہنا نہین چاہیئے بلکہ یون کہا چاہیئے کہ حیض کے
سبب سے نماز معاف ہوئی۔ اسیطرح حیض مین روزہ نرکھے مگر بعد قضا کرلے بخلاف
نماز کے کہ اوسمین قضا کی حاجت نہین ف مروی ہوا کہ حضرت حوا کو حیض آیا تو حضرت آدمؑ
نے نماز کیواسطے حقتعالے سے پوچھا حکم ہوا کہ معاف ہی جب روزہ کا وقت آیا تو حضرت آدمؑ
نے اپنے قیاس سے منع کیا حقتعالے نے فرمایا کہ اسکی قضا کرنا چاہیئے مجھسے کیون نہ پوچھا
تو معاف کرتا۔ یہ سب مثالین اسکی ہین کہ عمل جاتا رہتا ہی اور ایمان نہین جاتا۔ اور جو
کوئی کہے کہ تقدیر خیر و شر کی سواے اللہ تعالے کے کسی اور نے بنائی ہی وہ کافر ہوگیا
اور اگر وہ موحد تھا تو اوسکی توحید بھی جاتی رہی۔ یہ اسکی مثال ہی کہ عمل رہا ایمان جاتا رہا

توحید خدا کو ایک جاننے کا نام ہی کسیطرح سے کوئی اور ساجھی و شریک نہ ٹھہراوے پس جو شخص تقدیر خیر و شر کی خدا کی بنائی نہین جانیگا تو اوسکی ٹھہراویگا یہہ کفر ہے فصل تیسری جاننا چاہیئے کہ ہم اقرار کرتے ہین اس بات کا کہ بندون کے کام تین طرح کے ہوتے ہین ایک فرض جسکا کرنا ضرور ہے دوسری فضیلت تیسری بری کام پس فرض تو ہوتا ہی خدا کے امر سے اور مشیت اور محبت اور رضامندی اور تقدیر اور توفیق اور پیدا کرنے اور حکم اور علم اوسکے سے ہی اور اوسکے لکھنے سے لوح محفوظ مین۔ اور گناہ کے کام خدا کے امر سے نہین پر اوسکی مشیت سے ہین محبت سے نہین قضا سے ہین رضا سے نہین۔ تقدیر سے ہین توفیق سے نہین خذلان سے ہین اور اسپر مواخذہ ہی اسواسطے کہ خدا تعالی جانتا ہی اور اوسکی لوح محفوظ مین لکھا ہی چوتھی فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر مسلط ہی پر اوسکو اوسکی کچھہ حاجت نہین اور نہ اوسپر ٹھہراو ہے۔ دلیل اسکی یہ ہی کہ ٹھہراو کام جسم کا ہی اور اللہ تعالی جسم سے پاک و منزہ ہے اور وہ حافظ ہی واسطے عرش اور غیر عرش کے پس اگر محتاج ہوتا تو تمام عالم کو پیدا نہ کر سکتا اور نہ اوسکی تدبیر ہو سکتی مثل مخلوق کے اور جو محتاج ہوتا بیٹھنے کا اور ٹھہرنیکا تو پہلے پیدا ہونے عرش کے کہان تھا حق تعالی ان سب باتون سے منزہ ہی علوا کبیرا پانچوین فصل ہم اقرار کرتے ہین قرآن خدا کا کلام ہی اور اوسکا بھیجا ہوا اور اوسکا اوتارا ہوا ہی اور اوسکی صفت ہی نہ عین ہی اللہ کا نہ غیر بلکہ وہ صفت اوسکی ہی بالتحقیق لکھا ہوا ہی صحیفون مین پڑھا ہوا ہی زبانون پر یاد ہی سینون مین بغیر حلول کے اور حروف اور سیاہی اور کاغذ لکھا ہوا سب چیزین خدا کی بنائی ہین اسواسطے کہ یہ سب بندونکے کام ہین اور خدا کا کلام بنایا ہوا نہین ہی قدیم ہی کیونکہ کتابت اور حروف اور کلمات اور آیات یہ سب اسباب ہین قرآن کے۔ بندگان خدا تلاوت مین ان سب اسباب کے محتاج ہین اور کلام اوسکا قایم ہی اوسکی ذات کے ساتھ اور معنی اوسکے سمجھے جاتے ہین ان سب چیزون سے پس جو شخص کہ کہے کلام اللہ کا مخلوق ہی تو وہ منکر ہی اللہ عظیم کا اور اللہ تعالی معبود ہی ہمیشہ رہنے والا ہے جیسا پہلے سے ہی اور کلام اوسکا زبانون پر پڑھا جاتا ہی اور لکھا جاتا ہی یاد کیا جاتا ہی بغیر زوال کے اوسکی ذات مین ہی۔ خلاصہ مطلب یہ ہی کہ صفت اوسکی عین نہین اسوجہ سے

کہ معنے ذات کے اور ہین اور صفت کے اور۔ اور غیر نہین اس راہ سے کہ مغائر اور جدا اُس سے
نہین پایا جاتا بلکہ ذات مین ہی جو اور ون مین ذات اور صفت سے کام نکلتا ہی یہان فقط
ذات سے حاصل ہوتا ہی۔ یاد ہی سینو نمین اسکے یہ معنی کہ سینونمین حاصل اور محفوظ ہی نہ جیسے
سفیدی کپڑے مین یا پانی کنوئین مین اور خدا تعالے لئے حروف وغیرہ اسباب کیطرف محتاج
نہین ہی اور اوسکی کسی بات اور صفت مین تغیر نہین۔ چھٹی فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ سب سے
افضل اس امت مین ہمارے پیغمبر محمد صلعم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہین پھر سیدنا حضرت عمرؓ پھر سیدنا
حضرت عثمانؓ پھر سیدنا حضرت علیؓ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین اس دلیل سے کہ حقتعالے فرماتا ہے
والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم یعنی اگلے لوگ آگے ہین اور وہی لوگ
پاس ہونگے نعمت کے باغون مین پس جو پہلے ہین وہ افضل ہین دوست رکھتا ہی ان اصحاب کو ہر
مسلمان پرہیزگار اور بغض رکھتا ہی انسے منافق بدنصیب ف خلاصہ مطلب یہ کہ مراد فضیلت و بہتری
سے وہ ہی کہ جس سے ثواب اور درجات آخرت کے زائد ملین اگرچہ اور کسی بات مین اس ترتیب سے
فضیلت نہو یہ بات فضیلت کی موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے خلفاء راشدین مین بترتیب
خلافت ہی اور جسکا یہ اعتقاد نہو وہ پورا سُنی نہین ہی اور پاس ہونگے اسکے یہ معنے ہین کہ درجے
اونکے بلند ہونگے کہ وہ پہلے ایمان لاکر شریک ہوے ہین حضرت صلعم کے ساتھ اور اونکے
سبب سے اسلام نے رونق پائی انتہی ساتوین فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ بندگان خدا اپنے
افعال اور اقرار اور معرفت کے ساتھ پیدا کئے ہوے ہین پھر جب کام کرنے والے مخلوق ہوئی
اپنے کامونکے ساتھ بطریق اولے وہ آپ مخلوق ہونگی اور کسیطرحکی اونکو طاقت نہو گی کیونکہ وہ
سب کمزور ہین تھکنے والے اور حقتعالی اونکا پیدا کرنیوالا روزی دینے والا ہی جیساکہ ارشاد فرمایا
واللہ خلقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اور علم کی کمائی حلال ہی اور حلال کا مال جمع کرنا حلال ہی اور حرام کا
مال جمع کرنا حرام ہی۔ لوگ تین طرحکے ہوتے ہین ایک مسلمان خالص ایمان والا دوسرا کافر صاف
منکر تیسرا منافق ظاہر مین مسلمان دلمین کافر اور حقتعالے نے فرض کیا ہی مومن پر عمل کرنا اور
کافر پر ایمان لانا اور منافق پر دل سے ایمان لانا حقتعالی فرماتا ہی اے لوگو پوجو اپنے رب کو
اسکے یہ معنے کہ اے مسلمانون عمل نیک کرو اور اے کافر ایمان لاؤ اور اسے مینا فقو دل سے ایمان لاؤ

اٹھوین فصل ہم اقرار کرتے ہین قدرت کام کرنے کی فعل کے ساتھ ہے نہ پہلے فعل کے
اور نہ بعد فعل کے کیونکہ اگر پہلے ہوتی تو بندہ خدا سے نبے پرواہ ہوتا کام کرنے کے وقت اور
یہ خلاف نص ہی کہ حقتعالے فرماتا ہی واللہ الغنی وانتم الفقراء - اور اگر فعل سے پیچھے قدرت
ہوتی تو یہ محال ہی کہ فعل بے قدرت لازم آتا ہی - نوین فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ مسح موزون پر
جائز ہے مقیم کو ایکدن ایک رات اور مسافر کو تین رات دن اسواسطے کہ حدیث شریف مین یون
ہی وارد ہوا ہی اور جو نہ مانے اوسپر کفر کا خوف ہی کیونکہ حدیث متواتر سے ثابت ہوچکا ہی اور قصر
کرنا نماز کا اور روزے نرکھنا سفر مین اجازت ہی نص قرآن سے کہ حقتعالے فرماتا ہی واذا ضربتم
فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ - اور افطار کے باب مین ارشاد فرمایا فمن
کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر - ف مسح کی یہ ترکیب ہی کہ دونون ہاتھ تر کرکے تین
تین اونگلیان دہنے بائین پاؤن کی پشت پر رکھکر انگلیون سے پنڈلیون کیطرف کھینچے اور
بعد طہارت کے موزے پہنے پھر جب وضو ٹوٹ جاوے اسوقت سے ایک راتدن مقیم کو اور مسافر
کو جو تین دن کی راہ کو جاوی تین رات دن تک موزون پر مسح کرنا جائز ہے اور مسافر پندرہ
دن رہنے کی نیت سے سفر مین مقیم ہوجاتا ہی اور جو پندرہ دن سے کم کے رہنے کی نیت
ہو اور برسون رہتا ہی تو وہ مسافر کا مسافر ہی پس مسافر چار رکعت فرض کی جگہہ دو رکعت
پڑہا کرے بلکہ پورے پڑہنے مین گناہ ہی اور رمضان مین جتنے روزے فوت ہوئے ہون
اوتنے اور دنون مین رکھلے ہان جو روزے سفر مین رکھ سکے تو اوسکو رکھنا بہتر ہے افطار
ضرور نہین - دسوین فصل ہم اقرار کرتے ہین اسکا کہ خدا تعالے نے حکم کیا قلم کو لکھنے کا
قلم نے کہا کہ کیا لکھون اے میرے پروردگار فرمایا لکھہ جو کچھہ ہونیوالا ہے قیامت تک جیسا
کہ ارشاد فرمایا حقتعالے نے - وکل شیء فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر - یعنے جو کچھہ
یہ کرتے ہین کتابون مین لکھا ہوا ہی اور ہر کام چھوٹے بڑے لکھے ہوے ہین گیارہوین
فصل - ہم اقرار کرتے ہین عذاب قبر کا بیشک ہونیوا ہے اور سوال منکر نکیر کا ثابت ہے
احادیث سے اور جنت و دوزخ حق ہین اور وہ دونون پیدا ہو چکے ہین اونکو کبھی فنا نہین
فرمایا حقتعالے نے جنت کے باب مین اعدت للمتقین یعنی جنت تیار ہوچکی ہی واسطے

پرہیزگاروں کے اور دوزخ کے باب مین فرمایا اعدت للکافرین یعنے دوزخ تیار ہو چکی ہے
واسطے کافرونکے اور یہ دونون خداتعالے کی مخلوق ہین ثواب اور عذاب کے لئے اور ترازو
اعمال کی حق ہے یعنے تلنا اعمال کا قیامت کے دن ترازو مین حق ہے لقولہ تعالے ونضع
الموازین القسط لیوم القیمۃ ونیز فرمایا اقرء کتابک کفے بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ بارہوین
فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ خداتعالے زندہ کریگا ان نفوس کو مرنیکے بعد اوٹھاویگا اوسدن
جسکا مقدار ہزار برس ہے جزا اور ثواب کے لئے اور لوگونکے حق دلوانے کو جیسا کہ فرمایا وان اللہ
یبعث من فی القبور اور خدا کا دیدار ہوگا جنت کے لوگون کو بغیر کیفیت اور صورت اور جہت
کے اور شفاعت محمد رسول اللہ صلعم کی حق ہے ہر اوس شخص کو جو جنت کے قابل ہے اگرچہ
گناہ کبیرہ رکھتا ہو فقط خلاصہ یہ کہ قیامت کا دن دنیا کے دن سے اگر تخمینہ کیا جاوے تو ہزار
برس کی برابر قیامت کا دن ہوگا نہین تو وہان دن رات برابر ہے پس مومن کفر سے بچے
کیسا ہی گناہ کرے جنت مین جائیگا۔ اور اقرار کرتے ہین ہم اسکا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ
تمام عالم کی عورتون سے افضل ہین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بعد اور وہ سب مومنین کی
مان ہین اور پاک ہین زنا سے اور جنتی جنت مین ہمیشہ رہنے والے ہین اور دوزخی دوزخ
مین ہمیشہ رہنے والے ہین جیسا کہ فرمایا مومنین کے حق مین اولئک اصحاب الجنۃ
ہم فیہا خالدون اور دوزخ کے حق مین فرمایا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون انتہی

ساتوان باب تقلید مطلق و تقلید مقید کے ثبوت مین بذکر تفصیلی با دیگر فوائد مناسب

مقام۔ مخفی نرہے کہ فرقہ غیر مقلدین مین دو فریق ہین ایک فریق کا تو یہ قول ہے کہ بجز کتاب و
سنت کے تقلید ائمہ مجتہدین اربعہ کے ناجائز ہے اور فریق ثانی کا یہ قول ہے کہ مطلق ائمہ
مجتہدین کی تقلید جائز ہے مگر ایک مجتہد خاص کی تقلید دواماً والتزاماً ناجائز ہے لہذا بتعمیل
امر جلیل وذکر فان الذکری تنفع المومنین اولا فریق اول کے دعاوی باطلہ کی تردید اور اونکی
مفتریات وتلبیسات کی تکذیب ادلہ شرعیہ کتاب و سنت و اجماع امت سے کیجاتی ہے
تا بمقتضائے جاء الحق وزہق الباطل اخوان عامہ مومنین مکائد فرقہ ضالین مبس القرین
سے محفوظ و مامون رہین اور اس ہجوم آشوب جہل و غلو تعصب و نفسانیت مین دولت

لازوال وراس المال نور اسلام وعمدہ ترین سرمایہ حسن ارادت وعقیدت بجناب ائمہ مجتہدین
شریعت حضرت سید الانام صلعم مفت برباد نہ دین من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی
مقام بیداری ہی کہ یہ مدعیان بے خبر کوتاہ نظر جو بیشتر اوقات مطالعہ ترجمہ آیات قرآنی وار دو
ترجمہ احادیث مشکوۃ ومشارق وغیرہ مین توغل رکھتے ہین اور دیگر کتب دینیہ حدیث وتفسیر واصول
فقہ سے آگاہ نہین احکام ناسخ ومنسوخ ومعانی خاص وعام ومجمل ومفسر ومشترک واقسام قیاس
وغیرہ اصول احکام شرعی کسے واقف نہین۔ اقسام احادیث متواتر وحسن ومتصل ومرسل واقوۃ و
ضعف روات وتحقیق وتنقیح علمار اکابر ثقات سے عارف نہین اقوال صحابہ وتابعین کے اجماع
واختلاف کی حقیقت سے ماہر نہین شرائط اجتہاد وطبقات فقہار کے مدارج ومراتب سے اشعار
نہین محض جوش تعصب وغلوے نفسانیت وہجوم جہالت فطری وشقاوت قلبی سے باب اجتہاد
وتقلید حضرات ائمہ مجتہدین مین قیل وقال لایعنی ومنع واصرار بے معنی کرتے ہین اور یہہ
نہین سمجھتے کہ باتفاق علمار دین حضرات تابعین وتبع تابعین کا زمانہ مشہود بالخیر تھا اور وسائط
سند قلیل ہوتے تھے یعنے انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ خبر منصور تھا دیگر افراد کو
یہ دولت قریبہ خداداد کہان حاصل۔ اس فرقہ لامذہب کا غلو وعناد وتعصب واصرار اوس زمانہ
سے ترقی پایا ہی جب سے یہ لوگ حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما سے خارج کئے گئے گویا
بیت اللہ ومن دخلہ کان آمنا سے مردود ہو کر نکالے گئے اور بلاد ہند مین ہو محکم انواع
فتنہ وفساد بلکہ ظہر الفساد فی البر والبحر کے مصداق ہوئے اور انجام کار حضرت شیخ الاسلام
حضرت مکہ معظمہ ونیز مفتیان مذاہب اربعہ نے بمراد حفظ احکام ملت حنفیہ ونگاہداشت طریق بیت
مصطفویہ اس گروہ شقاوت پژوہ کی نسبت صاف یہ حکم نافذ فرمایا فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا
پس یہ سب وبال ونکال اس طائفہ خسران مآل پر ائمہ دین کے ساتھ سوء ادبی وگستاخی کا
نتیجہ وثمرہ ہی جو خانہ سعادت وتکریم لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے رجعت قہقری ہو کر
حضیض درکات جہنم ثم رددناہ اسفل سافلین مین واصل ہوی دوسرے ان مفسدین بیدین
نے عامہ مومنین جاہلین کو اس حیلہ وفریب سے بہکایا ہی کہ ترجمہ قرآن مجید اونکو پڑہا کر
کان مین کہدیا کہ اب تم پکے اور سچے دیندار مولوی ہو گئے اور تفسیر قران کی بدعت ہی

آنحضرت صلعم کے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ مین نہ تھی اللہ و رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین ہے
اسکے مطابق عام مومنین کو تم لوگ تعلیم و ہدایت کرو۔ اقول اگر یہ بیان فریق مخالف کا اس بنا
پر ہے کہ اصل مضامین قرآن و حدیث کے ایسے نہین ہین کہ بیان کیے سے فہم مین نہ آوین مثل مباحث
منطقیہ و علوم فلسفہ الٰہیہ تو صحیح ہے۔ اور اگر اس بنا پر اونکا یہ قول ہے کہ مضامین کو سمجھکر عبارت سے
نکال لینا اور بیان کر دینا ہر امی و ناخواندہ کو آسان ہے تو غلط ہے کیونکہ بعض مضامین ظاہر مین
نہایت آسان و سہل ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سوا ے واقفین و ماہرین کے دوسرے
پر نہین منکشف ہوتے خصوص تفسیر معانی ام الکتاب و فہم و دقائق کلمات طیبات اوتیت جوامع
الکلم جسکے ہر جملہ و کلمہ پر آمنا و صدقنا اور اللہ و رسولہ اعلم کے کہنے سے صحابہ کرام کا ایمان تازہ
ہوتا تھا دوسرے کو اون مطالب و دقائق کے سمجھنے کی کیا وسعت و مقدرت ہے کہ ہ فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا البتہ حقتعالیٰ نے بعد صحابہ کرام و ائمہ عظام
حضرات مجتہدین کو بھی یہ شان عظیم و منزلت جلیل عطا فرمائی تھی کہ بامداد شرح صدر معنوی
انکے قلوب سلیمہ پر رموز و اسرار شریعت مصطفوی منکشف ہوی۔ اور زان بعد اونکے ذریعہ سے
متاخرین ائمہ دین پر مشکلات دین سہل و آسان ہوئے یعنے ان حضرات کبار نے دریا ناپیدا
کنار کتاب و سنت مین غواصی کرکے بیشمار دُرِ شاہوار فروع مسائل شرعیہ عبادات و معاملات
کے نکالے اور ابتغاءً لوجہ اللہ تعالیٰ وہ سب خزائن و دفائن امت مرحومہ محمدیہ پر بیدریغ
تقسیم کیے جنسے خاص و عام مومنین مشارق و مغارب ہر لمحہ و ہر لحظہ متمتع ہین۔ فی الحقیقت
حقتعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اسکے مصداق کامل یہی
حضرات ائمہ مجتہدین ہین کہ ان ذوات مقدسہ نے تکمیل شریعت مصطفوی و ترتیب و تہذیب
مسائل شرعیہ کو اہم مقاصد دین و اعظم مہمات شرع متین سمجھکر ابتدا ے سن شعور سے تا دم
واپسین کتاب و سنت کے حل معانی و ایضاح رموز و اشارات مقاصد و مبانی امور شرع مین
نقد حیات صرف کی اور قوت قدسیہ عطاء الٰہیہ سے فروعات مسائل دینی کو اصول شرعیہ
کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس صحیح مقبولہ سے ابواب و فصول و متون و شروح کے
ساتھ ترتیب دیا اور مسائل عبادات و معاملات مین ہر چیز کے ارکان و شروط و آداب و اصول شرعیہ

سے ثابت کئے اور مسائل مین صور تین فرضی مقرر کر کے اونپر بنظر احقاق حق اکابر ائمہ دین
سے بحث کی۔ پس جو چیز کہ قابل حد تھی اوسکی حد اور جو لایق حصر تھی اوسکا حصر بیان کیا وغیر ذلک
من الاحکام الشرعیۃ جیسا کہ مولانا حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے
ہین اعلم ان رسول اللہ صلعم لم یکن الفقہ فی زمانہ الشریف مدونا ولم یکن البحث فی الاحکام
یومئذ مثل البحث من ہولاء الفقہاء حیث یبینون باقصی جہدہم الارکان والشروط والآداب
کل شیئ ممتازا عن الآخر بدلیلہ ویفرضون الصور ویتکلمون علی تلک الصور المفروضۃ ویحدون
ما یقبل الحد ویحصرون ما یقبل الحصر الی غیر ذلک من صنائعہم انتہی۔ پس خیر الناس من ینفع
الناس کے یہی حضرات مصداق ہین اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے یہی افراد
بالاتفاق ہین۔ تیسرے اس فریق کا یہ بہت بڑا کید وفریب ہی کہ اس گروہ نے بمقابلہ حنفی
وشافعی کے اپنی جماعت کا نام محمدی اس بناء پر رکھا ہی کہ ہم لوگ انحضرت صلعم کے طریق مستقیم
ودین قویم کے متبع ومقلد ہین اور مقلدین طریق محمدی چھوڑ کر مذہب حنفی شافعی۔ مالکی
حنبلی پر ہین گی۔ غرض اس قسم کے کواذب وفریب عوام الناس غربا وجہلا کو سمجھا کر اپنے دام
مین پھانستے ہین اور تقلید ائمہ دین چھوڑ کر اپنا مقلد بناتے ہین اور انجام کار جاہلون وجاہلوں کو
ملت حنفیہ سے گمراہ وبیدین کرتے ہین اور طرح طرح کے فتنے وفساد دین محمدی مین قایم کرتے
ہین اگر یہ گروہ تہ کار سرا پا اشرار کچھہ بھی بر سر انصاف وحق اندیشی آوے تو سمجھے کہ لقب
محمدی بمقابلہ عیسائیونکے کہتے ہین نہ بمقابلہ ائمہ مجتہدین کے مگر اس سے صاف ظاہر ہوا
کہ یہ گمراہ بیدین ہم مقلدین کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اعوذ باللہ من مقولات
المتعصبین وہفوات المجانین۔ اقول منکرین تقلید جو بربنا ء اضافت حنفی وشافعی کے فرقہ
اہل سنت وجماعت پر یہ بہتان عظیم لگاتے ہین کہ فرقہ مقلدین مذہب محمدی پر نہین ہی
بلکہ طریق حنفی وشافعی پر ہی یہ قیل وقال اونکا جو بالبداہۃ مشبہہ باقوال مجانین وہنہر
بتمسرا ان مبین ہی متفرع دو صورتون پر ہے اولا حنفی شافعی مالکی حنبلی کی اضافت کا جائز
ہونا۔ ثانیا ائمہ مجتہدین کو موجد شریعت قرار دینا اور اجتہاد ائمہ کرام کا خلاف دین باطل ہونا
پس یہ دونون صریح البطلان بدیہی البرہان ہین چنانچہ توضیح مقام یہ ہی کہ حنفی وشافعی

کہنے کا عدم جواز نہ کتاب الٰہی سے ثابت ہی اور نہ حدیث نبوی سے اور کسی قول امام اور نہ
کسی روایت مشایخ کرام سے بلکہ کتب احادیث وسیر اس قسم کی نسبتون اور اضافتون سے
معمور ہین بالخصوص کتب احادیث مین راویان احادیث کی معرفت کا دار و مدار واقوام وقبائل
مختلفہ کا مابہ الامتیاز اسی نسبت و اضافت سے حاصل ہوتا ہی کما لایخفی علی اہل العلم علاوہ اکابر
ائمۂ دین وعلماء متاخرین الی یومنا حنفی شافعی لکہتے اور کہتے چلے آئے ہین اور قرون و
دہور سے بیت اللہ کے ہر چہار جوانب مذاہب اربعہ کی نام کے ساتھ مصلے قایم ہین اور مصلے پر حضرات
علماء وشیوخ حرمین شریفین وغیرہ بیشمار اہل اسلام کافۂ انام تقلیدان ائمہ کرام کے پانچون
نمازین ادا کرتے ہین۔ اور ظاہر ہی کہ یہ نسبت کیسی بنا جائز ہو در صورتیکہ امر اصلی بدیہیات
سے ہی کہ جو مسلمان ائمہ اربعہ مجتہدین مین سے جس امام کا مقلد ہوگا وہ باعتبار تعیین تقلید کے
اوس امام خاص کیطرف منسوب ہوگا یعنے لامحالہ اوسپر حنفی شافعی ہونیکا اطلاق کیا جاویگا
مثلاً امام ابوحنیفہ نے مذہب عبد اللہ بن مسعود کا اختیار کیا پس حنفیہ بواسطہ اس امام کے
بطریق اولے مقلد عبد اللہ بن مسعود کے ہوئے اور جبکہ امام صاحب نے اونکے مرویات
وفتاوی کو جمع کیا اور تفصیلی ترتیب دیا تو ہم لوگ خاص اس امام کے ساتھ منسوب ہوگئے
اور ملقب بحنفی ہوئے اسیطرح دیگر مذاہب کو قیاس کرلینا چاہیئے پس بتصحیح صدر اس
اضافت مین کوئی قباحت شرعی نہین ہی کما ہو الظاہر۔ بیان ثانی یہ کہ کوئی مسلمان ایسا
مجنون وخبط الحواس نہین ہی جو ائمہ مجتہدین کو مالک شریعت مستقل سمجھکر یا شارع وموجد
دین جانکر تقلید کرتا ہو یہ غیر مقلدین کی محض افترا پردازی ہی کیونکہ اہل سنت وجماعت ائمہ
مجتہدین کی تقلید صرف اس بنا پر کرتے ہین کہ دین محمدی وملت مصطفوی مین علماء
ربانی آیات رحمانی قرون ثلثہ مبارکہ مین گذری ہین جنکی مدح جناب رسول مقبول صلعم نے
فرمائی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ پس بعد حضرات صحابہ کرام واہلبیت
عظام تمامی امت محمدیہ مین یہ نفوس قدسیہ قولاً وعملاً ودیانۃً بالاجماع ممتاز ومستثنےٰ ہین
حقتعالے نے ان حضرات کو دولت فہم اسرار شریعت ومبلغ ادراک رموز واشارات کتاب
وسنت اور قوۃ حل دقایق طریقت عطا فرمائے جنکے تائید وذریعہ سے اونہون نے کتاب

وسنت وقضایا وفتاوی صحابہ کرام وتابعین سے استنباط احکام کئے اور بنا بر حفظ دین محمدی
کتب احادیث نبویہ واقوال صحابہ وآثار صحیحہ کو کمال تقوے ودیانت وامانت سے ترتیب دیا
اور صحیح وسقیم وناسخ ومنسوخ وغیرہ اصول دین سے علماء متاخرین کو باحسن الوجوہ تفصیلی آگاہ
کیا لہذا علماء کافہ انام کو بجز تقلید ائمہ مجتہدین کے کوئی طریقہ نجات اور کوئی ذریعہ قوی حفظ
ایمان کا نہین ہی چنانچہ اسیوجہ سے باجماع علماء عرب وعجم اسمین کچھہ شک نہین کہ طریقہ حنفی وشافعی
وغیرہ بعینہ طریقہ رسول اللہ صلعم کا ہی اسمین سر مو خلاف واختلاف کو گنجایش نہین چنانچہ اسی
بنا پر مذہب مختار اہل سنت وجماعت کا ہی ہی جسکا تفصیلی بیان قریب مذکور ہوگا۔ علامہ
ابن حجر مکی لکھتے ہین وقد قال صاحب جمع الجوامع والمتکلمون علیہ ونعتقد ان اباحنیفہ رح ومالکا
والشافعی واحمد والسفیانین والاوزاعی وابن جریر وسائر ائمۃ المسلمین علے ہدی من اللہ تعالی
ولا التفات الی من تکلم فیہم بماہم بریون منہ فقد اوتوا من العلوم اللدنیۃ والمواہب الالہیۃ والاطلاعات
الدقیقۃ والمعارف الغزیرۃ والدین والورع والعبادۃ والزہادۃ والجلالۃ بالمحل الذی لایسامی انتہی
خلاصہ یہ کہ نام رکھنا ان نسبتون کے ساتھ بوجہ تعیین تقلید کے ہے ورنہ شریعت مصطفوی
مین تمامی اہل حق محمدی ہین کسی کے ساتھ تخصیص کی گنجایش نہین ہی تنبیہہ تقلید لغت مین
اسکو کہتے ہین کہ گردانا ایک چیز کا مانند قلادہ کے گردن مین حق ہو یا باطل۔ اور شرع شریف
مین حقیقت تقلید کی یہ ہی کہ عمل کرنا بلا حجت حجتون اربعہ شرعیہ سے بقول اوس شخص کے کہ
وہ حجتون اربعہ شرعیہ سے نہو۔ اس تصریح سے قول پیغمبر خدا صلعم اور اجماع دونون
معنے تقلید سے علحدہ ہو گئے اسواسطے کہ یہ دونون حجتین شرعی ہین حجتون اربعہ سے
اور اسی تحقیق پر اقتصار کیا ہی علامہ کمال نے تحریر مین اور کہا کہ امیر حاج اسی معنی پر ہے۔
علامہ شرنبلالی حاوی قدسی سے نقلکرتے ہین کہ تقلید کی تین قسمین ہین واجب وجائز وحرام
تقلید واجب تقلید کرنی اُسکی ہی جو معصوم ہی خطاسے اور وہ پیغمبر خدا صلعم ہین جو مبعوث
برحق ہین اور یہ حقیقت مین تقلید نہین ہے بوجہ اسکے کہ تقلید شرع مین عبارت ہے قبول
کرنے قول غیر سے بغیر اسکے کہ اوسکی حقیقت کو جانے لیکن اسکو تقلید عرفی کہہ سکتے ہین
اور تقلید جائز تقلید عوام کی ہی واسطے علماء دین کے فروع مین بالاتفاق۔ اور تقلید عالم

تحقیق معنی تقلید

کی واسطے علماء دین کے فروع مین اسمین علماء کا اختلاف ہی صحیح قول یہ ہی کہ عالم غیر مجتہد
عامی مین معدود ہے کما ہو مصرح فی العقد الفرید اسجگہہ ناظرین کوتاہ نظر کو لفظ جواز سے
یہ خدشہ عارض نہو کہ یہان جواز بمعنے جواز الفعل مع جواز الترک یعنی بمعنے اباحت کے ہی بلکہ بربنائے
اسکے کہ اجتہاد ائمہ مجتہدین بالیقین کتاب وسنت سے ماخوذ ہی اور اسپر انعقاد اجماع اہل سنت
ہی لہذا یہ تقلید بھی از قبیل قسم اول ہی کہ اوسکا تارک شرعاً آثم ہوگا اور اس معنی کے ثبوت کے
لئے ورود نص قطعی فاسئلوا اہل الذکر کافی ہی مگر چونکہ یہ تقلید مشروط ہی اسکے ساتھ کہ فی
طاعۃ اللہ ہو فی معصیۃ اللہ نہو اس بنا پر علامہ موصوف نے اس تقلید کو تقلید معصوم سے علحدہ
ذکر کیا ورنہ حقیقت مین دونون ایک ہین فرق اسیقدر ہی جو بیان ہوا۔ اور تقلید حرام وہ تقلید کرنی
آباو اجداد کی ہی امور باطلہ مین۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ منجملہ دلائل غیر مقلدین کے قول ابن حزمؒ ہی کہ وہ
یہ لکھتا ہی کہ تقلید حرام ہی یعنی حلال نہین ہی کسیکو کہ رسول مقبول صلعم کے ارشاد کے سوا
دوسرے شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرے بدلیل قولہ تعالی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم وآیت ثانی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا۔ وآیت ثالث فان
تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والی الرسول آہ۔ اسکے جواب مین مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح
حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین کہ بالتحقیق اتفاق کیا ہی امت محمدیہ نے یا اون لوگون نے جن پر اعتماد ہی
امت محمدیہ کا اس زمانہ تک اوپر جائز ہونے تقلید کے مذاہب ائمہ اربعہ کے ساتھ اور اس اتفاق مین
مصلحتین ہین کہ وہ مخفی نہین ہین خصوصاً اس زمانہ مین کہ یقیناً ہمتین قاصر ہوگئی ہین اور نفسانیت
وتعصب نے نفوس مین سرایت کیا ہی اور ہر شخص اپنی رای پر مغرور ہی پس جو کچھ کہ اثبات عدم
تقلید مین ابن حزم لکھتا ہی وہ قول اوسکا چند اشخاص پر منطبق ہوسکتا ہی اول مجتہد کے حق مین
دوسرا وہ شخص کہ جسکو حدیث صحیح غیر منسوخ پہونچی ہو۔ تیسرا عامی جو مجتہد معین کا مقلد ہی کہ اصلاً اوسکی
تقلید کو نہین چھوڑتا ہی اگرچہ دلیل اوسکی خلاف پر ظاہر ہو۔ چوتھا وہ شخص کہ جائز نہین رکھتا ہی اسکو کہ
مثلاً حنفی شافعی کے پیچھے اقتدا کرے تو البتہ ایسی حالت مین ایسے شخص نے مخالفت اختیار کی قرون
اولی کے اجماع کے ساتھ اور مناقضہ کیا اونسے صحابہ وتابعین کے ساتھ ہین۔ اور ایسے شخص کے
باب مین قول ابن حزم کو گنجایش نہین جو قول پیغمبر صلعم کا مطیع ہو اور اوامر ونواہی خدا و رسول

ایمان لاوے لیکن چونکہ اوسکو نہ کتاب وسنت کے معانی ومطالب پر کماحقہ علم تفصیلی حاصل ہی اور نہ وہ تطبیق اقوال مختلفہ پر قادر ہے اور نہ قوت اجتہاد واستنباط بر اوسکو ماده ہو بلکہ ہے ایسی حالت مین اوسنے اتباع کیا ایک عالم رہنما ومرشد حقنما کا اس ظن پر کہ تحقیق اوسکے مصیب ہے اقوال وفتاوی مین ظاہرا وہ متبع سنت رسول اللہ صلعم ہے انتہی بقدر الحاجتہ ف ابن حزم وہ شخص ہے جسکی نسبت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالۂ انصاف مین لکہتے ہین کہ کسی محدث کو لایق نہین کہ اون قواعد کے استعمال مین جو محدثین تے مستحکم کئے ہین اور شارع نے اونکی تصریح نہین کی اس درجہ مبالغہ کرے کہ اوس سے کسی حدیث یا قیاس کو نہ مانے مثلاً نہ ماننا اوس حدیث کا جسمین تھوڑا سا شک مرسل ہونے اور منقطع ہونیکا ہو جیسے ابن حزم نے کیا ہی کہ حدیث حرمت باجے گاجے کی نہین مانی اسوجہ سے کہ بخاری کی روایت مین منقطع ہونیکا احتمال ہی حالانکہ وہ حدیث بذات خود متصل صحیح ہی اور اس جیسی بات یعنی شبہ انقطاع کیطرف صرف تعارض کی حالت مین جایا کرتی ہین انتہے۔ اسیطرح ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہی تو بر تقدیر صحت نقل کی وہ طعن نسبت اون لوگونکے ہی جنہون نے حرام کہا ہی نظر کرنیکو کتب احادیث مین اور ہم مقلدین اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب اجر جزیل وثواب عظیم کا جانتے ہین۔ اسیطرح مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث کے چلنے سے منع کیا بعد متفق ہوجانے اوس بات کے یہ مخالف ہی اوس حدیث کے سو یہ ہم مقلدین کے مخالف نہین ہے بلکہ معتقدات سے ہی۔ اب یہ معلوم کرنا چاہئیے کہ اس زمانہ مین بلکہ قبل اس سے قرون عدیدہ مین مذاہب مجتہدین شریعت بجز مذاہب ائمہ اربعہ کے باقی نہین ہین اگرچہ مجتہدین بہت گذرے ہین اور اجتہاد ختم نہین ہوا محتمل بامکان عقلی ہی کہ اب بھی شاید پیدا ہو جیساکہ طحطاوی نے لکھا کہ مجتہد مطلق عالم الوجود ہی یعنے ہوسکتا ہی اسوجہ سے کہ مبدا فیاض حقیقی کا فضل کسی زمانہ مین مقید اور منحصر نہین ہی ولنعم ما قال الواعظ ؎ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید + دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد + بہر کیف بقول ارباب محققین وعلماء راسخین بنظر ملاحظہ

شرایط اجتہاد وطبقات فقہاء کالنجم معلوم ہوتا ہی جیساکہ صاحب در مختار لکہتے ہین وقد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقدوا اما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ یعنے بتحقیق علماء نے ذکر کیا کہ مجتہد مطلق یعنی جو اصول و قواعد مین دوسرے مجتہد کا پیرو نہو وہ مفقود ہوگیا اور مجتہد مقلد کے سات مرتبے مشہور ہین

اور بیان مختصر اونکا یہ ہی۔ پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا ہی جیسے کہ ائمہ اربعہ وامثال واقران اونکے جنہون نے اصول وقواعد ملت محمدی کو موسس اور مقرر کیا اور احکام فروع فقہیہ کو دلائل اربعہ یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس سے مستنبط کیا اور وہ اسمین کسی کے مقلد نہین ہین۔ دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہی مثل امام ابو یوسف وامام محمد وامام زفر وغیرہم من اصحاب ابی حنیفہ رح جنہون نے احکام دینی کو ادلہ اربعہ شرعیہ سے مستنبط کیا بموجب اون اصول کے جو سیدنا امام اعظمؒ نے ترتیب دئیے اگرچہ صاحبین وغیرہما نے بعض احکام مین امام صاحب سے اختلاف کیا لیکن اصول وقواعد مین اونکے تابع ہین اور وہ اسیوجہ سے امام شافعیؒ وغیرہ سے ممتاز ہین۔ تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہی۔ مثل خصاف اور ابی جعفر طحاوی و ابو الحسن کرخی وشمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ حلوائی وفخر الاسلام بزدوی وفخر الدین خان قاضی اور مثل انکے دیگر علمار اکابر جو امام صاحب کی مخالفت پر قادر نہین نہ اصول مین نہ فروع مین بلکہ یہ حضرات علما امام صاحب کے اصول سے دیگر مسائل کا استنباط کرتے ہین جنمین امام صاحب سے روایت نہین ہی۔ چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کا مقلدین سے مثل رازی وغیرہ ہین کہ یہ لوگ اجتہاد پر اصلا قادر نہین لیکن احاطہ اصول اور ضبط ماخذ سے امام صاحب یا اصحاب امام صاحب کے قول مجمل ذی الوجہین سے یعنے دو رویہ اس سے مراد یہ کہ امام صاحب کا جو قول مجمل ایسا ہو کہ اوسمین دو وجہ ہو سکتی ہون سو اوسمین جو وجہ قوی ہو اوسکو بیان کردین سو بعض مقام مین ہدایہ مین جو بعض مواقع مین لکھا ہی کذا فی تخریج الکرخی وتخریج الرازی اوسکے یہی معنے ہین۔ پانچوان طبقہ اصحاب ترجیح کا مقلدین سے مثل ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ اور مانند انکے انکا رتبہ یہ ہی کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر تفضیل دیتے ہین اسطرح کہ یہ قول اولے ہے یا اصح ہی درایت کی راہ سے یا اوضح ہی روایت کی راہ سے وہذا اوفق للقیاس وہذا ارفق للقیاس یعنے یہ موافق زیادہ ہی قیاس سے اور یہ سہل زیادہ ہے عوام کے لئے۔ چھٹا طبقہ اون مقلدین کا ہی جو مابین اقوی اور قوی وضعیف وظاہر الروایت اور روایت نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر ہین جیسے کہ متون اربعہ کے مصنف یعنی صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع انکا رتبہ یہ ہی کہ اپنی کتابون مین اقوال

بیان طبقۂ اول مجتہدین

بیان طبقۂ ثانیہ

بیان طبقۂ ثالثہ

بیان طبقۂ رابعہ اصحاب

بیان طبقۂ خامسہ اصحاب ترجیح

بیان طبقۂ سادسہ

مردود اور روایات ضعیفہ کو نہین نقل کرتے۔ ساتوان طبقہ اون مقلدین کا ہی جو تمیز روایات پر قادر نہین لاغر و فربہ مین فرق نہین کرتے شمال کو یمین سے تمیز نہین کرتے بلکہ جمع کرتے ہین روایات کو جو پاتے ہین حاطب اللیل کے مانند افسوس ہی اونپر اور اونکے مقلدونپر یہ سب بیان کیا ہی شیخ الاسلام علامہ کمال پاشانے کذا فی طبقات محمود بن سلیمان الکفوی المسماۃ بکتاب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار وکذا فی قرۃ الانظار۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ ایک صاحب نے اپنے رسالہ رد التقلید بالکتاب المجید مین جو چند دلائل نقلی ابطال تقلید ائمہ کے باب مین آیات قرآنیہ سے لکھے ہین اول یہ آیت لکھی ہی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم جواب اسکا یہ ہی کہ یہ قول مستدل کا بالبداہۃ شبیہ باقوال مجانین ہی اور قائل اسکا بالیقین حالا و مآلا مامور خسران مبین ہی اولا یہ کہ تفاسیر مشہورہ معتبرہ مین سے کسینے اس آیت سے ابطال تقلید کو نہین لکھا اور یہی وجہ ہی کہ مستدل نے اپنی ثبوت دعوے مین حوالہ کتاب کو مطلقا ترک کیا۔ ثانیا یہ کہ دعوے اور دلیل مذکور سے صاف ظاہر ہوا کہ مستدل کے نزدیک بجز تقلید کتاب اللہ احادیث رسول اللہ صلعم کا بھی اتباع ناجائز و ممنوع ہی کیونکہ ما انزل الیکم من ربکم نہین ہی مگر کتاب مجید اور یہ امر ظاہر اہل سنت جماعت کے نزدیک بالاجماع باطل اور مردود ہی بدلیل آیات قرآنیہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فاتبعونی یحببکم اللہ وغیرہا۔ اسیطرح فرمایا نبی صلعم نے اصحابی کالنجوم و علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین کیا طرفہ ماجرا و عجوبہ واقعہ ہی کہ شروع دعوی مدعی کا مجموعہ اغلاط ہونا ثابت ہوگیا ابطال تقلید کے ثبوت کا اہتمام تہا اوسکے ضمن مین ابطال ایمان ہوگیا حق ہی یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا دوسری ابطال تقلید کے باب مین اس آیت سے استدلال کرتا ہی فلا و ربک لا یومنون حتے یحکموک فیما شجر بینہم آہ یعنے حقتعالے فرماتا ہی سوقسم ہے تیرے رب کی اونکو ایمان نہوگا جبتک کہ تجکو منصف جانین جو جھگڑا اوٹھے آپس مین۔ جواب مستدل جو اس آیت سے اپنے خلاصہ دعوی مین لکھتا ہی کہ جملہ مومنین پر واجبات و ضروریات سے ہی کہ نہ پسند کرین کسی امر دینی کو مسائل مین عالم ہون یا مفتی ہون قاضی ہون یا حکام جبتک کہ ایمان دار پنچ بناوین اونہین ہمارے پیغمبر صلعم کو۔ غور کرنیکا مقام ہی کہ عجب دعوی اور عجب ثبوت ہی غایۃ ما فی الباب

بیان سابعہ مقلدین

بیان

رد تقلید جوابات

یہ ہی کہ مستدل کی اس دلیل کا ثمرہ ونتیجہ یہ پیدا ہوا کہ مخالف کو جو بتصریح صدر آیت اولی سے تقلید کا انکار محض تہا وہ اس آیت سے بالبداہۃ اقبال واقرار ہو گیا حق ہی الحق یعلو ولا یعلی جاء الحق وزہق الباطل۔ علاوہ اسکے جملہ تفاسیر معتبرہ مشہورہ مین وارد ہوا کہ یہ آیت حضرت زبیر وحاطب بن ابی بلتعہ کے منازعہ ومخاصمہ کے باب مین نازل ہوئی خلاصہ اوس قصہ کا یہ ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے ان دونون کے مخاصمہ مین حکم نافذ فرمایا تو حاطب اوس حکم سے ناراض ہوا اور کلمہ بے ادبی زبان پر لایا حق تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مومن نہو گے یہانتک کہ ہمارے نبی صلعم کو منصف اور حق شناس سمجھو اور اوسکے احکام کو برغبت تمام بجا لاؤ اور یہ امر فرائض ایمانی سے ہی اسکو ابطال تقلید ائمہ مجتہدین سے کچھہ تعلق نہین مگر غور کرکے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ہر پہلو مین بزرگان دین وائمہ مجتہدین پر زبان طعن کھولنا اس فریق کا شیوہ ہی اور یہ مرض نفاق فطری وتعصب قلبی کا ثمرہ ونتیجہ ہی ولنعم ما قیل ؎ جمال شاہد قرآن نقاب آنگاہ بکشاید ٭ کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا ٭ تیسری یہ آیت ہی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ۔ جواب فاعتبروا یا اولی الابصار اس فریق تبہ کار سراپا اشرار کی یہ کیا افترا پردازی وحیلسازی ہی معاذ اللہ ہم مقلدین نے بضمن تقلید کے کیا ائمہ مجتہدین کو خدا اقرار دیا ہی جیسا کہ یہود ونصارے نے حضرت مسیح کو اور احبار اور رہبان کو خدا ٹھہرایا ہی معاذ اللہ اس طائفہ نجدیہ گستاخ وبے ادب سے پوچھنا چاہیئے کہ ہم اہل سنت وجماعت جو رسول مقبول صلعم کا اتباع کرتے ہین یا بتعمیل امر جلیل فاسئلوا اہل الذکر یا بمقتضائے واولی الامر منکم ائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہین معاذ اللہ کیا ہم انکو خدا اقرار دیتے ہین جیسے یہود ونصارے نے اپنے احبار اور رہبان کو خدا اقرار دیا تہا یہ گمراہ لامذہب اتنا نہین سمجھتے کہ یہ مقولہ کاذبہ منافقین کا ہی جیسا تفسیر معالم التنزیل مین مذکور ہوا کہ جب جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی تحقیق اوسنے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے مجکو دوست رکہا تحقیق اوسنے دوست رکہا اللہ کو یہ سنکر منافقین نے کہا کہ یہ شخص کیا خواہش رکھتا ہی اسکی کہ ہم اسکو رب اپنا بنالین جیسا کہ بنالیا تہا نصارے نے عیسے بن مریم کو رب اپنا اوسپر یہ آیت نازل ہوئی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اب جو یہ جمعا شور س جہالت وغلو سے

نفسانیت کے نشہ مین بہک کر بے محل آیات قرآنی کے اردو ترجمے سُناکر عوام مومنین کو گمراہ کرتے ہین اور اگر اوسوقت کوئی عالم رہنما و مرشد حق نما بنظر اظہار کلمہ حق کہتا ہی کہ فلان فلان آیات اصنام و اوثان کے متعلق ہین انبیاء و ائمہ کو اسمین شامل کرکے مستحق وبال و نکال ابدی کیون ہوتے ہو تو جواب دیتے ہین کہ تفسیر پر ہمارا اعتبار نہین استغفر اللہ یہ گمراہی و بیدینی کا کلمہ ہی نہین خوف کرتے وعید رب جلیل سے ان بطش ربک لشدید - اسوقت شراب طہور ملت حنفیہ کے ہجوم کیفیت و انبعاث لذت حسن عقیدت داعی و باعث اسکے ہی کہ چند کلمات حقہ سے قرع صماخ شدید طائفہ منکرین کرکے یہ سلسلہ سخن ختم کیا جائے فاعتبروا یا اولی الابصار غور کرکے دیکھا تو یہ سمجھ مین آیا کہ اس فریق نے ادب کی شقاوت ازلی و قساوت قلبی کالحجر او اشد قسوۃ کے معنے کا ظہور تفصیلی ہی کہ کبھی صاحب لولاک انا احمد بلا میم کے عالیجناب مین انما انا بشر مثلکم آیت پڑھ دینگے کبھی آنکہ میت سے حجت پکڑینگے کبھی اتخذوا احبارہم و رہبانہم سے انکار تقلید مین استدلال کرینگے غرض ان مدعیان نے خبر کے صوت نے اصل و قیل و قال کی نامقبول سے صاحب لولاک کے جاہ و جلال اور شہنشاہ صاحب قاب قوسین او ادنی کے فضل و کمال اور حضرات ائمہ مجتہدین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی شان و اقتدار کو کچھ ضعف و نقصان نہین یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم - بالجملہ یہ گروہ ضلالت پژوہ معاذ اللہ کتاب و سنت کی تحریف و تلبیس مین مدیغ نہین کرتے افسوس مطلق اسکا خیال نہین کرتے کہ یہ معنی کہان صادق آتے مین اور اس بات کا محل کہان ہی اور سلسلہ سخن کہان پہونچتا ہی خذلہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ہی جو کچھ یہ آیت ہی ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا آہ جواب مستدل جو اس آیت سے عدم تقلید ائمہ مجتہدین پر استدلال کرتا ہی اسکا ابطال بچند وجوہ شرعی ظاہر ہی - اول یہ کہ کسی مفسر محدث نے اس آیت شریف کی تفسیر مین ابطال تقلید مجتہدین کو نہین لکھا بلکہ صاحب تفسیر معالم التنزیل اس آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ تفریق فی الدین کے یہ معنی ہین کہ دین حنفیہ سے نکلکر مختلف فرقے ہوگئے یعنے یہود و نصارے وغیرہ باتہتر فرقے ہوگئے کہ وہ کل مستحق نار ہین مگر فرقہ واحدہ یعنے اہل السنۃ والجماعۃ چنانچہ اسی بنا پر تقلید ائمہ مجتہدین پر علماء راسخین فی العلم کا اجماع ہوچکا ہی جیسا کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا ولکن قد وقع الاجماع علی ان الاتباع

انما یجوز للاتباع یعنے بتحقیق واقع ہوا ہی اجماع اسپر کہ اتباع نہین جائز ہی مگران چار ائمہ مجتہدین کا
مقام انصاف ہی کہ اگر اتباع ائمہ مجتہدین تفریق فے الدین کو مستلزم ہوتا تو علماء دین کا اسپر
کیون اجماع منعقد ہوتا خصوص اس حالت مین کہ مخبر صادق صلعم نے صاف ارشاد فرمایا لا یجمع
امتی علے الضلالۃ با اینہمہ بمقتضاے مضمون ؎ می تراود ز لبم انچہ درآوند دل است ٭ فریق
مخالف نے غایت شورش قساوت قلبی وشرارت باطنی سے ایک بیت متضمن توہین ائمہ اربعہ
مجتہدین کہی ہی جس سے اونکی بد بینی ولاندہبی بداہۃً وعیاناً کالشمس فی نصف النہار کہل گئی
اور وہ بیت یہ ہی ؎ دین حق را چار مذہب ساختند ٭ رخنہ در دین نبی انداختند ٭ کبرت کلمۃ
تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا معاذ اللہ کیسا سخت گران کلمہ ہی کہ دہن اونکے سے نکلتا ہی
نہین کہتے ہین مگر دروغ وباطل ۔ مقام الوف عبرت وتاسف کا ہی کہ یہ کلمہ کہان سے کہان
پہونچاتا ہی درکات اسفل نار مین جانیکی خبر دیتا ہی سوء خاتمہ وزوال ایمان کو پکارتا ہی حیفا اپنی
خود پرستی وسیاہ مستی مین بہک رہے ہین ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اتنا نہین سمجہتے کہ یہہ
چارون حضرات مجتہدین دین محمدی کے چار رکن ہین اگر یہ ارکان اربعہ نہوتے خانہ اسلام بیخ وبن سے
درہم وبرہم ہوجاتا اور ضبط وربط مسائل جزئیات عبادات ومعاملات کا بالیقین غیر منتظم رہتا ومفاد
الملت لکم ونلکم وفائدہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین مشہود خاص وعام کافہ انام کو نہوتا
یعنے دین محمدی وملت مصطفوی کی یہ ہیئت کذائی جو صرف ہمت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
سے جلوہ گر انفس وآفاق ہی اس جامعیت واستقلال پر نہ قائم رہتی بس گویا یہ چارون ائمہ دین
بحکم عناصر کار کہتے ہین انکے ضبط وربط مین وجود باجود دین اسلام کا نظام وقیام ہی والا لا ۔
بالجملہ یہہ ائمہ مجتہدین حقیقت مین نائب اور وارث حضرت خاتم النبیین صلعم ہین اور انہون نے
جو کچہہ کہ نصوص قرآنیہ واحادیث صحیحہ نبویہ سے بتائید قوت قدسیہ وفیضان لدنیہ پایا ہے
نہایت امانت ودیانت سے اوسکے منشا کے موافق احکام مجملہ کی شرح فرمائی ہی اپنی خواہش
نفسانی سے اصلا زبان نہین کہولی ہی چنانچہ تمامی اکابر محدثین وعلماء راسخین بالاتفاق نقل
کرتے آئے ہین کہ اصل مذہب امام ابو حنیفہ کا فتاوی عبد اللہ بن مسعودؓ وقضایا سیدنا علیؓ وفتاوی
وقضایا حضرت شریحؒ وغیرہ ہین اور اصل مذہب امام مالک رحؒ کا مذہب سیدنا عمرؓ وسیدنا عثمانؓ

وحضرت عائشہ رض وابن عباس رض وزید بن ثابت رض اور اصحاب اونکے ہین اور اصل مذہب شافعی بھی مذہب ان اکابر سے ہے کما ہو مصرح فی حجۃ اللہ البالغۃ والانصاف ۔ بالجملہ ہر مجتہد تابع ہر صحابی کا ہے کہ بواسطہ اوسکے تقلید صحابی ثابت ہے پس تقلید مجتہد کی عین تقلید صحابی ہے اور ازالۃ الخفا مین مذکور ہوا کہ مذہب سیدنا فاروق اعظم بمنزلہ متن کے ہے اور مذاہب اربعہ بمنزلہ شروح کے ہین اور مذاہب مجتہدین ایک شریعت کے شعبے ہین پس ہر مذہب کو دین علیحدہ اور ملت جداگانہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیئے بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ سمجھنا متن کا بدون شرح دشوار ہے پس مذہب ہر صحابی کا بمنزلہ متن کے ہے اور مذاہب اربعہ بمنزلہ شروح کے ہین پس تحقیق مصرح صدر سے صاف واضح ہوگیا کہ فریق مخالف جو بلا حجت شرعی بوجہ شورش ونفاق قلبی تقلید ائمہ مجتہدین کو تفریق سمجھا ہے وہ زعم فاسد ہے اور بوجوہ شرعیہ باطل ہے ۔ بالجملہ طائفہ غیر مقلدین مرض تعصب ونفاق قلبی مین سخت گرفتار ہے کوئی ظاہر مین اور کوئی بظاہر اگر مہذب ہے تو اوسکے دل مین یہ مضمون طاری ہے حقتعالے اس جماعت متعصبین کو ہدایت فرماوے کیونکہ بھی مسلمان کہلاتے ہین گو بغاوت مین گرفتار ہین ۔

پانچوین یہ آیت ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم ۔ جواب فریق مخالف کو جو اس آیت سے استدلال ہے اسپر کہ تقلید ائمہ مجتہدین مستلزم حبط اعمال وموجب ابطال عبادات ہے یہ گویا خبط وجنون وہذیان اور ہجوم طغیان وکفران ہے کیونکہ تمامی ائمہ دین بالاتفاق اسکے قائل ہین کہ تقلید ائمہ مجتہدین مین عین اطاعت بالکتاب والسنۃ ہے اسمین کسیکا خلاف نہین کما سبق تصریحہ آنفا پس اگر معاذ اللہ یہ امر موجب حبط اعمال ہوتا تو علماء مشارق ومغارب کیون مقلد ہوتے اور ائمہ مجتہدین کے مسائل جزئیہ اجتہادیہ کو عبادات ومعاملات مین کیون تسلیم کرتے اس صورت مین اگر علماء دین عرب وعجم طریق حق پر تھے تو مدعا ثابت اور اگر معاذ اللہ وہ سب خطا وغلطی پر تھے تو جملہ نظام دین برہم ہوا جاتا ہے کیسا اجتہاد اور کیسی تقلید اور کیسا اجماع ۔ لہذا غور کرنیکا مقام ہے کہ انسان متمدن بالطبع ہے شبانہ روز اوسکو معاملات بیع وشرا واجارہ ونکاح وطلاق وعبادات صلوٰۃ وصوم وحج وزکوٰۃ وغیرہ امور مین انہی نوع مین مشغولی حاصل ہے بدون اسکے چارہ ومفر نہین ہے پس یہ امر دو حال سے خالی

نہین ہی۔ یا یہ کہ اوسکو معاملات وعبادات مین ملکہ استنباط وقدرت تامہ تخریج فروعات شرعیہ پر کتاب وسنت وآثار سے حاصل ہی یا نہین تو یہ امر بدیہی مسلمات سے ہی کہ قدرت وقوت اجتہاد واستنباط نہین حاصل ہی مگر امام مجتہد کو پس لا محالہ ائمہ مجتہدین کے احکام اجتہادی کی تقلید کرنا لازم آویگی فہو المطلوب جیسا کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا وحینئذ اما ان یکون لہ قدرۃ علے معرفۃ وجوہہ ومعانیہ وطرقہ واحکامہ اولا والثانی لابد ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ فہو المراد انتہی غرض اسیطرح دیگر چند آیات واحادیث جنکو تقلید ائمہ مجتہدین سے کسیطرحکا تعلق ضمناً واشارۃً نہین ہی براہ تعصب وجہالت وغلوے نفسانیت اثبات عدم تقلید مین مخالفین پیش کرتے ہین اور بیچارہ جہلا وحمقا بازاریان کو آیات واحادیث بے محل پڑھکر سمجہاکر اپنے دام تزویر مین پھانستے ہین اور علماء ربانی کی عدم تقلید کے باب مین دلائل مطاعن تعلیم کرتے ہین پس بالیقین یہ لوگ مذہب حق اہل سنت جماعت کے برکات وفیضانات سے محروم وناکام ہین ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی آہ جوابات اون مطاعن کے جو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہین طعن اول چار مذہب جو لوگون نے مقرر کر لئے ہین اسکا حکم خدا اور رسول کیجانب سے نہین ہی بلکہ مقلدین نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہراکے حق کو انمین حصر کیا ہی اور جو قول کہ انکے مخالف ہی اوسکو باطل قرار دیا اس باب مین کوئی حجت شرعی نہین ہی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ اکابر علماء امت محمدی نے ائمہ اربعہ کے مذاہب مین حق کو حصر کیا ہی اور نیز اسپر اتفاق کیا ہی کہ جو ان چارون کی مخالف ہے وہ باطل اور مردود ہی کیونکہ بتصحیح صدر مذاہب ائمہ اربعہ کے کتاب وسنت وفتاوی صحابہ وتابعین سے ماخوذ ہین اور وہ بہمہ وجوہ اصول شرعیہ سے منضبط ومدلل ہین معہذا اسکے ثبوت مین دلیل شرعی اجماع امت ہی اور اطاعت اجماع لازم وضروری ہی پس جو حکم کہ مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے قول کے وہ اجماع کے مخالف ہی اور بتحقیق کہ تصریح کی ہی ابن ہمام نے تحریر مین کہ علماء دین کا اجماع منعقد ہوا ہی عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اسوجہ سے کہ مذاہب ائمہ اربعہ ادلہ شرعیہ کے ساتھ منضبط ہین اور اونکے تابعین ومقلدین کثرت سے ہین جیسا کہ اشباہ مین مذکور ہوا وما خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد علے عدم العمل بمذہب مخالف للاربعۃ لانضباط مذاہبہم وکثرۃ اتباعہم۔ اس تحقیق سے صاف

بیان اجوبۂ مطاعن

طعن اول

ظاہر ہوا کہ آئمہ اربعہ کے مقلدین سواد اعظم مین داخل ہین اور سواد اعظم کی متابعت حدیث صحیح
مین وارد ہو چکی ہی اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار یعنے ارشاد فرمایا رسول مقبول صلعم
نے کہ اطاعت کرو بڑے گروہ کی جو اسمین سے نکلگیا نکلا دوزخ مین ۔ و نیز قول حقتعالی وارد ہی و من
یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم اسیطرح ملا علی قاری نے اس مضمون کی تصریح کی ہی
اور مسلم الثبوت مین مذکور ہوا کہ محققین علماء نے اسمین اجماع کیا ہی اوپر منع کرنے عوام کے تقلید
صحابہ سے بلکہ اونپر لازم ہی اتباع اون لوگونکا جو ماہر ہین احکام کتاب و سنت و اقوال صحابہ ہین
کیونکہ درصورتیکہ معانی و مضامین کتاب و سنت و اقوال صحابہ کرام کے فہم و ادراک مین اکابر علماء
دین معترف بعجز و قصور ہین عامہ مومنین کی وسعت ادراک اور قوت فکری اور مبلغ علمی کو کیا
گنجایش ہی چنانچہ اسی بنا پر کہا ہی ابن الصلاح نے منع کو تقلید سے سوا چار اماموں کے کیونکہ یہ
جامعیت محاسن علمی و عملی نہین پائی گئی ہی سوا انکے جیسا کہ نہایۃ المراد مین مذکور ہوا وفی زماننا
ہذا قد انحصرت التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم و فی الحکم المختلف فیہ یعنے
ہمارے اس زمانہ مین منحصر ہوی ہی تقلید ان چار مذہبون مین خواہ حکم متفق علیہ مین ہو خواہ حکم مختلف فیہ
مین مگر ان چار کے سوا اور کسیکی تقلید جائز نہین ہی ۔ اور یہی کہا مناوی نے جامع صغیر کے شرح مین
کہ جائز نہین ہی اس زمانہ مین تقلید کرنی سوا ائمہ اربعہ مجتہدین کے نہ قضا مین نہ فتوے مین
یعنے قاضی اور مفتی کو جائز نہین ہی کہ برخلاف ان چار کے فتوے دے ۔ ولا یجوز الیوم تقلید غیر الائمۃ
الاربعۃ فی القضاء والافتاء ۔ و نیز حضرت مولانا شاہ ولی اللہ عقد الجید مین لکھتے ہین کہ جان تو
بیشک ان مذاہب اربعہ کے ساتھ تمسک کرنے مین مصلحت عظیمہ ہی اور اعراض مین مفسدہ عظیم
ہی اور ہم بیان کرینگے اسکو کئی وجہون سے ۔ اور رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ تیسری
حالت یہ ہی کہ عالم اولا ہمہ تن سعی بلیغ اس امر مین کرے کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے
ہین لوگنکے دلائل کی معرفت حاصل کرے از ان بعد جہد بلیغ اسمین کرے کہ جس بات کو مختار
اور اچھا سمجھا ہی اوسپر تفریع نکالے اور یہ حالت بعید از عقل و غیر متحقق ہی اسلیئے کہ وحی کا زمانہ
بعید ہو گیا اور عالم کو بہت سے امور ہین کہ وہ انکے علم مین ضروریات سے ہین ارباب سلف
کی تحقیق و اصول کی سخت ضرورت و اشد احتیاج ہی مثلا روایت احادیث کی بلحاظ تفریق

متون وطرق اوسکے کے اور معرفت مراتب رجال کے ومعرفت مراتب صحت وضعف وقوت حدیث کی ومطابقت احادیث وآثار مختلفہ مین اور انمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہونا اور لغات عربیہ واصول فقہ کی معرفت اور اون مسائل کا روایت کرنا جنمین ارباب متقدمین کلام کر چکے ہین چنانچہ ایسے مسائل کثرت سے ہین اور باہم ایکدوسرے سے مختلف ہین غرض امور متذکرہ صدر کے معرفت حاصلکرنے اور روایات کے امتیاز پر قادر وحاوی ہونے اور دلائل تفصیلی کے حافظ ہونے مین انسان اگر تمام عمر انہین امور کی تکمیل وتنقید وتصحیح مین صرف کرے تو بھی حق تفریعات پورا نہین کر سکتا ہے کیونکہ نفس انسانی کیسا ہی اعلے درجہ کا ذکی وتیز فہم ہو مگر اوسکے لئے ایک حد معین ہے کہ اوس سے باہر عمل کرنے سے عاجز ہے ہان یہ مرتبہ اعلے نفوس قدسیہ حضرات مجتہدین نقش اول کے لئے حاصل تھا بوجہ اسکے کہ زمانہ وحی کا قریب تھا اور علوم بھی شاخ در شاخ نہ تھے باایںہمہ اوس عہد مین بھی صرف تھوڑے ہی اشخاص کو یہ دولت خداداد میسر ونصیب ہوئی اور وہ اشخاص بھی باایںہمہ فضل وکمال اپنے مشائخ عظام کے معتقد ہی تھے اور اونپر اعتماد کامل رکھتے تھے انجام کار بوجہ کثرت تصرفات واجتہاد بلیغ خود مستقل ہو گئے حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہے کہ اللہ تعالے نے علماء کے دلمین ڈالا اور اونکو اوسپر متفق کیا خواہ وہ اوسکو جانین یا نہ جانین انتہی یعنی راز تقلید کے دلمین پڑنے کی حکمت اور تقلید کی خوبی اونکو معلوم ہو یا نہو۔ دوسرا طعن فریق غیر مقلد کا یہ ہے کہ ہم لوگ عامل بالحدیث ہین ہمپر کتاب وسنت کا اتباع فرض ہے نہ احکام اجتہادیہ زید وعمر وبکر کی تقلید کرنا۔ جواب۔ یہ امر مقلدین کے اعظم عقائد ایمانی ومسلمات خاص وعام اہل اسلام سے ہے کہ کتاب وسنت دونونکو قولاً وعملاً وشرفاً بہمہ وجوہ تقدم حاصل ہے اور اونپر عمل کرنا فرض عین اور عین ایمان ہے پس اسصورت مین غیر مقلدین سے یہ سوال ہے کہ آیا حضرات ائمہ مجتہدین خیر القرون کا بھی اسپر عقیدہ تھا یا نہ تھا فرضاً اگر اسپر اونکا عمل نہ تھا تو معاذ اللہ دائرہ ایمان سے خارج تھے پس یہ امر نظام ملت مصطفوی کے درہم وبرہم ہونیکے لئے کافی ہے اور اگر بتصریح صدر اونکا بھی ایمان وعقیدہ تھا تو اونکے احکام اجتہادیہ کو حق جاننا اور اونکے اقوال کو تسلیم کرنا لازم آیا

وجہ طعن

دوسرے یہ کہ یہ قول اونکا ظاہراً اسپر محمول ہی کہ دیانت وامانت اہل حدیث تولایق تصدیق وتسلیم ہی اور اجتہاد مجتہدین محض نے اعتبار ونے اصل ہی مقام استعجاب وسخت افسوس ہی کہ مؤلفین اصحاح ستہ وغیرہ اہل حدیث جو حضرات ائمہ مجتہدین کے شاگردان شاگردوں کی فیضان تعلیم وبرکت صحبت وشرف ملازمت سی اسرار شریعت سے ماہر وعارف ہوئے اور کتاب وسنت کے دقائق ومضامین عالیہ واشارات جلیلہ بلیغہ سے علے ماینبغی بحالہ واقف ہوئی اور انجام کار حنفی شافعی مالکی حنبلی کی تقلید بطیب خاطر قبول کی پس اونکا قول واجتہاد تو بلاقیل وقال تسلیم کیا جاوے اور جو اونکے پیرومرشد وہادی ورہنما حضرات ائمہ مجتہدین ہین اونکے اقوال واجتہاد وروایات سے انحراف وانکار ہو بالبداہتہ دور از انصاف واز قبیل ان ہذا لشئی عجاب ہی کیونکہ ایسے موقع ومحل مین بالبداہتہ عقل سلیم اسکی مفتی ہی کہ اگر ائمہ دین کے مسائل اجتہاد یہ جو بتصریح صدر بالاجماع کتاب وسنت وقضایا وفتاوای صحابہ وتابعین سے ماخوذ ہین لائق اعتبار وقابل عمل نہین ہین توجو احادیث وآثار واقوال اونسے منقول ہین وہ بھی لائق اعتماد واعتبار نہون کیونکہ بربنا قول مخالف بوجہ عدم حصول دیانت وامانت جائز ہی کہ اُنہون نے وہ روایات بافراط وتفریط وتحریف وتلبیس پہونچائی ہون۔ ثالثاً یہہ کہ بتصریح صدر بصورت عدم تسلیم اجتہاد ائمہ مجتہدین ترجیح بلامرجح بلکہ ترجیح امرمرجوح لازم آتی ہے پھر کیف بحالت تسلیم قول منکر نہ کتاب وسنت پر اعتماد رہتا ہی اور نہ اجماع امت باقی رہتا ہی پھر دین واسلام کہان اجتہاد وتقلید کا تو کیا ذکر ہی فماذا بعد الحق الا الضلال رابعاً یہ کہ غیر مقلدین سے ہمارا یہ سوال ہی کہ تم جو اپنے گروہ کو عامل بالحدیث کہتے ہو تو ضرور ہی کہ معانی واحادیث کچھہ سمجھکر عمل کرتے ہوگے اس صورت مین یہ امر دو حال سے خالی نہین۔ یا مبلغ علمی وقوت فکری تمہاری ادراک معانی ومطلب فہمی مین اون سے کم ہی جیساکہ بدیہی ہی تو اس صورت مین لامحالہ تقلید اونکی لازم آئیگی اور اگر فرضاً یہ سمجھا جاوی کہ کتاب وسنت کے معانی ومطالب تم ائمہ مجتہدین سے زیادہ سمجھتے ہو تو یہ دعوی بالبداہتہ باطل اور مردود ہی اور عند الاجماع نامسموع ہی کیونکہ درصورتیکہ حضرات علماء دین طبقہ ثالثہ مجتہدین فی المسائل کے مانند خصاف وطحاوی وابوالحسن کرخی وشمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ حلوائی اور فخر الاسلام بزدوی اور قاضیخان

واقران وامثال آنہا - ونیز افراد کبار طبقہ رابعہ تخریج مانند رازی وغیرہ وآفراد طبقہ خامسہ اصحاب ترجیح سے مانند ابوالحسن قدوری وصاحب ہدایہ ومانند آنہا وآفراد طبقہ سادسہ سے مانند اصحاب متون اربعہ مانند صاحب کنز وصاحب مختار وصاحب وقایہ وصاحب مجمع غرض ایسے ایسے عالی رتبہ وعلامہ وائمہ وقت صاحب قوت قدسیہ اجتہادیہ حضرات ائمہ مجتہدین کی بالاتفاق مقلد وتابع ہون تواب اس آشوب جہل وبلے علمی مین کون ایسا فرد فرید اور یگانہ وحید ہی جو نفوس قدسیہ آیات آلہیہ کلمات غیبیہ حضرات ائمہ مجتہدین سے معانی ومطالب عالیہ ودقایق ونکات بلیغہ ورموز واشارات جلیلہ کتاب وسنت کا زیادہ عارف ہو اور کون ایسا ہی کہ مثل انکے معانی خاص وعام ومشترک ومجمل ومبہم ومفسر وناسخ ومنسوخ وغیرہ کا زیادہ ماہر ہو - اور کون ایسا ہی کہ مثل انکے حالات راویان واسماء الرجال وتجریح وتعدیل روات واقسام کتاب وسنت وشرائط واقسام قیاس سی زیادہ واقف ہو اور کون ایسا ہی کہ علوم جلیلہ لغت ومعانی وادب وغیرہ کے مطالب ومسائل کا تفصیلی حاوی ہو فاعتبروا یااولی الابصار - بالجملہ بملاحظہ شرائط اجتہاد وطبقات فقہا بصرحہ صدر لامحالہ درجہ اول مین ائمہ مجتہدین قرار پائے اور ان چار مین حق دائر ہوا اور باتفاق علماء دین وجوب مخیر لازم الاتباع انہین کے ساتھ قرار پایا جیساکہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا کہ بالتحقیق واقع ہوا اجماع اس امت پر کہ ائمہ اربعہ مجتہدین کے سوا اتباع جائز نہین ہی چنانچہ نہین جائز ہی اتباع امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ وامام زفرؒ وشمس الاسلام وغیرہ کا جسوقت کہ قول اونکا ائمہ مجتہدین اربعہ کے خلاف ہو اور ایسا ہی جائز نہین ہی اتباع اوسکا جو مجتہد پیدا ہو مخالف ان ائمہ اربعہ مجتہدین کے اور انصاف یہ ہی کہ انحصار مذاہب چار مین اور اتباع کرنا انکا یہ فضل الٰہی اور رحمت ایزدی ہی اور قبولیت ہی خدا تعالےٰ کیجانب سے جیساکہ مذکور ہو چکا خامساً یہ کہ غیر مقلدین کا اپنے کو عامل بالحدیث کہنا اور گاہے محمدی کہنا اسمین خاص مطلب دلی اونکا پانچوین مذہب کا ایجاد واختراع ہی اور یہ تبصیر بصدر بالیقین تزندق والحاد ہی یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم بس یہ قول اونکا کہ ہمارا عمل کتاب وسنت پر ہی تقلید زید وعمرو وبکر سے ہمکو کیا سروکار گویا صریح یہ دعوی اجتہاد ہی اور اس باب مین تبصیر بصدر مراد نے مرتبہ جامعیت واہلیت اجتہاد کا یہ ہی کہ فن حدیث کا عالم کامل ہو اور مذاہب اربعہ کے ماخذ اور اصول کا واقف ہو

کتاب اللہ کی آیات منسوخہ وغیر منسوخہ کا کماحقہ عارف ہو معرفت اقسام حدیث مین اسماء الرجال
وکیفیت روایات مین بہرہ تام ہو کتب احادیث مستحضر ہون طریقہ استنباط جانتا ہو وغیرہا اور
جسمین یہ شروط متحقق نہین اوسکو عامل بالحدیث ہونا شرعاً غیر جائز ہے ۔ امام بغوی لکھتے ہین کہ مجتہد
وہ عالم ہی کہ پانچ طرحکے علم کا حاوی ہو اول علم کتاب اللہ دوم علم بالسنۃ سوم علم علماء سلف کی اقوال
کا کہ اونکا اتفاق کس قول پر ہی اور اختلاف کس قول مین چہارم علم لغت عربی کا پنجم علم قیاس کا
اور طریقہ حکم کے استخراج کا کتاب وسنت سے جس صورت مین کہ حکم مذکور کتاب وسنت واجماع
امت کے نصوص مین مجتہد نہ پاوے اور اقوال صحابہ وتابعین مین سے اسقدر جاننے جو باب
احکام مین منقول ہین اور بڑا حصہ اون فتوون کا جاننے جو فقہاء امت نے ترتیب دیئے ہین
تاکہ حکم اوسکا اقوال سلف کے مخالف نہ پڑے ورنہ اسصورت مین اجماع کی مخالفت ہوگی غرض
جب ان پانچون اقسام کے علمون مین سے بڑا حصہ جانتا ہوگا تو وہ شخص اسوقت مین مجتہد
ہونے کی لیاقت وصلاحیت رکھ سکتا ہی اور جامعیت اس آشوب جہل مین معدوم ونایاب
ہی پس لامحالہ عامی وغیر عامی دونون پر تقلید ائمہ مجتہدین کی لازم اور واجب ہوگئی لہذا
بہ بنا بوجوہ مصرحہ صدر نہین جائز ہی عامی کو تمسک کرنا ظاہر حدیث کے ساتھ بسبب جوانکے
مصروف ہونے اوسکے کے ظاہر سے یا منسوخ ہونے اوسکے کے بلکہ لازم ہی عامی پر رجوع
طرف فقہا کے بوجہ عدم ہدایت کے اوسکے حق مین معرفت صحیح احادیث اور سقیم اور ناسخ
ومنسوخ کے پس اگر وہ اعتماد کریگا ظاہر حدیث پر تو ہوگا وہ تارک اوس چیز کا جو واجب ہے
اوسپر جیساکہ تقریر شرح تحریر مین مذکور ہوا ولیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز کونہ مصروفا
عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ صحیح الاخبار
وسقیمہا وناسخہا ومنسوخہا فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیہ ونیز کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مذکور ہوا
العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا۔
ونیز وارد ہوا کہ سزاوار یہ ہی کہ مفتی ہو اون اشخاص سے کہ لیجاتی ہو اوس سے فقہ اور اعتماد
کیا جاتا ہو اوسپر شہر مین فتوی مین اور جبکہ مفتی ہو اس صفت پر پس عامی پر لازم ہی تقلید
اوسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلہ مین اور نہ اعتبار کرے غیر اس مفتی کے ساتھ

ایساہی روایت کیاہی حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے اور ابن رستم نے امام محمدؒ سے اور بشیرؒ نے امام ابویوسف سے ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یوخذ عنہ الفقہ ولیعتمد علیہ فے البلدۃ فی الفتوی واذا کان المفتی علے ہذہ الصفۃ فعلے العامی تقلیدہ وان کان المفتی اخطأ فی ذلک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا روی الحسن عن ابیحنیفۃؒ وابن رستم عن محمد وبشیر عن ابی یوسفؒ غرض بتصریح صدر اب اسوقت مین مجتہد کے تابع کو نہین پہونچتاہی کہ اگر کوئی حدیث مخالف اپنے مذہب کے پاوی تو اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوسی حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین تہا اور آب اس زمانہ کے علمار کو تقلید ائمہ اربعہ مجتہدین کی بطریق واجب مخیر لازم الاتباع ہی اور ترک اوسکا مستلزم فسق وضلال ہی اور انکار اُسکا متضمن کفرہی کہ مفاد وجوب یہی ہی اور اسجگہ مراد وجوب سے وجوب اصطلاحی نہین ہی کہ دلیل ظنی سے ثابت ہو بلکہ مراد اس سی فرض ہی کہ دلیل قطعی سی ثابت ہی اسواسطے کہ قول مجتہد پر عمل کرنا کہ جس سے تقلید عبارت ہی نص قرآنی سی ثابت ہی کما سیجئی بیانہ علامہ شرنبلالیؒ لکھتے ہین کہ واجب نہین مقلد پر مگر اتباع اہل علم کا بدلیل قولہ تعالے فاسئلوا اہل الذکر آہ ف توضیح مقام یہ ہی کہ اگر ترک تقلید بنظر تحقیر وتوہین ائمہ دین ہے تو ظاہر ہی کہ اہانت علم وعلما کی علم کو علم جانکر اور علما کو علما جانکر متضمن کفر ہی اور اگر علم کو جہل جانکر اور علما کو جہال بسبیل اپنے اعتقاد فاسد مین قرار دے کر اہانت کرے تو کفر نہین ہی صورت اولے مین وجہ کفر کی ظاہر ہی کہ تعظیم وتوقیر علم کی اور علما کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہی۔ ونیز اس باب مین احادیث کثیرہ علما کی شان مین وارد ہین پس اگر طعن کرنیوالا شق اول کا منکر ہے تو لاریب کفر ہے۔ اور اگر شق ثانی ہی تو اگرچہ وہ کفر نہین ہی مگر فسق وضلالت سے خالی نہین ہی کہ مفاد تاویل فاسد اور اعتقاد جہل مرکب کا یہی ہی تیسرا طعن ائمہ مجتہدین کی تقلید کرنا معاذاللہ ایسی ہی جیسے مشرکین اپنے آباؤاجداد کی تقلید کرتے تھے چنانچہ مقلدین ہاتباع اونکے اقوال واجتہاد کے احکام شرعیہ ومسائل دینیہ مین حلال وحرام پر حکم دیتے ہین اور کتاب وسنت کو چھوڑ دیتے مین اور یہ طریق بالبداہتہ موجب خروج ایمان سے ہی جواب یہ طعن متضمن دو امر ونکو ہے اول یہ کہ تقلید ائمہ مجتہدین تقلید مشرکین پر محمول ہے۔ اور ثانی یہ کہ مقلد ائمہ مجتہدین کا تارک کتاب وسنت ہی۔ جواب امر اول کا یہ ہی کہ یہ قول غیر مقلدین کا

پہلا
بمعنی

محض براہ تعصب وعناد ہی خالی از جنون وخبط وہذیان نہین ہی اتنا نہین سمجھتے کہ تقلید ائمہ
دین کو مشرکین پر حمل کرنا صریح قیاس مع الفارق ہی کیونکہ ہم مقلدین حضرات ائمہ دین
کو بمقتضاے نصوص قطعیہ فاسئلوا اہل الذکر واولی الامر منکم جانکر اور وسایط عالیہ بلاغ علم نبوت
اور وسائل جلیلہ وصول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہین البتہ اگر بقول مخالف ان حضرات کو
بالاستقلال مصدر احکام شرعی جانئین یا مستقل مالک شریعت سمجھین تو اس حالت مین اونکی
اس طعن کو گنجایش ہی والا لا افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون بل انتم قوم خصمون -
دوسرے امر کا یہ جواب ہی کہ بقول اکابر علماء سلف حضرات ائمہ مجتہدین کا اجتہاد ماخوذ ہی
کتاب وسنت واقوال صحابہ وتابعین سے چنانچہ یہی وجہ ہی کہ احکام اجتہادیہ عبادات
ومعاملات مین ایسے اقوال بہت کم ہین جنکی دلیل کتاب وسنت سے نہو اس حالت مین ہم
مقلدین کتاب وسنت کے کسیطرح تارک نہین ہو سکتے بلکہ بوجوہ مذکورہ اجتہاد مجتہدین پر
عملکرنا بعینہ عمل کتاب وسنت پر ہی جیسا کہ بتصریح صدر مذہب اہل سنت وجماعت یہی ہی
مزید بران حضرت خاتمۃ المحدثین امام المفسرین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ
سرہ العزیز فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ جن لوگونکی اطاعت
بحکم خدا فرض ہی وہ چہد گروہ ہین ازانجملہ اطاعت پیغمبران ہی کہ اطاعت اونکی بحقیقت عین
اطاعت خدا کی ہی دوسرا گروہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت کا ہی کہ حکم انکا بطریق
واجب مخیر لازم الاتباع ہی عوام امت پر اسوجہ سے کہ فہم اسرار شریعت وحل دقائق طریقت
کا خدا تعالے نے اونپر آسان فرمایا ہی بمقتضاے امر جلیل فاسئلوا اہل الذکر الخ - تیسرا
گروہ سلاطین وامرا واہل خدمات کا ہی مثل قضاۃ ومحتسبین وحکام کہ اوامر ونواہی اونکے
مصالح جزئیہ وحوادث یومیہ مین رعایا کے حق مین واجب الاتباع ہین وغیر ذالک - چوتھا
شوہر ہی اپنی عورت کے حق مین - پانچوین ماں باپ اپنی اولاد کے حق مین چھٹے مالک
اپنے مملوک کے حق مین انتہی - چوتھا طعن ہم لوگ حجتون شرعی کتاب وسنت واجماع
امت کے مقلد ہین بخلاف مقلدین کے کہ وہ مجتہدین کے مقلد ہین جو حجت شرعی نہین ہین
جواب اس قول سے فریق مخالف کی جہالت ونفسانیت جملہ علماء دین کے ساتھ ظاہر ہی

خصوصاً سیدنا امام ابوحنیفہ کے ساتھ غور و فکر کے ساتھ دیکھا تو اس گروہ کے جملہ دعاوی باطلہ
وخیالات فاسدہ خالی از حسد و نفاق قلبی و کید معنوی نہین پاے مثلاً اسی خاص مسئلہ پر منصفانہ
نظر کرنا چاہیئے کہ غیر مقلد جو اصول شرع وکتاب وسنت و اجماع امت کو بمجبوری تسلیم کرتے ہین
اور قاطبۃً بوجہ شورش نفسانیت تقلید ائمہ دین کے منکر ہوتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ کتاب
وسنت و اجماع امت جو یہ تین اصول شرع دین محمدی مین قرار دیئے گئے ہین یہہ اول مسئلہ ہے
جسکو بنا کیا ہی سیدنا امام ابوحنیفہؒ نے پس قولاً وعملاً تسلیم کرنا اسکا مستلزم تقلید امام
ابوحنیفہؒ ہے جیسا کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا فنقول اما کون اصول الشرع ثلثۃ انما ہو اول مسئلۃ
بناہ ابوحنیفۃؒ جواب ثانی یہ کہ طرفہ ماجرا اور عجوبہ عقیدہ ہی کہ فریق مخالف کو اجماع امت کی
حجت شرعی ہونیکا تو اقرار اور تقلید ائمہ مجتہدین کا انکار نہین معلوم کہ بوجہ فساد قوائے دماغیہ
وعارضہ حسد و نفاق کیا ہجوم ہزیان و دوران وخفقان ہی کتب دینیہ علماے دین سے کچھہ بھی
آشنا ہین یا محض ابجد خوان ہین نہین دیکھتے اس حجت شرعی کو کہ تمامی کتب ائمہ و روایات
اصول فقہ اسپر نادی باعلے ندا ہین کہ اجماع کیا ہی امت محمدیہ نے مذاہب اربعہ کی صحت
وحقیت پر نیز اتفاق کیا ہی اسپر کہ جو ان چارون کے مخالف ہو وہ باطل اور مردود ہی
اور تفصیلی بیان اسکا مع عبارات کتب طعن اول کے جوابات مین مذکور ہو چکا پانچوان طعن
مذہب حنفی والے اکثر جا مخالفت احادیث پر جرأت کرتے ہین اور مسائل شرعیہ مین رای
وقیاس کو دخل دیتے ہین اسیوجہ سے اکثر جا حدیثین شافعیہ کے موافق ہین اور حنفیہ
کے مخالف اس بنا پر ہم لوگ بلا راے وقیاس کے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور یہ
ظاہر ہی کہ ظاہر حدیث کے موجود ہوتے اصحاب الراے کے قول پر عمل کرنا شرعاً ناجائز
ہے۔ جواب۔ اگرچہ اس طعن کی تردید تفصیلی پانچوین باب مین تفصیلی مذکور ہو چکی مگر بنظر
اشد ضرورت چند کلمات ماقل ودل نیز اسجگہہ لکھے جاتے ہین کہ شرعاً نہین جائز ہے
عامی کو تمسک کرنا ظاہر حدیث کے ساتھ بوجہ عدم معرفت صحت وضعف حدیث پر و ناسخ و
منسوخ پر وغیر ذلک کما سبق ذکرہ شرحاً وبسطاً۔ جواب ثانی یہ کہ فریق مخالف کو بالیقین
اصول مذہب حنفیہ اور اونکی کتب پر مطلق نظر نہین دیکھو محققین اہل حدیث کے اقوال سے

یہ امر پانچوین باب مین کماحقہ ثابت ہوچکا ہی کہ امام ابوحنیفہ اتباع حدیث مین دیگر ائمہ
دین سے زائد ہین یہانتک کہ حنفیہ حدیث ضعیف اور حدیث مرسل کے موجود ہوتے
قیاس کوناجائز سمجھتے ہین بخلاف شافعیؒ کے کہ وہ حدیث مرسل کو نہین قبول کرتے
افسوس باوجود اس احتیاط بلیغ وکمال حفظ آداب حدیث کے اصحاب حنفیہ کی نسبت افترا
مبین وبہتان عظیم لگاتے ہین معہذا اسپر اکابر علماء دین کا اتفاق ہی کہ جس مسئلہ کی توضیح
وتصریح کتاب وسنت وآثار مین نہو اوسجگہہ شرعاً قیاس جائز ہے چنانچہ تمامی اکابر علماء
سنت وجماعت اصول ثلثہ شرع یعنے کتاب وسنت واجماع امت کے ساتھ الرابع القیاس لکھتے
چلے آئے ہین اسصورت مین ملاجاہل اگر قیاس کے منکر ہین تو اونکے انکار سے معاذاللہ
کیا دین بدل سکتا ہی علامہ رازی اولی الامر منکم کی تفسیر مین لکھتے ہین دلت الآیۃ علی
ان شرط الاستدلال بالقیاس فی المسئلۃ ان لایکون فیہا نص من الکتاب والسنۃ
وانہ ثبت جواز العمل بالقیاس باجماع الصحابۃ - ونیز مذکور ہوچکا ہی کہ احمدؒ واسحٰقؒ بلکہ شافعیؒ
اہل رائے سے نہین ہین مگر اونکے مسائل اجتہادیہ مین بھی قیاس شامل ہی اور ظاہر ہی
کہ علماء دین کے مسائل اجتہادیہ مین قیاس کیون نہ شامل ہو کہ اسپر اجماع صحابہ کرامؓ کا ہی
جیساکہ امام کے قول مین مذکور ہوچکا پس اگر فرقہ محمدیہ بصدق نیت وخلوص قلبی حضرت امام
شافعیؒ کا مقلد ہی تو اپنے امام کے طریق پر امام ابوحنیفہ کی مدح وثنا کرے ورنہ صاف ظاہر
ہی کہ بالیقین وہ اپنے امام کا بھی تابع ومقلد نہین ہی - شعرانی میزان مین لکھتے ہین کہ سُنا
مینے سیدنا علی خواصؓ سے چند بار کہ وہ فرماتے تھے کہ تابعین ائمہ مجتہدین پر لازم ہی کہ تعظیم
وتکریم کرین اوس شخص کی جسکی اونکے امام نے مدح وثناکی ورنہ وہ مقلد اپنے امام کا نہین
ہے - تیسرا جواب یہ ہی کہ اگر اجتہاد امام ابوحنیفہؒ مین کچھہ بھی مخالفت کتاب وسنت کے ساتھ
ہوتی یا قیاس مذہب حنفیہ مین علماء دین کے نزدیک کوئی قباحت ومذمت مفہوم ہوتی تو
سواد اعظم علماء عرب وعجم کا مذہب امام ابوحنیفہ کی حقیت وتقلید پر قرنون دو ہو رہے کیون
اتباع ہوتا چنانچہ ملاعلی قاری لکھتے ہین واما اتباع ابی حنیفۃ قدیماً وحدیثاً فہے الازدیاد
فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم وماوراء النہر وولایۃ الہند والسند واکثر اہل خراسان وعراق

مع وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انہم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المہندسین بالاتفاق ۔ یعنے اتباع مذہب امام ابو حنیفہ کا تو زیادتی اور ترقی پر ہے قدیماً وجدیداً تمام شہرون مین خاصکر بلاد روم اور ماوراء النہر اور ولایت ہندوستان اور سندہ اور اکثر اہل خراسان اور عراق مین باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور گمان کرتا ہون مین کہ ہوگئے دو ثلث مسلمانون کے بلکہ اکثر مہندسین کے نزدیک بالاتفاق ۔ اسیطرح ایک اور برہان روشن و دلیل مبرہن حقیت مذہب حنفی پر منادی با علے ندا ہے کہ اکثر خاصان حق و کاملین و عارفین جلیل القدر مذہب حنفی کے مقلد ہوئے جیساکہ صاحب درمختار لکھتے ہین کہ بتحقیق امام ابو حنیفہ کے مذہب کے تابع و مقلد ہوئے ہین اکثر اولیاء اللہ کرام و مشائخ عظام ان حضرات کبار مین سے جو بالاجماع متصف بصفات غایت ریاضت و مجاہدہ و موصوف بہ تیز روی میدان مشاہدہ ہین مثل سیدنا ابراہیم ادہم بلخی و سیدنا شقیق بلخی و سیدنا معروف کرخی و سیدنا بایزید بسطامی و سیدنا فضیل عیاض و سیدنا داؤد طائی و سیدنا ابو حامد لفاف و سیدنا خلف ابن ایوب و سیدنا عبد اللہ بن مبارک و سیدنا وکیع بن جراح و سیدنا حاتم اصم و سیدنا محمد شاذی وغیرہ افراد جلیل القدر بے شمار جو ارکان اعظم شریعت و طریقت کے باتفاق علماء رو ین ہین سو اگر یہ خاصان حق مکرم معظم ائمہ عرب و عجم سیدنا امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ کے اجتہاد مین کچھ بھی کتاب و سنت کے مخالفت کے ساتھ شک و شبہ پاتے تو زنہار انکی مذہب کے تابع و مقلد نہوتے اور اونکے احکام اجتہادیہ کو عملاً و فعلاً ہرگز نہ بجالاتے پس مذہب حنفی کی قوت و حقیت کی یہ بہت بڑی برہان روشن ہے کہ ارباب کشف و اصحاب شہود بھی مذہب حضرت امام اعظم کے تابع و مقلد ہوئے معہذا بہ تحقیق کہا استاد ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین باوجود اونکی صلابت و استقامت کے اپنے مذہب مین یعنے مذہب شافعی مین اور باوجود اونکے مقدم ہونیکے طریقہ عالیہ تصوف مین کہ مینے سنا استاد ابو علی دقاق سے کہ وہ فرماتے تھے کہ مینے یہ طریقہ لیا ابو القاسم نصر آبادی سے اور انہون نے کہا کہ مینے لیا حضرت سیدنا شبلی سے اور انہون نے حضرت سیدنا سری سقطی سے اور انہون نے حضرت سیدنا معروف کرخی سے اور انہون نے حضرت سیدنا داؤد طائی سے اور انہون نے

حضرت امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ سے انتہی) ۔ امام زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین
کہ سیدنا عبدالکریم ابوالقاسم قشیری مفسر اور فقیہ اور نحوی اور لغوی اور ادیب اور کاتب اور
شجاع جامع تھے محاسن وکمالات صوری ومعنوی کے ایسے فرد فرید اور علامہ وحید تھے کہ
دیکھنے والون نے نہین دیکھا شافعی مذہب تھے ۳۷۶ھ ہجری مین پیدا ہوے حدیث کی
سماعت کی حاکم وغیرہ سے اور خطیب وغیرہ نے اونسے روایت کی اور تصانیف علوم
دینیہ مین اون سی مشہور اور بہت ہین ۴۶۵ھ مین وفات پائی کذا فی الطحطاوی ونعم ما قیل
ع ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند * روبہ از حیلہ چہ سان بگسلد این سلسلہ را * ونیز صاحب
درمختار لکھتے ہین کہ ہر ایک اکابر ائمہ دین وحضرات موصوفین نے امام ابوحنیفہؒ کی مدح وثنا
بلیغ کی اور اونکی فضیلت وعظمت وشان جلالت کا اقرار کیا سو تعجب کرتا ہون تجھسے اے
بھائی کیا تجکو نیک پیروی نہین ہی ان بزرگان دین وعلماء راسخین کے اتباع وتقلید مین
اور کیا معاذاللہ انپر جھوٹ بولنے کا گمان ہی تجکو اس افتخار اور اقرار مین انتہے سیدی علی خواص
لکھتے ہین کہ اگر مقلدین امام مالکؒ ومقلدین امام شافعیؒ بنظر حق اندیشی برسر انصاف اوین
تو ضعیف نہ جانین کسی قول کو اقوال امام ابوحنیفہؒ سے بعد اسکے کہ سنین اور سمجھین وہ اپنے
ائمہ کے بیانات کو جو انہون نے امام ابوحنیفہؒ کی مدح وثنا بلیغ کی ہی اور کمال تعظیم وتکریم کی
ہی جیسا کہ مذکور ہوچکا ہی قول امام مالکؒ کا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر امام ابوحنیفہ مناظرہ کرے میرے
ساتھ اس باب مین کہ یہ اسطوانہ سونے کا ہی یا چاندیکا تو البتہ وہ ثابت کردے اپنی دلیل و
براہین سے ۔ چھٹا طعن بعض حاسدین ومتعصبین کوتاہ نظر امام ابوحنیفہ پر یہ بھی طعن کرتے
ہین کہ امام صاحب نے قرأتون متواترہ سے عدول کرکے قرأتون شاذہ کو اختیار کیا ۔
جواب یہ طعن اونکا لائق اعتماد واعتبار نہین ہی چنانچہ اس باب مین علامہ ابن حجر مکی خیرات
حسان مین لکھتے ہین کہ طریقون متعددہ سے مروی ہوا کہ امام صاحب نے قرأت کو لیا ہی
حضرت امام عاصمؒ قاری سے جو بالاتفاق قراء سبعہ مین سے ہین اسصورت مین مفسرین وغیرہ
مین سے ایک جماعت کا جو یہ بیان ہی کہ امام صاحب نے قرأتون شاذہ کو اختیار کیا ہی
اور اپنے ثبوت دعوے مین محمد بن جعفر خزاعی کی کتاب کا حوالہ دیتے ہین جسمین انہون نے

چھٹا طعن

امام صاحب کی قرائتون شاذه کے اختیار کرنیکا بیان کیا ہی اسکی تردید مین علامه موصوف
دو جواب لکھتے ہین اول یه که به تحقیق تشنیع کی ہی اس باب مین ائمه حفاظ متاخرین نے ۔ دوسرا
جواب یه ہی که ایک جماعت اکابر علماء دین جنمین دار قطنی بھی ہین تصریح کرتے ہین اس
امر کی که کتاب مذکور موضوع ہی نہین ہی کوئی اصل اوسکی اور امام ابو حنیفه بری اور پاک ہین
اس تہمت سے کیونکه وه کامل العقل ہین اور حفظ دین و تقوی مین کامل و اکمل ہین دور ہین
اس سے که وه عدول کرین قراتون متواتره سے قراتون شاذه کیطرف انتہی ونیز علامه
موصوف لکھتے ہین که یه بات باتفاق علماء دین ثابت ہی که امام ابو حنیفهؒ مانند تمامی اکابر ائمه
دین کے ہین جنپر صادق آتا ہی قول حقتعالی کا الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون
اور وجه صادق آنے کی ظاہر ہی که یه سب حضرات کبار دین محمدی ہین کمالات عالیه وکرامات
جلیله و مقامات اقصے وغایت زہد اور ورع مین مسلمات ملت مصطفویه و معتقدات اکابر ثقات
شیوخ عرب و عجم سے ہین نہین انکار کرتا کوئی اونکا مگر معاند جہول بقول علماء فحول پس
بالتحقیق یه گروه برگزیده دوستان خدا سے ہی اور حقیقت و شریعت دونون مین کامل و جامع
ہین انکی شان و عظمت کا گھٹانے والا اور توہین و خفت کرنیوالا بالیقین مستحق وبال و نکال
ابدی ہی کیونکه انکے ساتھ جدل و مخاصمت حقیقت مین محاربه بالله و بالرسول ہی اور جو
محارب الله و رسول کا ہی وه بالیقین ہلاک ہوا نعوذ بالله من ذلک اور ان معاندین کی وبال
و نکال کے ثبوت کے لیئے یه حدیث کافی ہی جو بسند جید مروی ہوی فرمایا رسول مقبول
صلعم نے که جسنے کسی کے حق مین کوئی کلمه شنیع کہا که وه اوس سے بری ہی حقتعالے اسکو
عیب دار کردیتا ہی اوسمین اور حق ہی الله پر یه که اوسکو قید کرے جہنم مین که وه اپنی کہے
ہوے کو پورا کرے ۔ اور دوسری روایت مین یه مذکور ہوا که جس نے کسی مومن کے حق مین
کوئی ایسا کلمه عیب کا کہا جو اوسمین نہین ہی حقتعالے اوسکو ٹھہراویگا ردغه خبال مین یعنے
اوسجگه اوسکو داخل کریگا جہان عصاره اہل نار ہوگا یہانتک که نکلجاوے برائی اوس کلمه
کی جو اوسنے کہا ہی غرض بتصریح صدر اکثر اکابر علماء دین خصوص صاحب در مختار لکھتے ہین
که سیدنا امام اعظم کے زہد و تقوی و دیانت و امانت و کمال علم و فضل پر سب ائمه دین کا

اتفاق ہی اور قوت قدسیہ اجتہادیہ وغیرہ محامد و محاسن جلیلہ مین کوئی دوسرا انکا شریک نہین اس بنا پر جملہ ائمہ دین وارکان شرع متین یکے بعد دیگرے ایسے یومناطق لقب وشریعت مین بالاتفاق امام ابوحنیفہ کے تابع و مقلد چلے آتے ہین پس جو بات اون بزرگان دین کی سمجھ بوجھ کے خلاف ہی وہ مردود ہی اور ایجاد باطل اور نامقبول ہے شارح کا یہ خطاب اون لوگون سے ہی جو امام ابوحنیفہ کے امر مین منکر ہین یا متردد ہین اور تفصیلی بیان ان امور کا اس کتاب مین تفصیلی مذکور ہی۔ میزان شعرانی مین مذکور ہوا کہ نہین طعن کیا کسی نے ہیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر بوجہ جہل کے کہ جاہل رہے اوسکی دلیل سے یا دقت و باریکی اوسکی سے خصوصاً امام ابوحنیفہ کہ اجماع کیا سلف و خلف نے اونکے کمال علم اور ورع و غایت عبادت و طاعت پر اور دقت مدارک و استنباطات اونکے پر اور حاشا اللہ وہ دور رہے اور محفوظ رہے دین الٰہی مین اوس رائے سے کہ نہین شہادت دیتی ہو اوسکی ظاہر کتاب و سنت نے وما طعن احد فی قول من اقوالہم الا لجہلہ بہ اما من حیث دلیلہ واما من حیث دقۃ مدارکہ علیہ واستنباطاتہ وحاشاہ من القول فی دین اللہ بالرای الذی لاتشہد لہ ظاہر کتاب ولا سنۃ انتہے ساتوان طعن یہ ہی کہ ثبوت تقلید مین کوئی نص قطعی نہین وارد ہوئی ہو پس کسی شے کے لزوم اور وجوب کو بلا دلیل شرعی اپنے نفس پر واجب کرلینا قطعاً باطل ہی۔ جواب۔ یہ مقولہ فریق مخالف کا محض تعصب و نفسانیت ہی و کوتاہ نظری و حق پوشی پر نادی بابلے ندا ہی چنانچہ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے کتاب مجید مین مقامات عدیدہ مین تقلید ائمہ دین و اتباع علماء مجتہدین سے مومنین کو متنبہ فرمایا اور اونکے اتباع و اطاعت کو اپنے اور اپنے رسول کی اطاعت کی ساتھ منضم و ملحق فرمایا منجملہ اونکے ایک یہ آیت ہی یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اے مومنین اطاعت کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور اونکی جو تم مین ہین اولی الامر ہین۔ بعض مفسرین نے اولے الامر منکم سے امراء و سلاطین مراد لئے ہین نہ مجتہدین شریعت بوجہ اسکے کہ تعمیل حکم مجتہدین شریعت عین اطاعت خدا و رسول ہی کیونکہ اگر انکا حکم مغایر حکم خدا و رسول ہوتا تو اولے الامر منکم سے علماء امت اور مجتہدین شریعت مراد ہوتی چنانچہ صاحب

بیضاوی لکھتے ہین کہ اس معنی کی تائید کرتا ہی قول حقتعالے کا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الے الله والرسول بدلیل اسکے کہ مقلد کو جائز نہین کہ نزاع کرے مجتہد سے اوسکے حکم مین بخلاف احکام امرا کے وہو یوید الوجہ الاول اذ لیس للمقلد ان ینازع المجتہد فی حکمہ بخلاف المرؤس اور اسیطرح تفسیر احمدی مین مذکور ہوا۔ علامہ رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ اولے الامر منکم سے مراد امراء حق اور ولاۃ عدل ہین مثل خلفاء راشدین اور اونکے تابعین ومقلدین بوجہ اسکے کہ حقتعالے نے واجب فرمادی اطاعت اولے الامر کی پس وہ لوگ جنکو شریعت محمدی مین منصب امر ونہی حاصل نہو وہ نہین ہین مگر ائمہ مجتہدین کیونکہ جس شخص کو کتاب وسنت کے معانی ومطالب ودقایق کی فہم وقدرت واستنباط احکام نہ حاصل ہوا گرچہ مفسر ومحدث کیون نہو اوسکے امر ونہی کا بھی اعتبار نہین ہی پس نہین ہی نزاع اسمین کہ جماعت صحابہ کرام اور تابعین نے اولے الامر منکم کو علماء دین پر حمل کیا ہی۔ اور علماء ہی مراد وہ ہین جو مجتہد احکام شرعی ہین چنانچہ روایت ثعلبی کی ابن عباسؓ سے اور قول مجاہد وضحاک یہی ہی۔ ونیز مذکور ہوا کہ اعمال امراو سلاطین موقوف ہین فتاوی علماء دین پر پس حقیقت مین علماء دین امیر الامراء ہین لہذا حمل کرنا آیت اولے الامر منکم کا علماء دین پر اولے ہی اور فی الواقع ائمہ دین کیون نہون جنکے باب مین مخبر صادق نے ارشاد فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ والعلماء ورثۃ الانبیاء۔ اسیطرح تفسیر معالم التنزیل مین بروایت سیدنا عباسؓ وسیدنا جابرؓ مروی ہوا کہ۔ اولے الامر منکم سے مراد فقہاء وعلماء ہین جو تعلیم کرتے ہین احکام دین کی اور یہی قول حسن اور ضحاک اور مجاہد کا ہے بدلیل قولہ تعالی ولو ردوہ الے الرسول والے اولے الامر منہم آہ۔ اور دوسری یہ آیت ہی۔ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم آہ۔ معالم التنزیل مین یستنبطونہ منہم کی تفسیر مین مذکور ہوا کہ مستنبطین اور مستخرجین سے مراد علماء دین ہین۔ اور بعض کے نزدیک اولی الامر سے مراد اصحاب ذوی الرای صحابہ ہین مثل سیدنا ابی بکرؓ وسیدنا عمرؓ وسیدنا عثمانؓ وسیدنا علیؓ کے۔ اور تفسیر احمدی مین مذکور ہوا کہ بعض کے نزدیک یہان اولے الامر سے مراد علماء شریعت ہین۔ اور بعض کے نزدیک بوجہ عموم آیت کے اولے الامر سے مراد ہر صاحب حکم ہے

امام ہو یا امیر - سلطان ہو یا حاکم - عالم ہو یا مجتہد - قاضی ہو یا مفتی - بلحاظ مراتب تابع و متبوع اسوجہ سے کہ نص مین اطلاق ہی پس اوس سے بلا دلیل فائدہ خصوص نہین حاصل ہی و نیز مذکور ہوا کہ اگر کسی امر دین مین اختلاف واقع ہو تو اوسکو رد کرو طرف اللہ کے یعنی طرف کتاب اللہ کے اور اوسکے رسول کیطرف جبتک کہ وہ زندہ ہی اور بعد وفات اوسکی کے اوسکی سنت کیطرف رجوع کرو پس رد کرنا طرف کتاب و سنت کے واجب ہی اگر وہ حکم پایا جاوے اونمین اور اگر نہ پایا جاوے اونمین تو سبیل اسکی اجتہاد ہی بہر کیف خدا تعالے نے حکم کیا جاہلین کو اطاعت علما کے ساتھ اور علماء کو اطاعت ائمہ مجتہدین کے ساتھ بدلیل آیت کریمہ مذکورہ پس اولی الامر جبتک عادل ہی اوسکی اطاعت واجب ہی والا لقولہ صلعم لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق - اور اس آیت مین جواز قیاس پر دلیل ہی بوجہ اسکے کہ جسکا علم و ادراک تلاوت اور روایت سے ہی وہ نص ہی اور جسکا ادراک بالاستنباط ہی وہ قیاس ہی اور یہ دونون آیتین خاصکر اکثر علم اصول فقہ کو شامل ہین اور حمل ان آیات کا ائمہ معصومین پر جیساکہ قول روافض کا ہی بوجوہ عدیدہ قویہ صحیحہ بعید و نامسموع ہی - تیسری یہ آیت ہی ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا آہ یعنے پھر وارث کردیا ہمنے کتاب کا اون لوگونکو جنکو ہمنے برگزیدہ و مقبول کیا اپنے بندون مین سے صاحب بیضاوی لکھتے ہین کہ مراد یہان سے علماء امت صحابہ کرام ہین اور جو اونکے بعد ہوئے یا تمام امت محمدیہ پس بتحقیق کہ حقتعالے نے برگزیدہ کیا اونکو سب امتون پر - توضیح مقام یہ ہی کہ بعد زمانہ صحابہ کرام و حضرات تابعین بوجہ نہ ترتیب پانے کتب دینیہ کے احادیث و آثار مین شکوک و شبہات و احکام عبادات و معاملات مین انواع تلبیسات پیش آنے لگے تب ائمہ وقت نے یہ شورش عظیم و اختلال فی الدین دیکھکر بصدق نیت معنوی بمراد تکمیل شریعت مصطفوی بلاد حجاز و شام و عراق و یمن و خراسان مین گشت کیا اور ہر مقام کے اکابر وقت و شیوخ عہد سے ملاقات کی اور بعد حصول ملازمت و چندے صحبت ہر ایک اکابر وقت سے احادیث و آثار کو جمع کیا ازان بعد اونمین سے بکمال صدق نیت و غایت امانت و دیانت سے احادیث غریبہ و نوادر و آثار کو جدا کیا اور اس ذریعے سے کتب احادیث ترتیب پائین اونمین سے چھہ کتابین جو عرب و عجم مین بلقب صحاح ستہ

مشہور ہین وہ یہ ہین صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی موطا سنن ابوداود و سنن نسائی اور علاوہ انکے دیگر کتب احادیث ہین مثل ابن ماجہ و سنن دارقطنی و سنن بیہقی و شرح السنتہ بغوی وغیرہم جزاہم اللہ خیر الجزاء فے الدارین حقتعالے نے ان ائمہ دین کو یہ قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی کہ لاکھون حدیثین رسول اللہ صلعم کی اونکے سینہ معرفت گنجینہ مین مخزون تھین اور اونکے معانی و مطالب و دقایق و اسرار و رموز و اشارات اونکے الواح قلوب سلیمہ صافیہ مین منقوش تھے اور قوت قدسیہ حافظہ و مدرکہ کو یہ ملکہ جلیلہ حاصل تہا کہ ہر ایک حدیث کی صحت و قوت و ضعف پر اور ہر ایک راوی کی ثقاہت و دیانت و امانت پر و نقصان حفظ و فسق و جہالت پر اونکو معرفت تامہ حاصل تھی۔ چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ صاحب بخاری شافعی کو سولہ برس کی عمر مین سب کتابین حدیث کی یاد تہین اور چہ لاکھ حدیثین اونکے پاس محفوظ تھین اونہین سے انتخاب کرکے سولہ برس کی عمر مین صحیح بخاری شریف کو ترتیب دیا اور آپکا یہ حال تہا کہ ہزارون حدیثین ایکبار سننے سے آپکو یاد ہو جاتی تہین چنانچہ اکابر محدثین وقت و اجلہ علماء عہد نے چند مجالس مین آپکے حافظہ مذکورہ کا امتحان کیا صحیح پایا اور سب نے بالاتفاق ان ہذا الشئی عجاب و ذلک فضل اللہ کہا۔ اسیطرح مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کو تین لاکھ حدیثون سے انتخاب کیا۔ اور ابوداود نے اپنی کتاب کو پانچ لاکھ حدیثون سے انتخاب کرکے چار ہزار آٹھ سو حدیثون سے ترتیب دیا۔ بالجملہ اسیطرح سب اکابر محدثین و ائمہ دین علے سبیل المراتب اپنے اپنے عہد مین فضائل و کمالات علمی و عملی مین فرید زمانہ اور وحید و یگانہ ہوئے جنکا تفصیلی بیان حد امکان سے خارج ہے پس ظاہر ہے کہ یہ سب حضرات مقدسہ نفوس متبرکہ جماعت ائمہ مجتہدین کے فیضان صحبت و تعلیم و ہدایت سے علوم دینیہ مین فیضیاب و کامیاب ہوے اور اونکے ارشاد و ہدایت و اصول کے مطابق کمال حفظ و دیانت سے کتب احادیث ترتیب دین اور مدۃ العمر اونکے اقوال و افعال و احکام و اجتہاد کے اصول و فروع عبادات و معاملات مین مقلد رہے اور بلاد عرب و عجم مین باعث رونق و ترقی دین مصطفوی ہوئے اور حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی کہلائے مقام انصاف ہے کہ اگر یہ ائمہ دین ابتغاءً لوجہ اللہ احادیث نبوی کی تکمیل و ترتیب مین اعلے درجہ کا

حسن نظام وکمال اہتمام نہ فرماتے تو احادیث نبوی کا صحیح وغیر صحیح ہونا و متواتر و غریب وحسن وضعیف ہونا اور معلق ومرسل ومعضل ومتصل ومنقطع وموضوع ومنکر ہونا ومضطرب وشاذ ومعلول ومرفوع ہونا کیونکر معلوم ہوتا مگر غور کا مقام ہی کہ باانہمہ فضل وکمال علمی وعملی یہ سب حضرات ائمہ مجتہدین کے تابع ومقلد تھے اور جملہ احکام اجتہادی کو حق سمجھکر حلقہ بگوش تھے۔ فی الحقیقت حضرات ائمہ مجتہدین کو دین محمدی مین بارگاہ خداوند ارحم الراحمین وعالیجناب سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین سے ایسی شان عظیم عطا ہوئی تھی کہ بعد صحابہ کرام وائمہ عظام اصطفینا من عبادنا کے یہی مصداق تھے جنہون نے شریعت محمدی مین مسائل دینیہ جزئیہ کو کتاب وسنت سے مستنبط کیا اور اون سب احکام اجتہادیہ کو علماء راسخین عرب وعجم نے بتعمیل امر جلیل واولی الامر منکم بالراس والعین تسلیم کیا اور اسکو بعینہ اتباع کتاب وسنت ہی سمجھے چوتھی آیت یہ ہی وکذلک جعلناکم امۃ وسطاآہ۔ اس آیت شریف کی تفسیر مین علماء محققین بحث طویل لکھتے ہین خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ بوجہ اسکے کہ تقلید ائمہ پر اجماع امت منعقد ہوا ہی بصورت انکار اوسکی تضلیل امت مرحومہ لازم آتی ہی جسکی عدالت نص قطعی سے ثابت ہی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا مولانا خاتمۃ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رح اس آیت شریف کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اس آیت سے صاف مفہوم ہوا کہ اجماع اس امت کا حجت ہی اور مطابق اوسکے عمل واجب ہی اور مراد اس سے اہل ہر زمانہ کے ہین مگر چونکہ وہ مخلوط ہوتے ہین یعنی عالم وجاہل وصالح وفاسق سب اونمین موجود ہوتے ہین لہذا قرائن عقلیہ سے معلوم ہوا کہ اعتبار علماء مجتہدین کے اقوال پر ہے نہ انکے غیر پر بہرحال اجماع انکا خطا پر ممکن نہین ہی ورنہ یہ امت بمقتضائی کنتم خیر امۃ وامۃ وسطا خیار وعدول نہوگی اور درمیان انکے اور دوسری امتون کے کچھہ فرق وامتیاز نرہیگا پس یہ ایک شرف عظیم ہی کہ واجب القبول ہی ایسا ہی حکم اس امت کا بحالت اجماع خطا سے معصوم ہی اور واجب القبول ہی چنانچہ اسی بناء پر صحیح حدیث مین وارد ہوا لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ قاضی صاحب تفسیر مظہری مین لکھتے ہین کہ اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہی اجماع کی حجت ہونے پر پس بطلان ایسی شی کا جسپر اجماع منعقد ہوا اونکی عدالت کے منافی ہی جسکا ثبوت نص صریح مذکور ہے ونیز تفسیر احمدی مین

مذکور ہوا کہ اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہی اجماع کے حجت ہونے پر پس بربنا اسکے
کہ خدا تعالے نے وصف کیا ہی اس امت کا عدالت وعدل کے ساتھ اسکا مقتضا یہ ہے کہ
مقبول ہو قول اوسکا یعنی جسوقت کہ وہ اتفاق کرین کسی امر پر تو لازم ہو قبول کرنا اوسکا
ایسا ہی مذکور ہوا تفسیر مدارک مین اور اسی معنی پر میلان کیا ہی قاضی بیضاوی نے۔ اور امام
فخر الاسلام بزدوی نے تین آیتون سے امت محمدیہ کی عدالت اور اجماع کے حجت ہونے پر
استدلال کیا ہی۔ ایک آیت مذکورہ اور دوسری آیت کنتم خیر امۃ اور تیسری آیت ومن یشاقق
الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین آہ پس بمقتضاے آیات کریمہ جو غیر طریق
مومنین اختیار کریگا وہ لاریب داخل جہنم ہوگا۔ توضیح مین مذکور ہوا کہ وجہ استدلال تیسری
آیت مذکورہ کے ساتھ یہ ہی کہ حقتعالے نے جمع فرمایا یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المومنین
دونونکو وعید مین اور اسمین شک نہین کہ مشاقۃ الرسول تنہا مستوجب وعید ہی پس اگر اتباع غیر
سبیل المومنین حرام وممنوع نہوتا تو اوسکو مشاقۃ الرسول کے ساتھ ضم کرنے مین کوئی فائدہ
نہ حاصل ہوتا لہذا بتصریح صدر جبکہ اتباع غیر سبیل المومنین حرام ہوا تو لامحالہ اتباع ایک طریق کا
طریقون سے واجب ہوگا بدلیل قولہ تعالے قل ہذہ سبیلی پس واجب ہوگا اتباع سبیل المومنین کا
اور تلویح مین وجہ استدلال باینطور مذکور ہوئی کہ حقتعالے نے آیت شریف مین اتباع غیر
سبیل المومنین کے ساتھ ضم کرلی اوسکی مشاقۃ الرسول کیطرف کہ وہ کفر ہے پس لامحالہ
وہ حرام ہوگا اسواسطے کہ ضم کرنا مباح کا حرام کیطرف وعید مین نہین ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ جب کہ
اتباع سبیل المومنین کا واجب ہونا اور اتباع غیر سبیل المومنین کا حرام ہونا ثابت ہوگیا تو حضرات
ائمہ مجتہدین اربعہ کی تقلید جو بالاجماع سبیل المومنین ہی ہمپر واجب ہوگئی اور غیر سبیل المومنین کا
اتباع ہمپر حرام ہوگیا۔ اب غور کرنیکا مقام ہی کہ فریق مخالف نے جو پانچوان مذہب ایجاد کیا
ہی وہ بالیقین طریق غیر مومنین کا ہی اور اوسکے عدم جواز وبطلان پر اجماع ناطق ہی لہذا
بتصریح صدر تقلید اوسکی قطعاً حرام ہوگئی کہ مفاد اوسکا فسق وضلال ہی اور عجب نہین کہ یہ معنی
منجر بانکار ہوکر تا لااستلزام کفر ہو دے العیاذ باللہ تنبیہ مقام بصیرت وعبرت ہی کہ تعصب وعناد
طائفہ غیر مقلدین کا جناب ائمہ دین خصوصاً امام الائمہ سیدنا امام اعظم کے ساتھ اس نوبت کو پہونچا

کہ بوجہ غایت تعصب و اصرار باتباع غیر سبیل المومنین کلام اونکے فسق وضلال وکفر مین
درمیان مین آیا حق تعالے اس فرقہ بے ادب کو دیدہ انصاف حق بین وعقل قویم وقلب
سلیم عطا فرماوے کہ اس تعصب وعناد وفسق وضلال سے باز آوین کیونکہ اس آشوب مین
اس فرقہ کی قساوت وہجوم شرارت سے باہم مومنین سخت فتنہ وفساد اور کثرت نفاق
واختلاف یوماً فیوماً بڑہتا جاتا ہی خصوصاً عامۂ مومنین مین سے جو اشخاص کوتاہ نظر ونافہم بیخبر
ہین وہ اس بلا مین زیادہ مبتلا ہین اور چونکہ اس ضلالت کیطرف ہادی ورہبر اونکے غیر مقلدین
ہین لہذا وبال ونکال انکا بھی عائد اونکی طرف ہی لہذا ایسے ہجوم آشوب بعلمی مین سعید وہ
شخص ہی جو بمقتضای قول عارف ؎ نخست موعظت پیر صحبتم این ست ٭ کہ از مصاحب ناجنس
احتراز کنید ٭ مجالست ومصاحبت ان مفسدین بئس القرین سے بہاگے اور اس قوم کے
پیچھے اقتدا نکرے کیونکہ اصرار علے المعصیۃ کفر ہی پس اجتناب اوس سے اولے ہی ہان اگر
تائب ومستغفر ہو جاوین اور اپنے قول ودعوے کے موافق حضرت امام شافعیؒ ہی کی تقلید
مسائل عبادات ومعاملات مین بالالتزام کرین تو ہمکو بلا قیل وقال اونکے ساتھ اقتدا بلا
عذر جائز ہے ورنہ بالیقین یہ لوگ سواد اعظم مومنین سے خارج ہین اور حالاً ومآلاً مستوجب
وبال ونکال ومورد خسران مبین ہین خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو الخسران المبین۔ پانچوین
یہ آیت ہی۔ واتبع سبیل من اناب۔ یعنی حقتعالے فرماتا ہی کہ پیچھے چل اوسکے راہ کے جو
متوجہ ہوا میری طرف۔ ظاہر ہی کہ بعد صحابہ کرامؓ واہلبیت عظام وتابعین ذوی الاحترام مصداق
من اناب علماء ربانی مظہر فیوض سبحانی مجسم آیات رحمانی حضرات ائمہ مجتہدین ہین کیونکہ وہ
نفوس قدسیہ کلمات آلہیہ لطائف غیبیہ مدۃ العمر بذل نفوس واموال فی سبیل اللہ واعلاء
کلمۃ اللہ ابتغاءً لوجہ اللہ توبہ واستغفار فی حضرۃ اللہ مین مصروف رہے اور ابتدا سن شعور سے
تادم واپسین اتباع ملت حنفیہ پر مستقیم رہے اور اپنی حیات مستعار وانفاس ناپائدار کو شب و
روز کتاب وسنت کے رموز واشارات واضح کرنے مین اور حل مشکلات شریعت محمدی
واستخراج واستنباط احکام دین مصطفوی مین مصروف کیا اور انجام کار یہ نفوس جلیلہ کلمات
غیبیہ ارواح قدسیہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے مصداق ہوئے اور سرمایہ جلیلہ نبوت

منطوق العلماء ورثۃ الانبیاء کے وارث ہوے اور بزبان غیب البیان مظہر کامل خیر الناس
من ینفع الناس مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ہوے اور رسول مقبول صلعم نے اونکی
صریح مدح فرمائی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم آہ بالجملہ جبکہ رسول مقبول صلعم کو ارشاد ہوا
کہ اتباع کر تو اوسکی راہ کی جو متوجہ ہوا میری طرف تو اسحالت مین ہم متاخرین مومنین پر بنظر حفظ
دولت ایمان وعطاء حسن خاتمہ علے دین الاسلام عبادات ومعاملات مین ائمہ دین کی تقلید لازم
وضروری ہوگئی۔ چھٹی یہ آیت ہی۔ فاسئلوا اہل الذکر انکنتم لاتعلمون یعنے پوچھو تم اہل ذکر سے
اگر تم نہین جانتے ہو پس ظاہر ہی کہ مصداق اسکے حضرات ائمہ مجتہدین وعلماء دین مین جنہون نے
بتائید شرح صدر معنوی وامداد قوت غیبی بعد مضبوط کرنے فن روایت کے اور معرفت
مراتب واقسام کتاب وسنت کے تخریج مسائل جزئیہ کیطرف توجہ قلبی فرمائی اور اسکی ترتیب
وتکمیل مین طریق سلف کو نصب العین رکہا یعنی اون حضرات نے اولا ہر مسئلہ عبادات ومعاملات
مین کتاب وسنت واقوال صحابہ پر عمل کیا اور بصورت اونہین نہ پانے کے اجتہاد جاری کیا
پس کوئی مسئلہ اون مسائل مین سے جنمین سابقین نے کلام کیا تہا اور نیز اونہین سے
جو خاص حوادث وقضایا اونکے زمانہ مین واقع ہوے ایسا نتہا جسمین اونکو حدیث مرفوع
متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن لایق اعتبار نہ ملی ہو یا کوئی اثر آثار شیخین یا دیگر خلفاء
یا دیگر قضاۃ وفقہا کا نہ پایا ہو یا خود عموم یا اشارہ یا اقتضا سے استنباط نہ کیا ہو خلاصہ
یہ کہ حقتعالے نے کتاب وسنت دونونکو حضرات ائمہ مجتہدین پر علماً وعملاً آسان فرمادیا
یعنے اونکے قلوب سلیمہ پر جو حقیقت مین صحائف ربانی اور لطائف غیبی رحمانی تہی کتاب
مجید کی آیات محکمات ومتشابہات کے رموز واشارات بلیغہ ومعانی ومطالب دقیقہ وخفیات
مشکلہ کھولدیے۔ اسیطرح احادیث نبویہ کے معانی جلیلہ ومطالب عالیہ کے فہم ومعرفت
وقوت قدسیہ اجتہاد واستخراج واستنباط فرعیات مبدا فیاض سے ان حضرات کو عطا
فرمائی گئی۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء پہر کیف بعد صحابہ کرامؓ وائمہ عظام مراد اہل ذکر
سے حضرات علماء مجتہدین ہین یعنی امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کوفی تابعیؒ پہر امام
المدینہ حضرت امام مالکؒ پہر قریشی نسب حضرت محمد بن ادریس امام شافعی ہین پہر حضرت

امام احمد حنبلؒ زمان بعد اونکے امثال و اقران یکے بعد دیگرے اکابر ائمہ دین و علماء راسخین
ہین جنکی ذات بابرکات کے فیضان سے ممالک عرب و عجم دین محمدی کے انوار و برکات
سے مالامال ہین اور اونکے احکام اجتہادی حدود و قصاص و نکاح و طلاق و بیع و شرا
وہبہ و اجارہ و مواریث وغیرہ جزائر و بنادر ربع مسکون مین ایسے یوہنا معمولات و مسلمات
علماء دین سے ہین لہذا علماء سنت جماعت کا مذہب حق و طریق حق یہی ہے کہ حضرات ائمہ
مجتہدین ہر ایک اپنے اپنے عہد کرامت مہد مین صفات و کمالات علمی و عملی مین فرید زمانہ
اور وحید و یگانہ تھے آجتک مثل ان علماء ربانی کے کتاب و سنت کے معانی و دقائق
و مطالب و حقایق کا جاننے والا اور مسائل شرعی کا استنباط کرنیوالا دوسرا کوئی نہین ہوا
زمان بعد حسب مراتب یکے بعد دیگرے ائمہ علماء دین طبقات حضرات فقہاء کرامؒ سے ہین پس
جسنے کہ ان اکابر دین کے احکام اجتہادیہ کی تقلید و اطاعت کی اوسنے بالیقین کتاب و سنت
کا اتباع کیا اور یا ایہا الذین امنوا کا مصداق ہوا اور دنیا سے دولت ایمان اپنے ساتھ لیگیا
اور جسنے کہ اونکی تقلید و اتباع مین قیل و قال لایعنی و نزاع و حجت بیمعنی کی وہ بالیقین
شاہراہ سعادت و سبیل نجات آخرت سے گمراہ ہوگیا فماذا بعد الحق الا الضلال غور کرنیکا
مقام ہے کہ غیر مقلدین کا جو یہ قول ہے کہ فقہ کے چھوٹے چھوٹے مسئلونکو کتاب و سنت سے
ملانا چاہیئے جو اونکے موافق ہون اونکو مان لینا اور جو مخالف ہون اونکو اوسکے کہنے والے
کے مُنہ پر مارنا چاہیئے ایسا جنون و ہذیان و شورش طغیان و کفران ہے فی قلوبہم مرض
فزادہم اللہ مرضا ظاہر ہے کہ زبان انسان نسے فالج ولقوہ نہین بند ہوتی فرقہ مرتدین و
طائفہ ضالین من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی غلو ہی نفسانیت و شورش جہالت
مین بغلبہ ہجوم قساوت و یمدہم فی طغیانہم یعمہون بہت کچھہ بہکے ہین اور شقاوت و ضلالت
کی سیاہ ہستی مین اس سے زیادہ بک گئے ہین کہ قیل ان اللہ ذو ولد قیل ان
الرسول قد کہنا ۔ مگر انصاف کا مقام ہے کہ درصورتیکہ علماء سلف و خلف ارباب شریعت
و طریقت دونون فریق نے ان ائمہ دین کو صرف دو رہنما دینی و دنیوی تسلیم کیا ہو تو اب
تیرہ سو برس کے بعد ملا جاہد بطال کذاب کا اپنی تابعین بئس القرین کو اس قسم کی

بیان تقلید امام معین

باتین تعلیم وتلقین کرکے گمراہ کرنا کہ ائمہ مجتہدین کے اجتہاد مین خطائین وغلطیان نکالو اور
معاذ اللہ اون مسائل کو اون اکابر دین کے منہ پر مارو کیا کلمات کفر ہین کیا خوب فرمایا مولانا
معنوی نے ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد * میلش اندر طعنۂ پاکان برد۔ افسوس ان
مجانین بطالین کذابین کے مفتریات لایعنی وہفوات کاذبات بےمعنی پر غور کرنا چاہیے بات
کرنیکا شعور نہین کلام سمجھنے کی تمیز نہین خاتمہ بگڑنیکا خوف نہین حیا نہین ایمان نہین معاذ اللہ
کہان اسکے ہین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے محاربہ اور العلماء ورثۃ الانبیاء سے مقابلہ
کیا اس باب مین طائفۂ نجدیہ کو حدیث فقد آذنتہ بالحرب نہین پہونچی ہین معلوم کہ ان غیر مقلدین
مصداق ثم رددناہ اسفل سافلین کا یوم بعث ونشور مین ان الینا ایابہم ثم ان علینا حسابہم وقت
محاسبہ کیا حال ہوگا۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ مطلق ائمہ مجتہدین
اربعہ کی تقلید جائز ہے مگر ایک مجتہد خاص کی تقلید بالدوام وبالالتزام ناجائز ہے کیونکہ اسکا ثبوت
کامل کتب دینیہ سے نہین ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ تعیین تقلید کے باب مین اکثر علماء راسخین
فی العلم نے اقوال نقل کئے ہین جنکا بالاستیعاب لکھنا اس مختصر مین موجب طوالت ہے لہذا
اس باب مین اوس محقق محدث کامل کی تحقیق وتنقیح کو جو مسلم الثبوت فریقین ومعتمد علیہ جانبین
ہے جواباً واظہاراً للصواب ہدیۂ ناظرین مشتاقین کیا جاتا ہے مخفی نرہے کہ مولانا حجۃ اللہ حضرت
شاہ ولی اللہ اپنے رسالۂ انصاف مین لکھتے ہین کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ ایک مذہب
معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ ابو طالب مکی قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ کتابین اور
مجموعات سب نئی ترتیب دی ہوئے ہین پس لوگونکے اقوال کا بیان کرنا اور ایک شخص کے
مذہب پر فتوے دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر چیز مین اوسکی نقل کرنی اور اسکے
مذہب پر اعتماد کرنا اول ودوم قرنون مین لوگونکا دستور نتھا بلکہ اسوقت دو طرح پر تھے
علماء اور عوام۔ عوام کا یہ حال تھا کہ مسائل اتفاقیہ یعنی جنمین مسلمانونکے باہم یا جمہور مجتہدین
کے درمیان اختلاف نتھا بجز شارع کے اور کسیکی تقلید نہین کرتے تھے اور کیفیت وضو
اور غسل کی اور نماز وزکوۃ وغیرہ کے احکام اپنے باپ دادون یا اپنے شہرونکے معلمین سے
سیکھ لیتے تھے اور اوسی پر چلتے تھے اور جب کوئی حادثہ اجنبی واقع ہوتا اوسکے بارہ مین

جس مفتی کو پاتے بدون تعیین مذہب کے پوچھ لیتے چنانچہ ابن ہمام آخر تحریر مین لکھتے ہین
کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے سے یعنی ایک مفتی کا التزام نکرتے اور صحابہ
وتابعین سے بتواتر ثابت ہی کہ جب اونکو کوئی حدیث پہونچتی تو بدون لحاظ کسی شرط کی وہ اسپر
عمل کر لیتے اور بعد دو صدیون کے لوگون مین معین مجتہد ونکا مذہب اختیار کرنا ظاہر ہوا پس
ایسے آدمی کم تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نرکھتے ہون غرض اسوقت مین مذہب معین
کی پابندی واجب ہوگئی مگر اسجگہہ فریق مخالف کا ایک بہت بڑا اعتراض مشہور یہ ہی کہ ایک چیز
ایک وقت مین غیر واجب اور دوسرے وقت مین واجب کیسے ہوسکتی ہی یعنے شریعت تو ایک
ہی ہی پھر تمہارا یہ کہنا کہ اقتدا مجتہد مستقل کا پیشتر واجب نتھا پھر واجب ہوگیا باہم متناقض اور
متنافی ہی۔ اسکے جواب مین مولانا ممدوح رسالۂ انصاف مین لکھتے ہین کہ واجب اصلی
تو یہ ہی کہ امت مین ایسا شخص ہو کہ فرعی احکام کو معہ تفصیلی دلائل کے پہچانتا ہو اسبات پر
سب اہل حق کا اتفاق ہی اور جس بات پر واجب موقوف ہوتا ہی وہ بھی واجب ہوتی ہی اور
جس صورت مین کہ واجب کے چند طریق ہون تو اونمین سے ایک غیر معین کا حاصلکرنا واجب
ہی اور جب اوسکا ایک ہی طریق ہو تو خاص اوسی طریق کا حاصلکرنا واجب ہی مثلاً جب آدمی
سخت بھوک مین مبتلا ہو کہ اوس سے مرنیکا خوف ہو تو بھوک دور کرنیکے کئی طور مین جیسے
کہانا مول لینا اور جنگل سے میوونکا چننا اور قوت کی چیز کو شکار کرنا پس ان طریقون سے
کسی چیز غیر معین کا بہم پہونچانا واجب ہی اور اگر بھوکا ایسی جگہہ مین ہو کہ وہان شکار اور
میوے نہون تو اوسپر مال خرچ کرنا کہانے کے خریدنے مین واجب ہی۔ اسیطرح سلف
کو اس واجب اصلی کے حاصل کرنے مین چند طریق تھے اور ایک طریق غیر معین کا حاصل
کرنا اونپر واجب تہا پھر یہ سب طریق مسدود ہوگئے صرف ایک طریق رہگیا تو وہ ہی خاص
طریق واجب ہوگیا مثلاً سلف کا دستور تھا کہ حدیث کو لکھتے نہ تھے پھر آج حدیث کا لکھنا واجب
ہی اسلئے کہ روایت حدیث کیواسطے آج کوئی سبیل سوائے ان کتابونکے جاننے کے
نہین ہی۔ اور سلف کا دستور تہا کہ علم نحو اور لغت مین مشغول نہوتے تھے اور اُنکی زبان
عربی تھی ان فنون کی محتاج نہ تھی پھر ہمارے وقت مین لغات عربی کا جاننا واجب ہوگیا

کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑگیا اور جس بات کی ہم تقریر کر رہے ہین اوسکے شواہد کثیرہ ہین پس اسی پر ایک امام معین کے تقلید واجب ہونیکو قیاس کرنا چاہیے کیونکہ تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی ہی اور کبھی واجب نہین ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی ہندوستان کی ممالک اور ماوراء النہر کے شہرون مین ہو اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہان نہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اوسپر واجب ہی کہ تقلید امام ابوحنیفہ کی کرے اور اُسپر حرام ہی کہ مذہب امام ابوحنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ اس صورت مین شریعت کا پھندا اپنی گردن سے نکالکر مہمل بیکار رہجائیگا بخلاف اوس صورت کے کہ حرمین شریفین مین ہو کیونکہ وہان اوسکو سب مذہبون کا پہچاننا ممکن ہی اور اوسکو یہ کافی نہین کہ بدون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ یہ کہ عوام کی زبانون سے کوئی بات اختیار کرے اور نہ یہ کہ کسی کتاب غیر مشہور سے کوئی قول لیوے چنانچہ یہ سب باتین نہر الفایق شرح کنز الدقایق سے مولانا ممدوح نے رسالہ انصاف مین نقل فرمائی ہین علے ہذا ینبغی ان یقاس وجوب التقلید لامام بعینہ فانہ قد یکون واجبا و قد لا یکون واجبا فاذا کان انسان جاہل فی بلاد الہند وماوراء النہر ولیس ہناک عالم شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب ہذہ المذاہب وجب علیہ ان یقلد من مذہب ابی حنیفۃ و یحرم علیہ ان یخرج من مذہبہ لانہ حینئذ یخلع من عنقہ ربقۃ الشریعۃ ویبقی سدی مہملا بخلاف ما اذا کان فی الحرمین فانہ یتیسر لہ ہناک معرفۃ جمیع المذاہب ولا یکفیہ ان یاخذ بالظن من غیر ثقۃ ولا ان یاخذ من السنۃ العوام ولا ان یاخذ من کتاب غیر مشہور کما ذکر کل ذلک فی النہر الفائق شرح کنز الدقائق

دوسرا اعتراض فریق مخالف کا یہ ہی کہ جب بالاجماع یہ امر ثابت ہوا کہ مذاہب ائمہ اربعہ حق ہین اور ان چارون مین حق دائر ہے یعنے ایک مین محصور و مقید نہین ہی کہ فلان ہی مذہب مین حق ہی اسکے سوا دوسرے مین نہین ہی تو ایسی حالت مین تعیین ایک مجتہد کے مذہب کے ساتھ کس بنا پر ہے۔ جواب۔ اس باب مین حضرت شیخ محدث دہلوئی شرح سفر السعادت مین لکھتے ہین کہ مصلحت اور قرار داد اکابر علماء دین اس آخر زمانہ مین تعیین و تخصیص مذہب کی ہی کیونکہ ضبط اور ربط احکام شرعی و اصلاح

امور دینی و دنیوی مقلد کا اسی مین ہی اور یہی ملا علی قاریؒ اپنے رسالہ مین جو تالیف کیا ہی قفال کے رد مین لکھتے ہین کہ واجب ہی مقلد پر تعیین ایک مذہب کی مثلاً مذہب شافعیؒ کی یا مذہب مالک کی یا مذہب ابو حنیفہؒ کے جمیع فروع اور وقائع مین۔ اور یہ نہین جاہئیے کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کر لے اور جو چاہے مذہب ابو حنیفہ سے قبول کر لے کیونکہ اسکے جواز مین کام مودی ہو گا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف ہی کیونکہ مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی امر کی ہی اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اوسکے تحلیل کو یا عکس اسکا تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو ایسی حالتین حلت و حرمت کا تحقق جاتا رہا اور اسمین صریح اعدام تکلیف ہی اور ابطال ہی اوسکے فائدہ کا اور استیصال ہی اوسکی بنا کا اور یہ باطل ہی لکذا عبارتہ بل وجب علیہ ان یعین مذہبا من المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع واما مذہب مالکؒ واما مذہب ابی حنیفۃؒ ولیس ان یتحل من مذہب الشافعی ما یہواہ ومن مذہب ابی حنیفۃ ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریم الشئی ومذہب ابی حنیفۃؒ مثلاً اباحۃ ذلک الشئی بعینہ فہو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحلۃ والحرمۃ وفی ذلک اعدام التکلیف وابطال فائدتہ واستیصال قاعدتہ وذلک باطل انتہی ما ذکرہ۔ چنانچہ اسی بنا پر تصحیح مین مذکور ہوا لا خیر فی ان یکون فی بعض المسائل حنفیا وشافعیا فی بعض آخر یعنے نہین ہی خیر اسمین کہ بعض مسایل مین حنفی ہو جاوے اور بعض مین شافعی لہذا مقلد کو لا محالہ ایک امام مجتہد کامل کی ضرورت ہو گی جسکی وہ عبادات و معاملات مین اقتدا کرے اور اوسکی تقلید بالالتزام عملاً واجب سمجھے اس بنا پر علماء امت نے اجماع کیا ہی اسپر کہ واجب ہی عامی اور غیر عامی پر جو نہ پہونچا ہو درجۂ اجتہاد پر التزام کرنا ایک مذہب معین کا مذاہب اربعہ سے جیسا کہ کہا امام جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین یعنے واجب ہی عامی اور غیر عامی پر جو نہ پہونچا ہو مرتبہ اجتہاد کو التزام مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے۔ اسیطرح شیخ محی الدین امام نووی روضۃ الطالبین

مین لکھتے ہین کہ بقول علماء دین اجتہاد ختم ہوگیا ائمہ اربعہ کے ساتھ کیونکہ قرون وو ہو رہے اب
کوئی ایسا شخص فرد فرید زمانہ و وحید و یگانہ جامع العلوم و کامل الصفات نہین ہی جو مثل ائمہ
مجتہدین عالم کامل و ماہر و عارف مطالب و دقائق کتاب و سنت کا ہو اور اقوال صحابہ و تابعین سے
اور مذاہب اربعہ کے ماخذ سے و کتاب و سنت کے احکام ناسخ و منسوخ سے و معرفت اقسام حدیث
و تعدیل و جرح روات و اسماء الرجال و آثار سلف سے معرفت تامہ و قدرت کاملہ رکھتا ہو اور کتب
ائمہ متقدمین و تحقیق و تنقیح ارباب پیشین پر نظر اوسکی حاوی و محیط ہو اور ملکہ اجتہاد و استنباط
احکام حاصل ہو اور یہ جامعیت اس آشوب جہل مین محالات سے ہی لہذا واجب کیا علماء نے تقلید
ایک کی انہین سے اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر۔ اما الاجتہاد المطلق فقالوا
اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتے اوجبوا التقلید واحد من ہؤلاء الائمۃ ونقل امام الحرمین الاجماع علیہ
اور اسیطرح عمدۃ المرید شرح جواہر التوحید مین مذکور ہوا کہ جسمین قابلیت اجتہاد نہو لوا سپر
ایک مذہب کی مذاہب اربعہ سے تقلید واجب ہی و نیز امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ عامی
پر واجب ہی کہ کسی ایک مجتہد کی تقلید کرے اور عالم غیر مجتہد عامی مین معدود ہی۔ اسیطرح
بحر العلوم شرح تحریر ابن الہمام مین لکھتے ہین کہ جو مجتہد مطلق نہو اوسکو لازم ہی تقلید کسی
مجتہد مطلق کی غیر المجتہد المطلق یلزمہ تقلید مجتہد ما من المجتہدین المطلقین اور ظاہر ہی کہ
باعث اس عدم تعین کا فریق مخالف کے لئے یا تو حصول مرتبہ اجتہادی ہی یعنی جسکا
قول حدیث صحیح کے موافق پایا اوسپر عمل کیا تو بتصریح صدر اسکا ابطال ثابت ہو چکا ہی
کہ عامی و غیر عامی دونون پر مجتہد معین کی تقلید اختیار کرنا واجب ہی اور اگر بلا حصول
مرتبۂ اجتہاد ہی تو بطریق اولے یہ امر مستلزم تقلید معین کو ہی و بصورت خلاف اسکے
محذورات شرعی و قباحتین بدیہی عبادات و معاملات مین ہر مومن کو بالیقین ظہور پذیر
ہونگی چنانچہ صاحب درمختار اس باب مین صاف لکھتے ہین وان الحکم الملفق باطل بالاجماع
یعنے تحقیق کہ حکم ملا جلا چند مذاہب سے مرکب کرنا بالاجماع باطل ہی اور اس باب مین بنظر
اختصار ایک دو نظیرین عام فہم لکھی جاتی ہین عاقلان ہند ین انصاف پسند کے سمجھنے کو
کافی ہین وہ یہ کہ مثلاً قاضی حنفی نے ثبوت نکاح بغیر شہود مین امام مالکؒ کی تقلید کی

پھر اس تقلید سے رجوع کرنیکا قصد کیا یعنے چاہا کہ اپنے مذہب کے موافق عدم لزوم
مہر کا حکم کرے تو یہ اوسکو جائز نہین کیونکہ اس عمل کا یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ جب چاہا اپنی
خواہش نفسانی پوری کرنیکے لئے ثبوت نکاح مین امام مالکؒ کی تقلید کر لی۔ اور جب منکوحہ
نے مطالبہ دین مہر کیا تو جائداد بکنے کے خوف سے عدم لزوم مہر کے باب مین مذہب حنفی کو
اختیار کر لیا تو گویا اسحالت مین حفظ حقوق بندگان خدا مین انتظام شرعی کا کچھہ لحاظ و پاس
نرہا اور حلت و حرمت کا تحقق جاتا رہا اور مذہب و ملت ایک لہو و لعب صبیان ہوگیا۔ یا مثلاً وضو
مین ایک سر کے بال کا مسح کیا بمذہب شافعی پھر مقتدی ہوکر نماز پڑہی فاتحہ چھوڑکے بمذہب
حنفی کذا فی الطحطاوی ایسی نماز شافعی مذہب پر اسطور نہوئی کہ فاتحہ پڑہنا واجب تہا سو اوسنے
ترک کیا اور حنفی مذہب پر اسواسطے نماز نہین ہوئی کہ وضو کا فرض ترک ہوا یعنے چوتہائی سر کا
مسح۔ غرض کسی مذہب پر نماز نہین جائز ہوئی علاوہ اسکے اسکا یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ موسم سرما مین
سردی کی تکلیف کیوجہ سے شافعی کی تقلید کر لی یعنی ایک بال کا مسح کر لیا اور موسم گرما مین
تقلید حنفی اختیار کر لی یعنے چوتہائی سر کا مسح کر لیا۔ بالجملہ بصورت تلفیق یعنی خلط کرنے احکام
مذاہب کے بلا لحاظ تعیین تقلید کے ہر مومن کے عبادات و معاملات کا ضبط و ربط و حفظ و نظم
مطلقاً اوٹھا جاتا ہی اور ملت مصطفویہ کی حلت و حرمت کے احکام اجتہادیہ دائمہ دین کا نقشہ
گویا بازیچہ اطفال ہوا جاتا ہی یعنے جب چاہا ایک امام کے قول سے ایک چیز کو حلال کر لیا اور
جب منافی مقصود و خلاف مدعا پایا یا کسی قسم کا ضرر اپنا اوسمین متصور ہوا تو دوسرے امام
کے قول سے اوسی چیز کو حرام کر لیا تو گویا معاذ اللہ شریعت محمدی اتباع خواہش نفسانی
کا نام ہوا قولہ تعالے ولو اتبع الحق اہواءہم لفسدت السموات والارض لہذا یہ امر بقول تحقیق
ثابت ہی کہ جب مقلد اپنے امام کی تقلید کرنیکا سب مسائل مین پختہ ارادہ کر لے تو اوسپر واجب
ہی کہ اوس مسئلہ کے متعلقات بہی اوس امام سے روایت کرے تاکہ تلفیق جو بالاجماع باطل
ہی لازم نہ آوے کذا فی الطحطاوی عن شیخ الاسلام ابی سعود مختصراً۔ اور اگر اسجگہہ یہ نقض
کیا جاوے کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ و امام زفرؒ باوجودیکہ امام ابو حنیفہؒ سے بعض مسائل مین
اختلاف رکہتے ہین اور ان سبکے احکام اجتہادیہ و معمولات حنفیہ سے ہین۔ جواب اسکا

یہ ہی کہ ائمہ مذکورین شاگردان امام صاحب سے ہین انکا مذہب کوئی علحدہ وجداگانہ نہین
ہی چنانچہ بقول تحقیق یہ ائمہ طبقہ مجتہدین فی الحدیث مین معدود ہین اور اپنے اجتہاد مین
اصول وقواعد مین امام صاحب کے مقلد ہین انکا دوسرا مذہب نہین ہی بخلاف دیگر مجتہدین یعنی
حنفی شافعی مالکی حنبلی کہ یہ سب مجتہد مطلق ہین اپنے اجتہاد مین دوسرے امام کے تابع و
مقلد نہین ہین پس قیاس مجتہدین مطلق کا مجتہدین مذہب پر ناجائز ہی اور اس قسم کی تلبیسات
سے فریق مخالف کا مقصود عامہ مومنین کو بلطائف وحیل مغالطہ دہی ہو کہ وہی ہی جو منافی شان
اسلام وطریق ایمان ہی فرمایا رسول مقبول صلعم نے لیس منا من غشنا۔ ونیز اس مقام مین
فریق مخالف کا یہ قول ہی کہ مجتہد خاص کے التزام تقلید مین بوجہ پابندی وتقیید کے تکلیفات
وحرج متصور ہین اور حقتعالی فرماتا ہی وما جعل علیکم فی الدین من حرج یا وارد ہوا الدین یسر
جواب اسکا یہ ہے کہ معترض بوجہ اختلال حواس وتزلزل واضطراب اس مسئلہ کو بالعکس سمجھا ہی
یعنے دشوار کو آسان اور آسان کو دشوار کیونکہ بصورت عدم التزام تعیین تقلید کے تضییع عبادات
وفساد معاملات متصور ہی جسکا تفصیلی بیان مذکور ہوچکا اسحالت مین بڑے افسوس واستعجاب کا
مقام ہی کہ ابطال عبادات وفساد معاملات کو امر خفیف وآسان سمجھتے ہین اور دعوے محمدی
ہونیکا کرتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ پس اسصورت مین فریق مخالف پر
کلام شیخ الطریقت حضرت سعدی علیہ الرحمۃ پورا صادق آتا ہی ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بترکستان است + اور معنی آیت وحدیث مذکور کے یہ ہین کہ حقتعالے
نے مومن کو احکام شرعی مین سخت نہین پکڑا ہی بلکہ مواقع صعبہ وضرورۃ اشد مین احکام
مین آسانی فرمادی ہے مثلا مسافر کو قصر صلوۃ وافطار صوم اور مریض کو تیمم وقعود فی الصلوۃ
وخوردن میتۃ عند الضرورت وغیر ذلک جائز فرمایا۔ یا یہ کہ جو احمال واثقال کہ امم سابقہ پر تھے
وہ اس امت مرحومہ پر سے اوٹھالئے گئے نہ یہ معنی کہ مذہب مین کسی قسم کی تکلیف نہو
مگر اس معنی کے سمجھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سمجھنے والا اس معنی کا ہنوز غیر مکلف ہی اور نہ
اس آیت وحدیث کے یہ معنے ہین کہ ایک امام کی تقلید سے نکاح اپنا ثابت کرلے اور دوسرے
امام کے قول سے اوس منکوحہ کا مہر ساقط کردے یہ کارروائی بدیہی یقینی استہزا بالشرع ہی

یا استخفاف بالمعصیۃ کو شامل ہے - لہذا بتصریح صدر جو شخص کہ منصب اجتہاد کا نہین رکہتا ہی خواہ عامی ہو خواہ غیر عامی اوسکو لازم وضروری ہی کہ ان مذاہب اربعہ مین سے جس امام کے مذہب واجتہاد مین گنجایش وآسانی دیکھے اوس امام کے مذہب کو برغبت تمام بالالتزام اختیار کرلے اور اعتقاداً وعملاً اون احکام اجتہادی کا عبادات ومعاملات مین مقید وپابند رہے اور اسجگہہ فریق مخالف کا جو یہ قول ہی کہ وقت ضرورت اور عند الحاجت اگر بمذہب امام دیگر تقلید کیجاوے تو کوئی محذور از قبیل سوء ظنی وغیرہ لازم نہین آتا ہی اسواسطے کہ رفع ضرورت اور دفع حاجت ہر وقت مشروع ہی - جواب اسکا یہ ہی کہ چونکہ سلف مین پایہ تقلید نے کما ینبغی استحکام اور وثوق نہین پایا تہا تو وہان بصورت انتقال کرنے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف توہم سوء ظنی اور تحقیر وتوہین کو اونکے قلوب سلیمہ مین گنجایش نتہی بخلاف ان قرون وعہود کے کہ تقلید خاص کا پایہ علے سبیل الکمال محکم ہوگیا اور کسیکو جای نزاع اور محل قیل وقال نہین رہا لہذا اس آشوب جہل مین بصورت انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیجانب ان خطرات وتوہمات کو بہت وسعت ہی اور یہ امر انجام کار لامحالہ باعث فساد عقیدت وخلوص ارادت عام اہل اسلام ہوگا چنانچہ اسی بنا پر تفسیر احمدی مین مذکور ہوا اذا التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا ینتقل عنہ الی مذہب آخر یعنی جس مذہب کا التزام کرے تو واجب ہی اوسپر یہ کہ مداومت کرے اوسپر اور نہ پہر جاوے دوسرے مذہب کیطرف - ونیز شرح عین العلم مین مذکور ہوا فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفۃ والشافعی فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل یعنے اگر التزام کرلے کوئی کسی مذہب کا مثلاً حنفی مذہب یا شافعی مذہب کا پس لازم ہی اوسپر استمرار اوس مذہب پر اور نہ تقلید کرے سوا اوس مذہب کے کسی مسئلہ مین مسائل سے - لہذا ایسی حالت مین مستحسن یہ ہی کہ اولا ائمہ اربعہ مجتہدین مین سے اوس امام کی تقلید اختیار کرلے جسکی نسبت اون چار مین سے اوسکا ظن ہو افضل ہونیکا اور زیادہ عالم ہونیکا - اور یہ امر اس بنا پر ہی کہ ایسی حالت مین اوس مقلد کا نفس اوس امام کے اقوال واحکام کا زیادہ مطیع ومنقاد ہوگا اور اوسکی رای کے امتثال اور اقبال کیجانب مسابقت ومسارعت کریگا جیساکہ علامہ بن حجر مکی لکہتے ہین والاولی ان یختار من الائمۃ الاربعۃ من

ظن انه افضل الاربعة واعلمهم لان نفسه تنقاد الى قوله وتخضع لرايه وتبادر الى امتثاله والعمل به کثیرا ونیز فریق مخالف مین سے بعض کا یہ قول ہی کہ انتقال مذہب کا بشہوت نفس واتباع ہوی اور تتبع رخص جائز نہین ہی مگر یہ کہ اعتقاد حقانیت کا بجانب مجتہد دیگر راجح اور غالب آوی اور اوسکو افضل جاننے یا احتیاط اور ورع وتقوے دوسرے مذہب مین بیشتر پاوی اسجگہ انتقال بمذہب دیگر جائز ہی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ یہ صورت سخت دشوار اور دقیق ہی نسبت عامہ مومنین کے ہرگز اس معنی کو گنجایش نہین ہی کیونکہ یہ امر اجلی بدیہیات سے ہی کہ عام مومنین مسائل اجتہادی ائمہ مجتہدین کے معنے حقیت اور تحقیق کو ہرگز نہین پہونچ سکتے جسوقت کہ ایسے لوگ نسبت انتقال بمذہب دیگر حکم جواز سنینگے وہ التزام مذہب معین کو یعنی تقلید امام خاص کو ضروری نہ سمجھینگے اور لامحالہ بروقت پیش آنے مسائل اختلافی عبادات ومعاملات کے اپنے اغراض وخواہشون نفسانی کے مطابق دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال وروایات کے تتبع وتفتیش کرینگے آخر الامر جس امام کے قول مین اپنی کامیابی دیکھین گے اوس جانب برغبت تمام میلان کرینگے توایسی حالت مین عاقبۃ الامر حفظ احکام دینی ونظام مسائل شرعی باب تقلید مین قطعاً اوٹھ جاویگا اور سوء ظن وتحقیر واستخفاف کو بہ نسبت ائمہ گنجایش ہوگی اور یہ امر بالیقین باعث تفریق وتشعب اعمال واحوال عامہ مومنین ہوگا جیساکہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین وکثیرا ما یؤدی التفضیل الى الخصام القبیح بین السفہاء ومن لا خلاق لہم ولا دین ولا تقوی الى ان یظہر من بعضہم قبیح العصبیۃ وحمیۃ الجاہلیۃ انتہی بقدر الحاجت چنانچہ مروی ہوا کہ ایک شخص حنفی مذہب نے ایک محدث کی لڑکی کے ساتھ شیخ ابو بکر جوزجانی کے عہد مین پیام نکاح بھیجا اوس محدث نے اس معنی سے انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر یہ شخص اپنے مذہب حنفی کو ترک کرے اور امام کے پیچھے قراۃ کرے اور رفع یدین کرے تو مجکو منظور ہے اوس حنفی نے اس معنی کو قبول کیا تب اوس محدث نے اپنی لڑکی کے ساتھ اوسکا نکاح کردیا لوگون نے شیخ وقت سے اس عقد نکاح کے باب مین دریافت کیا فرمایا کہ نکاح تو جائز ہوا لیکن مجکو خوف ہی اسکا کہ وقت نزع ایمان اوس شخص کا تباہ ہو جاوے کہ اوسنے خفیف جانا اوس مذہب کو جو اوسکے نزدیک حق تھا اور چھوڑ دیا اوسکو واسطے حصول جیفہ

ناپاک کے اور اپنے دین ومذہب کا استخفاف کیا اور ثابت وقایم رہنا مذہب امام ابوحنیفہ پر اولے ہی یہ کلمہ اخیر ایکا مشعر کمال محبت وغلبہ عقیدت وارادت مذہب امام صاحب پر ہی۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین کہ گفتگو نکرے فقہاء کبار کے مذاہب مین ایک کو دوسرے پر ترجیح وتفضیل دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ایک مذہب جانے من غیر تعصب اور وجہ اسکی یہ ہی کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا یہ امر اکثر اذہان عامہ سافلہ وعقول ناقصہ مین مذاہب باقیہ کی تنقیص اور توہین کا باعث ہوجاتا ہی چنانچہ یہی وجہ ہی کہ اس غلطی وخطا مین مبتلا ہوکر بعض حنفی شافعی کو برا کہنے لگتے ہین اور بعض شافعی متعصب مذہب حنفی پر طعن کرتے ہین اور یہی سر جلیل ہی کہ افضل الکائنات رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ یونس ؑ پر مجکو تفضیل ندو۔ اور سبکو ایک مذہب کرڈالنے کے یہ معنی ہین کہ اعتقاد کرلے اسکا کہ فیما بین حنفیہ وشافعیہ کا اختلاف ایسا ہی جیسے بعض حنفیون کا اختلاف بعض کے ساتھ آپس مین ہی تو وہ شخص جواہل اسکا ہی درصورت اختلاف مختار ہی اسمین کہ با طالب ترجیح باعتبار کثرت قائلین سے یا موافقت حدیث صریح سے جیساکہ متقدمین کو اسکا منصب حاصل تھا نہ آج کے علماء کو کہ وہ صحیح اور غیر صحیح وناسخ ومنسوخ وماول وغیر ماول وغیرہ امور پر بتمامہا امتیاز کرلنے پر قادر نہین ہین ونعم ماقیل ؎ تکیہ برجاہی بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی۔ ونیز علامہ ابن حجر اس باب مین لکھتے ہین کہ مقلد پر غایت تاکید ہی اس باب مین کہ نہ تفضیل وترجیح دے بعض مذاہب کو بعض پر ایسی کہ پہونچادے مفضل علیہ کے نقصان شان پر کیونکہ بسا اوقات یہ ترجیح وتفضیل حمقا وجہلا مین باعث منازعت ومخاصمت عظیم ہوگی یعنے ہر ایک مقلد اپنے امام کی ترجیح وتفضیل کے اثبات واحقاق مین بوجہ تعصب مذہبی دوسرے امام کی شان مین خفت وتوہین کے ساتھ زبان درازی کریگا پس انجام کار یہ امر موجب وبال ونکال وخذلان وخسران دنیا وعقبے ہوگا حقتعالے نے فرمایا کہ جسنے میرے کسی دوست کو ایذا دی پس بتحقیق کہ مینے اوسکو حکم کیا لڑائی کا انتہی سوائے اسکے اور روایات کثیرہ اس باب مین وارد ہین۔ ومنہا یتاکد علیک غایۃ التاکد الذی لارخصۃ فیہ ان لاتفضل بعض المذاہب علی بعض تفضیلا یودی الی تنقیص المفضل علیہ فان ذالک یودی

الی المقت والخزی فی الدنیا والآخرۃ وسیاتی عن اللہ تعالی انہ قال من آذی لی ولیا فقد آذنتہ
بالحرب وعلماء المسلمین العاملون کلہم اولیاء اللہ تعالے من غیر شک وریب انتہی لہذا بہ بناء وجوہ مصرحہ
صدر اولی یہ ہی کہ اختیار کریں ائمۂ اربعہ مین سی اوس امام کو جسکی نسبت ظن ہوا اسکا کہ وہ افضل ہی اور
زیادہ عالم ہی جیسا کہ تفصیلی مذکور ہو چکا اسجگہہ مؤلف رسالہ ہذا لکھتا ہی کہ چونکہ یہ مسئلہ خاص وقت
طلب اور تشریح طلب ہی لہذا بنظر حفظ ایمان وحصول اطمینان عامہ مومنین کے مزید توضیح استمام
کی ضروریات اور واجبات سی ہی وہ یہ کہ بہت گو قول بعض علماء کا کہ وجوب اتباع مذہب امام معین بحیثیت
دوام والتزام پر کوئی حجت شرعی نہین ہی وقت لاحق ہونے اشد ضرورت اور واقع صعب کی بحکم قاعدہ
شرعی الضرورات تبیح المحذورات انتقال بمذہب مجتہد دیگر جائز ہی مثلاً مسئلہ چاہ مین بمذہب امام
شافعی حدیث قلتین پر عمل کرنا اور مسئلہ زوج مفقود مین بمذہب امام مالک فتوی دینا یہ قول انکا مقتضی
ہی اسکا کہ مذہب مجتہد معین پر دوام والتزام ضروری نہ سمجھا جاوی جواب اسکا بفکر مصیب وغور
بلیغ بمقتضای حق پسندی وصواب اندیشی منصفانہ سننا اور سمجھنا چاہیئے وہ یہ کہ یہ تشریح صدر
جیسے یہ مسئلہ بتحقیق اکابر علماء دین بتوضیح تمام ثابت ہو چکا ہی کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ
مذہب معین کی تقلید پر متفق نتھے اور زان بعد مذہب معین کی پابندی واجب ہو گئی اسیطرح اس
حیثیت التزام اور دوام کا بھی وجوب اس آشوب عظیم مین اقوال علماء دین سی پایۂ ثبوت ومرتبۂ
تحقیق کو پہونچا ہی اور بیان مختصر اسکا یہ ہی کہ باقوال علمائے محققین یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچا ہی کہ بوجہ
اختلاف ازمنہ وامکنہ واشخاص حکم بعض اشیا کا بسبب کسی علت کے مختلف ہو جاتا ہی مثلاً نسبت نکلنی
عورات کے وقت شب جانب مساجد ارشاد نبوی صادر ہوا ہی جیسا کہ بخاری شریف مین ابن عمرؓ سے
مروی ہوا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جب تمسے تمہاری عورتین وقت شب جانب مساجد جانے کی
اجازت طلب کرین تو اجازت دو اونکو۔ اسجگہہ محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ عہد کرامت مہد
جناب رسول مقبول صلعم مین ببرکت وشرف صحبت ونور نبوت مرد اور عورتین سب حلیہ تقوے و
صلاح سے آراستہ وپیراستہ تھین اور عدم فتنہ وفساد اوس زمان فیض نشان مین غالب تر
تھا لہذا وقت شب کے نکلنے عورات کے باب مین ارشاد نبوی صلعم صادر ہوا اور بعد انقراض زمان رسالت
وغروب آفتاب نبوت فی الجملہ قلوب ونیات مین الا ماشاء اللہ امور تقوے وصلاح مین تغیر وفساد

ظاہر ہوا لہذا بروایت ترمذی مروی ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس باب مین فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا صلعم عورات کے امور نامرضیہ و اطوار ناز یبا ملاحظہ فرماتے تو البتہ آپ عورات کو جانے مساجد سے منع فرماتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتونکو ممانعت تھی پس مقام غور و فکر کا ہی کہ جبکہ قرن صحابہ مین جو بعد قرون نبوت خیر القرون ہی دفعۃً یہ تغیر و انقلاب ظہور پذیر ہوا تو ازمنہ دیگر کو یوماً فیوماً خراب وابتر و بدتر مین کیا کہا جاوے خصوصاً اس زمانہ پر فتنہ ظلمت نشانہ مین کہ فتنہ و فساد و فسق و فجور تمام آفاق کو محیط ہی اور بلاد مشارق و مغارب اس آشوب و شورش سے معمور ہے اسوقت مین نکلنا عورتونکا وقت شب جانب مساجد قطعاً ممنوع ہی۔ پس اس تحقیق سے صاف ثابت ہوگیا کہ اختلاف ازمنہ و امکنہ و اشخاص کو اختلاف بعض احکام مین بڑی تاثیر قوی ہی لہذا اسی بنا پر مسئلہ ما نحن فیہ کو قیاس کرنا چاہیے یعنی انہین وجوہ مذکورہ سے اکابر علماء دین نے تعیین و تخصیص مذہب مین حیثیت التزام و دوام کو ضروری تسلیم کیا ہی۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ وقت ضرورت اور عند الحاجت اگر دوسرے امام کی تقلید کرے تو کوئی محذور شرعی لازم نہین آتا ہی اسواسطے کہ رفع ضرورت و دفع حاجت ہر وقت مشروع ہی جیسا کہ قول بعض علماء کا ہی مسئلہ چاہ مین جواز تقلید شافعی کی اور مسئلہ زوج مفقود مین جواز تقلید مالکؒ کی پس مسئلہ چاہ کے باب مین ہم حنفیہ کا یہ جواب ہی کہ حنفیہ کو اس مسئلہ مین تقلید مذہب شافعی کی کچھہ ضرورت نہین ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ خود مذہب حنفیہ مین بعض مسائل شرعی عموم بلوی و استحسان پر محمول ہین بوجہ اسکے کہ اجتناب و احتیاط اونسے سخت دشوار ہے مثل طہارت آب چاہ یا طہارت خاک شارع عام وغیرہ کیونکہ یہ امر محالات سے ہی کہ حقتعالے اپنے بندونکو حرج عظیم مین ڈالے اون چیزون مین جو کثیر الوقوع اور عموم البلوی کے قبیل سے ہون چنانچہ خود فرماتا ہی یرید اللہ بکم الیسر یا دوسری جگہہ ارشاد ہوا وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ درمختار و طحطاوی مین مذکور ہوا کہ محمد بن حسنؒ نے لید و گوبر کو آخر حال کین پاک کیا عموم بلوی اور مزید مشقت اور حرج عظیم کیوجہ سے اور یہی قول ہی امام مالکؒ کا ف جبکہ امام محمد خلیفہ وقت کے ساتھہ رے مین داخل ہوی اور آپنے تکلیف و مشقت لوگونکی زیادہ دیکھی کہ راہین اور سرائین اس سی پر ہین تو مجبور ہو کر تخفیف کا پہلا قول ترک کر کے آپ طہارت کے قائل ہوی اور اسی بنا پر عمدۃ الاحکام مین کشف بزدویؒ سے منقول ہوا

کہ مفتی کو مستحب ہی کہ عوام پر آسانی کی غرض ہی رخصتون پر فتوی دے مثلاً حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک جگہو نہین بدون جانماز کے نماز پڑہنی اور سڑکو نکی مٹی سے پرہیز نکرنا ایسے مقام پر جہان مٹی کو علماے دین پاک ہونیکا حکم دین۔ تو اب غور کرنیکا مقام ہی کہ ایسی حالت مین مسئلہ طہارت چاہ مین بربناے مذہب شافعی حدیث قلتین کے ساتھ حنفیہ کو تمسک کرنا اور علماء دین کے باہمی بحث و نزاع و سبع و قیل و قال طویل مین پڑنا محض ایک امر زائد و لاطائل ہی اور دوسرا مسئلہ بقول بعض علماء جواز انتقال مذہب دیگر مین مسئلہ زوج مفقود ہی اسکا مختصر بیان یہ ہی کہ حنفیہ کے نزدیک مفقود کی مدت مین اقوال مختلف وارد ہوے ہین یعنے نوے سال وقت ولادت سے یا سو برس یا ایک سو بیس برس یا یہ کہ اوسکے اقران اوسکے شہر کے کل مرجاوین وغیر ذلک من الاقوال غرض اس مدت کے گذر نیکے بعد علے اختلاف الاقوال زوج مفقود کی موت پر حکم کیا جاویگا اور امام مالک کے نزدیک چار برس ہین یعنی اونکے نزدیک بعد گذرنے اس مدت کے عورت چار مہینہ دس روز عدت وفات مین بیٹھے اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت دوسری سے نکاح کرے پس بلحاظ فتنہ و فساد اگر اس باب مین موافق مذہب امام مالک کے کوئی حنفی تقلید کرے تو اسمین کچھہ خوف نہین ہی۔ جواب اسکا ہم حنفیہ کیجانب سے یہ ہی کہ اسمین کچھہ شک نہین کہ زوجہ مفقود کو اسقدر زمانہ طویل تک انتظار کرنا دشوار ہی اور اس عرصہ مین احتمال انواع فتنہ و فساد ہی مگر مولف رسالہ ہذا اس باب مین بچند وجوہ بدیہی سامعہ خراشی کرتا ہی اور ارباب حق پسند سے منصفانہ داد چاہتا ہی وہ یہ کہ اس ہجوم آشوب و شورش مین امام مالک کے قول کی تقلید مین امن و اطمینان اصلاح و انتظام عورات بلاد ہندوستان کا اگر ممکن سمجھا جاوے تو ہم حنفیہ کو بلا تعصب و اصرار بوجہ اشد ضرورت اس قول کی تسلیم و تعمیل مین کچھہ قیل و قال نہین ہی مگر غیر تعصب بکر حال یہ ہی کہ بمقتضاے قول عارف ؎ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔ عاقل کو ہر ایک امر معاش و معاد مین مآل و انجام پر خیال کرنا ضرور ہی لہذا اس ہجوم شورش و آشوب مین اولاً مفتی کو ہندوستانی عورات کے مزاج و عادات و کیفیت برتاو و حالات پر نظر کرنا چاہیے اور زان بعد چار برس کی میعاد و مدت کو بغور سمجھکر لاخیر فیہ پڑھ کر اس باب مین فتوی دینا چاہیئے کیونکہ مقام سخت نازک و باریک ہی طبیعت معنی آفرین پر اسکے حرج و نقصان عیان و آشکارا

ہین آغاز اوسکا یہ ہی کہ ولایت ہندوستان مین بوجہ کمی و تنگی اسباب معیشت اکثر اشخاص اعلے
وادنے و متوسط بطلب معیشت دیگر ممالک و اقالیم مین بحالت اضطرار نکلجاتی ہین اور بوجہ گردش فلکی
بلے آب ودانہ آوارہ وخستہ حال سالہاسال گمنام اور بلے نشان پڑی پہرتے ہین آٹھ آٹھ نو نو
برس تک اونکا مطلق پتہ ونشان نہین ملتا ہی اور اس مدت مین عورات منکوحہ اونکی بامداد وکفالت
والدین یا نگرانی دیگر عزیز واقارب بالمحنت وریاضت خود بعفت وعصمت بسر کرلیتی ہین اور زان بعد
مع الخیر باسامان یا ناکام اونکے شوہر اپنے گہر وطن مین پہونچتے ہین اور اوسوقت سے طریق
حسن معاشرت وسلسلہ ضبط وربط باہم جاری ہوجاتا ہی چنانچہ آجتک ایک طرحکا خیر وامن
اسی کارروائی مین چلا آتا ہی - اب غور کرنے کی جگہہ ہی کہ اس ہجوم شورش وآشوب زمانہ
مین اگر امام مالک رح کے قول پر چار برس کا فتوی دیا جاوی اور زان بعد اوسکا شوہر حاضر ہو
اور اپنی بی بی منکوحہ کو دوسرے کے ساتھہ ہم صحبت وہم بستر اگرچہ بحالت نکاح پاوی تو ظاہر
ہی کہ اوسوقت خاص مین اوسپر کیفیت اشتعال طبعی وقوت غضبی کسقدر چہ غالب ہوگی ضرور ہی
کہ اوس جوش وخروش واشتعال طبیع مین بخیال حفظ آبرو وننگ وناموس ولحاظ وپاس
اقران وامثال ونیز بخیال خانہ بربادی وخانہ بدوشی خود بالیقین مرتکب قتل نفوس ہوگا
اور انجام کار آپ مقتول ہوگا - فی الحقیقت اگر عورت ہندوستانکی کان اس اجازت ورخصت
کے سننے سے آشنا ہوگئے اور اونکو امام مالک کے قول کے معنی پر اور فتوی مفتی پر اعلام
واشعار بلیغ ہوگیا تو بقول شخصے دیوانہ را ہوئی بس است اس ہجوم آشوب وشورش سے ہن
ناقصات العقل کیجانب سے بلاد ہندوستانمین عجوبہ تماشہ وطرفہ ماجرا ہنگامہ آرا ہوگا یعنی
اس قسم کی عورتین زمانہ چار برس گذرنیکی منتظر ومشتاق رہینگی اور اس فتوی شرعی اور
اجازت مذہبی کو صریح حجت دینی سمجھکر چار برس کی بعد بیباکانہ وآزادانہ بیخوف وخطر نکاح کرلیا
کرینگی اور اوسوقت مزاحمت وتعرض عزیز واقارب کو کچہ گنجایش نہوگی اور انجام کار اس واقع ہائلہ
کا وقت حضوری شوہر اول یہ ہوگا کہ نہ مفتی سلامت رہیگا اور نہ مستفتی اور نہ زوجہ ہوگی نہ زوج
کیونکہ جیسا یہ زمانہ پرفتنہ ظلمت نشانہ مظہر کامل ظہر الفساد فی البر والبحر ہی سب پر عیان ہی فتنہ
وفساد کو حیلہ وبہانہ چاہیئے پس یہ صورتین تو مجسم فتنہ وفساد ہین اور اس تحریر فقیر پر حصول

کمال الیقین بمرتبہ حق الیقین مفتی کو خاصکر ولایت افغانستان مین حاصل ہوگا کہ اگر افاغنہ و خوانین حنفیہ مین سے کسیکے مواجہ مین چار برس گذرنیکے بعد نکاح ثانی کر لینے کا فتوی دیدیا تو یقین ہی کہ مفتی اوسیوقت جان بحق تسلیم ہوگا اور اگر احیاناً کہین یہ فتوی جاری ہوگیا تو گویا نزول بلای آسمانی یا تجدید واقعات چنگیز خانی کا موقع آگیا یعنی بمقتضای والفتنۃ اشد من القتل نہ معلوم کتنی قاضی و مفتی و شاہدین بیگناہ قتل ہونگے اور کتنے خانمان برباد و تباہ ہونگے تو اب ان وجوہ بدیہی و حرج و نقصان یقینی سے صاف ظاہر ہوا کہ اس کارروائی مین کسیطرحکا امن و اطمینان نہوا بلکہ علاوہ خانہ بربادی و خونریزی و تباہی بندگان خدا کے موجب حدوث انواع آفات و ہجوم حوادث و مہلکات ہوا بقول شخصے ع گرہمین مکتب است و این ملا + کار طفلان تمام خواہد شد + دیکھو ایک سرسری مسئلہ شرعی مین صاحب در مختار وغیرہ فقہاء کرام کیا لکھتے ہین کہ مکروہ ہے پیچھے صف کے تنہا کھڑا ہونا اگرچہ صف مین جگہہ نہ پاوے بلکہ ایک نمازی کو صف مین سے اپنے برابر کھینچ لے ذکر کیا اسکو ابن کمال ؒ نے لیکن صاحب قنیہ وغیرہ علماء و فضلا نے اس مقام و محل کو بغور و فکر سمجھکر یہ فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین نہ کھینچنا اولی ہے کیونکہ اب اسوقت مین لوگون مین جہل زیادہ ترقی پا گیا ہے اکثر لوگ ناواقفی کی جہت سے لڑ پڑتے ہین اور دیگر مقتدیونکی بھی نماز فاسد کرتے ہین چنانچہ اسی بنا پر صاحب بحر الرائق لکھتے ہین کہ جب صف مین جگہہ نہ پاوے تو تنہا کھڑا ہونا مکروہ نہین ہے اور دوسرے نمازی کے کھینچ لینے کو نہین لکھا پہلا انصاف کا مقام ہے کہ جب فقہاء کرام نے نماز مین صرف بوجہ خیال لڑائی کے تنہا کھڑا رہنا نماز کا بلا کراہت جائز رکھا بلکہ نمازیکا نہ کھینچنا اولی قرار دیا تو اب اس حالت مین دوسری کی عورت منکوحہ اپنی صحبت و معاشرت کے لئے خلاف مذہب و اجتہاد حنفیہ کھینچ لیجاویگی تو نتیجہ اسکا بجز باہمی خونریزی و خانمان کی تباہی کے صورت آشتی و خاموشی و امن کیونکر سمجھہ لیجاوے کیونکہ یہ ایسے موقع و محل حفظ ننگ و ناموس کے پر خوف و خطر ہین کہ اسمین اراذل و اجلاف کو بھی معاً اشتعال طبعی و غیظ و غضب قلبی پیدا ہوجاتا ہے اور اس باب مین اب زیادہ تر حاجت و ضرورت اقامت ادلہ و براہین کی اسوجہ خاص سے نہین ہے کہ یہ امور وجدانی ہین قیاس اپنی نفوس و طبائع پر ایسے امور اضطراری مین کافی و بس ہے خلاصہ یہ کہ اسیطرح دیگر مسائل جزئیہ مین جنمین محققین علماء دین

سے اختلاف ازمنہ وامکنہ واشخاص واحوال وتعامل وعرف دیار ومصالح نظمی پر لحاظ وخیال
کرکے اونکے جواز وعدم جواز کے حکم مین توقف کیا ہی اس صورت مین یہ قول بعض کا کہ بحکم
ضرورت انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف جائز ہی جیسے مسئلہ چاہ مین تقلید
شافعی اور مسئلہ زوج مفقود مین تقلید مالکی جائز ہے پس ان دونون مسئلو نکی تحقیق وتنقیح سے
صاحب بصیرت وارباب حق پسند پر کما ینبغی ظاہر ہوچکا کہ یہ دونون نظیرین فریق مخالف کی بتصریح سند
خلاف تحقیق ودور از حقیت وصواب اندیشی ہین

خاتمہ کتاب بعون افضال الٰہی وامداد فیوض بارگاہ عالیجاہ احمدی ہی فضائل ومناقب امام الائمہ
سراج امتی تابعی حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ کوفی تمام ہوے ونیز بضمن اسکے تقلید مطلق ومقید کا تفصیلی بیان
اقوال اکابر ائمہ دین وروایات جلیلہ علماء ربانین متقدمین ومتاخرین سے پایۂ ثبوت وتحقیق کو پہونچا لہذا اب ہر
مسلمان کولازم ہی کہ دین محمدی وملت مصطفوی مین حضرات ائمہ اربعہ مجتہدین کو ارکان دین محمدی
وعمائد قصر مشید شریعت مصطفوی سمجھے اور اونکے کلمات طیبات واقوال وروایات کو ونیز جملہ کتب فقہیہ
ومسائل اجتہادیہ واحکام استنباطیہ کو حق جانے اور اونکو کتاب وسنت کے ہرگز خلاف نہ سمجھے اور بتصریح صدر
باہمی اختلافات حضرات صحابہ کرام وائمہ دین اسلام مومنین کے حق مین خاصۃً رحمت عامہ تصور کرے
ونیز بتصریح صدر ظواہر حدیث پر عمل نکرے اور ائمہ مجتہدین کی شان جلیل مین قیل وقال لایعنی وچون
وچرا بیمعنی سے محتاط ومجتنب رہے اور غیر مقلد وبیباب ہوکر معاذ اللہ شریعت مصطفویہ کو بازیچۂ اطفال
ولہو ولعب صبیان نہ بناوے بلکہ اسپر بیقین جازم رکھے کہ بعد قرآن وحدیث کوئی سخن حضرات ائمہ دین
کے کلام سے افضل وفائق نہین ہی کہ وہ حقیقۃً وارث انبیاء کرام وہادی ورہبر احکام دین اسلام
ہین ان الدین عند اللہ الاسلام علم انکا شعبہ علم لدنی سے ہی نہ علم کسبی سے ونیز علم انکا ظل علم ادبنی
ربی سے ہی نہ از جہان علمنی ابی سے صلوات اللہ علیہم اجمعین خصوص ذات بابرکات گلدستہ کمالات وکرامات
کعبہ علم وعمل قبلہ شرف وفضل بہار گلشن دین اسلام مقدم علماء کافہ انام مرشد حقنما خاص وعام اہل
اسلام امام شریعت وطریقت شہنشاہ اقلیم تقوی وطہارت عارف کامل معانی ومطالب کتاب وسنت
سلطان ملت مصطفوی برہان حجت نبوی شمع انجمن شریعت محمدی میوہ شجرۂ مصطفوی شعبہ درخت
نبوی مصداق سراج امتی یعنی امام الائمہ حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ تابعی کوفی ہین جنکی شان عظیم

کے بیانمین حضرات ائمہ معاصرین مجتہدین واکابر اولیاء کاملین ونفوس قدسیہ حضرات صوفیہ عارفین
نے مناقب جلیلہ وفضایل حمیدہ بالاتفاق بیان کئے ہین اور مجلدات کبیر ترتیب دیئی ہین اوراجتک
ثقات علماء دین اونکی محاسن علمی وکمالات عملی وتبحر وملکہ استنباطی وقوت وصحت اجتہادی کوانہ قبیل
متواترات نقل کرتے چلے آئی ہین پس اگرچہ اس اجمال کی تفصیل اس کتاب مین بشرح طویل مذکور
ہوچکی ہی مگر بمقتضای ذوق مشرب اہل محبت ؎ از ہرچہ میرود سخن دوست خوشترست ٭ بنظر ضرورت
خاتمہ سخن مائل ودل یہ ہی کہ ماہر علوم صوری ومعنوی عارف گنجینہ اسرار خفی وجلی کاشف غوامض شریعت
مصطفوی حضرت سیدنا سفیان ثوری جنکو ائمہ وقت امیر المومنین کہتے تھے اور وہ مجتہدین پنجگانہ مین
معدود بھی اور ورع وزہد مین بیمثل وبیعدیل بلکہ سید القوم تھی مگر باایہمہ کمالات علمی وکرامات عملی وعرفان
عظیم وشان جلیل حضرت امام ابوحنیفہؒ کی شان عظیم کے بیان مین صاف یہ فرماتے ہین کہ ہم
امام ابوحنیفہؒ کے سامنے ایسے تھی جیسے باز کے آگے چڑیان ہوتی ہین اور بتحقیق کہ امام ابوحنیفہ رح
سید العلما تھی وقال سفیان الثوری کنا بین یدی ابیحنیفۃ کالعصافیر بین یدی البازی وان
اباحنیفۃ سید العلماء حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جنکو علماء عصر اور ائمہ وقت شہنشاہ علماء کہتے تھے
چنانچہ ایکبار اونکو آتے دیکھکر حضرت سفیان ثوریؒ نے اونکی شان مین فرمایا تعال یا رجل المشرق
یعنی آہو رجل مشرق کے حضرت فضیل عیاضؒ نے یہ کلمہ سنکر فرمایا والمغرب ومابینہما یعنی یہ رجل
اہل مشرق کا ہی نہین ہی بلکہ یہہ رجل افضل ہی اہل مشرق ومغرب ومابینہما کا پس باایہمہ فضائل
عظیمہ وشان جلیلہ وہ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ رح کی خدمت ورفاقت واتباع مین حاضر رہتے تھی
اور اونکے فیضان صحبت کیمیا خاصیت سی اسرار رموز شریعت مصطفوی ودقایق وغوامض احادیث نبوی
سی مستفید وبہرہ یاب ہوتے تھی اور اکثر اوقات بیان محامد ومحاسن حضرت امام اعظم جہانمین آمادہ وسرگرم
رہتے تھی اس طریق پر کہ نہین دیکھا مینے کسیکو اپنی عمر مین کہ جسنے کلام کیا ہو علم فقہ مین زیادہ نیک
امام ابوحنیفہ سی۔ اور تھی امام ابوحنیفہ اپنی اہل زمانہ مین سب سے زیادہ فقیہ باوجودیکہ مینے ملاقات
کی ہزار علماء جلیل القدر سے اور اگر نہ ملاقات کرتا مین امام ابوحنیفہ سے تو البتہ ہوتا مین علم دین
مین مفلسون اور ناکامون مین سی۔ ونیز یہ فرماتے کہ اگر وزن کیجاوے عقل امام ابوحنیفہؒ کی نصف
اہل زمین سی تو البتہ غالب آوے عقل امام ابوحنیفہ کی اور نہین ہی نظر اوسکا دونون مشرق اور دونون

مغرب مین اور نہ کوفہ مین مراد اس سے تمام دنیا ہے اور کون ہے امام ابوحنیفہ کی مانند عالی رتبہ ہونے
مین کہ وہ امام خلقت کا ہے ونیز بادشاہ کا جیسا کہ تفصیلی بیان اوسکا دوسرے باب مین مذکور
ہو چکا ونیز فرماتے ہین کہ دیکھا مینے حضرت سیدنا امام مسعر بن کدامؒ کو کہ وہ سیدنا امام ابوحنیفہؒ
کے حلقہ مین سامنے بیٹھکر مسائل فقہیہ ودقایق شرعیہ کا حل کیا کرتے تھے۔ ونیز دیکھا مینے سیدنا حسن
بن عمارہ قاضی بغداد کو کہ امام ابوحنیفہؒ کی رکاب پکڑے پاپیادہ جاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ قسم
ہے اللہ کی نہین دیکھا مینے کسیکو کلام بلیغ کرتے ہوے علم فقہ مین سیدنا امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ
اور نہ پایا مینے آپ سے زیادہ صابر اور نہ حاضر جواب اور بتحقیق کہ آپ اون سب علمار کے جنہون نے
کہ آپکے عہد مین کلام کیا ہے علم فقہ مین سردار ہین۔ اور کہا سیدنا معمرؒ نے کہ نہین جانتا ہون مین
کسی شخص کو کہ کلام کیا ہو اوسنے علم فقہ مین زیادہ معرفت امام ابوحنیفہ سے اور کہا سیدنا وکیع نے
کہ نہین دیکھا مینے کسیکو زیادہ فقیہہ اور زیادہ نیک امام ابوحنیفہؒ سے اور کہا سیدنا علی بن عاصم نے
کہ اگر وزن کیا جاوے علم ابوحنیفہ کا اوسکے اہل زمانہ کے علم سے تو البتہ غالب آوے علم ابوحنیفہؒ کا
اور یہی قول سیدنا بکر بن حبیشؒ کا ہے اور کہا سیدنا ابن شبرمہ نے کہ عاجز ہوگئین عورتین یہہ کہ
جنین مثل تیری اے امام اعظم تجھپر علم دین مین نہین ہے کچھہ تعب ومشقت اور کہا نضر بن شمیل نے
کہ آدمی سو رہے تھے علم فقہ سے یہانتک کہ جگایا اونکو امام ابوحنیفہؒ نے۔ اسیطرح سلطان دین امام
العارفین عارف رموز خفی وجلی سیدنا حضرت داؤد طائی جنکو اکابر ائمہ دین برہان المحققین مقتدا المتقین
وسید القوم وعیار طریقت کہتے تھے اور فے الواقع وہ انواع علوم شریعت وطریقت مین بہرہ تام
رکھتے تھے مگر باانہمہ غایت فضل وکمال قال وحال وشان عظمت وجلال بیس۲۰ برس کامل حضرت
سیدنا امام ابوحنیفہؒ کی خدمت ورفاقت مین حاضر رہے اور استفادہ کمالات علوم ظاہری و
باطنی فرماتے رہے۔ اسیطرح سلطان شریعت وطریقت عارف معانی ومطالب کتاب وسنت
حضرت امام مالکؒ تا زمان حیات سیدنا امام ابوحنیفہؒ کو پیشوای علماء دین اور مجتہد برحق شرع مبین
سمجھتے رہے چنانچہ بروایت اکابر ثقات حدیث منقول ہوا کہ وہ جابجا فرماتے ہین کہ قسم ہے اللہ کی
نہین دیکھا مینے مثل امام ابوحنیفہؒ کے صفات علمی وکمالات عملی مین وقوت قدسیہ اجتہادی
وملکہ استنباطی ودلائل قیاسی مین۔ اسیطرح مفتی اسرار الٰہی بہار باغ مصطفوی وارث

دین ہی حضرت امام شافعیؒ مطلبی کہ فیضان شرح صدر اونکے سے عالم پر نور اور انوار و برکات
حال و قال اونکے سے مشارق و مغارب معمور و مشکور جنہون نے بمضمون حدیث نبوی صلعم
طبقہ زمین کو علم سے بھر دیا تیرہ برس کی عمر مین اونکو یہ شان خداداد حاصل تھی کہ حرم اقدس
مین آپ یہ فرماتے اسلونی ماشئتم یعنے ای حاضرین سوال کرو مجھسے جو چاہو امام احمد حنبلؒ باوجود
ہونے امام دین و سنت و مستجاب الدعوات و کمالات علمی و عملی یعنی تین لاکھ حدیثین یاد ہونیکی
بنا بر استفادہ فوائد دینی حضرت امام شافعیؒ کیخدمت مین حاضر ہوتے اور کمال ادب و نیاز
و غایت تعظیم و تکریم سے غاشیہ برداری کرتے اور جب حاضرین و مستفیدین یہہ ہجوم نیاز داری
دیکھکر طعن کرتے تو امام احمد حنبل یہ فرماتے کہ ای حاضرین سنو اور سمجھو کہ جو کچھہ مجکو یاد ہی اون
کے معانی یہ نوجوان جانتا ہی اور یہ عالم کے لئے مثل آفتاب ہی غرض باوصف ہونے مجموعہ
کمالات علمی و عملی و حصول کمال عرفان و عظم شان قوت قدسیہ اجتہادی کے وہ امام ابو حنیفہؒ
کے حق مین یہ فرماتے ہین کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنے بال بچے ہین حضرت امام
ابو حنیفہؒ کے فقہ کے چنانچہ اسکو خطیب نے ربیع سے و نیز حرملہ بن یحیی سے روایت کی
کذا فی الطحطاوی عن تبییض الصحیفہ للسیوطی الشافعیؒ و الخیرات الحسان وغیرہما و نیز فرمایا کہ جو شخص
علم فقہ حاصل کرنیکا ارادہ کرے سو اوسکو چاہیئے کہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردونکا ساتھ نہ چھوڑے
اسواسطے کہ معانی و قیقہ اونکو سہل و آسان ہو گئے ہین اور قسم ہے خدا عز و جل کی کہ مین نہین فقیہہ
ہوا مگر محمدؒ بن حسن شیبانی کی کتابون سے جسکی شرح تفصیلی دوسری باب مین مذکور ہی اور جب
آپ سیدنا امام ابو حنیفہ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے بغداد شریف مین وارد ہوتے تو
آپ بحفظ ادب و لحاظ و پاس غایت شان حرمت و منزلت حضرت سیدنا امام اعظم علیہ الرحمتہ
اپنے اجتہاد کو چھوڑ دیتے یعنے نماز مین رفع یدین و قنوت و جہر تسمیہ نہ فرماتے و لنعم ما قال
الحافظ الشیرازیؒ ؎ حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ + ہر کرا نیست ادب لایق خدمت
نبود + افسوس صد افسوس مقام بصیرت و عبرت کا ہی کہ جنہنے اپنی نقد حیات و جنس گرانمایہ انفاس
مستعار مین ستر ہزار قرآن مجید ختم کئے اور چنتالیس یا پچاس برس پانچون نمازین ایک وضو
سے ادا کین اور پچپن حج ادا کئے اور علاوہ ایام منہیہ تا دم واپسین صائم رہے اور بصریح صدر

حضرات صحابہ کرام کے شرف صحبت سے مشرف ہو کر چند احادیث روایت کیں اور سو بار جناب
رب العزت کو خواب مین دیکھا اور بتصریح صدر عرفتنی حق معرفتک وعبدتنی حق عبادتک کا مژدہ
ومغفرت تابعین ومقلدین مذہب ابو حنیفہ کا وعدہ بیت اقدس حضرت رب العزت مین سنا
جسکے معنے تفصیلی دوسرے باب مین مذکور ہو چکے اور زہد وورع وتقوی وطہارت مین
اور اکل حلال وصدق مقال وتوبہ واستغفار مین زندگی کو بسر کیا اور ہدایا وتحائف سلاطین
وقت کو نہ قبول کیا اور صحبت خلفاء وقت وسلاطین عہد سے متنفر وہارب رہے اور بندگان
خدا کے ساتھ سلوک واحسان وتواضع ومواسات علماء دین ومشایخ کرام مین اپنا سرمایہ
صرف کیا اور ہر آن وہر ساعت اجتہاد فی الدین وحفظ احکام شرع مبین وخیر خواہی عامہ مومنین
مین مصروف رہے اور ضرب وحبس شدید وغایت عقوبت وتعذیب گوارا کی مگر خدمت قضا
نہ قبول کی انجام کار خالصاً ومخلصاً لوجہ اللہ وابتغاءً لمرضاۃ اللہ شہادت نصیب ہوئی جسکی
مظلومیت پر جنون نے تین شبانہ روز مرثیہ پڑھا اور ائمہ مشارق ومغارب نے گریہ وافسوس
کیا اور بوجہ ازدحام وہجوم خلایق چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی اور بیس دن تک لوگون نے
قبر شریف پر نماز ادا کی خلاصہ یہ کہ حضرت سیدنا امام اعظم کی وہ عالیجناب ہین جنکے تبحر وکمال
علمی وفضل وشرف عملی وقوت قدسیہ اجتہادی وملکہ استنباطی کی مدح سرائی حضرت سفیان
ثوری وحضرت فضیل عیاض وحضرت داؤد طائی وحضرت عبد اللہ بن المبارک وحضرت سفیان
بن عیینہ وجریج ومسعر بن کدام ولیث بن سعد واعمش وحماد بن زید وشقیق ومکی بن ابراہیم
وسہل بن مزاحم وحسن بن زیاد وہشام وابن ابی لیلی واوزاعی وشریک ووکیع ویوسف وزفر
ومحمد ومالک وشافعی وحنبل وغیرہم حضرات ائمہ دین علماء راسخین فی العلم سید العلماء کے ساتھ
کی اور اوسکی بزم ارشاد وحلقہ درس وتدریس ومجالس علمی مین اکابر ائمہ دین نے حاضر ہو کر
کتاب وسنت کے معانی ودقایق کو حل کیا۔ اور زان بعد طبقات سبعہ فقہاء کرام وائمہ عظام
ومشایخ اجلہ انام نے اوسکے مسائل اجتہادیہ کو بالراس والعین قبول کیا اور اکابر علماء عرب
وعجم سلف وخلف نے اوسکی تقلید کو صراط مستقیم واتباع شرع متین سمجھا اور بوجہ اسکے
کہ سب مجتہدین سے اول حضرت امام ابو حنیفہ نے اپنی سعی مشکور وجہد مبرور سے علم فقہ کو

ابواب وفصول کے ساتھ مرتب کیا اور لا متناہی حوادث اور واقعات عبادات ومعاملات کی
نسبت جزئیات مسائل دینی واحکام شریعت مصطفوی بتصریح وتوضیح تمام بیان کردئے اور
معنی تفصیلی اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے مومنین مشارق ومغارب پر مکشوف ہوئے
چنانچہ بوجوہ مذکورہ اکابر ائمہ دین نے بعد نماز اونکے حق مین دعاء خیر طلب کرنا ضروریات دین سے
لکھا اور اسی بنار پر اونکے محامد ومحاسن علمی وفضائل ومناقب عملی وقوت قدسیہ اجتہادی ونبحر
ملکہ استنباطی کے بیان مین مجلدات کبیر ترتیب دین اور امام الائمہ وسید العلماء وامام اعظم زمان و
امام برحق جہان وسراج امتی کہکر یاد کیا اور علمار حرمین شریفین نے اونکو رکن رکین دین محمدی
وسراج شریعت مصطفوی سمجھکر مصلے حنفی کو حرم اقدس اطہر مین صورۃً وعیاناً بطور مابہ الامتیاز
قرار دیا اور جملہ ارکان دین وائمہ شرع مبین نے مسائل اجتہادی حنفیہ کو بطیب خاطر مسلم الثبوت
سمجھا۔ افسوس صد افسوس یہ فرقہ غیر مقلد گمراہ نامہ سیاہ اہل شقاق سراپا نفاق نے ادب
لامذہب کور باطن براہ حسد ونفسانیت وغایت تعصب وجہالت بمقتضاے ام یحسدون الناس علی
ما آتاہم اللہ من فضلہ آیۃ من آیات الرحمن شمع کون ومکان حضرت امام اعظم جہان کی عالیجناب
مین قیل وقال لایعنی وچون وچرا بمعنی سے زبان درازی دیاوہ گوئی کرتے ہین یعنی بفحوای
یتخبطہ الشیطان من المس تقلید امام مقبول مسلم عرب وعجم مین واجتہاد مسائل مذہب حنفیہ مین
رد وقدح کرتے ہین یعنے کوئی کہتا ہے کہ ہم محمدی ہین کوئی کہتا ہے ہم شافعی ہین کوئی کہتا
ہے رفع یدین کا اجتہاد قوی ہے اور اجتہاد حنفیہ ضعیف ہے کوئی کہتا ہے امام ابو حنیفہ اصحاب الرای
ہین اجتہاد مین کتاب وسنت کے خلاف ہین کسیکا بیان ہے کہ ہمارا عمل حدیث پر ہے کوئی
کہتا ہے کہ مجتہدین کا قول حجت نہین کوئی کہتا ہے کہ علم فقہ کی کچھہ اصل نہین کوئی کہتا ہے کہ تقلید
حرام ہے کوئی مقلد کو مشرک کہتا ہے کوئی ائمہ مجتہدین کی غلطیان نکالتا ہے کیا ہجوم گمراہی و
بدبختی ووبال ونکال اخروی وفساد بدیہی ہے ایسی حالت مین مقام عبرت وبصیرت ہے کہ
ان نعمات جلیلہ وانعامات بزرگ کا ثمرہ وشکریہ کیا یہی ہے کہ معاذ اللہ ہم نامہ سیاہ شرمندہ گناہ
علمار امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی شان مین خصوص عالیجناب حضرت امام الائمہ امام اعظم
کے اجتہاد برحق وتقلید واجب العمل کی نسبت انکار کرین اور علم فقہ کو فضول اور بی اعتبار

م جہالت و شرارت و تعصب کلمات لایعنی و چون و چرا بمعنی زبان
ں سے قدسی ندانم چون شود سودا بازار جزا و لقد آمرزش بکف من
ں۔ بالجملہ خاتمہ سخن اُبطور کلمہ برحق بسبیل بلاغ یہ ہے کہ عالیجناب حضرت
ی رفعت شان و اجتہاد و تقلید کے باب میں قیل و قال کرنا اور آشوب
ں قسم کے مسائل و مباحث میں تعصب و اصرار و مجادلہ کرنا بالیقین موجب حبط
ں و نکال حال و مآل ہے فماذا بعد الحق الا الضلال والحق احق ان یتبع
الایمان عن بعض السلف قال من کان عقلہ اصغر من علمہ قتلہ علمہ و من تکلم
تر ذمہ بل الادب مطلوب و الصمت عن کثیر من الاشیاء واجب او مندوب
ں عواقبہا فی اللہ احسن فی الدنیا والدین۔ ہادی مطلق خدای برحق سب
و بادۂ عشق و محبت حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے منور و معمور رکھے
حسن خاتمہ اور طریق ادب خیر رفیق نطیب فرمادے آمین بجاہ سیدنا محمد رحمۃ للعالمین

ے بدل فاضل اجل ماہر علوم دینیہ عارف فنون عقلیہ مستند علمائے
فرین مولانا ملک محمد عبد المجید شاہ خان صاحب متوطن قاغان
من مضافات بلدہ کشمیر زاد مجدہ و فضلہ

عالمین علی کل حال و فی کل حین الذی نور قلوبنا بنور الصدق والیقین
ا اماما امین۔ فعلی الحق و اشتہر الدین و ثبت للذین اتبعوہم درجات
صلوۃ والسلام علی خاتم النبیین و امام المرسلین و علی آلہ و اصحابہ الذین
ارکان الیقین و رحمۃ اللہ و برکاتہ علی العلماء والمجتہدین خصوصاً علی
لکرام سلالۃ النبویہ خلاصۃ المصطفویہ محی السنۃ ماحی البدعۃ سیدنا
نا فی زمرتہ و احینا علی ملتہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اما بعد فیقول
رحمۃ ربہ ملک محمد عبد المجید شاہ خان المتوطن فی قاغان جعل اللہ آخرتہ

خیر امن اولاہ فیا کرام المعاشر ویا اولی البصائر ان ہذا الزمان لما کان مقتضیا ان یجمع کتاب فی مناقب وفضائل من ہو امام المجتہدین کما ان نبینا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم احد الملائمۃ فی ہواک لذیذۃ ٭ حبا لذکرک فلیلمنی اللائم ٭ براہین الساطعۃ فیکون للمخالفین والمعاندین حجۃ قاطعہ فلم یشتغلوا بہا الی ہذہ الآن ولکن اللہ معین للحق و لاولیائہ فی کل احیان فالقی فی القلب الذہی ہو الشیخ الاجل الاوحد لا تحصے مناقبہ ولا تعد الحبر اللبیب ناشر علوم الشرعیۃ عارج معارج الکمالات العلمیۃ والعملیۃ وصراف نقود المسائل الحنفیۃ مجمع کتابا یحتوی علی مناقب وفضائل الامام فیروی الاوہام ویدفع شکوک اوہام العوام ویشفی لہم من السقام انہر ہذہ ام بحر بل ہی مخزن الفنون جامع الاصول والفروع اقبلوا علیہ حتے شرح الصدور لعل یقول ناظر ہل لیستوی الاعمی والبصیر ام ہل تستوی الظلمات والنور لم یکتحل باثمد مثلہا عیون الدہور کیف لا وہی من تصانیف من علا فضلہ وعلمہ علے الاقران حافظ القرآن مولانا عبد الغفار خان مفتی ابدہ اللہ الکریم المنان ورفع درجاتہ علے اعیان الاعیان ولیس مقصود الموصوف من ہذا التصنیف الا اظہار الحق ورضاء الحق ہو الولی والہادی الی الحق والحق حقیق بالقبول عند ذوی العقول فایدہ اللہ تعالے الحق المبین وعصمہ بحبلہ المتین فاظہر شان الامین ببرکۃ طس

تقریظ مولانا فاضل جلیل عالم عدیم المثل جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول مولانا بالفضل اولانا مولانا محمد عمر صاحب دام فضلہ واجلالہ

الحمد لمن ہو اول بلا بدایۃ ہو آخر بلا نہایۃ علے ما ہدانا سبل الرشاد بارسال الہادین المہدیین من النبیین والرسل بالہدایۃ والارشاد فاوحی الیہم بالکتب والصحائف لسداد العباد ثم خلف بعدہم الذین ہم ورثتہم لتنبیہ النفوس الغافلۃ النائمۃ عن الضلالۃ والرقاد والصلوٰۃ والسلام علے من ختم بہ النبوۃ والرسالۃ خاتم النبیین وسید المرسلین علیہ وعلے آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ الزاکیات واکمل التحیات الطیبات الی یوم التناد اما بعد فیا معاشر المسلمین لاسیما حزب الحنفیین طوبے لکم باشتہار فضائل من لہ سبقۃ فی مضمار الاجتہاد

والاستنباط وابراز فضائل من له غلبته فی میدان الورع والتقوی والاقتصاد بین التفریط والافراط وهو امام التابعین وقدوة المجتهدین والمستنبطین فخر الائمة المتقدمین وکهف فخر المتاخرین سیدنا الامام الاعظم الاجل ابوحنیفه نعمان بن ثابت الکوفی رحمة الله علیه رحمة واسعة وقد اهتم بهذا الاشتهار واجتهد حق الاجتهاد بالاستنباط من کتب المتقدمین والمتاخرین وکشف عن وجوه تلک الخرائد بالترجمة والتفسرة الی لسان الهند لتسهیل العوام ولعمری لله دره باعتناء هذا الشان خصوصاً فی ذلک الزمان وتطاول الطغیان ولنعم ما قیل ؎ اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره ٭ هو المسک ما کررته یتضوع + من له توقد فی الاصول والفروع وتوغل فی المعقول والمنقول وهو العالم النبیل والفاضل الجلیل امام القضات والمفتیین الحافظ لکلام الله المبین الحاج لحرمین الشریفین زادهما الله تشریفاً وتعظیماً مولانا ابوالخیرات والباقیات الصالحات مولانا مفتی محمد عبدالغفار خانصاحب ادام الله فیضه الشافی عارشاده الکافی وانا العبد الفقیر الی رحمة ربه القوی البر المدعو بمحمد والمشهور بعمر ابره الله المبر یوم الفزع الابیض والاحمر والاصغر والاکبر وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

تقریظ جناب تقدس نصاب مولانا رئیس المحققین بقیة السلف الصالحین مستند علماء نامدار ودرة التاج فضلاء مشاہیر روزگار جناب مولانا محمد حسین صاحب زاد مجده وشرفه

الحمد لله علی ما هدانا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد رسول الله صلعم وعلی آله واصحابه هداة الاسلام ودعاة الانام الی دار السلام مخفی نرہے کہ صداقت وحقیت دین متین سید المرسلین پر ذرہ ذرہ عالم ظہور کا ہر زمان ومکان بحل لسان شاہد وناطق رہا ہے ؎ گواہی براعجاز او سنگ را ٭ فراخی بدو دعوت تنگ را + یہ بات محتاج بیان اور نیاز مند حجت وبرہان نہین البتہ اسوقت مین کہ حق گوئی وحق شنوی زمانہ سے النادر کالمعدوم کے حکم مین ہی خوشا نصیب انکے کہ جو قلت فرصت اور تنگی معاش دنیا مین اپنے دین حق کی مدد مین سرگرم ہین اور اسلاف واخلاف اہل الله کے محامد واوصاف کے اظہار اور انکے اقوال واحوال کے کشف استتار کو ذریعہ سعدی وآمادگی

اپنے نفوس قدسیہ کا بقول کسے سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ اور وسیلہ تمامی عباد اللہ کا بطرز خاص وبہ پیرایہ مناصعت واختصاص کرتے ہین ہمارے اس کلام کا مصداق احوالم عافیت آل ہمارے شفیق خلیق حاجی الحرمین الشریفین حافظ کلام معجز نظام لحضرت پروردگار عالم فاضل مفتی مولوی محمد عبد الغفار خانصاحب کا ہی کہ اندنون مین باشارہ سعی بیان تراجم کتب الراسخین فی العلم والعرفان اشعال چراغ ہدایت وایضاء سراج امتی منظور رکھا ہی یعنے ایک رسالہ مسمے بروح الایمان فی مناقب سیدنا ابیحنیفۃ النعمان لکھا ہی اور یہ رسالہ ان حضرت کی مصنفات ومؤلفات وغیرہ مین ساتوان ہی فی الحقیقت گویا دریار خطاب مستطاب ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم سے ایک نہر بسوے حضرت موصوف روان ہی اور اس پرچہ مین بھی کہ بیش از نقطہ سیاہی بررخ زیبائی نیست زیادتی لطف تشبیہ ثانی توجہ فیضان حضرت جمع بحرین تشبیہ وتنزیہ صلعم کے لئی اسمائے رسائل سابقہ مصنفۂ جناب موصوف الخطاب درج کرتا ہون اور وہ یہ ہین [1] تبصرہ حق نما دربارہ اثبات اسلام والدین حضرت رسول الثقلین صلعم۔ [2] نور العینین فی تقبیل الابہامین [3] مرج البحرین فی فضائل الحرمین۔ [4] فضائل القرآن۔ [5] باقیات صالحات فی فضائل التہجد والمسواک۔ [6] کنز الفرایض المحمدی ترجمہ اردو سراجی وشریفی۔ [7] روح الایمان فی مناقب سیدنا امام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رض والکنایۃ ابلغ من التصریح والبیان وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب عظمت نصاب حافظ قوانین فروع واصول کاشف دقایق معقول ومنقول جناب مولانا محمد اسمعیل صاحب زاد شرفہ متوطن بلدۂ فاخرہ جونپور

الحمد للہ الذی خلق الانسان علمہ البیان وجعل منہ الانبیاء والاولیاء والمجتہدین فی الاعیان والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمدن الذی نزل علیہ الآیات المبین وعلی آلہ

واصحابه الذین ہم جہدوا فی اجراء احکام الدین وشرع المتین اما بعد ہیچمدان خوشہ چین خرمن ارباب فضل وکمال عبد ذلیل المفتقر الی ربہ الجلیل المدعو بمحمد اسمعیل جونپوری غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی ارباب طالبان جادہ مستقیم وپویای مسلک سلیم محترز از اختلافات سقیم کو مژدہ دیتا ہی کہ اس زمانہ پُر حوادث وشیوع جہل مین کہ چمن بہار علم مین ہوا خزاں کی عالمگیر ہی ہر شخص فرط انہماک تفحص وتجسس ازدیاد وجہ معاش دنیوی مین مصروف ومشغول اور تحصیل علم دینی سے عنان تاب تحصیل علم ومنزلت ذی علم برطرف بلکہ صحبتون علماء سالک مسلک حق سے فرار واقوال واجب الامتثال اونکے سے انحراف بعض بوجہ نقصان فہم اور بعض بوجہ قلت علمی وکم مایگی ادراک دقایق ادلہ مسائل فقہیہ واحکام وشرف حالات مراتب قوت ادراکیہ نفوس قدسیہ ائمہ دین اعلی اللہ درجہتم فی اعلی علیین سے بی بہرہ وقاصر رہکر صراط مستقیم سے منحرف پس ایسے زمانہ پرفتن وشورش تعصب ومحن مین محض بہ نیت افاضۂ خیر وافادۂ عام اہل اسلام کہ امراض نقصان دینی سے صحیح وسالم وشر ور وسواس شیطانی سے بچتے رہین کتاب لاجواب معلی القاب کہ شاہد مضامین مختلفہ مناقب متفق علیہ دیار عرب وعجم سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مشحون ومالامال ونیز عرائس ادلہ ثبوت تقلید مواضع متعددہ کتب مطولات دیگر مین جلوہ گزین بعبارات عربیہ متین یقین فارسی دان وارد وخوان شرف حصول مضامین متذکرہ سے محض ناکام وبی بہرہ تھے بنائرٍ علیہ باوجود کثرت اشغال متنوعہ وتراکم افکار مختلفہ ہمت بلیغ وسعی مالیلیق ولغوم مشکور مبہر ور عالم علامہ زبان طلیق اللسان دقیق البیان موسس اساس شرع خیر الناس مبر امن شر الوسواس الخناس محی مراسم حق ویقین مروج احکام شرع متین حاجی حافظ مفتی ریاست گوالیار جناب مولانا مولوی محمد عبد الغفار خانصاحب برادر عینی جامع فضائل علوم عقلی ونقلی صاحب طبع ثاقب وفکر صائب مرجع انام یادگار حکماء زمان سلف ومستند وسرآمد اطباء نامدار خلف حضرتنا واستادنا حاجی حکیم جناب مولوی عبد الستار صاحب صانہما اللہ عن جمیع الشرور والاہوال نے بزبان سلیس اردو بامحاورہ ترجمہ فرماکر دامن تمنا طالبین ومشتاقین کو دلایل تقلید وحالات سیدنا حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کو صدف معمور

ورمقصود نے بہا سے مستغنی عن الغیر فرمایا میں نے اوسکو بدیدۂ امعان از اول تا آخر بنظر غور وشمنی
جو دیکھا تو لایق عمل وکار آمد دوستان پایا اعطاہ اللہ اجرا جزیلا وثوابا جمیلا واسعف اللہ مرامہ
فی المعاش والمعاد ونفع بہ اللہ تعالے لجمیع المسلمین والمسلمات الی یوم التناد بحرمۃ النون والصاد

مادۂ تاریخ بلا تخرجہ وتعمیہ من نتایج افکار حضرت علامہ فاضل اجل سخنور ناظم وناثر بی مثل فاد من مضمار بلاغت وفصاحت سباح بحار غوامض ودقایق عارف علوم معانی اعنی جناب مولانا محمد حسین المعروف فی اقلیم الہند بلقب نامی زاد عرفانہ وکمالہ

محاسن امام اعظم جہان - ۱۳۱۱ھ ہجری

قطعۂ تاریخ من نتایج طبع وقاد صایب وفکر نقاد شہاب ثاقب یادگار روزگار مستند اہل فضل وکمال حامی الاسلام والمسلمین اعنی جناب مولانا محمد انیس الدین صاحب زاد فضلہ

در وصف بوحنیفہ چہ نادر رسالہ گفت
لالست از بیان کمالش زبان ما

مخدوم ما مکرم ما قدردان ما
بنوشت سال طبع خلیق خامہ انیس

مفتی شرع ابلغ وافصح بیان او
گلدستہ صفات امام زمان ما
۱۳۱۱ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ درین ایام میمنت التیام غذاے روح وروان یعنی محاسن امام اعظم جہان الملقب بہ روح الایمان فی مناقب سیدنا ابی حنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ - از تالیف وحید عصر فرید دہر برگزیدۂ بارگاہ حضرت کردگار مولانا محمد عبد الغفار صاحب مفتی صدر عدالت لشکر گوالیار سلمہ اللہ تعالی بتصحیح تمام وکمال بخط خوب وبتقطیع خوش اسلوب حسب ایمای جناب مولانا حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ الصمد بماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ ہجری صلی اللہ علیہ وسلم باہتمام کارپردازان مطبع مطبع مجتبائی واقع دہلی حسن انطباع یافت فقط

فہرست مضامین روح الایمان فی مناقب النعمان



نام حق محشی صحیح خوشخط مجتبائے
مفتاح الصلوة - فارسی محشی
بحواشی نافعہ نہایۃ صحیح وخوشخط
ترکیب الصلوة اُردو بچوں کے لئے
عمدہ ہے - مجتبائی دہلی
حقیقۃ الصلوة اُردو مع رسالہ
بے نمازان - مجتبائی دہلی
راہ نجات اُردو صحیح خوشخط مجتبائے
رفاہ المسلمین ترجمہ اُردو وسائل
اربعین مولوی محمد اسحٰق صاحب محدث
دہلوی رح مجتبائی دہلی
زبدۃ المناسک اُردو احکام
حج وعمرہ مولفہ مولانا رشید احمد صاحب
مفتاح الجنان اُردو دربیان
اذکار ونوافل - مجتبائی دہلی
مفتاح الجنۃ محشی مع خطب و
اضافہ رسالہ عماد الصلوة مجتبائی
نجات نماز - ترجمہ اسرار الصلوة
قابل دید ہے - مجتبائی دہلی -

عقائد

عقائد نامہ اُردو از مولوی
[illegible]وت علی مرحوم - مجتبائی
[illegible]اس التوحید - فارسی اس
[illegible]مین عقائد کے متعلق کل
[illegible]ری باتین جمع ہین - مجتبائے

فرایض

علم الفرائض مع مخصات الحساب
کنز الفرائض ترجمہ اُردو سراجی
وشریفی عامل المتن - مجتبائی دہلی

کتب صرف ونحو

حنفیہ شرح مراح الارواح وبرحاشیہ
بخط عربی فلاح شرح مراح مجتبائی
زرادی نہایۃ صحیح خوشخط محشے
بحواشی جدیدہ - مجتبائی دہلی
زنجانی - محشی صحیح خوشخط مجتبائے
شافیہ محشی نہایۃ صحیح خوشخط بخط
عربی عمدہ کاغذ پر طبع کیا ہے مجتبائے
صرف میر منظوم مؤلفہ مولانا
جامی وشاہ ولی اللہ رح مجتبائی دہلی
مراح الارواح محشے بحواشی
جدیدہ - مجتبائی دہلے
نور محمد مدقق شرح صرف میر مع
صرف میر منظوم - مجتبائی دہلی
ہدایۃ الصرف مؤلفہ مولانا
بحر العلوم - محشی بحواشی نافعہ مجتبائے
شرح مائۃ عامل محشی واضح صحیح
مع حل ترکیب وحل لغات مجتبائے
ضریری محشی صحیح مجتبائی
کافیہ مع شرح فارسی واضح نہایۃ
صحیح مقبول عام - مجتبائی دہلی

مجموعہ نحو میر محشی مع ہفت رسائل
صحیح وخوشخط - مجتبائی دہلی -
ہدایۃ النحو محشے ہم تقطیع کافیہ

منطق وحکمت

شرح میزان منطق - فارسی
شرح سلم بحر العلوم - از مولانا
عبد العلے ابو الفرح - مجتبائی -
قطبے شرح شمسیہ محشی بحواشی جدیدہ
وقدیمہ نہایۃ صحیح مقبول عام مجتبائے
مرقاۃ محشے بحواشی جدیدہ مجتبائے
میر قطبے محشی مقبول عام مجتبائے
مبادی الحکمۃ - رسالہ منطق
بزبان اُردو - مجتبائی دہلی -
الکافی لحل ایساغوجی مع
میر ایساغوجی محشے مجتبائی -

ادب وانشا

تسہیل الدراسہ شرح دیوان
حماسہ - مجتبائی دہلی
تسہیل البیان فی شرح
الدیوان یعنی شرح دیوان متنبی -
التعلیقات علی سبع المعلقات
یعنے شرح سبعہ معلقہ تینون شرح
افضل العلماء مولانا ذو الفقار علی
دیوبندی نے تحریر فرمائی ہین -

شرح سبعہ معلقہ زیر طبع -
مکاتیب رشیدیہ مولانا
رشید الدین خان اور صاحب
نفحۃ الیمن کے مراسلات عجیب
انشا ہے قابل درس ہی - مجتبائے
نفحۃ الیمن معرب مع حل اشعار
ولغات برحاشیہ بزبان فارسی -
رسائل بغدادی مکتوبات
طریق خطوط نویسی قابل درس زیر طبع

ریاضی وہیئت

اقلیدس مقالہ اول محشی
نہایۃ صحیح - مجتبائی دہلی -
سبع شداد مع اشکال محشی بحواشی
مولانا رشید الدین خان دہلوی رح مجتبائے
شرح چغمینی محشی بحواشی مولانا
عبد الحلیم ومولوی عبد الحی رح مجتبائے
لب اللباب شرح خلاصۃ الحساب
نایاب شرح ہے (قابل دید ہی)
خلاصۃ الحساب محشی بحواشی
مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ العالی
نہایۃ صحیح مع رسالہ ضروری -
تصریح فی شرح التشریح
صحیح خوشخط محشی بحواشی مولانا حفیظ اللہ
سلمہ اللہ مدرس اعلی مدرسہ عالیہ رامپور زیر طبع

اعلان

چونکہ حق تالیف
اس کتاب کا حضرت مولانا
محمد عبد الغفار صاحب مفتی صدر عدالت
لشکر گوالیار سے مطبع کو حاصل ہے لہذا راقم
نے کاپی رائٹ اسکا بذریعہ رجسٹری باضابطہ
محفوظ کرلیا ہے کوئی صاحب بلا اجازت
بجنسہ یا بہ تبدیل قصد
طبع نفرمائیں

فقط

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ماہ ستمبر ۱۸۹۴ عیسوی